

تاریخ جہانگیر

بنی پرشاد



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

تاریخ جہانگیر

تاریخ جہانگیر

بنی پرشاد

مترجم
رحم علی الہاشمی



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا، جھولہ، نئی دہلی۔ 110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

1979	:	پہلی اشاعت
2010	:	چوتھی طباعت
550	:	تعداد
82/- روپے	:	قیمت
858	:	سلسلہ مطبوعات

Tareekh-e-Jahangeer

by

Beni Prasad

ISBN :978-81-7587-385-8

ناشر: ڈائریکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوٹل ایریا، جسرہ،
نئی دہلی-110025 فون نمبر: 49539000، فیکس 49539099
شعبہ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر کے پورم، نئی دہلی-110066، فون نمبر 26109748
فیکس نمبر 26108159

ای۔میل urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ www.urducouncil.nic.in

طابع: ہائی ٹیک گرافکس، 167/8، سونا پریا چیمبرز، جو لینا، نئی دہلی-110025

اس کتاب کی چھاپائی میں TNPL Maplitho 70GSM کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ ان دو خدا داد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے دہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جاسکتے تھے۔ حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔ علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔ باطنی علوم کا تعلق انسان کی اخلاقی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تہذیب دہی سے رہا ہے۔ مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ ہزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور لمھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔ تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور مائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔ علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔ بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔ لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے علقہ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل رائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور

پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر طعریز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے، ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائریکٹر

فہرست مضامین

نمبر شمار	باب	صفحات نمبر
1-	بچپن	10
2-	عہد شباب	29
3-	ستیم کی بغاوت	41
4-	مغلیہ حکومت۔ خصوصاً جہانگیر کے عہد سلطنت میں	64
5-	جہانگیر کی تخت نشینی	100
6-	شہزادہ خسرو کی بغاوت	108
7-	قندھار۔ جہانگیر کی کابل کوداگلی۔ جہانگیر کے قتل کی سازش۔ پنڈے کی شورش۔	120
8-	نور جہاں	131
9-	ہنگامے اور شورشیں	153
10-	میواڑ	168
11-	دکن	192
12-	جہانگیر گجرات میں دہائیں	218
13-	چھوٹی چھوٹی فتوحات اور سلطنت میں الحاق	231
14-	نور جہاں کے گروہ میں پھوٹ	240
15-	دوبارہ دکن میں سلطان خسرو کی وفات	251
16-	قندھار میں شاہجہاں کی بغاوت	260
17-	شاہجہاں کی بغاوت	269
18-	شاہجہاں کا گو لکنڈہ اور تلنگانہ سے گزر شمالی ہند میں فوجی کارروائیاں	280
19-	دکن	290
20-	مہابت خاں کی یورش	296

- 21- دکن میں شاہجہاں کی نقل و حرکت 313
- 22- جہانگیر کے آخری ایام..... جانشینی کے لیے جدوجہد 319
- 23- خلاصہ 326
- 24- ضمیر (الف)۔ پہلے باب کے متعلق نوٹ 332
- 25- ضمیر (ب)۔ پہلے باب کے متعلق نوٹ 332
- 26- ضمیر (ج)۔ سند 333

پہلے اڈیشن کے پیش لفظ کا خلاصہ

اس کتاب کا مقصد ہندوستانی تاریخ میں ایک خلا کا پرکرتا ہے۔ بہت دن ہوئے 1788ء میں فرانسس گلیڈون نے ”جہانگیر کے عہد حکومت کی ایک مختصر تاریخ شائع کی تھی مگر یہ عملاً تاثر جہانگیری کا خلاصہ تھی۔ لکھنؤ نے چند یورپین سیاحوں کے لکھے ہوئے حالات سے استفادہ کیا اور نیز پرائس کے فرضی میموائرس آف ایمپائر جہانگیر کا مگر وہ اٹھارہویں صدی کے اعلیٰ مورخ خانی خان کا خلاصہ کرنے پر قائل رہا۔ بعد کے بیشتر مورخین نے لکھنؤ ہی سے استفادہ کیا۔

اس کتاب میں پہلی مرتبہ فارسی تواریخ مثلاً توذک جہانگیری، مستند خان کے اقبال نامہ، کامگار حسین کی تاثر جہانگیری، فتح کاغذ، مخزن افغانی اور دوسری تواریخوں کی چھان کی گئی اور استفادہ کیا گیا۔ کئی معاصر یورپیوں کے سفر نامے اور خطوط جو ہزاروں صفحوں پر مشتمل ہیں ان کی ناقدانہ نظر سے جانچ کی گئی اور جو کچھ بھی ان سفر ناموں سے حاصل ہو سکا وہ حاصل کیا گیا اسی طرح راجپوت تاریخوں سے بھی مواد حاصل کیا گیا اور بعد کے ہندوستانی اور یورپین مورخین کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے بعض فرامین دستیاب ہوئے جنہیں تصدیق کے لیے استعمال کیا گیا۔

اس طرح یہ ممکن ہو سکا کہ جہانگیر کے عہد حکومت کے تمام اہم سیاسی اور فوجی کارناموں کا تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاسکے۔ اصل مآخذ کے ناقدانہ مطالعہ کے بعد جہانگیر کا کیرئیر اس سے بہت مختلف نظر آتا ہے جیسا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ نور جہاں بیگم کے پہلے شوہر شیر اقلن کے موت کی ذمہ داری کے متعلق میں نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ ناظرین کو انوکھا معلوم ہوگا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ جتنی شہادتیں بہم ہو سکیں ان کے ناقدانہ مطالعہ پر مبنی ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ جہانگیر نے نور جہاں کو (یا مہر النساء کو جو شادی سے پہلے اس کا نام تھا) کبھی اس کی پہلی شادی سے پیشتر دیکھا تھا۔ برخلاف اس کے یہ یقین کرنے کی مقول وجہ ہے کہ اس نے نہ شیر اقلن کے جان لینے کی کبھی خواہش کی اور نہ ان کی بیوی کو حاصل کرنے کی۔ شیر اقلن کی بیوہ ہے جہانگیر کی شادی ویسے ہی حالات میں ہوئی جیسے حالات میں اور شادیاں ہوتی ہیں۔ نور جہاں کے اقتدار کی نوعیت صورت اور نتائج کی تشریح کی گئی ہے۔

چوتھے باب میں مغل سلطنت کی نوعیت اور طریق کار کو کسی حد تک نظریہ سیاست سے ایک نئے زاویہ نظر سے بیان کیا گیا ہے۔ میں نے جو نتائج نکالے ہیں ممکن ہے کہ وہ عام طور پر قابل قبول نہ ہوں

مگر میں یہ ظاہر کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ وسیع مطالعہ پر مبنی ہیں۔

میرا خیال شروع سے آخر تک سلیس مہارت لکھنے کا رہا۔ صرف چند موضوعوں پر جیسے فتح پور
یکری کی عمارتوں کی تفصیل میں مجھے اپنے ارادہ کے برخلاف گین کا اسلوب اختیار کرنا پڑا جس کا میں مطالعہ
کر رہا تھا مگر مجھے یقین ہے کہ میں نے تمام لغامی اور لمبے چوڑے الفاظ سے پرہیز کیا ہے۔

میں خدا بخش بورٹنیل پبلک لائبریری، باگی پور، امپریل لائبریری کلکتہ، سینٹ زیویر
لائبریری کلکتہ، جین سداہت بھون آرہ، موزیم قلعہ دہلی، جڑ پائینس مہاراجہ جو دھپور دھارس و جھڑ پور
، و نواب صاحب رام پور دلالہ سری رام کامتوں ہوں کہ انہوں نے براہ کرام بڑی فیاضی سے مجھے اپنے
یہاں کی تاریخی تصویروں اور مخطوطات کی نقلیں بہم پہنچائیں۔

بینی پرشاد الہ آباد

تاریخوں کی تشریح

مسلم یا ہجری سنہ میں حسب ذیل مہینے ہیں۔ محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ۔
 چونکہ ہجری مہینہ چاند دیکھنے پر شروع ہوتا ہے اس لیے کسی مہینہ میں تیس دن ہوتے ہیں۔
 اور کسی میں انیس، پورا سال 354 دن کا ہوتا ہے۔ ہجری سنہ 622ء سے شروع ہوتا ہے۔
 سنہ الہی کے حسب ذیل مہینے ہیں۔ ہر مہینے کے ساتھ بریکٹ میں اس مہینے کے دن لکھ دیے
 گئے ہیں۔ فروردین (31) اردی بہشت (31) خرداد (32) تیر (31) مرداد (31) شہریار (31) مہر
 (30) آبان (30) آذر (29) دے (29) بہمن (30)، اسفندر موز (30)، سال میں کل دنوں کی
 تعداد 365۔

پہلا باب

بچپن

پیدائش

جہانگیر 30 اگست 1569ء (1) کو دودھ پھر کے وقت پیدا ہوا۔ اس کے والد، بانی سلطنت مغلیہ کے پوتے اس وقت اپنی عمر کے 27 سال اور اپنی تخت نشینی کے 13 سال اور حکومت سنبھالنے کے نو سال پورے کر چکے تھے۔

1569ء کی مغل سلطنت

اکبر کی ذہانت اور جرأت نے جس کی تربیت سلطنت مغلیہ کے اصلی بحال کرنے والے پرانے جنگ آزما اور مدبر بیرم خاں (1553ء تا 1580ء) نے کی تھی، ہاپوں (1542ء تا 1553ء و 1553ء تا 1558ء) کی چھوڑی ہوئی چھوٹی سی ریاست کو ہمالیہ کے جنوب میں سب سے بڑی اور سب سے طاقتور سلطنت بنادیا۔ بنگال کے علاوہ جو شمالی ہند میں شورہ پشت عناصر اور تخت سے اتارے ہوئے حکمرانوں کا اڈہ تھا اکبر کی برادر است حکومت سارے ہندو گنگائی میدان کی سر زمین پر تھی۔ اس کی برائے نام حکومت کامل پر تھی اور نیز غیر ترقی یافتہ گونڈوانہ پر جو آجکل کم و بیش بندیل کھنڈ اور صوبہ متوسط ہے۔ لیکن اکبر کی جنگ آزمائی حکمت عملی اور تدبیر کے سب سے زیادہ نمایاں کارناموں کا میدان راجپوتانہ تھا۔ فنکاری اور قدرت نے مل کر چٹوڑ کے قلعہ کو تقریباً ناقابل تسخیر بنا دیا تھا اور تاریخ میں بے مثال بہادری اور مافوق البشر مردانگی کے سارے وسائل اس کی حفاظت میں استعمال کیے گئے تھے مگر مغلوں کی فنی مہارت حسن تدبیر اور شجاعت نے 1568ء میں دھوا کر کے اُسے تسخیر کر لیا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنی گئی۔ رخصمبور اور کالنجر جو استحکام میں چٹوڑ سے دوسرے ہی درجہ پر راجپوتوں کے گڑھ تھے وہ بھی اس کے بعد تسخیر ہو گئے۔ مصالحت اور میل ملاپ کی پالیسی جو ہوش مندی اور فراخ دلی کی پیداوار تھی پورے زوروں پر

(1) البر الفضل (ترجمہ پورچ) جلد دوم صفحہ 503 میں سنہ الحی کی تاریخ 18 شربوردی ہے۔ جو حساب سے 30 اگست ہوتی ہے نہ کہ 31 اگست جیسا کہ راجس دیورچ نے توڑک جہانگیری کے ترجمہ (جلد اول صفحہ 2) میں دی ہے اور نیز مین کی ہسٹری آف ہندوستان جلد اول صفحہ 104 میں ہجری تاریخ 17 ربیع الاول 977ھ ہے۔ دیکھو فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 233۔ بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 124، محمد ہادی صفحہ 4۔ آثار الاسرا صفحات 553 تا 555، عارف قدح حدادی مخطوط رام پور صفحات 94، 95، جہانگیر (راجس دیورچ) جلد اول صفحہ 3، تائر جہانگیری (مخطوط خدا بخش) صفحہ 3 نظام الدین احمد (راجس دیورچ) جلد پنجم صفحہ 334 میں 18 ربیع الاول ہے جو ایک قطع مورخ کے لیے عجیب سی بات ہے۔ کلیدون (صفحہ 1) نے 15 اگست لکھا ہے اور پرائس (صفحہ 6) نے 878ھ لکھا ہے جو ایک سال کی غلطی ہے۔

کار فرما ہو گئی حکمرانوں کے درمیان سب سے نازک رشتہ معمول حکومت کے کاموں میں لگایا گیا۔ قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں کوئی رشتہ اتنا خوشگوار اور پار آور نہ تھا جتنا جنوری 1563ء (2) میں امیر کے راجہ بھارمل کی لڑکی سے اکبر کی شادی جس نے ہندوستان کی سیاست میں ایک نئے باب کا افتتاح کیا اور ملک کو کئی ممتاز فرمانروا دیے اور مغل بادشاہوں کی چار نسلوں کو قرون وسطیٰ کے بعض بہترین جنگ آزما اور مدبرین کی خدمات حاصل ہو گئیں۔

اکبر کی اولاد کی پیدائش اور موتیں 1563ء تا 1568ء

اب تک اکبر کے جو بچے پیدا ہوئے ان کا نسب کھونا تھا۔ 1562-63ء میں ایک لڑکی فاطمہ بانو بیگم پیدا ہو کر مر گئی جس کے بعد 1564ء میں جوڑوان بچے پیدا ہوئے اور لفظ درباری مورخ لکھتا ہے کہ ”ساحل سے ساحل تک مسرت کے قالین بچا دیے گئے۔ اور ساری انسانیت کو پیام مسرت دیا گیا۔“ ان کے نام پیغمبر اسلام کے نواسوں کے نام پر مرزا حسن اور مرزا حسین رکھے گئے لیکن ایک مہینہ کے اندر ہی یہ دونوں در شہور عالم بالا کو چلے گئے (3)۔ اگلے چار برسوں میں جو بچے پیدا ہوئے ان کا بھی یہی انجام ہوا (4)۔

اکبر نے اپنے وارث کی دُعا مانگی

اگرچہ پبلک سرگرمیوں اور درخشاں فتوحات نے اکبر کے قدم جوئے عمر خانگی حادثوں سے اس کے دماغ کو بے چینی تھی اس کی عمر اگرچہ صرف پچیس ہی سال کی تھی مگر اس کی قبل از وقت ہوشمندی نے اس میں پوری شفقت کا جذبہ جوش و خروش سے سرگرم عمل کر دیا تھا۔ رب العالمین سے دعائیں کرنے سے اس کا دل نہ بھرا تو اس نے زندہ اور مردہ بزرگوں کا سہارا لیا اور شیخ معین الدین چشتی (5) کے حرار پر ہر سال حاضری دی اور قسم کھائی کہ جیسے ہی اس کی مراد حاصل ہوئی وہ ہندوستان کی حبرک ترین درگاہ کا پیدل سفر کرے گا۔ (6)

(2) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد دوم صفحہ 242۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) جلد پنجم صفحات 474، 473 تا 474۔ آثار اسلام جلد دوم صفحہ 113۔ بھارمل کو غلطی سے بھارال یا بھدی لکھا جاتا ہے۔ امیر کے خانگی جھگڑوں نے متعدد فریقوں کو مغلوں کی مدد حاصل کرنے پر آمادہ کیا اور کسی حد تک یہی وجہ اس رشتہ کی ہوئی۔ دیکھو بھلائی مخطوطہ ہے پور صفحہ 62۔

(3) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد دوم صفحات 356، 357۔

(4) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد دوم صفحہ 5، 3۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) صفحہ 332۔ فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 233۔ بدایونی جلد دوم صفحہ 108 (نو) صفحہ 112۔ پرائس صفحہ 3 و 4۔

(5) معین الدین چشتی شیخ مودود کے پوتے اور سیستان کے خواجہ حسن کے لڑکے تھے۔ انھوں نے وسطی اور مغربی ایشیا کی وسیع سیاست کی اور بیس سال تک شیخ عثمان ہردونی کے پاس بطور شاگرد رہے۔ ان کی علمی فضیلت اور تقدس کا بہت بلند درجہ قلم و کلمہ بدایونی جلد سوم (جنگ) صفحہ 87۔

(6) اکبر نامہ (بیورنگ) جلد دوم صفحات 502، 503۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈاؤن) جلد پنجم صفحات 333، 334۔ بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 127 جہانگیر (راجس بیورنگ) جلد اول صفحہ 1-2۔ محمد ہادی صفحہ 3۔

شیخ سلیم چشتی 1479ء تا 1570ء

شیخ سلیم چشتی جو ہندوستان میں اس زمانہ کے مشہور ترین بزرگوں میں تھے اُن کے پاس وہ بار بار گیا اور ہمتوں قیام کیا۔ شیخ سلیم ایک اونچے اور نامور خاندان کے تھے جو اپنا نسب فرخ شاہ بادشاہ کابل سے ملا تھے۔ ان کے قریبی اجداد دہلی میں آباد ہو گئے تھے اور وہیں 1479ء میں وہ پیدا ہوئے۔ انھوں نے خواجہ فیصل بن یاز کے روحانی جانشین خواجہ ابراہیم کے سامنے زانوے ادب نہ کیا اور یہ دونوں اس عہد کے نامور بزرگ تھے۔ دوسرے وہ ہندوستان سے باہر گئے اور بائیس سال عرب، شام، ایشیائے کوچک اور عراق کے مسلم بزرگان کے محرابوں اور خانقاہوں میں صرف کیے۔ باہر رہ کر وہ ہر سال بلاناغہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جاتے رہے اور ان دونوں مقامات مقدسہ میں سب ملا کر آٹھ سال صرف کیے۔ انھوں نے اسلامی دینیات کے تمام مکاتب خیال کے ادب پر عبور حاصل کیا اور سخت ریاضتیں کیں، لیکن طویل، مراقبوں کے بعد وہ صوفیت کی طرف راغب ہو گئے، یعنی ایک حقیقی خدا پر شخصی اعتقاد اور اس سے براہ راست ربط کا ذوق۔ کچھ دنوں بعد جب پانی پت کے شیخ مان نے اُن سے پوچھا کہ ”آپ کا مقصد عقلی دلیل سے حاصل ہوا یا الہام سے“ تو انھوں نے جواب دیا ”دل کی دل کی راہ سے“۔ مغربی ایشیا میں ان کی شہرت دور دور پھیل گئی اور ان کے شیخ الہند کے خطاب نے انھیں تمام زائرین میں جو ہندوستان سے آئے تھے اوّل درجہ کا مرتبہ دے دیا۔ بالآخر 1564ء میں جب وہ اپنے وطن واپس آئے تو مذہبی حلقوں میں جوش بھڑک اٹھا۔ انھوں نے شادی کر لی تھی اور کئی اولادیں تھیں۔ ان سب کو لے کر وہ آگرہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر موضع سیکری کی پہاڑی پر مقیم ہو گئے۔ یہاں وہ سچے ولی اللہ کی طرح زہد و تقویٰ میں بسر کرتے تھے۔ دن میں دو بار ٹھنڈے پانی سے نہاتے تھے اور اپنی ضیفی کے زمانے میں بھی پہاڑی کی شدید گرمی اور سردی میں وہ بجز ایک باریک کرتے اور باریک اچکن کے کچھ اور نہیں پہنتے تھے۔ ان کی ریاضت کی جگہ چلہ گاہ کے نام سے آج بھی موجود ہے اور پہاڑی کی دوسری عمارتوں میں گھری ہوئی ہے۔ وہ اپنے روشن خیال تھے کہ انھوں نے ابو الفضل اور فیضی کے والد شیخ مبارک کو پناہ دی اور ان کی مدد کی حالانکہ انھیں مذہبی جونیوں نے آگرہ سے نکال دیا تھا۔ انھوں نے کئی مریدوں کی تربیت کی جیسے الور کے کمال، بنگال کے پیارا، حسین خادم، سنبھل کے فتح اللہ ظارم اور اجدھن کے رکن الدین۔ ان مریدوں نے اپنے پیر کے پیام حق کی روشنی و قوادری کے ساتھ بعد کی نسلوں تک پھیلائی۔ (7)

اکبری سیکری میں

درویشوں اور عالموں کے ان معتقدان کی عمارت نوے سال ہو چکی تھی اور عوام میں ان کے بہت سے معجزے مشہور ہو گئے تھے جس وقت ہندوستان کا طاقتور حکمران ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے استدعا کی کہ اُس کے وارث تاج و تخت کے لیے دعا فرمائیں تو بزرگ درویش نے تعمیل کی اور مستعدی

(7) بدایونی جلد سوم (جیک) صفحات 27 تا 18۔ دربار اکبری صفحات 790 تا 796۔ اکبر نامہ (چوتھا جلد) صفحہ 503۔
تاریخ الامم (بیورج) جلد اول صفحات 169، 170۔ بلوک مین گایاں (539) بہت مختصر ہے۔ ماسیرات (کلیئر) صفحہ 642۔
کے دلائل پر مدعا کیوں اور اسلامی نقطہ نظر سے شرمناک افعال کے: حج ہیں قطعی متعجبانہ ہے۔

بادشاہ کو جلد ہی اس کی مراد پوری ہونے کی خوشخبری دی۔ شہنشاہ نے قسم کھائی کہ شاہزادہ جب پیہا ہو گا تو اُسے وہ ان کی حفاظت میں دے گا اور شیخ نے اُس کا نام اپنے نام پر رکھنا منظور کر لیا۔ سیکری میں شہنشاہ کے بار بار آنے اور قیام کرنے سے اس گاؤں کی حالت بدل گئی۔ پرانی چھوٹی سی خانقاہ کی جگہ خوبصورت خانقاہ اور اس سے بھی خوبصورت مسجد بن گئی۔ پہاڑی کی بلندی پر شہنشاہ کا عالی شان محل تعمیر ہو گیا اور امر ہونے بھی جلد ہی اس کی تقلید کی اور اپنے قیام کے لیے خوبصورت محلات تعمیر کر لیے۔ (8)

مریم الزماني سیکری میں

شروع 1569ء میں راجپوت ملکہ میں جو مریم الزماني کہلاتی تھی محل کے آثار پیدہ ہوئے اور اُسے معہ اس کے محققین کے ”منحوس“ شہر آگرہ سے بوڑھے درویش کے قرب میں منتقل کر دیا گیا۔ شہنشاہ باری باری آگرہ اور سیکری میں قیام کرتا رہا اور اس درمیان میں بے چینی سے انتظار کرتا رہا۔ ایک جمعہ کو جب وہ چپے کا شکار کر رہا تھا تو اُسے اطلاع ملی کہ بچہ ماں کے پیٹ میں حرکت نہیں کر رہا ہے تو اُس نے فوراً قسم کھائی کہ وہ آئندہ سے کبھی جمعہ کو چپے کا شکار نہیں کرے گا اور اس کا یا بند رہا۔ (9)

شہزادہ سلیم کی پیدائش

تھوڑے ہی دن بعد شہزادہ سلیم تولد ہو گیا۔ (10)۔ اکبر کو آگرہ میں خبر ملی۔ پرانی رسم کے

(8) کلام الدین (ایلیٹ وڈو سن جلد پنجم صفحات 432، 433۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 201 فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 233 تاثر الامار (پیر بنج) جلد اول صفحہ 169۔ تاثر جہانگیری صفحات 43۔ جہانگیر (راجس و پیر بنج) جلد اول صفحہ 2 نے اس معمولی واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے وہ لکھتا ہے: ”ایک روز شیخ سلیم کی خدمت میں وہ (اکبر) پریشان بیٹھا تھا اور اس نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس کے کتنے بچے ہوں گے؟ شیخ نے جواب دینے والے بلا مانگے ہوئے آپ کو تین لڑکے عطا کرے گا۔“ میرے والد نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میرا پہلا بچہ جب پیدہ ہو گا تو اسے آپ کے دامن میں لاکر ذلیل دوں گا۔ آپ کی شفقت و حمایت کو میں اس کا کنبہاں بنائوں گی شیخ نے اس خیال کو پسند کیا اور فرمایا ”میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں اسے اپنا نام دوں گا۔“ (9) جہانگیر کی ماں کا راجپوت نام کسی مورخ نے نہیں لکھا ہے۔ سیمان رائے (غلامرضا) الخوارزمی مملوکہ دہلی 1913ء صفحہ 374) نے صرف سرکاری نام لکھا ہے۔ ابو الفضل (پیر بنج) جلد دوم صفحہ 53۔ نے صرف ”خوش طامی کے سورج کی کوکھ“ لکھا ہے۔ فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 33) نے ”منظور نظر سلطان“ لکھا ہے۔ کلام الدین (راجس وڈو سن) جلد پنجم صفحہ 334 اور بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 113) نے شہنشاہ کی ایک ملکہ لکھا ہے۔ بلو کین (صفحہ 310) نے پہلے اسے جو دھانی خیال کیا لیکن بعد کو (صفحہ 619) میں اس کی تردید کر دی۔ پیر بنج (جرنل آف انڈیا) سوسائٹی پگال 1887ء جلد اول صفحات 164 تا 167) نے ایک جگہ میرم خاں کی بیوہ سلطانہ سلیم لکھا ہے مگر یہ قائل نہیں ہے کہ۔ کین (پنڈیک گانڈ، آگرہ صفحہ 58) جس کی تقلید بی ڈبلیو فارست نے سٹیز آف انڈیا پست اینڈ پریزنٹ (صفحہ 195) نے بھی کی ہے سر امر قلعیوں سے بھرے ہیں اور اسی طرح آگرہ ڈسٹرکٹ گزیٹیر صفحات 147، 148 خانی خاں، بخاؤر خاں وغیرہ کی فاری تاریخوں میں بھی کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(10) پیدائش کے حالات نے انسانی رنگ اختیار کر لیا۔ ”کہا جاتا ہے کہ شہنشاہ کی آمد کے وقت درویش کے ایک چہ ماہ کا دودھ پیتا ہو اچھا جو ایک دن باپ کو دیکھ کر گھر سے مراجع میں چلا گیا اور شہنشاہ کی آمد پر بول اٹھا کہ ”آپ نے فاع عالم کو ماہوس کیوں دیکھا کر دیا۔“ مشاہدات کے بموجب درویش نے جواب دیا کہ ”بادشاہ کے بچے شیر خوار کی ہی منیت ہو جائیں گے جب تک کوئی خود اپنا بچہ ان کی جگہ مرنے کے لیے نہ پیش کرے۔“ بچے نے برجستہ مگر لوہے سے کہا ”آپ کی اجازت سے میں مر جاؤں گا تاکہ جہاں پتہ وارث سے عروہ نہ رہیں۔“ اور اپنے والد کی ممانعت کا انتظار کیے بغیر وہ سرگید توبہ بعد شہزادہ پیدہ ہوا (انجلی کین۔ گائیڈ بک آگرہ (صفحہ 39) اس افسانہ کی بنیاد پر کین نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ بادشاہ کے امہو اچھا پیدہ ہونے پر درویش نے اپنا بچہ اس کی جگہ کر دیا (”ہینا“) مگر یہ تمام مستند مورخین کے بیان کے بالکل خلاف ہے اور اس سے کم فیاض خیال جس کا یہاں

بانی شاید اگلے صفحہ پر ...

مطابق کہ جو بچہ بڑی تناسل سے پیدا ہوا ہے کچھ دنوں تک اس کے والد کو نہ دیکھنا چاہئے اکبر نے سیکری کی ردا لگی ملتی کر دی لیکن حکم دیا کہ ایک ہفتہ تک جشن منایا جائے۔ تجھے اور خیرات پوری سلطنت سے تقسیم ہوئی۔ لشکر خانہ کھول دیا گیا اور قیدی رہا کیے گئے۔ بقول ابوالفضل وہ زمانہ کے دماغ میں مسرت بھر گئی۔ "شاعر اور نظم کہنے والے قصیدے اور مہار کہاوتوں کے لیے دور دور سے آکر جمع ہو گئے۔ استادانہ شاعری اور محض لغاضی پورے جوش و خروش سے دکھائی گئی۔ مرد کے خواجہ حسن کی نظم سب پر فوقیت لے گئی جس کے ایک مصرع سے شہنشاہ کی تاج پوشی کا اور دوسرے مصرع سے شہزادے کی پیدائش کا وہ تاریخ نگار شاعرانہ کمال بھی تھا چنانچہ انھیں دو لاکھ دھنک انعام دیا گیا۔ (11) اس سے کم قیمت تاہم شاندار تحفہ شیخ المصطفیٰ یعقوب شاہ کشمیری کو دیا گیا اور دوسرے کم درجہ کے شعرا کو بھی تحفے دیے گئے۔ (12) جنھوں نے دو جہم پڑے بنائے۔ ایک ہندو ستیلی حساب سے اور ایک یونانی حساب سے مگر دونوں میں پختہ تالیما میران تھا (13)

شہزادے کی اتالیقیں

پیدا ہونے کے پہلے دن شہزادہ کو اس کے دینی باپ کی بہو نے دودھ پلایا جو نوزائیدہ بایزید کی مالہ تھی اور بایزید بعد کو معظم خان کے لقب سے موسوم ہوا دوسرے دن شہزادہ شیخ کی صاحبزادی کو سپرد کیا گیا جو خوب کی ماں تھی۔ دی مستقبل کا بد انجام قلب الدین۔ ان خاتون نے شہزادہ کو بڑے چاچا اور چچا سے

(بغیر حاشیہ نمبر 10....) شہزادہ کیا گیا اور صفحہ 11 پر صاف صاف ظاہر کیا گیا ملک اور درویش دونوں کے خلاف ہے اور مطلقاً قابل توجہ نہیں۔ شہزادہ کے پیدا ہونے کی جگہ آج بھی ایک شگفتہ محل کے اندر چاندی مسجد کے جنوب مغرب اور مسجد سنگ ترانہ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اس عمارت کو پہلے رنگ گل کہتے تھے۔ یہ بچے کی منزل میں ہے اور بہت ہی گندی حالت میں ہے۔ یہ ٹوٹ چھوٹ چلی اور آٹھ فٹ چار انچ چوڑی اور صرف دس فٹ اونچی ہے۔ اس محل میں اب شیخ کی نسل کے ایک صاحب رہتے ہیں جن کا نام محل حسین ہے اور گھر ان کے زمانہ خانہ کے اندر ہے اس لیے زائرین کو بہت کم دکھایا جاتا ہے۔ (ای ڈبلیو اسمتھ کی کتاب "مغل آرکیٹیکچر آف فتح پور سیکری حصہ سوم صفحہ 10)

(11) لکھنؤ کی نظم بدایونی کے فارسی نسخہ جلد دوم صفحات 121، 123، 124 میں اور لکھنؤ کی جلد دوم صفحات 125، 127، 128 اور قتل کی ملاح الخوارزمی صفحات 109، 110 میں اور اقبال نامہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اکبر نامہ (لکھنؤ فارسی) جلد دوم صفحہ 348، اور بیورج جلد دوم صفحات 507، 508 میں بھی اس کے کچھ اشعار دیے گئے ہیں۔ پہلے چھ اشعار کو بیورج نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

بادشاہ کے لشکر کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔

ایک شاعر موتی انصاف کے سمندر سے حاصل ہوا گیا۔

سلطنت کے آئینہ سے ایک پر عہد اثر آئینہ

میں شوکت کے آسمان سے ایک ستارہ آگیا۔

ایسا گلاب کا درخت چمن میں نہیں نظر آسکتا۔

ایسا لالہ لالہ زار میں نہیں ہے۔

(12) سلیم کے پیدا ہونے پر جشن و شادی کے حالات کے لیے دیکھو اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحات 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283، 2284، 2285، 2286، 2287، 2288، 2289، 2290، 2291، 2292، 2293، 2294، 2295، 2296، 2297، 2298، 2299، 2300، 2301، 2302، 2303، 2304، 2305، 2306، 2307، 2308، 2309، 2310، 2311، 2312، 2313، 2314، 2315، 2316، 2317، 2318، 2319، 2320، 2321، 2322، 2323، 2324، 2325، 2326، 2327، 2328، 2329، 2330، 2331، 2332، 2333، 2334، 2335، 2336، 2337، 2338، 2339، 2340، 2341، 2342، 2343، 2344، 2345، 2346، 2347، 2348، 2349، 2350، 2351، 2352، 2353، 2354، 2355، 2356، 2357، 2358، 2359، 2360، 2361، 2362، 2363، 2364، 2365، 2366، 2367، 2368، 2369، 2370، 2371، 2372، 2373، 2374، 2375، 2376، 2377، 2378، 2379، 2380، 2381، 2382، 2383، 2384، 2385، 2386، 2387، 2388، 2389، 2390، 2391، 2392، 2393، 2394، 239

پرورش کی اور اتنی دیکھ بھال کی کہ شہزادہ کے ذہن پر اس کا مدت العمر تاثر رہا۔ شہزادہ نے ان کا ہمیشہ اپنی ماں کی طرح احترام کیا اور ان کے انتقال پر ان کا ذکر درد انگیز الفاظ میں کیا۔ (14)

اکبر کا پیادہ سفر

شہزادہ کا نام محمد سلطان سلیم رکھا گیا مگر پیار کا نام شیخو بابا تھا۔ اکبر نے اپنی دعاؤں اور تمناؤں کے فرزند کو کبھی کسی اور نام سے نہیں پکارا۔ (15)۔ بادشاہ نے تشویش کے زمانہ میں جو حلف لیا تھا وہ مسرت کے زمانہ میں نہیں بھولا۔ 20 جنوری 1570ء کو جمعہ کے دن وہ دار السلطنت سے روانہ ہوا اور اوسطاً چودہ میل روزانہ پیدل سفر کرتا ہوا 13 فروری کو اجیر پور پہنچا اور فوراً نزار پر فاتحہ پڑھنے حاضر ہو گیا۔ محبت اور زہد کی راہ میں یہ 328 میل کا پیدل سفر اپنے عہد میں اور آئندہ نسلاں کے لیے یادگار رہ گیا۔ (16) لیکن بادشاہ کے فولادی جسم اور مسرت بھرے ذہن کے لیے اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

شہزادے کے بھائی بہن

قسمت نے ابھی تک بادشاہ سے جو بے رخی کی تھی اب اس کی تلخی کرنے لگی، 21 نومبر 1569ء کو ایک لڑکی شہزادی خانم سے پیدا ہوئی۔ (17) شہزادہ مراد نے 7 جون 1570ء کو شیخ سلیم کے سہارک گھر سیکری کی پہاڑی پر پیدا ہوا اور اس لیے پہاڑی کہلاتا تھا (18)۔ دو سال بعد 9 ستمبر 1572ء کو شیخ دانیال کے مکان پر سب سے چھوٹا شہزادہ دانیال پیدا جسے شیخ دانیال نے خود اپنے نام سے موسوم کیا۔ (19) کچھ دنوں بعد بی بی دولت شان کے بطن سے دو لڑکیاں شکر النساء بیگم اور آرام بانو بیگم پیدا ہوئیں۔ (20)

(14) جہانگیر (راجس دہچورج) جلد اول صفحات 32، 84، 85، بلو کسین صفحہ 492 لیلیف کی آگرہ صفحہ 164۔
(15) ”میں نے اپنے والد کو کبھی نہ کی حالت میں یا بغیر نش کے اپنا نام محمد سلیم یا سلطان سلیم لیتے ہوئے نہیں سنا بلکہ ہمیشہ شیخو بابا کہتے تھے۔ جہانگیر (راجس دہچورج) کے جلد اول صفحہ 2۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 390 تاسیرات کی تفسیر صفحہ 644 جزویت فرقہ میں سلیم کا نام شیخو مشہور تھا۔

(16) اکبر نامہ (دہچورج) جلد دوم صفحات 91، 110 تا جہانگیر (مخطوطہ خدائش) صفحہ 5 (ب) اکبر نامہ (پرچہ جات 41، 44) کی لایٹ (ترجمہ سمجھو) صفحہ 272۔ جیز منڈی دوم 226۔ تھیوٹ سوم ہب 27 صفحہ 49 ہریت صفحہ 60 میں یہ فسانہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے قلعوں پر سفر کیا بعد کے مورخین مثلاً غازی خاں، مسکان دے، جتوہر خاں نے شائد و الفاظ میں اس سفر کو ذکر کیا ہے۔
(17) اکبر نامہ (دہچورج) جلد دوم صفحہ 509 جہانگیر (راجس دہچورج) جلد اول صفحہ 34 پرائس (صفحہ 46) نے اسے سلیم بیگم کی لڑکی کہا ہے لیکن مستند مورخین کامیان قابل ترجیح ہے۔ وہ اپنی دواوی حیدہ بانو بیگم کی جیسے سرکاری طور پر مریم مکانی کہتے تھے۔ حفاظت میں پردہ کردی گئی تھی۔

(18) اکبر نامہ (دہچورج) جلد دوم صفحہ 513۔ حکام الدین (الیٹ وڈوسن) جلد بیجم صفحہ 335۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحات 185، 186۔ فرشت (برگس) جلد دوم صفحہ 234۔ جہانگیر (راجس دہچورج) جلد اول صفحہ 24 میں صاف لکھا ہے کہ شہزادہ کی ماں ایک داشت عورت تھی وہ بھی 70یت فرقہ میں اپنے مرئی نام سے مشہور تھا۔ میکلارکن جرنل آف انڈیا تک سوسائٹی بنگلہ 1896ء جلد اول صفحہ 31۔

(19) اکبر نامہ (دہچورج) جلد دوم صفحہ 342۔ جہانگیر (راجس دہچورج) صفحہ 34۔

(20) جہانگیر (راجس دہچورج) جلد اول صفحہ 34۔

فتحپور سیکری کی تعمیر

خانگی مسرتوں نے شہنشاہ اکبر کو اس پر آمادہ کر دیا کہ وہ منحوس آگرہ کو چھوڑے دے اور اپنی حکومت کی شان و شوکت کو سیکری میں نمایاں کرے اور اُس کی خود اپنے اس حوصلہ پر بھی نظر تھی، ایک ایسا شہر تعمیر کرے جس سے اس کے عہد کی شوکت اور اُس کی دلی خواہش کا مظاہرہ ہو۔ سیکری کی پہلاڑی پر مگر یہ بھی ختم ہوتی تھی۔ اور سردی بھی ختم اور قریب میں کوئی دریا یا جھیل ایسی نہ تھی جو ایک بڑے شہر کو کافی پانی بہہ ہو سکا۔ لیکن اولوالعزم بادشاہ کا حوصلہ کسی بات سے پست نہ ہوا۔ پہلاڑی کئی میل تک چلی گئی تھی اور اس کے چاروں طرف جنگل تھے اور دونوں میں تعمیر لیے کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ تھا جسے ہزاروں مزدور اور کاریگر جو شاہی دولت و اقتدار نے اس محکم ہائشان کام کے لیے جمع کر دیے تھے تراش اور کاٹ کر لے آتے تھے اور حسب ضرورت کام میں لاتے تھے اور ایک ایسا شہر تعمیر کرتے تھے جو اپنی خوبصورتی اور حسن تناسب میں لاجواب تھا۔ ریتی پہلاڑی جنوب مغرب اور شمال مشرق کی طرف ایک میل سے اوپر تک چلی گئی ہے جس کے دونوں طرف تقریباً سات میل رقبہ کامیدان ہے۔ مغرب کی طرف ایک مصنوعی جھیل دو میل لمبی اور نصف میل چوڑی ہے جسے اور وسیع کر کے بند باندھ دیا گیا ہے۔ اس سے شہر کے لیے پانی مینا ہو گیا اور موسم گرما کی حدت معتدل ہو گئی۔ دوسرے تینوں رخ پر سنگ سرخ کی دیواریں بلند کر دی گئیں اور تھوڑے تھوڑے قاصلہ پر مورچے قائم کر دیے گئے جن کی حفاظت کے لیے نیم در بدر جیاں اینٹ چھر کی بنادی گئیں اور اندر جانے کے لیے نصف درجن دروازے۔ آجکل ایک ریلوے لائن اس علاقہ سے ہو کر گذرتی ہے اور آج بھی مسافر بوسیدہ شہر پتہ کے دور اور استحکام کو دیکھ کر تعریف کرتے ہیں۔ اس وقت جو کھیتوں یا گھاس پھوس کے میدان نظر آتے ہیں وہاں پہلے خوبصورت باغ یا شاندار محل تھے۔ پہلاڑی کے دامن میں ایک وسیع بازار نصف میل سے زیادہ لمبا چھر کا بنایا گیا جو آج بھی اپنی خستہ حالت میں اپنی خوبصورتی اور موزونیت کے لحاظ سے آنکھوں میں کھب جاتا ہے۔ ماسٹراٹ نے جب اسے دیکھا تو ”یہ ہر قسم کے تجارتنی مسلمان سے حیرت انگیز طور پر بھرا ہوا تھا اور بے شمار لوگ ہجوم در ہجوم وہاں جمع رہتے تھے۔“ مطلقاً حکام اور اہل انارنے اپنے خرچ سے عالی شان محل تعمیر کیے جو اپنی خوبصورتی اور ساخت میں ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے تھے لیکن پہلاڑی کے اوپر جو شاہی محلات تھے اُن سے ساری عمارتیں پست ہو گئیں تھیں۔ (21) جہانگیر کے جہانگیری محل پر اس عہد کی بہترین منائی اور فنکارانہ ذہانت فیاضی سے صرف کی گئی تھی۔ (22) محل خاص (شاہی محل) (23)، دیوان خاص، (24) بیچ محل، (25)، سنہر امان، (26) اور مریم کا مکان (27) خوبصورتی اور فنکاری کا بہترین نمونہ تھے۔ وسیع دیوان عام (28)، دفتر خانہ (29)، نوبت خانہ، (30)، خزینہ، (31) دارالغرب (32) اور دیگر سرکاری عمارتیں فنکاری کا مجموعہ تھیں۔ ابوالفضل (33) اور فیضی (34) کے نام کی اور راجہ بیر مل (35) کے نام کی اور دوسری چھوٹی چھوٹی

(21) ڈبلیو اسمتھ نے آرکیولوجیکل سروے آف ہندوستان کی پانچ جلدوں میں فتحپور سیکری کی قبرستان کا احاطہ کر کے ان کا مفصل میل لکھا ہے اور تصویریں دی ہیں۔ (دی مثل آرکیولوجیکل سروے آف فتحپور سیکری ملبوہ گورنمنٹ پریس، الہ آباد۔ نیز دیکھو فرگوسن جلد دوم صفحات 290-297 (22) ڈبلیو اسمتھ جلد دوم صفحات 41-17-34 (23) ڈبلیو اسمتھ جلد اول صفحات 84-85 (24) مینا صفحات 22-24 (25) مینا صفحات 14-21 (26) مینا صفحات 8-31 (27) مینا صفحات 8-15 (28) ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 44-36 (29) مینا صفحات 41-43 (30) ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 57-58 (31) مینا صفحات 33-36 (32) مینا۔ (33) مینا صفحات 29-30 (34) مینا صفحات 31-32 (35) ڈبلیو اسمتھ جلد دوم صفحات 15-15۔

عہد تیس ایسی ہیں جو بذات خود شہر کی عظمت کی نشانیاں ہیں۔ حمام خانوں، اصطبل اور اسلحہ خانوں کی شکستہ عہد تیس اس وقت بھی خوبصورتی میں نظر فریب ہیں۔

مانسیراٹ نے لکھا ہے: ”شہر کی حفاظت کے لیے دو میل کے دائرے میں ایک قلعہ تھا جس کی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چار دروازے سے آرائش کی گئی تھی۔ اس میں صرف چار دروازے تھے اگرچہ دروازہ مشرق میں ہے۔ عظیم رانا دروازہ مغرب میں، چوک دروازہ شمال میں اور دولت پورم دروازہ جنوب میں۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں چوک کا دروازہ ہے جس میں سے گزرا کر بادشاہ اکثر چوک میں اترتے تھے۔ اس دروازے کی حفاظت بظاہر ہاتھی کے دو ٹہسے کر رہے ہیں جو بالکل ہاتھی کے قد کے برابر ہیں اور سوٹروپ کو اٹھائے ہوئے ہیں یہ اتنے شاندار اور ہو بہو ہاتھی کی شکل کے ہیں جن کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیڈلیس کی فنکاری ہیں۔ چوک کے پاس ہی دو اہرام ہیں جن سے سنگ میل (یا نصف میل) کی پیمائش ہوتی ہے اور جو مشرق کی طرف جانے والی آگرہ کی سڑک پر اور مغرب کی طرف جانے والی عظیم میرس (اجیر) کی سڑک پر دو سن شاہراہوں کے طرز پر نصب ہیں۔

حضرت شیخ سلیم چشتی کا پریل 1572ء میں انتقال ہو گیا اور انھیں ایک ایسی درگاہ میں دفن کیا گیا جو ہندوستان کی خوبصورت ترین عمارتوں میں ہے۔ (36) جامع مسجد خوبصورتی اور شکوہ میں فن تعمیر کا دوسرا نمونہ ہے۔ جنوب کی طرف بلند دروازہ دیکھنے والے پر رب طاری کر دیتا ہے اور اگرچہ یہ مسجد میں جانے کا خاص دروازہ ہے مگر اس سے خود مسجد کی شان دب گئی ہے اگرچہ خود مسجد بھی کافی شاندار ہے۔ نیچے سے دیکھنے سے یہ دروازہ ایک بلندی پر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی شکل ہندوستان کی بلکہ دنیا کی کسی مسجد سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ (37)

جہانگیر کا بیان ہے کہ عہد تیس چودہ پندرہ برس تک بنی رہی (38) لیکن شہر کا بیشتر حصہ اور نہایت محل 1575ء تک مکمل ہو گیا تھا۔ (39) آبادی دن دو دن رات چو گئی بڑھتی رہی۔ جیسا کہ خطیبیہ کی بنیاد پر ممکن نے لکھا ہے۔

”جہاں حکومت کا مستقر قائم ہوتا ہے وہاں خود بادشاہ اور اس کے وزیر اور حکام عدالت اور محل کے خانگی ملازم ملک کی آمدنی کا کافی حصہ صرف کرتے ہیں۔ صوبہ جات سے سب سے زیادہ امیر لوگ دلچسپی اور فرائض اور تفریح کے لیے اور محض شوقیہ اس طرف کھینچ کر آئیں گے ملازموں، کارکنوں اور تاجروں کا ایک تیسرا اکثر طبقہ جو اپنی محنت سے روزی کما رہا ہے یا اونچے طبقہ کی ضرورت یا قیام سے نفع کھاتا ہے وہ بھی جمع ہو جائے گا۔“ چندی برسوں میں سیکری اپنی آبادی کی کثرت اور تجارت اور دولت میں آگرہ سے ٹکر لینے لگا۔ زمین کی منجائش جلد ہی بڑھتی ہوئی تجارت اور آبادی کے لیے ناکافی ہو گئی اور مضامعات اور بازار دور دور آگرہ تک پھیلنے لگے 1585ء میں انگلستان سے ہندوستان آنے والے ولیم سیلر طرف فوج نے یہ رائے ظاہر کی کہ آبادی میں سیکری آگرہ سے بڑا ہے اگرچہ سڑکوں اور عوام کے مکانات میں آگرہ سے کم ہے اور یہ کہا کہ دونوں شہروں میں سے ہر ایک لنڈن سے بڑا ہے۔ دونوں شہروں کے درمیان کی شاہراہ

(36) ڈی ڈبلیو اسمتھ جلد سوم صفحات 92-94، لطیف (آگرہ صفحات 143-145 نے کتبہ حرم کی اصل دی ہے)

(37) فرگوسن جلد دوم صفحہ 580۔

(38) جہانگیر (راجس و پور تاریخ) جلد اول صفحہ 2۔

(39) مانسیراٹ (صفحات 642-643) یہ بھی کہتا ہے کہ شہر بہت تیزی سے تعمیر ہو گیا۔

بازار سے بھری ہوئی تھی اور ایک بڑا شہر معلوم ہوتی تھی۔ تجارتی چیزوں میں اُسے خصوصاً ریشم، کپڑے، عقیق، ہیرے اور موتی نظر آئے۔ امراسونے چاندی سے متشکل ریشم سے ڈھکی ہوئی دو چپھوں کی خوبصورت گاڑی پر گزرتے تھے جن میں دو چھوٹے چھوٹے گھوڑے جتے ہوئے تھے جن کی رفتار تیز گھوڑے سے بھی زیادہ تیز ہوتی تھی۔ (40)

اس شہر کی بربادی

اس شہر کا نام 1573ء میں ہجرات کی مہم کی کامیابی پر فتح آباد رکھا گیا جو بدلنے بدلنے فقہار ہو گیا۔ (41) اس کا قابل فخر نام کئی وجوہ سے موزوں تھا۔ اس کی زبردست خوش حالی اور تجارتی فروغ نے معتدل آب و ہوا اور جہاز رانی کے قابل دریا نہ ہونے کی جو کمی تھی اُس کی تلافی کر دی لیکن قدرت نے جلد ہی اپنا اشتیاق لیا۔ اُس کی گرمی سب کو پریشان کر رہی تھی۔ سیاحوں اور تاجروں کو دریائی نقل و حمل کی سہولت نہ ہونے کی سخت کمی محسوس ہو رہی تھی پانی کی بہم رسانی کا اگرچہ جمیل سے معقول انتظام تھا مگر آفات ناگہانی کا ہر وقت خطرہ تھا۔ 1582ء میں جمیل کا بند ٹوٹ گیا اور شہر اڑے اور ان کے ہمراہی ”ڈوبے“ ڈوبتے پئے۔ اگرچہ جو نحوست مسلط تھی وہ معلوم ہوتا ہے کہ وقت گزرنے پر ختم ہو گئی۔ چنانچہ 1585ء میں شاہی دربار پھر آگرا واپس آ گیا جس کے بعد اس کے سارے متعلقین وہیں پہنچ گئے۔ مگر اس کی دیواریں، محلات، مسجدیں، مقبرے، حمام، آب رسانی کا نظام، بازار، پھاٹک، شکستہ استعمالات، پہلے کی بارکیں اور اصطبل آج بھی باقی ہیں اور دنیا کے چاروں طرف سے آنے والے سیاحوں کو ہجرت میں ڈالتے ہیں۔ (42) اپنی فرسودہ حالت میں انھوں نے سیاحوں کے روزناموں اور فن کے نقادوں کی تحریروں کی شاندار تقریروں کے صفحات بھر دیے ہیں۔ (43)

لیکن اپنے چند روزہ پر شباب و شاداب با عظمت دور میں یہ شہزادہ سلیم کا گہوارہ رہا ہے۔ یہیں ہم تصور کر سکتے ہیں کہ خوشنما محلوں کے شاندار شہر کے دربار میں حضرت شیخ کی صاحبزادی اُن کی پرورش کر رہی ہیں اور سب شہزادہ کو یاد کر رہے ہیں اور سب کے دل باغ باغ ہو رہے ہیں۔

شہزادے کا ختنہ

اکبر کو طبیعتاً اپنے بچوں سے بڑی محبت تھی اور ان کی تربیت میں اُسے خاص دلچسپی تھی۔ وہ اکثر

(40) (الف) فتح افغانستان سے ہندوستان آنے والا اولین سیاح۔ مرتبہ بدین رانی صفحات 97-99

(41) اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحہ 531۔ جاگیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 2۔

(42) سولہویں اور سترہویں صدی میں فتح پور بیکری کے حالات کے متعلق دیکھو آئین (جلد دوم صفحات 180-184)

184۔ جاگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحات 71-73 قبل نامہ صفحہ 122۔ تاسیرات (ہوائے لینڈ و بٹری) صفحات

30-32 ہندوستان کا اولین آگرہ بیکری فتح پور بیکری رانی صفحہ 98۔ پارہ جات 9 میں صفحہ 174۔ فتح (پرچہ جات 4 صفحات 41-42)

(43) ذی لایلت (ترجمہ لیسٹر جی، نکلتہ دیو پور 1870ء صفحہ 71) پیر منڈی جلد دوم صفحات 227-231۔ ہر مٹ صفحہ

61۔ افکار دہی صدی میں اس کے حالات کے لیے دیکھو تافض بیکر جلد اول صفحہ 179۔

(43) علامہ ابوالخیر اسماعیل فرگوسن ہڈیل کے دیکھو پش پور جلد دوم صفحات 349-355۔ طیف کی کتاب آگرہ میں تفصیل مل ہے۔

درے پر انھیں ساتھ لے جاتا تھا۔ 22 اکتوبر 1573ء کو تینوں شہزادوں کا ختمہ حسب معمول بڑے صوم دھام سے ہوا۔ (44)

شہزادے کی تعلیم

تقریباً ایک ماہ بعد شہزادے کی تعلیم شروع ہوئی۔ مغلوں میں یہ قدیم دستور تھا کہ جیسے ہی کسی شہزادے کی عمر ہجری سنہ کے حساب سے چار سال چار ماہ چار دن کی ہو جائے دیے ہی اُس کی بسم اللہ کر دی جائے۔ چنانچہ 18 نومبر 1573ء کو مولانا میر کمال ہردی کو سب سے بڑے شہزادے (سلیم) کی مغلّی پر باضابطہ مقرر کر دیا گیا۔ (45)

مغلوں میں علیت اور تعلیم

عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ مغلوں میں تعلیم کا کتنا زبردست احساس تھا اور علوم و فنون کی وہ دستی قدر کرتے تھے۔ بانی خاندان تیمور کا شمار انسانیت کو عذاب دینے والوں میں ہے۔ لیکن اس کا ایک روشن پہلو بھی ہے۔

تیمور

لیکن کا بیان ہے کہ تیمور ”اپنی بے تکلفانہ گفتگو میں سنجیدہ اور بردبار تھا اور فارسی اور ترکی زبانوں میں فصاحت اور شائستگی سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اُسے تاریخ اور علوم پر عملاً سے گفتگو کرنے میں بڑی خوشی ہوتی تھی۔ اُس کی فراخ دلانہ فیاضیوں سے دور و نزدیک کے اہل علم کھینچ کر آگئے تھے۔ شیرازی کو لوٹ میں شاعر حافظ کے مکان کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا۔ دمشق کے مورخ ابن خلدون کو جب کہ اُس کے ہم وطن جنگ اور لوٹ مار کی ہولناکیوں میں جٹا تھے نہ صرف محفوظ رکھا گیا بلکہ انعام و اکرام سے بھی نوازا گیا۔ سرقد اور بخارا کو تیمور نے تہذیب اور علوم و فنون کا گہوارہ بنادیا تھا۔ اس نے جو بکثرت مدرّسے، کالج اور کتب خانے تعمیر کیے تھے ان میں سے بعض بہت دنوں بعد انیسویں صدی تک باقی رہے۔ (46)

(44) اکبر نامہ (بیورج) جلد دوم صفحہ 102-103 نظام الدین لٹل ڈاؤسن) جلد پنجم صفحہ 370۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 173۔ ابو الفضل کا بیان ہے کہ ”فیاضی کے دروازے کھل گئے۔ مسرتوں کا سلمان مہیا کر دیا گیا اور خوشی دربار خاص سے نکل کر دربار عام میں آگئی۔ حساس تصور کر سکتا ہے کہ کیسی بھرپور فیاضی اور ضیافت کا مظاہرہ کیا گیا۔“ بعض یورپین سیاحوں (مثلاً) (سفلت) (مرجہ) (فاخر صفحہ 313) کو ریات (کرڈی) (ٹیرن) (ان پیچ) (سال) ایک (ٹیرس) (روڈ) (ہائی ایٹ) (اشیا) (کینی) (جلد) (قسم) (185) کا بیان ہے کہ سلیم کا کبھی ختمہ نہیں ہوا اور یہ کہ لفظ مغلّ کے معنی ختمہ شدہ ہیں۔ لیکن ان بیانات کی کوئی سند نہیں ہے۔

(45) اکبر نامہ (بیورج) جلد سوم صفحات 105-106 نظام الدین (ایلیٹ) (ڈاؤسن) جلد پنجم صفحہ 270 بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 173۔

(46) تیمور کے حالات کے لیے دیکھو روڈی کا نرلاس ڈی کلاچی کی سفارت تیمور کے دربار میں (6-1403ء) بعد مقدمہ (ٹیمپلس مارکیم)۔ مملویت سوسائٹی 1859ء تاریخ رشیدی (ایس ڈراس) حصہ اول، اسکرین دراس کی ہارٹ آف ایشیا صفحات 172-19۔ مغلّیات تیموری یا تو زک تیموری (ایلیٹ) (ڈاؤسن) جلد سوم صفحات 89-473 دی انسٹی ٹیوٹ آف تیمور۔ ڈیوی اینڈ وہایت۔ لیکن کی ڈکلائن اینڈ فال آف روم باب 65۔

تیور کے جانشین

تیور کے جانشینوں میں میران شاہ، محمد سلطان، ابو سعید، النجیب اور عمر شیخ نے قابلیت کے ساتھ تیور کی روایات کو برقرار رکھا۔ ان کے دور حکومت میں ترکی کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اس لیے کہ خود ان کی شائستگی اور قدروانی نے علماء اور اہل فن کی بہت بڑی جماعت جمع کر لی تھی جن کے کارناموں نے اسپین کی عرب حکومت کی یاد تازہ کر دی۔ شاہ رخ اعظمی درجہ کا شاعر تھا اور النجیب نے ریاضیات اور نجوم کے مشکل علوم میں دستگاہ حاصل کی۔ ان کے خاندان کی تاریخ میں ایسے شعرا فلسفی اور عالم دین گزرے ہیں جن کا نام آج تک مشرق میں روشن ہے۔ (47)

بابر

بابر جس کی سربراہی میں چغتائی ترک ہندوستان میں داخل ہوئے اس کی علمی شہرت خصوصاً اس کی دلچسپ خود نوشت حالات زندگی سے قائم ہے۔ اس کے معاصر اس کے کئی اور ممتاز ادبی کارناموں کو بھی اس سے منسوب کرتے ہیں، اس کے چچا زاد مرزا حیدر دو غلات کا بیان ہے کہ ترکی ادب میں اس کا شعر امیر علی شیر سے دوسرے ہی درجہ پر ہے۔ اس نے اپنا دیوان خالص ترین شستہ ترکی زبان میں تصنیف کیا اور شعر کے ایک نئے اسلوب میں ترکی زبان میں رائج کیا۔ اس نے اصول قانون پر ایک نہایت ہی مفید کتاب تصنیف کی جو خوش اسلوبی میں اس فن کی دوسری کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ وہ موسیقی اور دیگر فنون کا بھی ماہر تھا۔ اس نے خوش نویسی کا ایک اسلوب بابر کی طرز کا ایجاد کیا اور قرآن مجید کی نقل کر کے ایک نسخہ شریف مکہ کو بھیجا۔ معاصر ہندوؤں میں اس کی کافی شہادت ہے کہ وہ علم کی فیاضانہ سرپرستی کرتا تھا۔ (48)

ہالیوں

باوجود اپنی مسلسل فوجی اور سیاسی سرگرمیوں کے بابر نے اپنے لڑکوں کی تعلیم پر پوری توجہ کی۔ بڑا لڑکا ہالیوں بڑھ کر اعلیٰ درجہ کا ماہر طبیات و ریاضیات و نجوم و جغرافیہ ہوا۔ اس نے شاعری میں بھی کمال حاصل کیا اور اعلیٰ درجہ کا ادبی ذوق پیدا کیا۔ اس کے لڑکے کے درباری مورخ نے اسے بہادری میں سکندر اور ظلم میں افلاطون کا مجموعہ کہا ہے۔ اسے بزرگوں اور اہل علم کی صحبت میں سب سے زیادہ خوشی ہوتی تھی جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ ”اس سے دائمی خوش حالی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی فوجی مہموں میں اس کا کتب خانہ اور کتب خانہ کا ہتھم ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے حتیٰ کہ ایران میں اس کے قابل رحم فرار کے وقت بھی۔ اس کے عہد حکومت میں جیسا کہ ابو الفضل نے لکھا ہے: قابل اور ذی استعداد لوگوں

(47) م. سکان ہند راجت آف ایشیا صفحات 179، 180، 181، 173-178۔ نیز محمود بن رشدی ص 101۔
(48) تہذیب رشیدی (ایلاس وراس) صفحات 173 و 174 م. سکان کی ہسٹری آف اٹلیا جلد اول ص 521۔ نوک بابر
خصوصاً ص 291، م. سکان کے ترجمہ میں۔ بڑا بی بی جلد اول (ریٹنگ) صفحات 449، 451۔ دیوان شہنشاہی ترتیب دینی سن
راس۔ جرم آف ایٹنگ سوسائٹی پھل۔ اکثر نمبر 1910 صفحات 156، 43۔ وان نوامبر کی دی ایمر اکبر جلد اول۔ باب
بہم صفحات 124، 141۔

پرنواز شات کی ہارش ہوئی۔ (49)

اکبر

اکبر نے کبھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تو اس میں اس کے والد کا قصور نہ تھا۔
”بیچارہ بیٹھو۔ یہ کھیل کا وقت نہیں ہے۔
یہ کام اور عمل کا وقت ہے۔“

یہ وہ سنجیدہ تنبیہ تھی جو اکبر کے والد نے اپنے آوارہ گرد بیٹے کو کی تھی مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔
البتہ اکبر جیسے ہی پردہ سے باہر نکلا پورے انہماک کے ساتھ اپنی خاندانی روایات پر چل پڑا اور کالوں سے سن کر اس نے مذہبی اور دنیاوی علوم میں حیرت انگیز ملکہ حاصل کر لیا۔ اس کے سخت ترین دشمن بھی اس کے بے پناہ حصول علم کے شوق اور تلاش و تحقیق کے جذبہ اور اس کی لامحدود حقیقت کی تلاش، علمی مباحث میں اس کی غیر معمولی دلچسپی اور اس کی قابل لوگوں کی سرپرستی کی تعریف کرنے پر مجبور تھے۔ یہ کہنا سہانہ نہ ہو گا کہ وہ تقابلی مذہب کا مطالعہ کرنے والوں میں اولین اور عظیم ترین افراد میں تھا تاریخ میں عبادت خانہ جیسی کوئی اور مثال نہیں ہے جو فقہ و سیکری میں مذہبی مباحث کا ایک ایوان قاجس میں اکبر کی سربراہی میں راسخ العقیدہ اور غیر راسخ العقیدہ اسلام، ہندویت، مسیحیت، یہودیت اور پارسیت کے علماء جمع ہو کر مذہب و اخلاق پر رات گئے تک بحث کرتے تھے۔ قدرت نے اکبر کو اعلیٰ ترین ذہانت عطا کی تھی اور غیر معمولی قوی اور صحیح حافظہ عنت اور مسلسل مشق نے فطری قوتوں کو اور تیز کر دیا تھا جو انسانی علوم کے سارے دائرہ پر حاوی تھا۔ اس کی مشقیں ایما دوں نے اسے ایک ممتاز فرد بنادیا تھا۔ اس کی تاریخی صحت سے خصوصی دلچسپی نے اسے فن تاریخ میں امتیازی حیثیت دے دی تھی۔ اس نے گلدن تیکم کے دل کش ہالوں نامہ کی اور جوہر دہا زیہ کے سوانح اور نظام الدین احمد کی طبقات اکبری اور تاریخ اعلیٰ کی تحریک کی تھی اور توزک بابری اور گلشن کی راج تہجی کو فارسی میں کرنے کی اسی کی ذمہ داری تھی۔ تہذیبی ادب کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ رامین، مہابھارت، ہرے ووش پوران، شیخ تہز اور راجہ تل کی کہانی کو فارسی روپ دیا گیا۔ مذہبی ادب پر بھی کافی توجہ کی گئی۔ سہت فرانس اعظم کے سچے زیور کو حضرت مسیح کے حالات زندگی فارسی میں لکھنے پر آمادہ کیا گیا۔ کئی اور سنسکرت، ہندی، عربی اور یونانی زبان کی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ سیکڑوں شعرا و علماء اور علوم و فنون کے ماہرین آگرہ اور فتحپور سیکری میں شاہی نواز شوں سے مستفید ہو رہے تھے۔ متعدد ہندی شعرا جو دربار شاہی سے وابستہ تھے ان میں سے ایک کا حال قطعی طور پر معلوم ہے کہ اس کی قابلیت کا پادشاہ کی طرف سے انعام ملا۔ اولیٰ قابلیت کے لوگوں پر اکبر کی فاضیات نوازش کے حالات زبان زد علاقائی تھے اور اس کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ (50)

(49) اکبر نامہ (پورج) جلد اول صفحات 287 و 309 ہالوں نامہ گلدن تیکم (ترجمہ ایضاً بطور ج) صفحات 124، 125 ہالوں نامہ خود سیر (المیٹ واکسن) جلد ہجیم صفحات 122 و 13۔ نظام الدین (المیٹ واکسن) جلد ہجیم صفحہ 240 دہلوی جلد اول (ریٹک) صفحہ 802 فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحات 70، 71 بلو کین صفحہ 538۔ دان نوادیر کی اکبر جلد اول صفحہ 136۔ (50) یہاں صرف چند حوالے دیے جاسکتے ہیں ”آئین (بلو کین) صفحات 104، 105، 106، 110، 111، 115، 116، 127، 275، 279، 657، غیرہ دہلوی (کو) جلد دوم صفحات 346، 347 جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 33، ناسرہ کی کینٹر لیس صفحات 643، 644 نیز ترجمہ نوادر ہو سنن جرنل آف اینڈنگ سوسائٹی پائل 1912، صفحہ 94۔ ہولے لینڈ اینڈ

باقی ماہیہ اگلے صفحہ پر.....

اکبر کی فطرت کی ہمہ گیری اور نیرنگی کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے لیکن ایک بات کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ وہ غیر معمولی ذہانت اور قوی دماغ کا مالک تھا اور اُس کی ستر اعلیٰ مزاج کے زیر سایہ سلیم کے دماغ کی ساخت ہوئی اور علوم و فنون کے ماحول کے سانچے میں وہ ڈھالا گیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اکبر نے اپنی اولاد کو براہ راست اپنی داشت و پرداخت میں رکھا اور بچپن سے ان کے دماغوں کو وہ ہدایت دی جس کی انھیں اہلیت تھی۔ (51) اکبر کی تعلیم کے تصور میں جیسا کہ آئین میں واضح کیا گیا ہے اُس کی اولاد کی تربیت ہی کے زمانہ میں نشوونما ہوئی تھی۔ ابو الفضل کا بیان ہے کہ: ”ہر لڑکے کو اخلاقیات، ریاضی، ریاضی کی خصوصی علامات، مساحت، اقلیدس، نجوم، علم قیافہ، زراعت، امور خانگی، قوانین حکومت، طب، منطق، طبیات، علوم ریاضی والہی اور تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، اور ان سب علوم کو رفتہ رفتہ حاصل کرنا چاہیے۔ ان علوم میں سے کسی کو نظر انداز نہ کرنے دینا چاہئے جن کی موجودہ زمانہ میں ضرورت ہے۔ (52) یہ اسکیم غیر مرتب مگر آزادانہ اور جامع ہے۔

مولانا میر کلاں ہروی

معلموں کے انتخاب میں اکبر نے اپنی فطری قوت فیصلہ کا اظہار کیا ہے۔ مولانا میر کلاں ہروی ملا خواجہ خراسانی کے پوتے اور میران شاہ ولد میر جلال الدین کے شاگرد تھے جو بہت بڑے محدث تھے اور بحیثیت زبردست عالم اور ماہر علوم دینیہ کے شروغ ہی میں نام پیدا کر لیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ماں کی تربیت اور مثال کا اُن پر گہرا اثر ہوا تھا۔ وہ بڑی نیک طینت اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ ان کی عمر جب سو سال کی تھی تو ان کے اکلوتے لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت اُس کے انتقال کی خبر سنی تو وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھیں۔ انھوں نے ایک آہ بھی نہ کی اور نہ کوئی غم کے اظہار کا لفظ کہا بلکہ صف انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر بدستور تلاوت میں مصروف رہیں۔ ماں کی خاطر سے میر کلاں نے شادی کا خیال ترک کر دیا اس اندیشہ سے کہ کہیں اُن کی بیوی اُن کی ماں کی نافرمان نہ ثابت ہو۔ مولانا اپنی ماں کے ساتھ جہرت کر کے ہرات سے ہندوستان آئے اور عالم حدیث کی حیثیت سے اُن کی شہرت سارے ملک میں پھیل چکی تھی چنانچہ انھیں اکبر کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔ جب وہ شہزادہ سلیم کے معلم مقرر ہوئے تو اُن کی عمر اٹھتر برس کی تھی۔ رواج کے مطابق انھوں نے شہزادہ کو گود میں اٹھالیا اور سب نے نعرہ مسرت بلند کیا۔ مولانا پر قیمتی جواہرات کی بارش ہو گئی۔ انھوں نے شہنشاہ کو ایک خوبصورت تختہ دیا اور شہنشاہ نے انھیں ایک جیش قیمت تختہ دیا۔ بسم اللہ اور کلمہ پڑھ کر شہزادے نے الف بے پڑھی لیکن بد قسمتی سے اگلے

(بقیہ حاشیہ..... 50) ہجری صفحہ 56، 57، 126، 134، 136، 138، 201، 202، قادریہ، دہلی، تاریخ ہجری جرجل آف انڈیا، سوسائٹی پبلا 1888ء صفحہ 37۔ نیز ہجری جرجل آف انڈیا، سوسائٹی پبلا، نیو یورک 1918ء نمبر 5 صفحہ 273۔ نیز نمبر 9، ذہدک پبلا 11 صفحہ 93، پبلا 14 صفحہ 121۔ نیز آثار الاسرار، ہندوستان، شیخہ سہرودا، میلاکن جرجل آف انڈیا، سوسائٹی پبلا 1896ء۔

(51) اکبر نامہ (ہجری جرجل آف انڈیا) جلد سوم صفحہ 105۔ اسٹراٹ کی کنکھریس صفحہ 644۔

(52) آئین (جوئین) صفحہ 278، 279۔ طبیات میں فریڈیکل سائنس، ریاضیات، نجوم، موسیقی، مشین علوم اور طبیات شامل ہیں۔

ی سال ان کے ضعیف العمر استاد دنیا سے چل بسے۔ (53)

شیخ احمد

شہزادے کے دینی باپ شیخ احمد جو ایک جوشیلے۔ خوش مزاج بہادر فوجی سالار اور زبردست عالم تھے وہ شہزادہ کے اتالیقی مقرر ہوئے اور 1577ء میں اپنی وفات تک شہزادہ کی تربیت کرتے رہے۔ (54)

قطب الدین محمد خاں

شہزادہ کے بعد کے اتالیقوں میں قطب الدین محمد خاں انکے کام لیا جاسکتا ہے جو بلند رتبہ کے امیر تھے اور ہنگامہ پرستی کے باعث خطاب سے ملقب تھے۔ (55) لیکن اکبر کے بعد شہزادہ کی ذہنیت کو جس نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ عبدالرحیم خاں تھے۔

عبدالرحیم خاں

یہ 17 دسمبر 1556ء کو لاہور میں پیدا ہوئے تھے اور ابھی چار ہی برس کے تھے کہ ان کے والد بیرم خاں اعظم مہجرات میں جن کے مقام پر قتل کر دیے گئے۔ ان کی والدہ اور ان کے ملازم محمد امین دیوانہ اور بابا زبور بال بال بچ گئے۔ افغانوں نے ان کا تختی سے تعاقب کیا اور یہ بھاگ کر الہ آباد اور وہاں سے آگرہ پہنچے۔ شاہی فرمان کی تعمیل میں لڑکے کو 1562ء میں دربار میں پیش کیا گیا اور اسے شاہی مگرانی میں لے کر مختلف علوم کی اعلیٰ تعلیم دی گئی جس نے اُس کی فطری ذہانت سے مل کر اسے اپنے عہد کا اولین صاحب فراست بنادیا۔ وہ فارسی عربی ترکی سنسکرت اور ہندی زبانوں کا ماہر ہو گیا اور ہندوستان میں اُس کی شہرت سب سے بڑے ماہر الہ کی حیثیت سے ہو گئی۔ بعد کے مصنفین نے اقبال کیا کہ وہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں آسانی سے گفتگو کر سکتا تھا۔ اُس کی نثر میں قوت اور نظم میں منہجی تھی اُس نے اپنے عہد کے ادب میں لافانی شہرت چھوڑی۔ اُس نے تو زک باری کا جو فارسی ترجمہ کیا وہ تاریخی مہارت کا ایک قابل یاد نگار کار نامہ ہے۔ اُس کی فارسی نظم میں قدرتی روانی اور لطافت و عرافت کی چاشنی تھی۔ اُس کے ہندی دوہے اپنی پاکیزگی اور بندش، تخیل کے توازن اور جذبات کی بلندی کے لحاظ سے ہمیشہ قابل قدر سمجھے گئے اور جب تک یہ زبان زندہ ہے ذوق و شوق سے پڑھے جائیں گے۔ ادب کے سرپرست کی حیثیت سے مغل امرا میں اُس کا درجہ سب سے بلند ہے تاثر جمعی میں تیس ایسے فارسی شاعروں کے حالات اور نمونہ کلام محفوظ ہیں جنہیں رحیم کی سرپرستی حاصل تھی۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ عبدالرحیم ایک عملی انسان تھے۔ اُس نے مہجرات میں ایک زبردست بغاوت کو فرو کیا اور دکن کی سرحد پر جہاں کئی مغل سالاروں کی شہرت خاک میں مل گئی تھی اُس

(53) اکبر نامہ (بیورج) جلد سوم صفحہ 107۔ بدایونی جلد دوم (کو) صفحہ 173 و جلد سوم (بیگ) صفحات 211، 212، نظام

الدین (الیٹ و ڈاؤن) جلد پنجم صفحہ 370 جو کہیں صفحہ 540 کھڑکون کی رین آف جہانگیر صفحہ 111۔

(54) اکبر نامہ (بیورج) جلد سوم صفحہ 209۔ آثار الہ (بیورج) جلد اول صفحہ 170۔

(55) اکبر نامہ (بیورج) جلد سوم صفحہ 401۔ نظام الدین (الیٹ و ڈاؤن) جلد پنجم، صفحہ 413۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحہ 278۔

کی فنی قابلیت پرے طور پر جلوہ گر ہوئی۔ اس کی سہلاتی مہارت حیرت انگیز تھی اور بہتوں کے لیے ناقابل فہم اور ششدر کرنے والی چنانچہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسے بدقائی کے شہ گھنیں الزام سے دوچار ہونا پڑا۔

شہزادہ سلیم کی تعلیم

اس صلاحیت کی شخصیت تھی جسے 1582ء میں شہزادہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا مین اس وقت جبکہ وہ اپنی عمر کے جذباتی دور میں داخل ہوا (58) شہزادہ نے بہت کچھ قاری ادب پڑھا اور قاری میں گفتگو کی معقول مہارت حاصل کر لی۔ اس نے ترکی زبان بھی سیکھی جو بعد کو اس کی فائن ہائیکس سے گفتگو میں بطور اظہار خیال کے کام آئی اور جس زبان میں اس نے اپنے ایک ملازم سے راہزدہ ماہانہ گفتگو کی جب کہ وہ مہارت خاں کی حراست میں تھا۔ اس نے ہندی سے بھی کچھ واقفیت حاصل کر لی اور ہندی کھیں سن کر وہ خوش ہوتا تھا اس کی طبیعت کچھ شاعری کی طرف مائل ہو گئی تھی اور اپنے دلی رجحان کو اکثر اشعار میں ظاہر کرتا تھا نیز گفتگو میں اشعار نقل کیا کرتا تھا۔ اُسے کہانیوں کا بڑا شوق تھا اور اپنی تحریر میں شوقی پیدا کرنے کا سلیقہ حاصل کر لیا تھا۔ اس کا قاری خط بہت خوش خط تھا جس کے نمونے آج بھی موجود ہیں۔

مشکل علوم کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا تھا اور اس کا روزنامہ جو اس کی عمر کے آخری دنوں میں لکھا گیا تھا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُسے تاریخ اور جغرافیہ سے کافی واقفیت تھی نہایت وسیع انیات میں اُسے دلچسپی تھی وہ کسی باضابطہ سائنس دان کے لیے باصلاحیت تھا۔ اس کے روزنامہ کو پڑھنے والا یقیناً اس کے جذبہ تحقیق، مشاہدہ کی صحت اور مختلف سطوحات کے حصول کی کاوش سے متحیر ہو جائے گا۔ اُس کے ادبی اور سائنسی ذوق نے اُسے تعلیم یافتہ صحبت کا شائق بنادیا تھا جو اس کی آخر عمر تک قائم رہا۔

جمال الیاتی تربیت

سلیم کی پرورش ایک ایسے دربار میں ہوئی تھی جو فنون کا بہت بڑا سرپرست تھا اور ایک ایسے شہر میں جو بجائے خود فنکاری کا حیرت انگیز کارنامہ تھا اس لیے اُس کی جمالیاتی استعداد غیر معمولی طور پر ترقی کر گئی تھی۔ بعد کے دنوں میں وہ بیک نظر مختلف نقوش میں با یک ہی عرصہ کے نقوش میں مختلف فنکاروں کے قلم کا امتیاز کر سکتا تھا۔ اس کی سرپرستی میں ہندوستانی روغنی مصوری کو اعلیٰ ترین ترقی ہوئی۔ خوبصورت جواہرات اور مرصع کمرہوں یا قبضوں کو دیکھ کر اُسے بے حد خوشی ہوتی تھی۔ قدرت کی رنگینیوں سے اس کی دلچسپی اور ذوق بھی اتنا ہی غیر معمولی تھا۔ کشمیر کے پھولوں اور چشموں کی تعریف اُس نے شاعرانہ جوش سے کی۔ خوبصورت گلاب یا گل لالہ یا پہلاڑی چشمہ کو وہ حیرت اور تحسین کے ساتھ خوبصورت سے دیکھتا تھا۔ (57)

(56) اکبر نامہ (پیر پٹن) جلد سوم صفحہ 583، اقبال نامہ صفحہ 287-288، آثار الاسرار (پیر پٹن) جلد اول صفحات 50-55۔
بہترین صفحات 334-339، علی کی اور علی یا کر علی کل اکثری صفحہ 11۔ ستر نامہ اکبر صفحہ 569۔

(57) ”جو کچھ میراج شاعر نے اس لیے میں لکھ دیا ہے وہ شعر یا ربائی کیے گئے ہوں“ جاگیر (راجس و پیر پٹن) جلد اول صفحہ 328۔ کبھی کبھی وہ اپنے خدائی سے اپنی دعاؤں کو قلم کر لیتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 322 شاعری پر وہ نہایت اشتیاق سے گفتگو کرتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 29، اکبر نامہ مجلس مشفقہ کرتا تھا جس میں ہر مہمان کو ایک قلم پڑھنا ہوتا تھا۔ ایسا جلد دوم صفحہ 15۔ دوسرے مشہور مصنفین کے اشعار نقل کرنے کے حلقہ دیکھو ایسا جلد اول صفحات 100-133، 141-169، 188- جلد دوم صفحات 95-96، 104-105، 115-118۔ جاگیر نے خود عمری میں خیام کا ملاحظہ نہیں کیا تھا مگر اس نے ہازلہ کے

ابی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

جسمانی ورزش

تعلیم و تربیت نے شہزادہ سلیم کے ذہن کو سنوارا اور اُس کے ذوق سلیم کو درست کیا اور جسمانی ورزش نے اُس کے جسم کو تقویت دی۔ اکبر جس کے جسم کو فولا دی ساخت ملی تھی اور جو اپنے وقت کا بہترین نشانہ باز اور سپاہی تھا شہزادہ سلیم کی پیدائش کے وقت اپنی صحت اور قوت کے پورے شباب پر تھا راجپوتی ملکہ مریم انزلی بھی مضبوط جسم اور قوی اعصاب کی ہوگی، ان دونوں سے سلیم نے مضبوط جسمانی ساخت، خوبصورت چہرہ اور تناسب اعضا ورڈ میں پائے تھے۔ بچپن میں اس کی صحت برابر اچھی رہی اور وہ کبھی بیمار نہیں ہوا قردن و سہلی کے شہزادوں کے لیے جنگی مشق کی تربیت بہت ضروری تھی۔ سلیم نے دکن کے مرتضیٰ خان سے نیزہ بازی سیکھی جسے بعد کو اس نے ورزش خان کا خطاب دیا وہ اعلیٰ درجہ کا نشانہ باز ہو گیا اور جلد ہی اس نے سہلی اور ورزش کی مہارت حاصل کر لی۔ وہ خوش ہو کر دوڑتا اور چشموں پر چھلانگ

بجڑے ماشہ نمبر 57 ایک سہلی ستون پر ایک رہائی کھدی ہوئی دیکھی تو اس کی دل سے تعریف کی (راجرس دیورنچ جلد دوم صفحہ 26) اس کے شاعرانہ رجحان کی دوسری مثالوں کے لیے دیکھو اپنا جلد اول صفحات کی 18، 51، 53، 55، 61، 65، 99، 150، 158، 159، 203، جلد دوم صفحات 36، 37، 144، 176، 183، جہانگیر کی زبان ملی کی مہارت کے حقیقی دیکھو تزلزل جہانگیری (راجرس دیورنچ) جلد اول صفحات 109، 141، اقبل نمبر صفحہ 257 (ایلیٹ لائن) جلد ششم صفحہ 422۔ ستر نمبر آکسن صفحہ 400

اس کی رقیب القلوب و عاشق اس عہد کے عجائبات میں ہے۔ ہندی اور فارسی کی نظمیں وہ اپنے لہجے میں سے چڑھاتا کہ دل کے مہل و محل جلتے تھے سید آئند خان، کا عنوان بنا کر اسے خوش کر دیا۔ ہندی زبان میں اس کے معنی سرست پور آرام کے ہیں۔ جہانگیر (راجرس دیورنچ) جلد اول صفحہ 422۔ ایک اور ہندی شاعر بونا (برکھ رائے) جہانگیر کا پسندیدہ قلم مصرعہ صر بنو بد جلد اول صفحہ 422۔

جہانگیر کے قلم کے لئے نوٹ دیوان مضاف کے ایک نسخہ میں دیکھے جاسکتے ہیں جہاں کی پور کی خدائیں لائبریری میں محفوظ ہے نیز بلوچستان نے ایک دلچسپ مضمون میں جہانگیر، شہزادہ اور احمد فیروہ کی تحریروں کے نمونے دیے ہیں۔ (جرنل آف ایل اینڈیاک سوسائٹی بنگال 1870ء صفحات 170 تا 179)۔ یہی آف سر حاسد کے مائز ایڈیشن میں صفحہ 114، قتال جو قصہ ہے اس کے نیچے کی تحریر جہانگیر کے قلم میں ہے نیز دیکھو جرنل آف اینڈیاک ایل سوسائٹی 1908ء صفحات 69 تا 73۔ تاریخ پور کھنوں سے جہانگیر کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو مونا اس کے خودنوشت سوانح خصوصاً جلد اول صفحات 24 تا

51، 377، 414، 418، 424 تا 432، جلد دوم صفحات 50، 52 تا 64۔

”بھگت کی شام کو میں ملالور نیک لوگوں کو اور درویشوں اور تارک مالہ نیا لوگوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں“ جہانگیر (راجرس دیورنچ) جلد اول صفحہ 21۔ علم نباتات سے جہانگیر کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 83، 84، 140،

141، 142، 143، 155، 248، 272، 322، 343، 307، 310، 410، 436، 437، 444، 445، جلد دوم

صفحات 7، 16، 18، 19، 23، 24، 25، 32، 39، 42، 43، 46، 88، 89، 130، 200، 219، 220، 221، 228۔

حیوانات سے اس کی دلچسپی کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 80، 97، 98، 353، 360، 361، 362، 383،

387، 412، 413، جلد دوم صفحہ 134۔ کشمیر کی اس نے جو تعریف کی ہے اس کے لیے دیکھو اپنا جلد دوم صفحات 131 تا

198۔ قدرتی صحن سے اس کی پرجوش سرست کی ور مثالوں کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 7، 8، 289، 381، 383،

384، 386، 388، 412، 413، جلد دوم صفحات 57، 58۔

جہانگیر کی فنکاری سے دلچسپی اور مہارت کے حقیقی دیکھو اپنا جلد اول صفحات 200، 201، 319، 322، 379،

400 جلد دوم صفحات 20، 21 تا 96، 99، 116، 117 تا 117۔ ستر نمبر سراسر حاسد صفحات 210، 211 تا 244، 246 تا 246، میری

صفحہ 130۔

مظلوں میں یہ ہوشمندانہ دستور تھا کہ شہزادوں کو شروع ہی سے امور عامہ میں قریبی رابطہ قائم کر دیتے تھے۔ 1511ء میں کابل کی اہم مہم میں شہزادہ سلیم اور شہزادہ مراد کو بڑے بڑے فوجی دستوں کی رسی کمان دے دی گئی تھی اور جن لوگوں نے ان کے طرز عمل کو دیکھا انھوں نے ان کے جوش اور بہادری کی بڑی تعریف کی (60) اگلے سال سلیم کو حرم شاہی کی کہ محفہ سے واپسی پر ان کی پیشوائی پر تعینات کر دیا گیا (61) تقریباً اسی زمانے میں اسے عدالت اور درباری تقریبات کے شعبوں کی رسمی سربراہی پر مقرر کر دیا گیا۔ (62) سب سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ شہزادہ برابر اکبر سے ملتا اور نامہ و پیام کرتا اور اکبر اسے مہد کے ذہن ترن انسانوں میں تھا۔ (63)

(58) جہانگیر (راجہ جیو پورج) جلد اول صفحہ 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918،

(63) سلیم کی تعلیم و تربیت کے ان حالات کے معلوم ہونے کے بعد جو یقیناً حسب معمول خطوں کے دستور کے مطابق سے ڈیوبہ کروک (شاہی مغربی صوبہ) سرحد صفحات 102، 103 کا حسب ذیل کس قدر بے بنیاد معلوم ہوتا ہے:

میں کی (اکبر کی) اولاد کی اگر کوئی تعلیم ہوئی تو وہ ہائے سلسلوں کے طرز کی ہوئی یعنی قرآن کی تلاوت، تہذیب بہت مذہب کی واقفیت اور فقہ کی تفصیلی موقوفات ان کی ساری ہی کائنات ہوتی تھی۔ شروع بچپن میں وہ حرم کی کینہ پرور عورتوں کے بے منتہی کواں اور ذلیل ملائکہ کے ماحول میں رہے۔ جب زراچہ سے تو ایک دوسرے کی قرب ملکوں کے رنگ و حسد نے انھیں دراصل سلطنت کی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کا موقعہ دیا۔ ذیل خوشہ دل اور قسمت آزمائوں اور پردہ بازی سزا دہنے انھیں ظلم و انصاف کی محفل معلومات حاصل کرنے سے ہر گز رکھ کر کسی شہزادہ نے سلطنت کی مجلس شوریٰ میں مناسب حصہ لینے کی کوشش کی تو اس پر حکمران کے خلاف سازش کا اہم ساز لگایا گیا اور دربار و علاقہ میں بھیج دیا گیا جہاں اسے انھیں اثرات سے سادہ پرہیزگار اس کی تربیت میں حاصل ہونے صوبہ کا دواہر اس کے کالیڈر پر تیار اور اس بات کی احتیاط رکھنا کہ اس کا کلکی معاملات میں دخل نہ ہونے دیا جائے بلکہ اسے زیادہ خوشی نہ ہوئی کہ شہزادہ بجائے امور مملکت میں تربیت حاصل کرنے کے عیاشی میں اپنا وقت ضائع کرتا رہے۔

اس قسم کے لاعلمی اور غصب کے بغیر ذمہ داریات خطوں کی تاریخ کے متعلق فیصلہ نہیں دے سکتے۔

اخلاقی کمزوری

لیکن دولت و ثروت کے ماحول میں پیدا ہونے کی جو خامیاں ہوتی ہیں ان کی تلافی کسی چیز سے نہیں ہو سکتی۔ بار و اکبر کی ذہانت کی تربیت ذاتی تجربہ اور عسرت کی درسگاہ میں ہوتی تھی۔ سلیم کو بیس برس کی عمر سے پہلے کسی مشکل یا مصیبت سے سابقہ نہیں بڑھا تھا خواہ خود اس کی ہی غلطی کی وجہ سے ہو جس سے عہدہ ہرا ہونے کے لیے اسے جدوجہد کی ضرورت ہوتی۔ متعدد دعاؤں، تمناؤں اور پاد یہ پتائیوں کے بعد جو لڑکا پیدا ہوا ہو اور اپنے زمانے کے سب سے زیادہ دولت مند اور با شوکت حکمران کی اولاد ہو اور فتح پور نیکری کے بار و فتن محل میں چھوٹوں بڑوں کی آنکھ کا تار ہو تو اسے اپنے راست میں ہر طرف پھول ملیں گے۔ عسرت اور جدوجہد کے بادلوں میں جو روشنی کی شعاع ہوتی ہے اور اس سے جو شاندار مواقع حاصل ہوتے ہیں، فطرت انسانی کی حقیقت معلوم کرنے، فراست اور تلاحش و وسائل اور استعداد اور جرأت حاصل کرنے کے مواقع اسے نہ حاصل ہو سکیں گے اور مختصر اسے وہ جرأت نہ حاصل ہوگی جو اعلیٰ اخلاق کی بنیاد ہے۔ سلیم نے اپنی ساری عمر اراوے کی کمزوری اور عزم کے فقدان میں گزاری اور اعلیٰ قابلیت اور فن کے باہرین کی سپردگی سے افسوس ناک طور پر بے نیاز رہا۔

سخت شراب نوشی کی عادت

مزاج کی اس خالی میں شراب نوشی کی اس عادت نے اور اضافہ کر دیا جو اسے شروع جوانی ہی میں پڑ گئی تھی اور جس نے اس کی زندگی کا جلد خاتمہ کر دیا۔ شراب نوشی مظلیمہ خاندان کی ایک مستقل کمزوری تھی۔ باہر نے بڑی معافی سے اور شرح طور پر ان شراب نوشی کی پادشوں کا ذکر کیا ہے جو افکار و آلام کو ڈوب دیتی ہیں۔ ہاپوں نے شراب اور افحون سے اپنی صحت برباد کر لی۔

اس کے لڑکے محمد حکیم نے شراب نوشی میں جان دی اور انہیں سال کی جوان عمری میں مر گیا۔ اکبر بحیثیت مجموعی مستحق تھا لیکن ابتدائی عمر میں وہ قفا و قفاور کبھی کبھار بھی شراب نوشی اس کے خلاف معمول نہ تھی (64) اس کے چھوٹے لڑکے مراد اور دانیال شراب سے بدست ہو کر بری سوت مرے۔ سلیم نے اپنی حسب معمول صاف گوئی سے بیان کیا ہے کہ اپنی شروع جوانی میں کس طرح وہ اس قسم کی موت سے بچ گیا۔ اپنی سترہ سال کی عمر تک اس نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بجز بچپن میں دوا کے طور پر 1585ء میں ایک طازم کے کہنے سے شکر کی چھکن دور کرنے کے لیے ایک جام نوش کیا "جس کے بعد میں شراب نوشی کا عادی ہو گیا اور جب شراب انگوڑی سے تسلی نہیں ہوئی تو میں نے اسپرٹ پیما شروع کر دی۔ میری شراب دو آٹھ اسپرٹ کے تیس جام تک پہنچ گئی۔ چودہ جام دن میں اور باقی رات میں۔ اس کا وزن ہندوستانی پیو سیر اور ایرانی ایک من ہوتا ہے۔ ان دنوں میری خوراک کی مقدار روٹی اور لہسن

(64) ایک مرتبہ اس نے راجہ توں کی طرح غمزہ سے ٹوٹنے پر اصرار کیا اور ہاں مانگے گا تو ہر جاگھا گھومتا دیکھتا ہاں مانگے نہ پڑا تو ذکر چھینک دیا۔ اکبر نامہ (بجورج) جلد سوم صفحہ 43، 44۔ جہاں غمگیر نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اپنے والد اکبر شہزاد کا پیالہ پیے دیکھا تو رک (راجہ راجہ) جلد اول صفحہ 2۔ غمزہ 307 نیز دیکھو ماسوکی کی کتب خانہ میں صفحہ 242، 258، 262۔ افسانے اسمو (اکبر نامہ 41) نے بھی یہی لکھا ہے۔ مرزا محمد حکیم کے انجم کے حلقہ دیکھو اکبر نامہ (بجورج) جلد سوم صفحہ 703۔ بدایونی (و) جلد دوم صفحہ 357۔

کے ساتھ ایک مرغ کی تھی۔ اس کا جہ کن اثر جو اس کے قوی پر ہوا وہ سب کو نظر آیا لیکن صحت کا اس پر اثر نہیں ہوا۔ اس صورت حال میں "جیسا کہ خود اس کا بیان ہے حالت اتنی قابل رحم ہو گئی کہ "نفس کی حالت میں اپنے میں اپنے احمہ سے جام نہیں سنبھال سکتا تھا دوسرے لوگ مجھے پلاتے تھے۔ شاعی طبیب حکیم ہام جن سے جہا تکیر نے مشورہ کیا انھوں نے صاف صاف لفظوں میں آگاہ کیا کہ اگر اس نے شراب ترک نہ کی تو چھ ماہ کے اندر وہ بوسے کے ساتھ قبر کے کنارے پہنچ جائے گا۔" چونکہ خوبصورت زندگی مجھے عزیز تھی۔ اس لئے جہا تکیر نے مقدار کم کر دی اور اسپرٹ میں دوئی انگوری شراب ملا کر پینے لگا۔ رفتہ رفتہ اس نے مقدار اور بھی کم کی اور پھر شراب کی جگہ انھون کا استعمال شروع کیا۔ 1601ء تک اس نے مقدار 181/2 شعلانی پیالہ کے چھ پیالوں تک کم کر دی۔ (65) پھر اپنی باقی زندگی اتنے ہی میں خوش رہا جسمانی قوت اور مصروفیت کی محنت نے خراب نتائج کو اس کے بدلے کی حد تک روکے رکھا لیکن زندگی کے آخری پانچ سال جسمانی قوت کے ازالہ اور سخت تکلیف میں گزرے۔

(65) جہا تکیر (راجس و پور ریج) جلد اول صفحات 307-309۔ سید احمد نے اپنے توڑک جہا تکیری کے ترجمہ میں چندہ سال کی عمر لکھی ہے جب جہا تکیر نے شرب شروع کی لیکن پور ریج کا بیان ہے کہ اٹھیا آٹھ اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے دو خطوط میں اٹھارہ سال (سنہ 1601ء) لکھے ہیں جو پچیس یا زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ یہ واقعہ شروع 1586ء میں ہوا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ جیسا پیشتر کہا جاتا ہے کہ جہا تکیر کی جزدی اصطلاح اور جہاں کی وجہ سے نہیں ہوئی جس سے اس کی شادی بہت بعد میں ہوئی۔

دوسرا باب

عہد شباب

شہزادہ سلیم کی امیر کی شہزادی مان بائی سے شادی

ہندوستان کی تاریخ میں کوئی چیز اتنی جاذبِ نظر نہیں ہے جتنی ہندو اسلامی تہذیبِ طور طریقہ اور رسم و رواج جسے ہم اب تک اختیار کیے ہوئے ہیں جیسے ہی مسلمان تارکانِ وطن ٹھیک طور سے آباد ہو گئے انہوں نے اپنے ہمسایوں پر اثر ڈالنا شروع کر دیا اور خود اپنے ہندوستانی ہمسایوں سے اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ متاثر ہوئے۔ صغریٰ کی شادی جس کی بنیاد کچھ ہندوستانی آب و ہوا پر ہے اور کچھ عام سماجی حالات پر اسے ہندو نو مسلموں نے قائم رکھا اور مسلمان نو آباد کاروں کے بیشتر حصہ نے بھی اسے قبول کر لیا۔ شاہی خاندان بھی راجپوتوں میں شادی بیاہ کر کے اس سے الگ نہ رہ سکا۔ سلیم ابھی مشکل سے پندرہ برس کا تھا کہ اس کی حقیقی اس کی ماموں زاد بہن امیر کے راجہ بھگوان داس کی لڑکی مان بائی سے ہو گئی۔ نکاح پر مہر دو کروڑ فکڑ مقرر ہوا۔ شہنشاہِ خود اپنے امرا کے ساتھ 13 فردِ درباری کو راجہ کے محل پر گیا اور مسلم قاضیوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا گیا اور بعض مخصوص ہندو رسمیں بھی ادا کی گئیں۔ بھگوان داس نے جو جہیز دیا اس میں ایک سو ہاتھی، قطار در قطار، گھوڑے، بکثرت جواہرات، مختلف قسم کے برتن جواہرات جڑے ہوئے، سونے چاندی کے برتن اور قسم قسم کی دوسری چیزیں شامل تھیں جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا تھا۔ شاہی امرا کو سنہری کاشیوں سے مزین ابریشمی، ترکی اور عربی گھوڑے دیئے گئے۔ دلہن کے ساتھ متحدہ ہندوستانی، افریقی اور سرکیشیائی نسل کے مرد اور عورت غلام دیئے گئے۔ شاہی جلوس جب قیمتی کپڑے پہنے ہوئے راستہ پر روانہ ہوا تو شہنشاہ نے دلہن کے ڈولے پر بے شمار سونا اور جواہرات بچھاور کیے۔ نیاختوں اور جلیے جلوس کی حد نہ رہی۔ قصیدے اور قطعات تاریخ نیکاروں کی تعداد میں آئے۔ (1)

شادی بیاہ کے سیاسی رشتے اکثر انفرادی مسرت کو قربان کر کے سلطنت کے اعلیٰ مقاصد کے لیے کار آمد ثابت ہوئے ہیں لیکن اس موقع پر مان بائی کی دل کشی اور ذہانت اور دل موہ لینے والے اطوار نے شہزادہ سلیم کی پرورشِ محبت حاصل کر لی۔ باوجود موردِ ٹیٹھکینی کے جو شدید مصائب سے جنون کی حد تک

(1) اکبر نامہ (پیر ج) جلد سوم صفحات 677-678، بی بی (لو) جلد دوم صفحہ 352، نظام الدین ایلٹ ڈکوسن (جلد پنجم صفحہ 447) محمد ہادی صفحہ 6، آثار الابر (پیر ج) جلد دوم صفحہ 286، گھدوون صفحہ 3، جو کی راجستان (اردو) جلد دوم صفحہ 286، سلیم کی صبحِ شادی کے وقت 15 سال 13 ماہ 5 دن تھی۔ ابو الفضل (اصل کتاب جلد سوم صفحہ 451) نے لکھی ہندوستان، مسندِ موزوی ہے۔ فیضی نے ایک کلم لکھی جس کے ہر شعر سے ہندو نکلی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ سلطان سلیم کی موتوں کی ہمارے کرنے والی شادی مبارک جس نے پچھید سال کو خوشگوار بنادیا۔ برج دلو کی سورج کی پرورش کرنے والی حفاظت سے چاند نور زہرہ کا اتصال ہو گیا۔

پہنچا دیتی ہے مان بانی نے اپنے شوہر کو خوش اور مسرور رکھا۔ 1604ء میں اس کی خود کشی نے سیم کو شدید غم میں مبتلا کر دیا۔ پورے چار دن تک اس کی حلق میں کھانے کا ایک لقمہ نہیں گیا۔ کچھ دنوں تک غم سیدہ روح کو کسی چیز میں دلچسپی نہیں رہی۔ دو سال بعد جب اس نے مان بانی کی اعلیٰ ذہانت، شرافت اور نیکی کا ذکر کرنے کی کوشش کی تو اس کی زبان سے الفاظ ادا نہ ہو سکے (2)

سلطان التسلہ بیگم کی پیدائش

اس شادی کا پہلا ثمرہ ایک لڑی سلطان التسلہ بیگم تھی جس نے 26 اپریل 1586ء میں دنیا کی روشنی دیکھی۔ وہ ساٹھ سال زندہ رہی۔ مگر تاریخ میں کوئی نمایاں کردار نہیں ادا کیا۔ (3)

شہزادہ خسرو کی پیدائش

دوسرا بچہ 6 اگست 1587ء کو پیدا ہوا اور جس کا نام خسرو رکھا گیا اس کا مقصود اس سے بالکل مختلف تھا۔ اس کی زندگی شورش میں گزری اور اسے خون آلود قبر ملی۔ شہزادہ خسرو کی پیدائش پر مان بانی کو شہ بیگم کا خطاب دیا گیا (4)

سلیم کی دوسری شادیاں

اس دوران میں سلیم نے کافی بڑا حرم جمع کر لیا تھا۔ 1586ء میں اس نے جودہا بانی یا بخت کو سائیں سے شادی کی جو اوڑے سنگھ موہاراچہ کی لڑکی تھی۔ (5) پھر بیانیہ کے رائے سنگھ کی لڑکی (6) اور سعید خاں گھنکر کی لڑکی (7) اگلے دس برسوں میں اس نے مختلف قوموں اور مذہبوں کی سولہ اور لڑکیوں

(2) جہانگیر (راجہ سویرج) جلد اول صفحات 55-56

(3) جہانگیر (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 493 میں اس کی پیدائش کی الٹی تاریخ (16) رو دی بہشت 994 دی ہے۔ محمد ہادی (صفحہ 7) اس کا نام سلطان نذر بیگم لکھا ہے اور خانی خاں (جلد اول صفحہ 445) نے اس کا نام سلطان بیگم لکھا ہے۔ جہانگیر (راجہ سویرج) صفحہ 15 جلد اول میں اسے صرف ولاد اکبر لکھا ہے۔ (پرانس صفحہ 20) کا بیان ہے کہ وہ اپنے بھائی خسرو سے ایک سال بڑی تھی۔ اس کا انتقال 13 سالگی میں مقام آگرہ میں ہوا اور اسے سکندر میں دفن کیا گیا اگرچہ اس نے خود اپنے لیے خسرو ہاں آہد میں قبر بنوائی تھی (نیل کی نور عیسیٰ یا کریمیکل ڈسٹری صفحہ 392) پور شاہ جلد دوم صفحہ دوم صفحات 603-604۔

(4) کام الدین (الیٹ ڈائری) جلد ہفتم صفحہ 456 نے خسرو کی پیدائش 1588 (996ھ) میں لکھی ہے اور خانی خاں (جلد اول صفحہ 245) نے 1589 (997ھ) لیکن جہانگیر (راجہ سویرج) جلد اول صفحہ 19 میں صاف لکھا ہے کہ خسرو پروزے دو سال دو ماہ پہلے پیدا ہوا جس کے معنی 1587ء ہیں۔ اکبر کے تاریخ و حال لکھنے والے ابو الفضل نے جہانگیر کی تاریخ سے اتفاق کیا ہے۔

(5) محمد ہادی صفحہ 6، جہانگیر (راجہ سویرج) جلد اول گھنڈون صفحہ 3۔ بلو کین صفحہ 619۔

(6) اکبر نامہ (سیرتج) جلد سوم صفحہ 749، بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 364، جلد دوم صفحہ 145۔ اس کا نام کسی نے نہیں لکھا ہے۔ ابو الفضل (اصل کتاب جلد سوم صفحہ 496) نے شادی کی تاریخ 16 تیر۔ 26 جون 1586ء لکھی ہے۔

(7) اکبر نامہ (سیرتج) جلد سوم صفحہ 494۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 368۔

سے شادی کی۔ (8) تخت نشین ہونے کے بعد اس نے چند اور شادیاں کیں۔ محبت سنگھ کی لڑکی (9) ارام چتر بندیلہ کی لڑکی (10) اور سب سے آخری اور سب سے اہم مہر القیادہ سے جو نور جہاں کے نام سے مشہور ہے۔ (11) داشتہ عورتوں کو ملا کر حرم کی تعداد بے پناہ تین سو تک پہنچ جاتی ہے۔ (12)

سلیم کی دوسری اولادیں

ان بیویوں سے بہت سے اولادیں ہوئیں۔ شہزادہ پرویز 2 اکتوبر 1589ء کو صاحب جلال کے بطن سے پیدا ہوا۔ (13)

بہار بانو بیگم

کئی بچے جو اس کے بعد پیدا ہوئے بچپن ہی میں فوت ہو گئے لیکن بہار بانو بیگم جو ستمبر 1590ء میں کرسی کے بطن سے پیدا ہوئی بڑی عمر تک زندہ رہی۔ (14)

(8) (مسلک) بر (مسلک) لنگی صفحہ 75 کا بیان ہے کہ 1597ء میں شہزادہ سلیم کی بیس باضابطہ شادہ بیبیاں تھیں۔ چار کا ذکر لوہو پر ہو چکا ہے باقی کے نام دلالت پر قریب محفوظ نہیں ہیں۔ دوسری گیارہ بیبیاں حسب ذیل ہیں۔

(1) صاحب جلال، مزین خاں کوکا کے چچا لوبانی حسن خاں کی لڑکی (2) ملکہ جہاں جہلیہ کے راجہ کلیان کی لڑکی اس کا دلچسپ نام معلوم نہیں۔

(3) نور القیادہ بیگم، بشیرہ مظفر حسین

(4) صاحب بانو دختر قاسم خاں

(5) کریم سی دختر راجہ کیچو داس راجپوت

(6) چھوٹے جت کے راجہ لدا کے لڑکی جسے مثل سنیر

(7) کلیر کے مہاراجہ چک کی لڑکی

(8) کلیر کے حسین چک کی لڑکی

(9) شادہ خاتون کی لڑکی فوت 1597ء

(10) غوجہ جہاں کا لیلی کی لڑکی

(11) مختار خاں زارہ کے لڑکے مرزا سحر کی لڑکی

اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحات 261-569-607-639-659۔ بدایونی (جلد دوم صفحہ 388۔ محمد ہادی صفحہ 7

بلوچین صفحات 310، 371، 464، 477۔ کوٹ) 619 کلڈون صفحہ 3۔ جلد دوم صفحہ 145) نے یہ غلط لکھا کہ رائے

سنگھ کی لڑکی پرویز کی ماں تھی۔

(9) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحات 144، 145 اس کا نام کہیں مذکور نہیں ہے۔ نثار جہانگیر کی ماں سر بیہ زبانی کے

مکان پر ہوا۔

(10) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحہ 160 اس کی شادی 1609ء میں اس کے باپ کی درخواست پر ہوئی تھی جس کی

بجائے محل میں فرد کی گئی تھی۔

(11) دریکھو آٹھواں باب آگے

(12) ہاکسن نے 1611ء میں لکھا ہے کہ جہانگیر کی بیویوں کی تعداد 300 تھی جن میں سے خاص ملکہ تھیں (سفارت نامہ ہاکسن

صفحہ 721) اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تعداد میں داشتہ عورتیں بھی شامل تھیں۔ نمبر 1619ء میں مغل دربار میں رہا

اس کا بیان ہے کہ بادشاہ کی ایک بڑی حسین بیباں تھیں۔ اگرچہ ان کے رنگ گندے تھے۔ (ایٹ انڈیا کی سفارت صفحات 405-406)

لیکن یہ قریب قریب سچ ہے کہ 1611ء میں نور جہاں سے شادی کے بعد حرم شاہی میں اتنی عورتیں سے اضافہ ہوا ہو گا۔

ظاہر نمبر 1 نے سنی سنائی باتوں پر اعتبار کیا ہو گا اور یا اس نے زنان خانہ کی ملازمتوں کو بھی اس میں شامل کر لیا ہو گا یہ ذہن نشین

رہے کہ افکار خواہن جن کے والدین کا ہمیں علم ہے۔ ان میں سے سات ہندو تھیں اور گیارہ مسلمان۔

(13) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 568 جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحات 18-19 محمد ہادی صفحہ 7۔

(14) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحہ 19۔ محمد ہادی صفحہ 7۔

شہزادہ خرم

5 جنوری 1592ء کو بخت مومسائیں کے بطن سے لاہور میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خرم رکھا گیا۔ (15) اور جس کی پیدائش پر سارے دربار میں بڑی خوشی منائی گئی اور جسے شیب و فراز کی اور قابل یادگار زندگی نصیب ہوئی۔ اگلے بارہ سال میں جتنے بچے پیدا ہوئے وہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ 1605ء میں داہتہ عورتوں کے بطن سے دولہ کے جہاندار اور شہزادہ پیدا ہوئے جن کے مقوم میں مختصر شرمناک زندگی تھی۔ (16)

مسلم قانون وراثت کا ابہام

سن کولٹ پر پونچے تک سلیم کی عورتوں کا شوہر اور متعدد اولاد کا باپ بن چکا تھا۔ جولائی کے ابھار کا پہلا جوش ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کے مستقبل پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کر دیا۔ یعنی اپنے سیاسی مفاد پر نظر رکھنا اور ہر اس خطرہ سے حفاظت کرنا جو اس کی تخت نشینی کی راہ میں حائل ہو مسلم قانون نے قیادت کے لیے وراثت کی جگہ انتخاب کا قاعدہ رکھا مگر عملی سیاسی اقتدار کی وراثت اکثر پچھلے حکمران کی وصیت پر منحصر رہی۔ اس قانون کی بنیاد ابتدائی عرب رواج میں ملے گی جو یقیناً قبائلی عرب جمہوریت کے لیے بالکل درست تھا لیکن اس اصول کا عرب کے باہر نفاذ جہاں کن نتائج کا حامل ہوا۔ یہ توضیح ہے کہ اس سے جتنے انصاف کا مقصد حاصل ہوا لیکن اس سے زیادہ تر خاگی ناچاقی مسلسل سازشوں، خانہ جنگی اور بے رحمانہ قتل عام کا راستہ صاف ہوا۔ اس قانون کے ابہام نے ہر شہزادہ کو تاج کا حوصلہ کرنے کی ہمت دلائی۔ اپنے باپ کا منظور نظر بننے، پارٹیاں بنانے اور اپنے بھائیوں کو اگر قتل نہ کرنا تو ان کے اثر توڑنا اور انتہائی کمینگی اور بیدردی کا مظاہرہ کرنا۔ ہندوستان کے مظلوموں نے اس سیاسی خلفشار کو دور کرنے کی یہ کوشش کی کہ شروع ہی سے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو اپنا جانشین نامزد کر دیا اور ولی مہد کو جبر کہ فیروز پور کی جاگیر دے دی جو ایک طرح سے انگلستان کے پرنس آف ویلز کی طرح ہے۔ اس کا بادشاہ سے قریب رابطہ رہتا اور وہ عموماً دربار سے وابستہ رہتا۔ اسے امرا میں سب سے اعلیٰ منصب دیا جاتا۔ اعلیٰ حکام اور امرا اور زیر پناہ حکمران اور عام لوگ اسے اپنا مستقبل کا بادشاہ سمجھنے کے عادی ہو جاتے۔ لیکن اس کے عزیزوں کی امیدوں کو کسی طرح ختم نہ کیا جاسکتا۔ وہ ایک طے شدہ معاملے کو بگاڑنے کی کوشش کرتے اور سازشیں کرتے اور جنگ کرتے۔ اس جھگڑے میں جو دلوں میں غلبہ پیدا ہوتا وہ شہزادوں کے لیے تخت یا تختہ کے درمیان کوئی راستہ نہ چھوڑتا۔ شکوک و شبہات، بے وفائی، بغاوت اور سازشوں کے باحوال میں اکثر بادشاہ اور ولی مہد کے درمیان کدورت پیدا ہو جاتی۔ خود غرضی، پارٹی بندی حتیٰ کہ حقیقی مفاد عامہ کا جذبہ کدورت کی اس خلیج کو اور وسیع کرنے کے لیے موجود ہوتے۔

(15) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 607۔ محمد ہادی صفحہ 7۔

جہانگیر (راجہ سہویر سنگھ) جلد اول صفحہ 19 میں خرم کی پیدائش کا سال غلطی سے 1000ء کے بجائے 999ء دیا ہے۔

بادشاہ نامہ کا مصنف عبدالمجید لاہوری نے ابو الفضل سے اتفاق کیا ہے۔

(16) جہانگیر (سہویر سنگھ) جلد اول صفحہ 20۔

ہندوستان کے مغل خاندان میں پھوٹ

اختلاف اور خونریزی کے مناظر قدرتی مظاہر کی طرح ہر مغل حکمران کے عہد میں تواتر سے ظہور پذیر ہوئے۔ باہر نے واضح طور پر ہمایوں کو اپنی جانفیں کے لیے تاحرہ کر دیا تھا لیکن سازشوں نے اس کے مستقبل کو مبہم کر دیا اور اس کی ایک جلد بازی کی حرکت نے اس کے والد کو تقریباً اسے محروم کر دینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ مگر عورتوں کی مداخلت نے اسے روک دیا۔ البتہ تخت نشین ہونے پر ہمایوں نے اپنے بھائیوں کو اپنا سب سے زیادہ دشمن پایا۔ ہمایوں کے لڑکے اسے جھوٹے تھے کہ اس کی زندگی میں انہیں جھگڑا کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن مرزا محمد سلیم جو افغانستان میں قلعہ بند تھا اس نے اکبر کی بھی بالادستی کو کبھی بخوشی قبول نہ کیا۔ اس نے اپنے بھائی کے خلاف باغیوں کو پتلا دی اور ہندوستان میں اندرونی غلطکار پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک مرتبہ اس نے پنجاب پر حملہ بھی کر دیا اور اس کے انتقال کے بعد ہی اکبر کو کامل پرموثر حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اولاد کی ناشناسی نے اکبر کی زندگی کے آخری دنوں کو غبار آلود کر دیا تھا اور اس کے خاتمہ کو قریب کر دیا۔ جہانگیر نے اپنے عہد میں اپنی حکومت کے آغاز میں اپنے بوسے لڑکے کی بغاوت سے تنزل پایا۔ اس نے خرم کو اپنی جانفیں کے لیے منتخب کر لیا تھا لیکن سازشوں کے اس جتنے نے جو اس کے دوسرے بھائیوں کے حامی تھے دربار کو مسلسل سازشوں کے طویل سلسلے نے پریشانوں میں رکھا اور بالآخر خرم کو علانیہ بغاوت پر ابھار دیا۔ پردی کی موت سے دوسری حکیم خانہ جنگی رک گئی۔ شاہجہاں نے اپنی تاجپوشی کو اپنے قریبی عزیزوں کے قتل عام سے داغدار کر دیا۔ انتقام نے خود اسے بھی جھکنے لیتے دیا۔ جبکہ اس کے تیسرے لڑکے اورنگ زیب نے طویل خونریز خانہ جنگی کے بعد دلی عہد دار اور اپنے سب سے چھوٹے بھائی مراد کو ختم کر دیا۔ شجاع کو شہر تی پہاڑیوں میں آوارہ گرد ہو کر جان دینے پر مجبور کیا اور اپنے باپ کو قید میں ڈال دیا۔ اورنگ زیب کی حکومت کی مشکلات میں اس کے منحرف لڑکوں کی سرگرمیاں کچھ کم پریشان کن نہ تھیں جو شکوک و شبہات اور حب چاہ پرستی تھیں۔ ابھی وہ قبر میں بھی نہ پہنچا تھا کہ اس کی سلطنت میں تین طرفہ خانہ جنگی کی جہاد کا ریل پھیل گئی۔ مغل خاندان کی بعد کی تاریخ جافرے کے اس پیام کی یاد دلاتی ہے جو اس نے اپنے باپ ہنری دوم کو جو انجمن خاندان کا بارہویں صدی میں سربراہ تھا۔ گستاخ اور بیباک نوجوان نے ایک خانگی جھگڑا بھرنے پر بھیجا تھا ”کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ یہی ہماری اصل فطرت ہے جو ہمارے اجداد کی وراثت نے ہم میں جاگزیں کی ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے سے محبت نہ کرے اور ہمیشہ بھائی بھائی سے اور لڑکا باپ سے دست و گریباں ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ ہمیں اپنے موروثی حق سے محروم کریں یا ہماری فطرت ہم سے سلب کرنے کی بے نتیجہ کوشش کریں۔“ یہ دلچسپ بات قابل لحاظ ہے کہ جافرے نے جس برائی کی اس صفائی سے تفصیل کی ہے وہ اسی وراثت کے ابہام کی پیدوار ہے۔

اکبر کے سلیم سے تعلقات

اکبر کی حسن تدبیر، حکمت عملی اور سب سے بڑھ کر اس کی گرم جوشانہ شفقت اور ضبط نے اس روگ میں تخفیف کر دی مگر اسے قطعی طور پر ختم کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا اس نے اپنی حکومت

میں واضح طور پر اعلان کر دیا کہ وہ سلیم کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہے۔ 1577ء میں سلیم کا منصب بڑھا کر دس ہزار کا کر دیا گیا۔ حالانکہ اس کے بھائی مراد اور دانیال کو سات سو اور چھ سو کے منصب دیئے گئے تھے (17) 1585ء میں تینوں شہزادوں کو الگ الگ خلعت، نشان پرچم اور غارے دیئے گئے اور سب سے بڑے لڑکے کو بارہ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی حالانکہ اس کے چھوٹے بھائیوں کو نو ہزار اور سات ہزار کے منصب پر فائز ہونا پڑا۔ (18)

اگلے حیرہ رسوں میں جب کہ شاہی دربار شمال مغرب میں رہا سلیم کا اکبر سے قریبی تعلق رہا۔ لیکن سیاسی سازشوں اور دوسرے کارروائیوں کا غبار جو پھیلا ہوا تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ تعلقات کو غبار آلود کر دیا اور باپ بیٹے کے دل ایک دوسرے سے بگڑنے لگے اور بالآخر ان میں سخت کشمکش شروع ہو گئی۔ 1591ء میں سلیم نے اقتدار پر قبضہ کرنے کا شائستہ شوق ظاہر کر دیا۔

اکبر کی اپنے لڑکے سے ناراضی کی ایک وجہ بھی تھی۔ دلی جہد کو جوانی کی حماقتوں سے باز رکھنے میں نہ اس کی تعلیم کارگر ہوئی اور نہ اس کا اعزاز جس سے اکبر کو سخت ناگواری ہوئی۔ (19) شہزادہ جس طرح خود کو لودر اپنے خاندان کو ذلیل کر رہا تھا اس کا بادشاہ کو شدید احساس ہوا اس میں شک نہیں کہ شہزادہ اپنی شراب کی کثرت سے ہمتا حیرت انگیز طور پر بڑھتا جا رہا تھا اسے اکبر خضر اور طاعت اور نفرت سے دیکھتا تھا۔ سلیم کے طرز عمل سے اکبر کو جو ناراضی تھی اسے ابوالفضل نے جس کے اقتدار نے شہزادہ کی بدگمانی اور دشمنی کو ابھارا تھا وہ شہزادے کے ساتھ اور بھڑکا دیا۔

ابوالفضل

مشہور اہل علم شیخ مہدک کا لڑکا تھا جو 14 جنوری 1551ء کو پیدا ہوا۔ بچپن ہی میں وہ غیر معمولی طور پر ذکی تھا اور جوان ہو کر بڑی ذہانت کا مالک ہو گیا۔ 15 سال کی عمر میں وہ فلسفہ اور علم حدیث کا استاد بن گیا۔ بچپن ہی کی ذہانت اور علمی قابلیت سے اس نے ایک قدیم مخطوطہ کو جس کے ہر صفحہ کا نصف حصہ غائب تھا مکمل کر دیا۔ اس کی قوت بیان تحریر کا شکوہ اور اسلوب کی خوبصورتی فارسی کے دس نسلوں کے علماء اور نقادوں کے لیے باعث رشک تھی۔ اتنی ہی لاعلمی تاریخی تصانیف میں اس کی ذہانت تھی۔ اس کی تصنیف آئین اکبری جغرافیہ، حیوانات، انتظامات ملکی اور تہذیبی حقائق کے ذخائر کا مجموعہ ہے جو ترتیب کی پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں جس میں انیسویں صدی کی مزید معلومات ہی سے اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کا اکبر نامہ باوجودیکہ اس کا لہجہ خوشدلانہ اور لطیفانہ ہے اور مصنوعی اختراعات سے بھرپور۔ تاہم وہ کثیر محنت اور تحقیق کا کارنامہ ہے اور انسانی فصاحت و بلاغت کا آئینہ دار۔ اس کے خطوط کی جب تک قادی زبان زندہ ہے تعریف کی جائے گی۔ حق کی جستجو آزادی خیال اور نہ ہی بے قصبی اس نے اپنے باپ سے ترکہ میں پائی تھی۔ سترہویں صدی میں یورپ اور ایشیادوں میں جو غیر مقلدانہ فضا

(17) اکبر نامہ (بیرونج) جلد سوم صفحہ 308۔

(18) بدایونی (نو) جلد دوم صفحات 353-354۔ حسن پانچ جو شہزادوں کو عطا ہو وہ ایک علم تھا جو اعلیٰ ترین اعزاز تھا اور جو سب سے بڑے امرا اور شہزادوں کے لیے مخصوص تھا۔ یکم آئین اکبری (جو کہیں صفحہ 50)

(19) تمجیل اکبر نامہ (ابلیت و ذلوس) جلد چہارم صفحہ 107 چہارم جلد دوم صفحہ 540۔ فرن نویر کی اکبر جلد دوم صفحہ 385 میں منقول۔

بھلی ہوئی تھی اسی کی رو میں وہ بھی رواں ہو گیا تھا۔ اس کے دشمن جو اس کی ذہنی اور روحانی بلندی تک نہیں پہنچ سکے تھے اسے ہندو پارسی لا اور یہ اور دہریہ کہتے تھے دراصل وہ اللہ پر خلوص کے ساتھ ایمان رکھتا تھا مگر کسی نے اسے عقیدہ کی پیچیدگیوں کو قبول نہیں کرتا تھا۔ ہر روانہ رو یہ سے جو باریک بینی پیدا ہوئی تھی اس سے اس کے ذہن میں ہر مذہب کی کوئی نہ کوئی بات جاگزیں ہو گئی تھی۔ عیسائی مشنری جن سے اسے سابقہ پڑاس کی فراخ دلانہ رواداری کی تعریف میں رطب اللسان میں سب سے مصالحت اس کے ہتھ نظر کا امتیاز تھا مگر اس کا مذہب خود اس کا ذاتی معاملہ تھا۔

اس کی طبیعت کے شہرت سے اکبر بھی متاثر ہوا تیس سال کی عمر میں وہ دربار میں طلب ہوا اور اس کا اعزاز کے ساتھ استقبال ہوا۔ 1585ء میں وہ ایک ہزار کے منصب پر فائز ہو گیا۔ اور 1592ء میں دو ہزار کے منصب پر اور اس کے جلد ہی بعد اس کا منصب چار ہزار کا ہو گیا۔ دربار میں ساری قلم رو میں اس کا جواثر تھا اس کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اکبر نے اس میں اپنا ایک ہم جنس پایا اور قلبی، ذہنی اور روحانی ہمدردی بڑھ کر گرجو شانہ دوستی ہو گئی۔ جزیوت پادریوں نے بالکل ٹھیک ہی سمجھا جو اسے اکبر کا مثالی ہموطن کہا وہ سلطنت میں وکیل مملکت تھا اور دفتر شامی سے جو فرامین جاری ہوتے تھے ان میں سے اکثروں میں ابو الفضل کا ہاتھ صاف ظاہر ہوتا تھا۔ مجلس شوریٰ میں جو رازدارانہ مشورے ہوتے تھے ان کی روداد اگر ہمیں معلوم ہوتی تو ہم دیکھتے کہ اس کی قابلیت بحیثیت مدبر کے اس کے ادبی امتیاز سے بھی جو اس کا پورا حق ہے بہت بلند ہے۔ اس کے دو سخت ترین دشمن بدایونی اور جہانگیر بھی بادل ناخواست اس کی کھلی اور سیاسی معاملات میں ہوشمندی کے شاہد ہیں۔ (20)

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں ابو الفضل کا اثر اپنے پورے عروج پر تھا اور سلیم نے خود کو اقتدار کے مناسب حصہ سے محسوس کیا۔ ابو الفضل کی اعلیٰ ذہانت کے اس کے والد کے ذہن پر جو غلبہ حاصل کر لیا تھا اسے زائل کرنے کی خود میں قدرت نہ پا کر سلیم اس وزیر سے سخت خطر ہو گیا اور اس پر کاری ضرب لگانے کا منصوبہ بنایا جیسا کہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔ سلیم نے اپنے تپانہ بندہ غنص کو مطعون کیا اور اس کے خلاف سازش کی۔ ابو الفضل نے اس کے جواب میں سلیم کی زندگی کی بے ضابطگیوں کو بادشاہ کے گوش گزار کر دیا۔ ان دونوں کی شدید محاصرت نے اکبر کو سخت روحانی لایت دی۔ اس نے اپنے لڑکے کو فہمائش کی اور کچھ دنوں کے لیے ابو الفضل کا عہدہ کم کر دیا۔ (21) مگر اس نے دونوں میں مصالحت کرانے

(20) ابو الفضل کے زندگی کے حالات محاصرہ جہانگیر میں مختصر ہیں۔ خود ابو الفضل کا بیان خصوصاً قابل قدر ہے۔ دیکھو حالات جلد سوم صفحات 417، 454، 455 (ہوائے لینڈ و برنجی) صفحات 53، 56 سب سے زیادہ تفصیلی حالات زندگی شاہنواز خاں مائر الامر صفحات 117، 148۔ اور بلوچین کے مقدمہ آئین اکبری صفحات 42، 43۔ اور دربار اکبری میں ہیں ابو الفضل کے اسلوب پر بعد کے مورخین کی رائے کا خلاصہ مائر الامر کے مصنف نے حسب ذیل دیا ہے:

”شیخ کاوٹی اسلوب بدایہ دہش تھا۔ اس میں دفتری لٹاغی یا کتبائی طرز کی لمبے لمبی جملے تھے اور اس کے الفاظ کی قوت طبعی اور بیان سادہ الفاظ کا استعمال اور انتہا کا حیرت انگیز زور و دلداد دے لیے ہیں کہ کوئی اور ان کی نقل نہیں کر سکتا چو نکہ اس نے فارسی الفاظ کے مخصوص استعمال کی کوشش کی اس لیے اس کے حلقے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کلاسی کے پہلے ہی ان کو تتر میں منتقل کر دیا۔“

مختلف تنقید کے لیے دیکھو جلد 2 کا مقدمہ ترجمہ آئین اکبری جلد دوم۔

(21) جمیل اکبر نامہ (الایضہ داس) جلد ششم 207، خانی خاں جلد اول صفحہ 223۔ چامرس جلد دوم (مترجمہ) اس نویر جلد دوم

صفحہ 284 جہانگیر (راجس دھیرج) جلد اول صفحہ 24۔

کی کوشش کی ہوگی تو وہ بے سود ثابت ہوئی۔ شہزادہ کے سینے میں جو آگ بھڑک رہی تھی اس کی قحطی خون
عی سے ہو سکتی تھی۔

اکبر اور سلیم میں مذہبی اختلاف نہ تھا

باپ بیٹوں میں کشیدگی کی توجیہ کے لیے یہ واقعات کافی ہیں کہ سلیم چاروں طرف سے
سازشوں میں گھر گیا تھا۔ خود اس کا چال چلن خراب تھا اور وہ برے اثرات قبول کر لیتا تھا اور اکبر کے گھر سے
دوست سب سے زیادہ باثر وزیر سے اس کی محاصرت تھی لیکن یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ حال کے
مصطفین نے ان حقائق کو نظر انداز کر دیا ہے اور سلیم کے مفرقانہ طرز عمل کی بالکل قیاسی توجیہ کی ہے وان
نویر یا اس کے مرتب کرنے والے نے سنجیدگی سے استدلال کیا ہے اگرچہ دوسروں نے محض خاموشی سے
فرض کر لیا ہے کہ سلیم اسلامی راسخ العقیدہ کی کا طہر دار تھا جو اس کے باپ اور وزیر کے برخلاف تھا۔ (22)

اس وقت کی مذہبی لہریں

یہ ٹھیک ہے کہ مذہبی مباحث مختلف مذہب کے لوگوں سے رابطہ و ضبط مبارک اور ابوالفضل
کے اثرات اور سب سے بڑھ کر وقت کے ماحول اور گہرے غور و فکر نے اکبر کے دلی اعتقاد کو متاثر کیا تھا۔
جب ہندوستان کی حقیقی تاریخ لکھی جائے گی تو معلوم ہو گا کہ چند روئیں اور سولہویں صدی کی بنیادی حقیقت
ہر عقیدہ اور مذہب کے خلاف سرگرم احتجاج کا جذبہ تھا جس کے نتیجے میں براہ راست روح اعلیٰ سے رابطہ
پیدا کرنے کا مذہب وجود میں آیا اور اس وقت یہ ہوا کہ اسلامی تصوف اور ہندو جھگڑتی نل کر ایک زبردست
لہر پیدا کی جس نے پرانے سنسان راستوں کو آباد کیا اور ملک کا نقشہ بدل دیا۔ اکبر کی پیدائش سے پچاس سال
پہلے ایک غریب جلا ہے کبیر نے ہندو اور مسلمان دونوں کے سروچہ مذہب کو دلیل اور وطن و وطن اور
تسمیر اور مضحکہ سے جھجھوڑا اور ایک جاں نثار مقلدین کی جماعت جمع کر لی اور اپنے پیچھے نہ صرف ایک بڑی
تعداد چیلوں کی بلکہ ایک طاقتور مذہبی لہر بھی چھوڑی (23) رائے داس ایک ہندو چمار، سائیں، حجام، دھنا
جاٹ اور پچا ایک حکمران نے اس کی تقلید کی اور اس کے ایک جی و قیوم خدا پر زندہ شخصی عقیدہ کی تبلیغ
کی۔ (24) تاہم نے سکھ قوم کو انہیں اصلاحی اصولوں پر منظم کیا۔ سولہویں صدی میں بھی اسی طرح مسلم
درویش اور مصلح ہوئے جنہوں نے روایت اور روایتی ذہنیت کو ترک کر دیا اور عقیدہ کی سب سے بڑی اہمیت
پر زور دیا۔ (25)

(22) سلیم کی فطرت اور حالات دولوں نے اسے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی طرف مائل ہونے پر مجبور کیا جس کے سامنے دولوں کو
بامقابلہ نام ملکہ کے زمرہ میں جگہ مل سکتی تھی۔ ابوالفضل کا عقیدہ سلیم کے عقیدہ کے بالکل متضاد تھا۔ وان نویری کی کتاب اکبر جلد
دوم صفحہ 282۔

(23) کبیر کی بچک، کبیر کوئی کبیر کی سا بھی، میخالیف کی کتاب سکھ دیلیجن جلد ششم، مسکنات کی کتاب کبیر اینڈ کبیر پاتھ
جنی پر ساد کی کتاب کبیر کل کے دن میں 1924ء۔

(24) رائے داس کی ہائی، رائے داس کی پرانی، دھنا کی پرانی، میخالیف کی سکھ دیلیجن۔

(25) بدائی کی منتخب التواریخ جلد سوم، نجات الرشید۔ بلوچین کی لائف آف ابوالفضل، آئین جلد اول صفحات 26 تا 1 در
کھو کی اینڈ، خطوط خدا بخش، تاتر لاسر، بیکر فیملر آف عبدالقیوم و محمد دوم الملک (بیورج) جلد اول صفحات 41 تا 44، 493 تا
97 دکن کے درویشوں کے لیے دیکھو رٹازے کی راز آف مرزا پادہ صفحات 143 تا 172۔

اکبر کا مذہبی عقیدہ

سارے ملک میں جو فضا پھیلی ہوئی تھی اس نے جلد ہی دربار شاہی پر بھی حملہ کیا جو علم و ادب کی سرپرستی کی وجہ سے ہر جدید نقطہ خیال سے قریبی تعلق رکھتا تھا۔ اکبر کی فطری فرخ دلی نے اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا۔ اس نے اکبر اور اس کے اکثر اصحاب پر مسکور کن ہنر ڈالا۔ کافی ذہنی کشش کے بعد وہ صحیح مذہبی نقطہ نظر کے اسلام سے منحرف ہو گئے۔ (26) اکبر نے فرخ دلی سے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا اور جو عقیدہ اس کے ضمیر کو درست معلوم ہوا اسے اختیار کر لیا جن سے کئی مبلغین جو اس کے طلب پر مگوسے آئے ان کے ہنر نے بھی یہی رجحان پیدا کیا۔ بعض مسلم مبلغین کی تنگ نظری نے اکبر کے دل میں اسلام سے نفرت پیدا کر دی۔ اگر بدایونی اور جزویت پادریوں کا بیان صحیح ہے تو اس نے مسلمانوں پر بڑی سختیاں کیں۔ بہرہ نور اس کا طرز عمل ایسا تھا کہ عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ اس نے مسجدوں کے مندر گرا کر انہیں مصلیٰ یا گودام میں تبدیل کر دیہ قرآن کو جلا دیہ اور جنگلی سوروں کی لڑائی اور ان کے قطعی شدہ سروں سے مسلمانوں کی تذلیل کی۔ (27)

سلیم کا مذہبی عقیدہ

یہ ٹھیک ہے کہ اکبر بہت دنوں سے اپنے ہم مذہبوں میں امتیازی حیثیت کا نہیں رہا تھا۔ لیکن سلیم کی حالت بھی اس سے بہتر نہ تھی۔ بچپن میں اس پر اپنے باپ کی شخصیت کا اثر ہوا اور پھر مختلف مذاہب کے معلم اور عیسائی پادریوں کا دور سب سے بڑھ کر اس فضا کا جو دربار پر چھا جی تھی بچپن میں اس نے کچھ سبق جزویت معلوم سے پڑھے جو اس زمانہ میں بہترین معلم تھے اور پادری روڈ لگو انکو دیا ہوا اسے جو اکبری دربار میں جزویت پادریوں کا سربراہ تھا۔ گہری دوستی پیدا کر لی۔ 1590ء میں ضعیف الاعتقاد نائب ڈیکن لیو گریمان کو یہ یقین ہو گیا کہ سلیم خاص طور پر عیسائیت قبول کر چکا ہے۔ چند سال بعد زیور نے دیکھا کہ وہ حضرت محمد کی تعظیم کرتا ہے اور زیور کی مشن کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہے۔ سلیم حضرت مسیح اور مریم عذرا کی عزت کرتا تھا مگر مسیحی مذہب کا بھی معتقد نہ ہو سکا۔ (28)

(26) "..... یہاں تک کہ شک پر شک جو ہتار ہوا اس کا (اکبر کا) کوئی صمیم مقصد نہیں رہ گیا اور صحیح اور حقیقی مذہب پھیل کر دیے گئے حتیٰ کہ پانچ سو سال بعد اس میں اسلام کا مطلق کوئی اثر باقی نہ رہا۔" بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 363۔
(27) بدایونی (نو) جلد دوم صفحات 202 تا 204، انیسرے اٹ کی کیمبر لیس۔ جزویت پادریوں کا اصل میکانی جنرل آف ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ 1896ء جلد اول صفحات 38 تا 113، دان نویری کی اکبر جلد اول صفحہ 329۔ دلی اے اسمتھ کی اکبر صفحات 253، 264، 171، 179 تا 179 اکبر کی مذہبی حیثیت اور پبلک پراس کا جزا ہوا اس کا خلاصہ درج ذیل نے خوب کیا ہے۔

"شہنشاہ مسلمان تو نہیں ہے بلکہ ہر طریق مذہب سے مشتہر ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ خدا کا خاص پسندیدہ کوئی مذہب نہیں ہے اس لیے کہ ہر مذہب میں اسے کوئی نہ کوئی بات معقولیت اور منطق کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔..... دربار میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ دہریہ ہے، کچھ کہتے ہیں کہ وہ عیسائی ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ خود کو نیا مذہب پیدا کرنے والا ہے لیکن زیادہ سمجھدار لوگوں کے نزدیک وہ مذہبیانہ دہریہ اور مذہب مسلمان اور یہی بات سب سے زیادہ صحیح ہے یا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہے تو مسلمان لیکن سب کو خوش کرنے کے لیے وہ بظاہر سب عقیدوں پر عمل کرتا۔"

(28) انیسرے اٹ میکانی اسمتھ کی صفحات 53، 55، 62، 66، 67 تا 69۔

زیور لکھتا ہے "شہنشاہ ہم سے بہت اہل کر تیار جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ ہمارے سے حاصل کر دیتا ہے پہلے یہاں جب ہم نے اس سے بات چیت کی تو اس نے کہ ہائی قبیر کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی اس سب کا وعدہ کر لیا اور ہمارے کو قبیر کی جگہ تجویز کرنے پر آمادہ کرنے کا انتظام کر دیا۔ اس برسات کے موسم میں ہم نے اسے یاد دلانے کی جرأت کی اور کہا کہ وہ ہمارے سے یہ انتظام کروے کہ اس کام کے لیے فوراً آدمی مقرر کر دیے جائیں۔"

جزیت کا غنات سے سلیم کی جو وسیع المنہی ظاہر ہوتی ہے اس کی پوری پوری تائید خود سلیم کے روزناموں سے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے تو اکثر دعا کرتا ہے مگر حضرت محمدؐ کا کبھی نام نہیں لیتا۔ ایک طرف وہ تو شہزاد اور عید مناتا تھا تو دوسری طرف اسی التزام سے ہندو تقریبات دیوالی، دسہرہ، رکشا بندھن اور شیوارتری بھی مناتا تھا، جیسا ذوق اور اہتمام کسی ہندو دربار میں ہوتا (28) وہ پورے شوق اور مسرت کے ساتھ پارسی تقریب نوروز میں حصہ لیتا تھا جسے رائج العقیدہ اور تک زیب نے موقوف کر دیا۔ وہ اپنے روزنامہ میں تاریخ عموماً شمسی سال کی لکھتا ہے اس نے پختہ عقیدہ کے مسلمانوں کی روایت کے برخلاف قرآن مجید کے ترجمہ کرانے کا حکم دیا۔ (30) اس نے عیسائیوں کو سور کا تختہ بھیج کر مسلمانوں کی تضحیک کی۔ (31) اس کے دہریت کے خیالات سے یہ شہرت ہو گئی کہ وہ دل سے دہریہ ہے۔ (32) مختصر یہ کہ اس قیاس کی مطلق منہائش نہیں ہے کہ سلیم رائج العقیدہ مسلمان تھا یا کبر کے مقابلہ میں وہ رائج العقیدہ کی کاسور مانجا۔ بادشاہ اور شہزادہ کے درمیان جو کشیدگی ہوئی اس میں مذہب کا کوئی حسد نہ تھا اور سارا قصہ غیر مذہبی تھا، غیر مذہبی بنیاد پر لڑا گیا۔ (33)

اکبر کا سلیم پر شبہ

جو کچھ وی اس سال پکری تھی اور 1599ء میں ابھر پڑی وہ 1591ء میں ظاہر ہوئی تھی۔ اکبر کو درویش کا دورہ پڑا اور قسطنطنیہ کی حالت میں اس نے سلیم پر شبہ ظاہر کیا کہ شاہی طبیب اور مہتمم پادری خاندان حکیم ہام کے ذریعہ سے اسے زہر دیا گیا ہے۔ (34) یہ شبہ تو بے بنیاد تھا مگر بیماری بہت سنگین تھی۔ چونکہ تخت کے خالی ہونے کا امکان قریب نظر آیا اس لیے سلیم نے اپنے بھائی مراد کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے آدمی مقرر کر دیے۔

(29) جہانگیر (راجہ سیو راج) جلد اول صفحات 246، 268، 361، جلد دوم صفحات 94، 95، 100، 176، 186، روکایاں ہے کہ وہ (جہانگیر، بعض اوقات مورد (مسلم) عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے مگر ہمیشہ کافروں کی تقریبات اور رسوم مناتا ہے۔ ایسی صفحہ 314۔

(30) نزاک جہانگیری، ترجمہ قرآن کے حقائق دیکھو۔ جہانگیر (راجہ سیو راج) جلد دوم صفحات 34، 35۔
(31) خطوط موصول ایٹ اطیائے کتب جلد چہارم صفحہ 10 میں (جلد اول صفحات 155، 159) نے جہانگیر کے روزہ رمضان کی تضحیک کی روایت نقل کی ہے اور مسلمانوں کی تذلیل کے لیے سور کے سیر کے بت ادا کی۔

(32) صفحات 313، 314۔
(33) برائے کی جہانگیر، صفحات 32، 33۔ نے چک ایک جملہ اس کے خلاف لکھا ہے مگر اس کی کسی اور نے تصدیق نہیں کی اس لیے ناقابل لحاظ ہے۔

(34) بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 49 اکبر کے اصل افلاک درج کئے گئے ہیں "ہما جنموی جو چک یہ بادی سلطنت تہدے عیاس جانے کی بھر تم نے میرے سو پر یہ حملہ کیوں کیا کہ میری جان لے لو؟ اس زبانی کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر تم نے مجھ سے مانگی ہوئی تو میں خودی تمہیں دے دیتا اور اس نے حکیم ہام کو جس پر اکبر کو پورا بھروسہ تھا یہ اثر دیا کہ اس نے کمانے میں کچھ طاہر ہے حکیم ہام متہما ظاہر ظاہر اور حکیم، غلط، شاعر اور بد قلم اس کے حلق دیکھو آثار الامم (اصل کتاب) جلد اول صفحات 63 تا 65 پہلی تصویر میں حکیم ہام کو اکبر کے نور عوں میں دکھایا گیا ہے۔

اکبر اور سلیم کے تعلقات

(35) اکبر نامہ (تاریخ) جلد سوم صفحہ 458، ایضاً (الف) جلد دوم صفحہ 267۔ اسناد کی کتبیں صفحات 570-571
589-582-625-629 سماں کن (جزل آف انشاک سماء)، غل 1896ء، جلد اول صفحات 50 تا 51؛ صفحہ
اسے اسمو کی اکبر صفحات 175، 204۔

(36) ہدایہ (نو) جلد دوم صفحات 50، 151 کا نمبر اصلی کتاب) جلد سوم صفحہ 744 (ایلیٹ ڈوئٹھن) جلد ششم 95 فیبرن
کے اشعل کے بعد تسلیم نے بی بی خانی سے گھاکا کہ ”دھور جاگنا اندھ اس کی نکل و حرکت سے ظاہر تھے نور انسانیات نور
ہمداری اس کے اندھ سے واضح محمد (جہانگیر راجس و راج) جلد اول صفحہ 34
(37) اس کے حالات زندگی کے لیے دیکھو بلوئکن (تزل آک الیٹاک سوسائٹی پبل 1896ء جلد اول صفحہ 118) (ایلیٹ
ڈوئٹھن، جلد ششم صفحہ 477

شہزادہ مر کا انتقال

تمام مشوروں سے بے پردہ ہو کر تاقابت اندیش نوجوان نے خود کو نشہ کے نڈیان میں جٹا کر لیا۔ اور 2 مئی 1599ء کو فوت ہو گیا جس سے سلیم کو اطمینان حاصل ہو اور اکبر جٹائے تم ہو گیا۔ (38) حالات کی مزید پیچیدگی پر خود اکبر موقع پر پہنچ گیا۔ سلیم کو راضی کرنے کے لیے اس نے پورے شہل ہند کا ذمہ دار کر دیا اور فساد سے باز رکھنے کے لیے اسے مان سنگھ اور شاہ علی خاں جیسے زبردست سالاروں کے ساتھ میواڑ پر حملہ کرنے کی ہدایت کی گئی۔ (39)

سلیم کی بغاوت

سلیم نے اپنی فوج تورانا کے خلاف روانہ کر دی مگر خود اجیر میں شکار و تفریح اور پیش پرستانہ مشاغل میں وقت ضائع کر تا رہا۔ اکبر کی شخصیت سے دور ہو کر وہ بری صحبت میں پڑ گیا جس میں اسے اسکیا گیا کہ بادشاہ اور شاہی فوج کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھائے۔ ہر حکمران سے بھیچا کچھ لوگوں کو مایوسی اور کچھ کو ناراضی ہوتی ہو گی مایوسی سے یقیناً حالات کا غلط اندازہ ہو گا اور وہ اقتدار حاصل کرنے کے ہر موقع پر بادشاہت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ ایک شہزادہ اور خصوصاً پسر کلاں باغیانہ سازش کا بہترین مرکز ہو سکتا ہے۔ سلیم کا دماغ جو وصلہ مندی سے گرم اور ناپاسی سے مجز گیا تھا اس نے فوراً اس دلیل کو قبول کر لیا کہ شہل کے حصہ کی حالت بے حفاظت ہے اور اس وقت اچانک حملہ آسان ہے۔ اس کا ذہن جو گرد و پیش کے ماحول کا آسانی سے اثر لے لیتا تھا اور بے جا جوش سے بھرا ہوا تھا اس بات کو نہ سوچ سکا کہ سلطنت میں کوئی ایسا وسیع پیمانہ پر چھپتی نہیں ہے جو بغاوت کی کامیابی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یا یہ کہ اگر اس کی طرف سے کوئی ایسا حرکت ہوئی تو بادشاہ کو شہل کی طرف ہٹنے میں دیر نہ لگے گی۔ مان سنگھ سے بے شک اندیشہ تھا کہ وہ ایسی کارروائی میں حائل ہو گا لیکن میں اس موقع پر مان سنگھ کے صوبہ بنگال سے زبردست سورش کی خبر ملی جو آخری مگر طاقت ور افغان نے برپا کی تھی اور اسے فوراً راجپوتانہ سے بنگال روانہ ہو جانا پڑا اور سلیم نے اسے باعزت طور پر اور یقیناً دل میں خوش ہو کر رخصت کیا۔ (40)

(38) اس کی موت برہم کے جوڑ میں چھاپا پور کے قریب اس کے بہاری کپ میں ہوئی ابو الفضل جو اسے دربار واپس لانے کے لئے بھیجا تھا اس کے پہنچنے سے چند گھنٹہ قبل۔ اکبر نامہ اصل کتاب (جلد سوم 806ء ولسن) جلد ششم صفحہ 97۔ جہانگیر (راجس دیر راج) جلد اول صفحہ 34۔

(39) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 ایلٹ ولسن) جلد ششم صفحہ 98۔ ہادی صفحہ، خانی خاں جلد اول صفحہ 216 ذی الحافظ ترجمہ لکھنؤ راج کلکتہ راج 57 1873ء نمبر 113 صفحہ 95۔

(40) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 ایلٹ ولسن) جلد ششم صفحات 98، 99۔ تاجنگیری اخطبوط خدا بخش صفحات 12 (الفہرہ) 13 (الفہرہ) خانی خاں جلد اول صفحات 216، 217، 218، 233۔ تاجلاروں (اصل کتاب) جلد دوم صفحات 162، 168 (بیر راج جلد اول صفحہ 119۔ نوران کی ہنری آف دی انٹرنیشنل 183 اور چارک کی تیلورس باب 12 صفحات 112، 113۔ تھری (صفحہ 408) کا بیان ہے کہ سلیم نے اپنی سوتیلی ماں محل کی کی عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور مافی کر دیا گیا اور اپنے باپ کے عتاب کے خوف سے شرق کی طرف بھاگ گیا اور بغاوت کر دی۔ ڈی ایلٹ (ترجمہ) نیٹو برن کلکتہ راج 1871ء صفحہ 7 جس نے تھری کے بیان کی نقل کی ہے۔ سلیم کے اس قسم کے قصور کا ثبوت کرتا ہے جس کے بعد فوراً شرق کی طرف بھاگ گیا اور لا آباد پر قبضہ کر لیا۔ لیکن سلیم کی بغاوت کے حالات سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ سلیم کی بغاوت کے انہی حالات کے متعلق دیکھو پینر منڈی جلد دوم صفحہ 102 ولسن (مرتبہ جلد اول صفحہ 131)۔

تیسرا باب

سلیم کی بغاوت

اکبر کی مضبوط حیثیت

اس طرح وہ بغاوت شروع ہوئی جس نے سلطنت کو پانچ سال تک بھجان میں رکھا اگرچہ حکومت کے استحکام کو خطرہ میں نہ ڈال سکی۔ اکبر کی شخصیت نے سلطنت کو صخر کر رکھا تھا۔ اس کی شاعرانہ کامیابی اور خوش قسمتی اس کی سب سے بالاتر شان اور اس کی فیاضی نے اس کی رعایا میں ہر دلعزیزی اور تشکرانہ عقیدت حاصل کر لی تھی۔ اس کے پرانے تجربہ کار جنرل اور اس کی فوج کے سپاہی اور اس کی دولت اور سامان جنگ کے زبردست وسائل ایسے تھے کہ کسی بڑی سی بڑی شورش کو سال کے اندر ہی ختم کر سکتے تھے۔ یہ اس کی پدرانہ شفقت تھی کہ اس نے سلیم کی شورش کا فوراً قلع قمع نہیں کر دیا۔ خود سلیم کو بھی اپنی کمزوری کا احساس تھا جس کی وجہ سے وہ معاملہ کو آخری حد تک پہنچانے سے گریز کر رہا تھا۔ وہ پس و پیش کرتا ہے موقع مل دیکھتا ہے۔ گفت و شنید کرتا ہے۔ پشیمان ہوتا ہے اور جھک جاتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے پسندیدہ لوگوں کے اثر کو بھی اکھاڑ پھینکتا ہے۔

سلیم کے دوست

اس زمانہ میں شہزادہ کے قریب ترین احباب میں اس کے دودھ شریک بھائی اور ساتھ کھیلے ہوئے شیخ سلیم چشتی کے پوتے خوب تھے اور خلاف قیاس نہیں ہے کہ اس کی اتنا جس کی وہ اپنی ماں کے برابر عزت کرتا تھا (1) اس کے باغیانہ منصوبوں کو آگے بڑھانے میں شریک رہی ہو شہزادہ کے دوسرے بااثر ساتھی سید عبداللہ (2) اور زمانہ بیک تھے جو مہابت خاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ (3)

سلیم اگر ہ جاتا ہے

معلوم ہوتا ہے شورش کا جو مولایک رہا تھا اس کی بھگت کچھ مان سنگھ کو لگ گئی اور اسے توڑنے کے لیے مان سنگھ نے شہزادہ کو مشورہ دیا کہ وہ شرعی صوبوں پر قبضہ کرے جس سے وہ افغانوں سے دست و کر بیان ہو جائے۔ (4) مگر شہزادہ نے اسے نہ مانا بلکہ اپنی فوج کو سینا لڑکی جم سے واپس بلا لیا اور یہ سوچا کہ

(1) جہانگیر (راجہ سچندر سنگھ) جلد اول صفحہ 105

(2) جہانگیر (راجہ سچندر سنگھ) جلد اول صفحہ 7

(3) جہانگیر (راجہ سچندر سنگھ) جلد اول صفحہ 24

(4) آئین جہانگیری (مخطوطہ خدائیں) صفحہ 12 مان سنگھ کی روانگی کی وجہ سے صحیح معلوم ہوتی ہے

پنجاب کے جنگجو سرحدی صوبہ پر قبضہ کر لے۔ اس دوران میں وہ شہباز خاں کبہہ کی جائداد ایک کرد زلفند اور املاک حاصل کر کے مالدار ہو گیا تھا (5) شہباز خاں کبہہ کا حال ہی میں انتقال ہوا تھا لیکن پنجاب پر قبضہ کا منصوبہ شاید بہت خطرناک خیال کر کے ترک کر دیا اور وہ تیزی سے آگرہ کی طرف بڑھا جہاں بیس کروڑ روپے سے زیادہ کا خزانہ تھا۔ (6) قلعہ دار قطب خاں کو شہزادہ کے باغیانہ منصوبہ کا پتہ چل گیا اور اس نے نہایت ہوشیار اور مضبوطی سے کام لیا۔ اس نے سلیم کو قلعہ میں نہیں داخل ہونے دیا بلکہ خود ہی مناسب جتن لے کر باہر آ گیا اور انتہائی خوش اخلاقی اور ادب کا مظاہرہ کیا مگر اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہونے سے قلعی انکار کر دیا۔ شہزادے کو اس کے سر بھرے دوستوں نے مشورہ دیا کہ بوڑھے قلعہ دار کو گرفتار کر لے مگر اس نے عقلمندی سے اس رائے پر عمل نہیں کیا۔ ضرورت کی آڑ لے کر اس نے بیچ خاں کو شہر کا پورا انتظام سپرد کر دیا اور مشرق کی طرف کوچ کی تیاری کی۔ یہ خبر سن کر اس نے ردائی میں اور غلٹ کی کہ اس کی داوی مریم زبانی اسے نہانٹس کے لیے آرہی ہے۔ اس کے مغویانہ طرز عمل نے محل شاہی میں سخت ہل چل پیدا کر تھی اور بیہ ملک سے زیادہ کسی اور کو اتنا سخت صدمہ نہیں ہوا تھا اس لیے کہ اسے سلیم سے محبت اس کی ماں سے زیادہ تھی شہزادہ کی موجودہ ذہنیت میں اپنی داوی سے ملاقات اس پر سخت گراں گزری۔ اس نے جلدی سے الہ آباد کے لیے کشتی طے کی اور ملاحوں کو تیز چلانے کی تاکید کی اور فوج کو خشکی کے راستے سے پیچھے آنے کا حکم دیا۔ (7)

سلیم الہ آباد میں

بارہ دن کے خوشگوار دریائی سفر نے شہزادہ کو الہ آباد (8) پہنچا دیا۔ جہاں اس نے اکبر کے پتائے ہوئے قلعہ میں خود کو قلعہ بند کر لیا اور اپنی حکومت بہار تک وسیع کر کے خود مختاری کا علم بلند کر دیا۔

خود مختاری کا علم

خبر کو قلعہ الدین خاں کا خطاب دے کر بہار کا گورنر بنایا گیا اور کالپی پریا سین بہادر کو مقرر کیا گیا۔ بہار کے خزانہ کے تیس سالانہ روپیہ حاصل کر کے شہزادے کی خدمت میں صرف کیا گیا۔ خاص خاص حجاجوں کو جاگیریں اور خطابات دیے گئے۔ اوروں کے ساتھ عبداللہ کو خاں کا خطاب ملا۔ (9)

(5) لائی لائن صفحات 192 تا 206 ترجمہ لکچر راج سنو 196 کا بیان ہے کہ خزانہ کی نقد ادائیگی کردہ سے زیادہ تھی۔ کبہہ کی زندگی کے حالات کے لیے ٹائرالار ایڈیشن صفحات 309 تا 402۔

(6) جڑی پتھر یوں کے خیال کے مطابق آگرہ کے خزانہ میں اکبر کے انتقال کے وقت 20,00,000 روپے رقم تھی۔ دیکھو دی سے اسمتھ جرنل آف رائل آف ایشیاک سوسائٹی نومبر 1915ء صفحات 235 تا 243۔

(7) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 (ایلیٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 99 محمد ہادی صفحہ 8 تا 9 جگرگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 13 (ب) گلہزدون جلد چہم۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 218 تا 219 الامرا جلد دوم صفحہ 167۔ مرات العالم صفحہ 297 (ب) لائی لائن (ترجمہ لکچر راج) صفحہ 196 (ایلیٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 104 کا بیان ہے کہ ہلاکت نے سلیم کو غم دیا تھا کہ وہ اپنی فوجوں کو بیٹل میں ممان سنگھ کی فوجوں کے ساتھ شامل کر دے لیکن سلیم کی فوری داہلی کا نتیجہ سبب نہ تھا۔

(8) سولہویں صدی میں الہ آباد کے حالات کے حقائق دیکھو آئین (جدت) جلد دوم صفحہ 158۔ بیٹر منڈی جلد دوم صفحہ 108 تا 109 جلد اول صفحات 106 تا 107 خلاصہ مکتوب تاریخ ترجمہ سرحد کی انڈیا آف بورنگ۔ زیب میں صفحات 26 تا 27۔

(9) تا 9 جگرگیری صفحہ 13 (ب) 14 (الف) گلہزدون جلد چہم محمد ہادی صفحہ 9 خانی خاں جلد اول صفحات 220 تا 221۔

اکبر کی کوشش مصالحت

اکبر کو جس وقت ان واقعات کی خبر ملی تو وہ خاندیش کے ناقابل تغیر قلعہ اسیر کے سامنے تھا (10) اس کے مشیروں نے سخت کارروائی کی صلاح دی جسے اس نے رد کر دیا اور محض مہربانی شفقت اور پُر وقار الفاظ میں شہزادہ کے طرز عمل کی باز پرس کی، صلح اور مفاہمت کے مقصد سے اُس نے خواجہ محمد شریف کو روانہ کیا اور جو بچپن میں شہزادہ کا کھیل کا ساتھی اور گہرا دوست تھا۔ مگر بزدل اور بے شعور شخص تھا۔ سلیم نے شاہی پیام کا پورے اعزاز و احترام سے استقبال کیا مگر اپنے دوستوں کے کہنے سننے پر پشیمانی کی کوئی علامت ظاہر نہیں کی اور جواب میں اپنی قطعی بے قصوری کا اظہار کیا۔ اس نے شریف کو آسانی سے پھسلا لیا اور اپنا خاص وزیر بنالیا (11)۔ اور پھر بہت بڑی فوج جمع کرنے لگا۔

اکبر کی آگرہ کو واپسی

1601ء کے وسط میں اکبر آگرہ پہنچ گیا اور سلیم جیس بڑا لڑکی فوج کے ساتھ اُس طرف بڑھ رہا تھا اور راستہ میں لوٹ مار اور غارتگری کرتا جاتا تھا۔ شہزادہ نے ظاہر یہ کیا کہ اس کے کوچ کا مقصد محض اپنے والد کو آداب بجالانا ہے مگر کسی نے اس بہانہ کو قبول نہ کیا۔

تہدید ی فرمان

جب سارے مصالحت کے وسائل بے سود ثابت ہوئے تو اکبر نے اپنے لڑکے کے نام سخت فرمان جاری کیا کہ وہ اپنی فوج کو برطرف کر دے اور صرف چند منتخب ملازموں کے ساتھ آجائے یا خود الہ آباد واپس جائے۔

الہ آباد کو واپسی

اس اعلان جنگ سے جس کے پیچھے یقیناً فوجی تیلہی بھی تھی سلیم خوف زدہ ہو کر اطاعت پر مجبور ہو گیا۔ اٹارو سے اس نے میر صدر جہاں کو روانہ کیا کہ وہ بادشاہ کو اس کی وقاداری اور غیر متر لزل اطاعت شکاری کا یقین دلائے اور خود الہ آباد کی طرف روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نے اُسے بنگال و اڑیسہ کی

(10) اس قلعہ کی حالت اور سلاطین مسلمان کے حلقہ دیکھ فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایلیٹ ڈکشن) صفحات 141 تا 139 جہانگیر (راج سر پور ریج) جلد اول صفحات 34 تا 35 میں قلعہ کے حاصرہ اور بعد کو اکبر کی چل کی طرف واپسی کا ذکر ہے۔ مگر خود اپنی بنوٹ کا حال کچھ نہیں لکھا ہے۔

(11) اکبر نامہ (اصل کتاب) جلد سوم صفحہ 831 (ایلیٹ ڈکشن) جلد ششم صفحہ 99۔ تاڑ جہانگیری صفحہ 14 (پ) محمد ہادی صفحہ 9 غنائی خان جلد اول صفحہ 230 گہڑوں جلد چارہ، جہم تاڑ الاسر جلد سوم صفحہ 626۔ شریف کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاڑ الاسر جلد سوم صفحات 625 تا 629، بلو کین صفحات 517 تا 518۔ تاڑ الاسر اکامیان ہے کہ سلیم نے شریف سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تخت طہن ہونے پر سلطنت کو نصف نصف تقسیم کرے گا مگر شاہ محض امتیازات کی تقسیم کے سوا اور کوئی بات نہ تھی۔

حکومت پر فائز کر دیا (12)

سلیم کا خود مختار اندہ دربار

لیکن الہ آباد میں سلیم پھر بڑے اثرات سے متاثر ہو گیا۔ اس نے اپنے افسروں کا بحال اور وزیر کی حکومت پر بھیج کر خود کو کمزور نہیں کرنا چاہا۔ اس نے شہی لقب اختیار کر لیا۔ اگرچہ اب بھی وہ اپنے باپ کو شہنشاہ کہتا تھا۔ اس نے اپنا باضابطہ دربار قائم کر لیا اور گوا کے صوبائی حکمران سے استدعا کی کہ وہ اس کے دربار میں اپنا نمائندہ مقرر کر دے اگرچہ اس میں کامیابی نہیں ہوئی اس نے گوا کے پرکاشی حکام سے کسی قسم کی فوجی مدد بھیجے کا مطالبہ کیا۔ اس نے فرامین جاری کیے اور خطابات اور جاگیریں دیں۔ (13)

ابوالفضل کی واپسی

اس توثیق انگیز صورت حال میں اکبر نے اپنے سب سے زیادہ قادر و شیر کو جسے دکن کے چار ج میں چھوڑ دیا گیا تھا واپس بلا لیا۔ سلیم نے خیال کیا کہ اس کا سخت ترین دشمن اس کے باپ کو جواب تک پورا نہ شفقت کی برادری کا مظاہرہ کر رہا تھا اب قوت استعمال کرنے پر آمادہ کرے گا اور شاید اسے وراثت سے بھی محروم کر دے۔ چنانچہ اس نے طے کیا کہ اس باعزت شخصیت کو قتل کر اوسے اور اپنی حمایت پر تاقابت اندیش بندیلہ رئیس ہر سنگھ (14) کو آمادہ کر لیا۔

(12) جمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 105 تاڑ جاگیر کی صفات 15 تا 17 محمد ہادی صفحہ 10 گھنڈون 6.5 خانہ خاں جلد اول صفات 221 تا 222 حمایت اللہ نے سلیم کی بیعت کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کی ہے اور اگر وہ جاتے ہوئے اس نے جوامطان کیا تھا کہ اسی کو قبول کیا ہے۔

ڈی لائن (ترجمہ لچہ برج صفحہ 198) کا بیان اس سے مختلف ہے اور اس نے سلیم کی فوج کی تعداد ستر ہزار بتائی ہے ڈو جلدک (باب 13 صفحہ 113) کا بیان ہے کہ اکبر کے لیے سلیم بہت زیادہ طاقتور ثابت ہوا اور اکبر کی مجبورانہ رضی کرنا پڑا یہ بیان بجائے خود ناقابل یقین ہونے کے علاوہ کسی دوسری معاصر تحریر سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ (13) حمایت اللہ، تاڑ جاگیر کی، خانہ اور گھنڈون حسب سابق۔ ڈو جلدک جلد سوم باب 13 صفات 113 تا 121۔ ڈی لائن ترجمہ لچہ برج صفحہ 198۔ میگلاکن صفات 88 تا 89۔ ڈی۔ اے اسمتھ کی اکبر صفحہ 303۔ جردین سلیم سے معاملہ کرنے میں بہت محتاط تھے۔ زیور کو سلیم نے جو خط لکھا وہ اس نے اکبر کو دکھایا۔ ڈی لائن کا بیان ہے کہ اکبر سے گفت و شنید کے دوران میں سلیم نے اپنے باپ سے یہ اہدات چاہی کہ وہ ستر ہزار فوج کے ساتھ اس سے ملے، جتنی جاگیریں اس نے دی ہیں وہ پختہ کر دی جائیں اور اس کے سادے ساتھیوں کو عام معافی دی جائے۔ چنانچہ گفت و شنید کام ہو گئی۔ دیکھو ڈی لائن صفات 199 تا 208 ترجمہ لچہ برج صفحہ 197) کی اے اسمتھ صفحہ 302۔

سلیم کے چہرے کے ہوئے فرامین میں سے ایک فرمان فیض آباد کی میوزیم لائبریری میں محفوظ ہے۔ (14) جاگیر (راجس و راج) جلد اول صفات 24 تا 25 تاڑ جاگیر کی (ایلیٹ وڈون) جلد ششم صفات 122 تا 123، 423۔ پریس کی جاگیر (صفات 32 تا 33) جاگیر کے رویہ کو پار سائیڈ ابھی جذبہ پر حملوں کرتا ہے جس کا مستند یادداشتوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

مجبوبات ہے کہ حمایت اللہ (جمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 107 نے ابوالفضل کو واپس بلانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ سلیم کی یہ خطا بطیکوں کی جو اطلاع اس نے دی تھی اس سے اکبر ناخوش ہو گیا تھا۔ تاڑ الاور کا مصنف (بیورج جلد اول صفحہ 122 اور اس کی تقلید میں بلوکیں (مقدمہ آئین صفحہ 34) نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابوالفضل کو اس لیے واپس بلا لیا گیا کہ اکبر کے بہت سے بھترین افسر سلیم کے طرفدار ہو گئے تھے۔ درحقیقت بھترین افسروں میں سے کسی نے بھی سلیم کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ڈو جلدک ابوالفضل کو سلیم کے ساتھیوں میں جاتا ہے۔

بندیلے

ایک صدی پیشتر گجرات راجپوت کا ایک قبیلہ بندیلے نقل وطن کر کے جنوب کی طرف آگیا اور دریائے جمن کے جنوب میں آباد ہو گیا جو علاقہ اب تک بندیل کہلاتا ہے مضبوط جسم، قسمت آزمائی کا حوصلہ، ہمت، جرأت اور شجاعت کے جوش نے انھیں وہاں کے عام باشندوں سے ممتاز کر دیا تھا۔ وسط ہند کے گھنے جنگوں، تیز بہتے ہوئے دریاؤں اور ڈھلان پہاڑیوں نے انھیں مغلوں کی انتظامی کارروائیوں سے محفوظ رکھا تھا۔ تقریباً دو صدیوں سے ان لوگوں نے اس علاقہ میں جو گوند اوند (15) کو جمن کے دو آب سے علاحدہ کرتا ہے۔ شورش، باہری اور بد نظمی پھیلا رکھی تھی۔

بیر سنگھ کی آمدگی

بیر سنگھ دیوبندیوں کا سردار تھا (16) اور اکبر کے خلاف کھلم کھلا برسر بغاوت تھا اور جب وسط 1602 میں سلیم نے اس سے کہا کہ وہ گھات لگا کر ابوالفضل کو قتل کر دے تو وہ فوراً آمادہ ہو گیا اور اپنی حسب معمول جسارت سے یہ انتقام کیا کہ جس راستے سے ابوالفضل گزرنے والا تھا اس پر گھات لگا دے۔

ابوالفضل کی شمال کی طرف روانگی

اس سازش کا حال کھل گیا اور ابوالفضل کے دوستوں نے اسے صلاح دی اور اصرار کیا کہ وہ اپنا راستہ بدل دے مگر اس نے سختی سے جواب دیا کہ ”ڈاکوؤں میں کیا طاعت ہے کہ وہ میرا راستہ روکیں“ سردیج میں اسے سمجھایا گیا کہ وہ اپنی فوج کو اس فوج سے تبدیل کرے جو ایک شاہی افسر گوپال داس کلدے نے نئی بھرتی کی ہے اور باتوں کے علاوہ اس سے یہ بھی کہا گیا ہے وہ اپنے وقار و نائب اسد بیگ کو ہر طرف کر دے جسے وہ ساتھ لے جانے پر مصر ہے سرائے برابر اسے ایک فقیر نے صاف صاف الفاظ میں آگاہ کیا کہ اگلے دن ایک مسلح گروہ اس کا راستہ روکے گا۔ ابوالفضل نے اس اطلاع دینے والے کو انعام دے کر رخصت کر دیا مگر اس کے اختیاب پر مطلق دھیان نہ دیا۔

بندیلیوں کا حملہ

جس کو سورج نکلنے ہی کو چکا بھل بجا مگر جیسے ہی فوج کی حرکت شروع ہوئی بندیلیوں کے ہر اول (15) بندیلیوں کی ابتدا اور ان کے نام کے حقیقی خلف روایات کے لیے دیکھو سرانجام الخیت کی تاریخی یادداشت عوامی کہانیاں اور ہندوستان کی شمالی مغربی اقوام کی تقسیم، مرتبہ جان جس صفحات 45 و 46۔ بندیلیوں کی تاریخ کے لیے دیکھو ہندی شاعر لال کی جھڑ پرکاش پوگن کی ہسٹری آف ہندی لاز خصوصاً صفحات 20 و 43 بندیلیوں کی جھڑلی مخطوطہ جھڑ پور تیزوی لے اسمتھ کی ہسٹری آف بندیل کھنڈ جرنل آف انڈیا تک سوسائٹی پبلش 1881ء تصحیح کی لڑکیا لو جیکل سر دے رپورٹ میں جلد 6 و 4 سپرٹل گزٹیر جلد 9 صفحات 60 و 72 نیز دیکھو تاثر الامر اجلہ دوم صفحات 131 و 136 و 317 و 323۔

(16) بیر سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامر (بیورج) جلد اول۔ وہ وہاں کا لاکھتا (تاثر الامر اجلہ دوم صفحات 131 و 136) پیشتر فارسی مورخین نے غلطی سے بیر سنگھ کا نام سنگھ لکھا ہے۔ سیاسی تاریخ کی حیثیت سے مشہور ہندی شاعر کیثو داس کی بیر سنگھ دیوبند کا قبل وقت نہیں ہے۔

دست نے حملہ کر دیا مگر یہ حملہ ہپا کر دیا گیا۔ مرزا محسن جو پتروں پر گیا تھا اس نے اطلاع دی کہ بندگیوں کی ایک بہت بڑی فوج پورے طور پر مسلح قریب ہی لڑائی کے لیے صف بستہ کھڑی ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے باصرہ کہا کہ وہ فوج تیز کر دیں لیکن موت نے ابو الفضل کے قدم روک لیے اور اس نے جھڑک کر کہا ”کیا تمہارا مطلب ہے کہ ہم بھاگ جائیں؟“ مرزا نے گھوڑے کو اڑا کر جواب دیا ”یہ بھاگنا نہیں ہے ہم اس طرح چلیں جیسے میں چل رہا ہوں ویسے ہی گوالیار تک آپ چلیں۔“ لیکن اس تازک موقع پر ابو الفضل کی عقل میں کوئی بات نہ آئی جب قریب آتے ہوئے دشمن کی کثیر تعداد نظر آئی اور صاف ظاہر ہو گیا کہ ان سے مقابلہ ممکن نہیں تھا ابو الفضل کو مشورہ دیا گیا کہ وہ راجہ رائے سنگھ اور رائے رلیان کے یہاں پناہ لے جو چار میل کے فاصلہ پر دو ہزار فوج کے ساتھ خیبر زن ہیں لیکن ابو الفضل نے اس تجویز کو حکمت سے رد کر دیا۔ فوراً ہی اس کی مختصر جماعت پر پانچ سو زورہ بکتر سے مسلح سواروں نے حملہ کر دیا۔ انھوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

زخمی

ابو الفضل کے ایک جاں نثار خدام گدا ئی خان افغان نے اپنے آقا کے گھوڑے کی راس پکڑ لی اور چلا کر کہا ”آپ کا یہاں کیا کام ہے؟ آپ چلے جائیں یہ ہمارا کام ہے“ لیکن ابو الفضل بزدل نہ تھا وہ صحت اور شجاعت سے لڑا ایک دوسرے خدام نے اس گھوڑے کی راس پکڑ کر دوسری طرف کھمبائی لیکن عین اس موقع پر ایک راجپوت کا نیزہ ابو الفضل کے سینے کے آ رہا ہو گیا وہ سامنے کے ایک چشمہ پر کودنا چاہتا تھا مگر اس کو شش میں زمین پر آ رہا۔ اس کے ایک اور ساتھی جگر خاں نے بیہوشی کی حالت میں اسے گھوڑے کے نیچے سے نکالا اور ایک درخت کے سائے میں لے گیا۔ بندھے رہ گھوڑوں کے بچ سے راستہ کاٹتے ہوئے وہیں پہنچ گئے۔ ایک قیدی فیلبان نے ابو الفضل کا نشان دیا۔ پھر سنگھ فوراً گھوڑے سے اتر پڑا اور زخمی کا سر اپنے زانو پر رکھ کر اپنے کپڑوں سے اس کا خون پونچھنے لگا۔ اس کی یہ ظاہری مہربانی دیکھ کر جبار وہاں سے ہٹ کر درخت کے نیچے چلا گیا۔ عین اس وقت ابو الفضل کو ہوش آ گیا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر سنگھ نے اسے سلام کیا اور کہا ”فاتح عالم نے عزت کے ساتھ آپ کو بلایا ہے۔“ ابو الفضل نے خشکیں نظر سے اسے دیکھا پھر سنگھ نے قسم کھائی کہ وہ پوری حفاظت کے ساتھ اسے لے جائے گا ابو الفضل نے جبر سے اسے گالی دی پھر سنگھ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ابو الفضل کا زخم مہلک ہے اور وہ لے جانے کے قابل نہیں ہے۔ اس موقع پر جگر نے کھوار نکال لی اور کئی بندگیوں کو قسم کر دیا اور قریب قریب پھر سنگھ کے پاس پہنچ گیا تھا کہ اتنے میں اسے گھائل کر کے روند ڈالا گیا۔

قتل

پھر سنگھ ابو الفضل کے سر کے پاس سے اٹھا اور اپنے آدمیوں سے اشارہ کیا کہ اسے بیکسی میں ختم کر دیں۔ سر کو لے کر پھر سنگھ تیزی سے روانہ ہو گیا اور کسی اور سے تعرض نہیں کیا بلکہ جو قیدی اس نے گرفتار کیے تھے انہیں بھی چھوڑ دیا۔ سر کو ذلیل کرنے کے لیے الہ آباد بھیج دیا گیا اور جسم زیادہ اعزاز کے

ساتھ موضع انڈی میں دفن کر دیا گیا (17)

اکبر کا غم

اس بے رحمانہ قتل نے آگرہ میں سخت ہلچل پیدا کر دی۔ بادشاہ کو اطلاع کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ چغتائیوں میں دستور تھا کہ کسی شہزادے کی موت کی اطلاع اس طرح کی جاتی تھی کہ اس کا سرکاری نمائندہ بازو پر نیلا رومال باندھ کر سامنے آجاتا۔ ابو الفضل کا وکیل اسی نشان کے ساتھ اکبر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس صدمہ سے اکبر کا حال ابتر ہو گیا۔ چوبیس گھنٹے تک وہ تھلا تا اور بچوں کی طرح روتا رہا اس نے کہا ”اگر شہزادے کو سلطنت کی خواہش تھی تو وہ مجھے مار تا اور میرے دوست کو نہ مارتا۔“ (18)

بیر سنگھ کا سختی سے تعاقب

اکبر نے بیر سنگھ کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کیا اور رائے رایان کو متعین کیا کہ اس کا خاتمہ کر دے۔ بندیوں نے چھاپہ مار جنگ کا طریقہ اختیار کیا جس سے ان شعلہ خیز پہاڑیوں نے اکثر اعلیٰ تربیت یافتہ فوجوں کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں تعاقب کرنے والوں سے بچتا ہوا بالآخر اس نے ایرج کے قلعہ میں پناہ لی۔ رائے رایان نے اس کا سختی سے محاصرہ کیا لیکن بندیلے ہر طرح کی کھمبائی سے بچ نکلے اور رات کی تاریکی میں جنگل کی طرف نکل بھاگے۔ بادشاہ کو افسران کی لا پرواہی پر سخت غصہ آیا اور اس نے اسد بیگ کو تعینات کیا کہ موقع پر چاکر سارے معاملے کی تحقیقات کرے۔ اسد بیگ نے کامل تحقیقات کے بعد رپورٹ کی کہ اگرچہ کوئی بھی غداری کا مرتکب نہیں ہوا مگر سب نے انتہائی غفلت برتی۔ بادشاہ نے سب کو معطل کر دیا اور تعزیری جہم کی سربراہی پر ابو الفضل کے لڑکے عبدالمحسن کو مقرر کیا لیکن مغلوں کی انتہائی کوشش کے باوجود بیر سنگھ کو گرفتار نہ کیا جاسکا۔ ایک مرتبہ وہ زخمی بھی ہوا مگر چھالے پڑے ہوئے بیروں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ بندیوں نے کنود میں زیر ڈلوادیا، مغلوں کی رسد روک دی۔ مقابلے کی جنگ سے بچتے رہے اور اپنے دشمنوں کو سخت مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ مگر بادشاہ کے عزم میں کسی بات سے کمی نہ ہوئی اور وہ اپنے دوست کے قاتل کو جہاں بھی ملے پکڑ لانے کے لیے اپنی حکومت کے آخری دن تک فوجی کمک بھیجتا رہا۔ (19)

(17) اسد بیگ و قاتل (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 156-160 تکمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد چہارم صفحہ 107۔
تآثر جہانگیری (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 442-444 جہانگیر (راجس پور رنچ) جلد اول صفحہ 25 محمد ہادی صفحہ 10۔
ابو الفضل کی قبر اب بھی ریاست گوالیار کے موضع انڈی میں موجود ہے۔ ایسیاٹک کو کورنری رپورٹ صفحہ 370۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 223۔ تآثر الاسرار رنچ جلد اول صفحات 123-423 کلچر ڈون صفحہ 8۔

(18) قاتل اسد بیگ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم 155۔ تآثر الاسرار رنچ (پور رنچ) جلد اول صفحات 123-124۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر نے برج ت ایک شہر پر حاکم کا مطلب یہ تھا ”ہر اشخاص ذوق و شوق سے ہماری طرف آیا مگر ہمارے قدم چومنے کی خواہش نے اسے سر جی سے قسم کر دیا“ کہا جاتا ہے کہ سلیم نے ابو الفضل کے سر کو ایک گندی جگہ پھینک دیا۔

(19) قاتل اسد بیگ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم 160-162 تکمیل اکبر نامہ (ایلیٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 108۔
144۔ تآثر الاسرار رنچ (پور رنچ) جلد اول صفحات 411-412-423-425 جہانگیر (راجس پور رنچ) جلد اول صفحات 24-25۔ اسد بیگ کے چغتائی مشن ہی سے ابو الفضل کے قتل کے مفصل حالات معلوم ہوتے ہیں۔

سلطان سلیم بیگم کی کوشش مصالحت

لیکن سب سے بڑا مجرم پدرانہ محبت، حرم شاهی کے اثرات اور سلطنت کے مصالح کی آڑ لے کر انصاف کی زد سے بچتا رہا۔ سلیم قطعی طور پر عکین سزا کا مستحق تھا لیکن اکبر کی پدرانہ شفقت اور تدبیر انصاف کے فیصلہ پر غالب آیا۔ کوئی اور مغل شہزادہ ایسا نہ تھا جو عمر اور اہلیت کے لحاظ سے جانشینی کے لیے نامزد کیا جاسکتا۔ دانیال بد چلن شرابی نوجوان تھا اور حیزی سے قبر کی طرف جا رہا تھا۔ سلیم کے لڑکے بہت کم عمر تھے اور ان میں سے کوئی جانشین کیا جاتا تو خانہ جنگی کی ہولناکی اور ولایت کو دقتوں سے دوچار ہوتا پڑتا۔ مزید برآں سلیم کی سزائے موت سے حرم شاهی میں سخت طوفان برپا ہو جاتا۔ اپنی تمام ترکیز دیوں کے باوجود وہ اپنی دادی اور اپنی لائق و قاتق سوتیلی ماں بیگم سلیم سلطان کا نور نظر تھا۔ سلیم سلطان بیگم اپنی طہیت، دانشمندی اور ہوشیاری کی وجہ سے خدیجہ عصر کے اقتدار سے سرفراز تھیں (20)۔ ابو الفضل کے قتل کے چند ہی دن بعد اس نے پیش کش کی کہ صلح صفائی کی کوشش کے لیے وہ آل آباد آجائے۔ شہزادہ نے دو منزل آگے بڑھ کر اس کا عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا۔ سلیم سلطان نے اسے فرض شناسی اور اطاعت شہادی کی روئے پر لانے کے لیے آمادہ کرنے میں اپنی انتہائی قابلیت اور اثر کو استعمال کیا اور وعدہ کیا کہ وہ بادشاہ سے اس کا قصور معاف کرانے کے لیے جیروی کرے گی۔

سلیم کی آگرہ چلنے پر آمادگی

سلیم کے نوجوان دوستوں نے اس سے اصرار کیا کہ وہ اپنی خود مختاری کے منصوبہ پر قائم رہے لیکن بیگم کا نیک مشورہ غالب رہا۔ وہ اپنے نور نظر کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئی اور مریم مکانی کی شرکت سے یہ انتظام کیا کہ باپ بیٹوں میں جہاں تک ممکن ہو پوری طرح سے صلح صفائی ہو جائے۔ انادہ سے سلیم نے اکبر کو خط لکھا کہ وہ اپنے حال کے طرز عمل پر معافی کا خواستگار ہے اور یہ امید ظاہر کی کہ وہ عترتِ حاضر ہو کر قدم بوسی کرے گا۔ مریم مکانی نے ایک منزل آگے آکر اس کا استقبال کیا۔ بزرگ خاتون نے جب اپنے شاہ خرچ پوتے کو گلے لگایا جس نے تین سال پہلے تا فرض شناسی سے اس سے بے رخی برتی تھی تو وہ بڑا پر اثر منظر تھا۔ شہزادہ کو اس نے خود اپنے ایوان میں ٹھہر لیا اور شہزادہ نے درباری خیموں سے خواہش کی کہ وہ اپنے باپ سے ملنے کا سعید وقت بتائیں لیکن اکبر نے کہا کہ میل باپ کی ملاقات کے لیے ہر وقت سعید ہے۔

باپ بیٹے میں مصالحت اپریل 1606ء

جب اکبر اپنی ماں کے ایوان میں داخل ہوا تو وہ اور سلیم سلطان خیزی ہو گئیں اور سلیم کو باپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ چاہنے والے باپ نے اسے گود میں اٹھالیا (21)۔

(20) سلیم سلطان بیگم کے حالات کے حقیقی دستخط گلدین بیگم کا ہائیوں نامہ مرتبہ آئی ٹی ایس بیورج صفحات 276 تا 281 جہانگیر (راجہ جیو بیورج) جلد اول صفحہ 232۔ قاضی خاں جلد اول صفحہ 271۔ دربار اکبری صفحہ 736۔ وہ پیرم خان کی بیوہ تھی۔ (21) تازہ جہانگیری (مخطوط خدا بخش) صفحات 18-19۔ محمد ہادی صفحات 11، 12۔ جمیل اکبر نامہ اہلیت و ذلوس، جلد ششم صفحات 108 تا 109 میں سلیم کی بنوآت کو نرم تر کے دکھایا گیا ہے۔ خانی خان (جلد اول صفحات 233 تا 225) نے تمام واقعات تازہ جہانگیری سے لیے ہیں۔ تھمذون صفحہ 7۔ بعد کو جہانگیر نے اس پر فتح کا اظہار کیا کہ اس نے اپنے دوستوں کے مشورہ

شہزادہ نے اپنے 354 ہاتھی نذر کر دیے اور اس طرح جزوی طور پر غیر مسلح ہو گیا۔ اس نے باپ کو ایک ہزار مہر نذر کیے جس کے بدلے میں خلعت مرصع کھوار اور نادر ہاتھیوں سے نوازا گیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بادشاہ نے اپنی بکری اتار کر اس کے سر پر رکھ دی اور اس کے پھر و بعد ہونے کا اعلان کیا عام کیا۔ مصالحت کی ضایعات نے اگرہ شہر کو مسرتوں سے بھر دیا (22)

میواڑ کی مہم پھر سے شروع کرنے کا حکم 1603ء

بادشاہ نے شہزادہ کو بری صحت اور مفید عناصر سے دور رکھنے کے لیے اسے میواڑ کی مہم پر دور بارہ مقرر کر دیا جسے 1599ء میں اسے تکمیل چھوڑ دیا تھا۔ جس روز دربار میں ہندو تقریب (23) منائی جا رہی تھی اسی دن شہزادہ بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور اپنی جائے پیدائش فتحپور سیکری تک گیا لیکن وہاں سے آگے بڑھنے میں سخت پس و پیش کیا۔ جس مہم نے اکبر اور بھگوان داس اور تان سنگھ کو ہرا دیا تھا اس کو انجام دینے میں خود کو ناقابل محسوس کیا ہو گا۔ اس میں فوجی جوش، عمل کا جذبہ، فوجی قیادت کی قابلیت۔ سربراہی کی ذہانت، نظم کی استعداد اور اس خوش تدبیری کا فقدان تھا جو راجپوتوں کی تسخیر اور میواڑ کے بھیل اور پھاریوں اور وادیوں پر قابو حاصل کرنے کے لیے ضروری تھی وہ یقیناً فوج اور عوام کی نگاہ میں ذلیل ہو جائے گا اور دشمنوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنے گا وہ برسوں مرکز سے دور رہے گا اور اتنے برسوں میں اس کی جانشینی اور اس کی زندگی اور مقنوم کا فیصلہ ہو جائے گا۔

فتحپور سیکری سے آگے جانے میں پس و پیش

اگر وہ ان تمام خطرات کو انگیز بھی کر لے تو اسے مرکز سے پوری مدد ملنے میں شبہ ہے۔ چنانچہ فتحپور سیکری میں اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب اور آگے نہ جائے گا۔ چونکہ مکلی ہوئی نافرمانی کا مطلب بغاوت ہوتا اس لیے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اس نے خیلے بہانوں کا طریقہ اختیار کیا۔ اس نے بار بار شکایت کی کہ شاہی افسران اسے اس مہم کے لیے سوار، توپخانہ اور سامان جنگ مہیا کرنے میں درلغ کر رہے ہیں اور ملک کے لیے وہ انتظار ہی کرتا رہ گیا اور یہ کہ ناکافی فوج سے وہ اپنی شہرت کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا۔ پھر اسے نے فوج اور روپیہ کے مبالغہ آمیز مطالبات کرنا شروع کیے اور جب یہ نہیں پہنچے تو اس نے بڑبڑانا شروع کر دیا۔ اس نے عرض کیا کہ مسلسل طلب خود اس کے لیے شرمناک ہے اور بادشاہ سلامت کے لیے پریشان کن ہے اس لیے اسے خود اپنی جائیں پر جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ خود اپنے وسائل سے مہم کے لیے پورا بندوبست کرے۔

ہائی حاشیہ... 21 پر سلطان سلیم تیموری رائے کو ترجیح دی، اپنے باپ کے خلاف بغاوت سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لی۔
22۔ وہی بغاوت لی مدت رستے ہے اس نے کہا "آپا" میں تک نظر لوگوں نے مجھ سے بھی اپنے باپ سے بغاوت کے لیے کہا۔ ان کا مشورہ ناقابل قبول تھا جسے میں نے دروید میں چھوڑ دیا کہ جس سلطنت کی بنیاد باپ سے دشمنی پر ہو وہ کتنے دن چلے گی۔
23۔ معقولیت اور صبر سے اسوں پر عمل آتے تھے میں اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو میرے مقرر ہو میرے دنیاوی مفادات میں ہیں اس نیک مقصد میں مجھ کو فداں حاصل ہوئی۔ جب تغیر (راجہ) نے اپنا بدلہ لے لیا 65 صفحہ 66۔ نیز دیکھو صفحہ 68۔

(22)۔ تھیل آج جامعہ۔ ان نوید جلد دوم صفحہ 401 جلد اول صفحہ 225۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 225۔

(23)۔ اس سے تھیل۔

الہ آباد واپسی کی اجازت

سلیم کا زہنی رجحان بالکل واضح تھا۔ اکبر نے شہزادے کی ایک پھوپھی بخت النساء کو اسے سمجھانے کے لیے بھیجا مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ اکبر کا خیال نرم تدابیر پر مائل تھا اور اس نے اپنے مشیروں کے بہتر فیصلے کے برخلاف سلیم کو اجازت دے دی کہ وہ الہ آبادی واپس جائے اور پھر جب جی چاہے حاضر دربار ہو جائے۔ (24)

پھر خود مختاری کا اعلان

10 نومبر 1603ء کو سلیم مقرر ہوتا ہوا، الہ آباد پہنچا۔ (25) اپنے باپ کی مصالحت کی خوشی میں اس نے جشن منانے کا حکم دیا مگر الہ آباد کے ماحول نے جلد ہی پھر اس پر اپنا اثر ڈالا اور آزادی کا دربار پھر سجایا گیا۔ غیر معمولی فیاضی سے پسندیدہ لوگوں اور کاسہ کیسوں کو خطابات اور جاگیریں دی گئیں۔

یکہ و تنہا اکبر

حالات جس طرح ابتر ہو رہے تھے اس سے اکبر کو بڑا دکھ تھا۔ اس کی صحت کچھ دنوں سے تیزی کے ساتھ گرتی جا رہی تھی۔ چالیس سال کی مسلسل سرگرمیوں نے اب اس کی کمر توڑ دی تھی۔ اس کے اکثر قریبی دوست اور ہم محبت گذر گئے تھے۔ اس کی بھرپور زندگی میں یکے بعد دیگرے خلا ہو تا گیا۔ راجہ بیربل پیدا انٹی مزاجیہ قصہ گو 1586ء میں یوسف زئی قبیلہ کے مقابلہ میں کام آگیا۔ تین سال بعد ہندوستانی مایہ کا تاجدار راجہ نوڈر مل اور بہادر فیاض جنرل راجہ بھگوانداس چالیس دن کے اندر ہی دونوں فوت ہو گئے۔ 6 اگست 1593ء کو مذہبی نقطہ خیال کا زبردست علمبردار اور ابوالفضل اور فیضی کا باپ شیخ مبارک نوے سال کی طویل عمر پا کر فوت ہو گیا۔ خود فیضی دربار کا شاعر اعظم اور زبردست اہل علم 4 اکتوبر 1595ء کو اپنے باپ کے بعد اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ سب سے آخر میں سب سے عظیم سانحہ 1604ء میں چشم آگیا کہ ابوالفضل وسط ہند کے جنگل میں بے درد دی سے قتل ہوا۔ (26) اور اس

(24) تخیل اکبر نامہ ایلٹ وڈاؤن، جلد ششم صفحہ 110۔ محمد ہادی صفحات 12-13۔ خانی خاں جلد اول صفحات 225 تا 226 تاڑجہا نگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحات 20-21۔

فتح پوری کے دوران قیام میں زیور دو مرتبہ اس سے ملے آیا اور اس ک پر جوش استقبال کیا گیا۔ شہزادہ ہمیشہ کی طرح عیسائیوں کا بڑا دوست اور تثلیث کا احترام کرنے والا تھا۔ سخت شراب نوشی کا وہ اب بھی عادی تھا۔ زیور کا بیان ہے کہ ”جب میں اس سے رخصت ہوا تو شہزادہ نے گر جا کے لیے مجھے پانچ سو روپے دیئے۔ شہزادہ کی نشست ذرا اونچی تھی اور جب میں اس کی قدم بوسی کے لیے بڑھا تو اس نے مجھے ایک عزیز بھائی کی طرح گود میں اٹھالیا۔ اور مجھ سے انتہائی کہ حضرت مسیح سے اس کے حق میں پروردگار شکر کروں۔“ دیکھو میٹاکس صفحات 61-62۔

ان ملاقاتوں کا ذکر 6 جبر 1604ء کے ایک خط میں ہے مگر چونکہ مورخین نے سلیم کے دوبارہ فتح پوری کے قیام کا ذکر نہیں کیا ہے اس لیے یہ ملاقاتیں 1603ء میں ہوئی ہوں گی۔

(25) زیور برہمچاکر کن صفحات 91-92 کا بیان ہے کہ شہزادہ نے آگرہ سے اس لیے گریز کیا کہ وہ دوبارہ جیل میں پھنسا نہیں چاہتا تھا۔ یہ نہیں معلوم کہ پہلے وہ کس جیل میں پھنسا تھا۔

(26) ان سب کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامامہ زور ہد اکبری بلو کین روئیل۔

سے بھی زیادہ درد انگیز وہ حالات تھے جن میں اس کی موت واقع ہوئی۔ سلیم سارے خاندان کا منظور نظر عیاشی، شراب خواری اور بغاوت میں مبتلا تھا اور ناعاقبت اندیش ہم صحبتوں کے کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ مراد پہلے ہی بحالت زار ذلت کی قبر میں دفن ہو چکا تھا۔ دانیال تیزی سے قعر مرگت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ یہ نوجوان جن کے باپ کو ضعیف العقیدہ عوام الناس نے خداوندی کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ اس کے لڑکوں کا چال چلن ایسا شرمناک تھا۔ اس بے یار و مددگار حالت میں اکبر کے ذہن میں ان مایوسیوں کی ککھ تھی جن سے اسے سابقہ پڑا تھا اور وہ ناپاسی اور بے وفائی جس سے وہ دوچار تھا۔ اس کی ذہنی اذیت نے واضح طور پر اس کے قوائے جسمانی کو متاثر کیا۔ جب اس کا آخری وقت نظر آنے لگا تو اس کی جان بخشی کے سوال نے سخت اہمیت حاصل کر لی۔

سلیم کو محروم کرنے کی سازش

مظلوں کی تاریخ میں ایک مرتبہ اولاد اکبر کو ہنسی خوشی اور میل جول سے تخت سلطنت پر بیٹھنے کا موقع مل گیا ہو تا مگر خود سلیم کی بد چلتی کی عادات اور ناعاقبت اندیشی نے ان سب کے دلوں میں جو سلطنت کے جاں نثار تھے سخت اندیشے پیدا کر دیے۔ جو شخص عیاشی اور شراب خوری میں غرق ہو، اخلاقی کمزوریوں میں مجرمانہ حد تک مبتلا ہو، خود غرضانہ اور تنگ نظرانہ مشوروں کا غلام ہو، قابل نفرت، بے وفائی کا رجحان رکھتا ہو، حکومت کے لیے بے قرار ہو، فوجی قیادت اور تدبیر سے بالکل نا آشنا ہو، ایک شفیق اور محبت کرنے والے باپ کا ناشکرا ہو اور ایک دل و جان سے محبت کرنے والی ماں اور دادی کی انتہاؤں کی پروا نہ کرے اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ اکبر نے سلطنت کو عقلیت اور خوش حالی کے اعلیٰ ترین عروج پر پہنچا دیا تھا۔ کیا اسے ایک ایسے شخص کی خاطر جو عوام کی شکر گزاری کا بالکل مستحق نہ ہو، مصیبت اور انتشار میں مبتلا ہو جانے دیا جائے؟ پرانے امرام میں جو باقی رہ گئے تھے انھیں سلیم کی جان بخشی پر اپنے منصب سے گر جانے کا اندیشہ نظر آیا۔ جس منصب کو انہوں نے عزت کے ساتھ اور سلطنت کی شان بڑھا کر انجام دیا اسے خود غرض کم عقل لوگ حاصل کر کے رسوا کر سگے۔ مفاد عامہ کا جذبہ اور ذاتی مفاد دونوں نے مل کر یہ منصوبہ بنایا کہ سلیم کو محروم کر کے کسی ایسے شخص کو چائشیں کریں جو سلطنت کی روایات کو برقرار رکھے اور بڑے بوزھے تجربہ کار دانشمندوں کا جو شامی خدمت گزار ہیں احترام کرے۔ دانیال کا سوال نہ تھا۔ اس لیے نظر انتخاب سب سے بڑے لڑکے خسرو پر پڑی جواب سترہ سال کا ہو چکا تھا اور خون کے رشتہ سے سلطنت کے عظیم ترین امرامے وابستہ تھا۔ وہ راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور مرزا عزیز کوکا کا داماد تھا۔

راجہ مان سنگھ

1562ء میں اکبر کی مریم الزمائی سے شادی نے کچھواہہ خاندان کو امرائے شامی میں بلند ترین درجہ اور رسوخ پر پہنچا دیا تھا۔ کسی امیر یا راجہ کی اکبر نے راجہ بھارمل سے زیادہ عزت افزائی نہیں کی۔ اس کے لڑکے بھگوان داس نے قابلیت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی اور 1569ء میں اس کا چائش ہو۔ اس نے گجرات، میواڑ، کشمیر اور افغانستان کی کئی مہموں میں امتیاز حاصل کیا تھا۔ شجاعت اور فوجی قیادت کے ساتھ اس میں صحیح راجپوتی خود دہاری اور اپنی بات کا پاس بھی تھا اور ٹھیک راجپوتی جذبہ خطرہ اور موت سے

بے خونی کار کھتا تھا۔ اس نے مغل خاندان سے پھر اپنا رشتہ استوار کیا اور اپنی لڑکی کی شادی اتنے شان و شکوہ سے کی جس نے دنیا کے سب سے زیادہ دولت مند حکمران کے دولت مند ترین امرا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ اسے پانچ ہزار کے منصب تک ترقی حاصل ہوئی جو قریب ترین عزیز شہزادوں کے علاوہ کسی کو نہیں حاصل ہوا تھا۔ 1579ء میں اس کی دولت، ریاست اور رسوخ اور منصب اس کے لیے پالک لڑکے کنورمان سنگھ کو ملا جس نے بھیجنی سے اپنے گہرے سپاہیانہ، محاکمان کا اظہار کر دیا۔ اس کی دلیرانہ جرأت، رستمائے شجاعت اور مدبرانہ ہوشمندی کجرات، میواڑ، افغانستان اور بنگال کی جنگوں میں یادگار ہو گئی تھی۔ اکبر سے اسے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کے لیے وہ انتہائی مصیبت اور ہر طرح کے ضرر کو جھیل سکتا تھا۔ پچھلے چند برسوں سے وہ شورہ پٹ بنگال کا گورنر تھا عثمان کی شورش فرد کرنے کے بعد وہ دربار میں حاضر ہوا اور اسے سات ہزار کے منصب پر ترقی دے دی گئی۔ (27) بنگال سے واپسی سے پہلے ہی اس نے خان اعظم مرزا عزیز کو کاسے جو سلطنت کا سب سے امیر تھا رشتہ اتحاد استوار کر لیا تھا۔

مرزا عزیز کو کا

عزیز اکبر کا دودھ شریک بھائی ساتھ کا کھیل ہوا اور گہرا دوست تھا۔ اسے حسن اتفاق سے جو عظمت حاصل ہو گئی تھی اسے وہ باعزت طور پر نبھانہ سکا۔ اس کا ذوق نفس پرستانہ تھا۔ مزاج تشدد پسند، حاضر جوابی میں تیز اور زبان زہریلی اور بے باک۔ جب اس کے جذبات بھڑکنے لگتے تو وہ نہ صرف سخت کلامی اور تشدد پر اتر آتا تھا بلکہ قطعی چالاک اور غداری پر بھی۔ اکثر موقعوں پر اس نے اکبر کو سخت ناراض کیا مگر اکبر کی عظیم المرتبت شخصیت نے سب کچھ برداشت کیا۔ اکبر کہتا تھا کہ ”میرے اور عزیز کے درمیان دودھ کا رشتہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا“ جب عزیز نے اکبر کو اس کی مذہبی بد عنوانیوں پر برا بھلا کہا اور ناراض ہو کر مکہ معظمہ چلا گیا تو اکبر نے اس کے عزیزوں اور حلقہ حلقین کی پورے طور پر سرپرستی کی۔ لیکن عزیز کا مذہبی جوش اس وقت ٹھنڈا پڑ گیا جب اس مقدس مقام کے دیوتاؤں نے اس کا خون چوسنا شروع کر دیا۔ جب وہ ہندوستان واپس آیا تو اس کے آقا نے محبت کے پورے جوش کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اب اس نے اس جماعت میں شامل ہونے سے مطلق تامل نہ کیا جس کے ممبروں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی جان اور مال اور عزت حتیٰ کہ مذہب تک اکبر پر قربان کر دیں گے اس میں استعداد کی بھی کمی نہ تھی۔ فوجی کمانڈر کی حیثیت سے اس کی ہوشمندی کا ہر ایک کو اعتراف تھا۔ وہ ممتاز مصنف اور خوش تقریر تھا جو وسیع جاگیر اور مشاہیر اسے ملتا تھا اس کا ایک حصہ وہ قابل ادیبوں کی سرپرستی میں صرف کرتا تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی سلطان خرد سے کی تھی اور اسے خرد کے تخت نشین ہونے کی جو تمنا تھی وہ بالکل حق بجانب تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اکثر کہتا تھا کہ ”میں چاہتا ہوں کہ قسمت میرے داہنے کان میں اس کے حکمران ہونے کی

(27) مان سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آثر الامر اجلد دوم صفحات 160، 170، بلوچین صفحات 539 تا 541۔ اس کے کارناموں کے لیے دیکھو اکبر کے عہد حکومت کی کوئی تاریخ۔ نیز غازی اٹلس اینڈ سنٹی کوئی نیز آف راجستان۔ میر کے گویوں اور شاعروں نے ان سنگھ کے کارناموں کو اس طرح بیان کیا ہے جیسے کسی خود مختار حکمران نے انجام دیے ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی بی بیہ بڑا بیویاں تھیں اور چار ہزار لڑکے لڑکیاں لیکن اس میں سے بیشتر بھیجنی ہی میں فوت ہو گئے۔

خوشخبری دے اور بائیں کان سے میری روح نکال لے۔ (28)

سلطان خسرو

خسرو سترہ سال کا جوان تھا۔ بہت خوبصورت اور خوشگوار اطوار کا بے داغ چال چلن کا۔ اس تربیت کی مگرانی خود اکبر نے کی تھی۔ اس کی تعلیم ابو الفضل جیسے فاضل اجل کے ماتحت شروع ہوئی تھی جس کی مدد پر اس کا عالم و فضاں بھائی ابوالخیر تھا۔ کچھ دنوں راجہ مان سنگھ اس کا سرپرست رہا تھا۔ ایک ذی علم برہمن شیو بھٹ عرف بھٹا چارجی نے اسے ہندو علوم سے آشنا کر دیا تھا۔ دربار کے ماحول نے اس میں غیر معمولی ذہانت اور آزاد خیالی پیدا کر دی تھی۔ اپنے باپ اور چچاؤں کے بدنام کن اطوار کے برخلاف خسرو کی عام خوبیاں غیر معمولی طور پر بڑی قابل قدر تھیں جو سیاسی جھگڑے اس کے گرد پیش ہو رہے تھے ان سے اس میں حصول اقتدار کے وہ بخوشی اپنے چچا اور خسرو کی جماعت میں شامل ہو گیا جو اسے تخت نشین کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ (29)

شاہ بیگم کی خودکشی 16 مئی 1604ء

خسرو پورے جوش و خروش کے ساتھ اس سازش میں شریک ہو گیا اور اکثر اپنے باپ کو برا بھلا کہنے لگا۔ اس کے لڑکے اور شوہر میں جو تنازعہ تھا اس سے اس کی ماں کو انتہائی غلش ہوئی اس نے بازار خسرو کو لکھا کہ وہ سلیم کا ساتھ دے اور اس کے دشمنوں سے قطع تعلق کر لے لیکن خسرو کے دماغ پر حکومت کا جو نشانہ چڑھا تھا وہ کسی طرح اتار نہ سکی۔ اس کی دلی اذیت اس وقت اور بڑھ گئی جب اس نے یہ سنا کہ اس کا بھائی مادھو سنگھ بھی اس جماعت میں شامل ہو گیا جو اس کے شوہر کے خلاف ہے۔ اسے حراج کی محزونیت ترک نہیں ملی تھی جس میں دماغی عدم توازن بھی شامل تھا اور جسے اس کے شوہر کی بد چلنی اور کھڑت از دواج کے گمرانے کے جھگڑوں نے اور تلخ کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ دوہری اذیت شاہ بیگم کے دماغ کی برداشت سے باہر تھی۔ اکثر اوقات وہ غفل دماغ کے دورے میں مبتلا ہو جاتی تھی۔ آخر کار حالات کو سدھارنے اس کی ناکامی اور اس کی ناقابل برداشت اذیت اور مصوبت نے اسے خودکشی کرنے پر آمادہ کر دیا۔ 16 مئی 1603ء کو صبح کے وقت سلیم کو یہ پیغام بھیج کر شکار سے واپس بلایا گیا کہ اس کی چینی بیگم نے بڑی مقدار میں افیون کھالی ہے اور تنہا کے دورے میں تڑپ رہی ہے لیکن سلیم کے چنبچے سے پہلے ہی

(28) عزیز کوکاکے حالات زندگی کے لیے دیکھو اقبل نامہ صفحہ 230 جس سے خانی خان نے کافی استفادہ کیا ہے۔ جلد اول صفحہ 20 تاثر الامیر (پیر راج) جلد اول صفحہ 319-335۔ بلوکیں صفحہ 335-338۔ دربار اکبری صفحہ 739۔ نیز دیکھو متشتر حالات کے لئے ابو الفضل نظام الدین و بدایینی 1571ء میں عزیز کوکانے اکبر اور اس کے ہمراہیوں کی شاعرانہ مصافحت کی۔ صلیب سن شہزادہ سلیم بھی اکبر کے ساتھ تھا جسے خسرو نے قیمتی جوہرات تحفہ میں دیے ہیں۔

(29) خسرو کے حالات زندگی کے لیے دیکھو اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 523، 547، 839۔ عمل صالح نیری کا سفر نامہ صفحہ 411 میں میر و چراکیر کے دربار میں جدیت مشن کا تیسرا کن تھا وہ 1595ء کا ایک خوش کن مگر غیر اہم واقعہ بیان کرتا ہے کہ یمن میر و نے بادشاہ کو حضرت مسیح اور مریم ہزار کی ایک تصویر دکھائی۔ وہ کہتا ہے کہ ”جب ہم نے یہ مہرک تصویر دیکھی تو ہم گھٹنوں کے بل جھک گئے اور یہ دیکھ کر کہ بادشاہ کا دس سالہ پوتا شہزادہ کا لڑکا بھی جھک گیا اور دونوں ہاتھ جوڑ لیے جس پر بادشاہ بہت خوش ہوا اور شہزادہ سے کہا ”ذرا اپنے لڑکے کو دیکھو“۔ میرنگا مین صفحہ 65۔ خسرو کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔

سب کچھ ختم ہو چکا تھا (30) اسے اسی تفریحی باغ میں دفن کیا گیا جس میں چند سال بعد اس کے لڑکے خسرو کی قبر بنی اور جواب بھی خسرو باغ کے نام سے مشہور ہے۔ (31)

اکبر کا تعزیت کا خط

خانگی رنجشوں کی اس سب سے بڑی مصیبت نے کچھ دنوں کے لیے سلیم کے حواس معطل کر دئے اور اکبر نے اسے ہمدردانہ تعزیت کا خط لکھا۔ (32)

سلیم کا ظلم

لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلیم کے مزاج کی درشتی ہمیشہ سے زیادہ بڑھ گئی اس جھوٹے دربار کے جھگڑوں سے تنگ آکر بہادر عبداللہ خاں نے کنارہ کشی اختیار کی (33)، اور سلیم کا قصہ بے پناہ بڑھ گیا۔ اس نے اپنی پریشانیوں کو شراب اور انیون میں غرق کر دیئے کی کوشش کی مگر علاج مرض سے بھی بدتر ثابت ہوا۔ اس کی اس زمانہ کی حرکات اس کی شہرت پر سب سے زیادہ بدنام داغ ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر وہ آپے سے باہر ہو جاتا اور فوراً وحشیانہ ظلم پراثر آتا (34) ایک نہایت قابل نفرت واقعہ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ اس کا فخر تا زم دل اس بے رحمی کی حد تک پہنچ گیا تھا جو انتہائی ظلم کی قسم تھی۔

ایک شرمناک واقعہ

ایک واقعہ نکھر جس پر پہلے ہی سے سلیم کے قتل کی سازش میں شرکت کا شبہ تھا۔ شہزادے کے ایک مقرب خواجہ سرا پر عاشق ہو گیا اور اسے لے کر بھاگ گیا۔ اس نے جنوب کا راستہ اختیار کیا شاید شہزادہ دانیال کی پناہ میں جانے کے خیال سے جیسے ہی اس کے فرار کی اطلاع ملی ایک جماعت تیز رفتار سواروں کی اس کے تعاقب میں روانہ کر دی گئی۔ اپنی رواں گئی کے چھپنے والہ نہ پکڑا گیا اور الہ آباد لایا گیا۔ ایک اور شخص بھی اس سازش میں شریک پایا گیا۔ شہزادہ نے قصہ کی حالت میں یہ حکم دیا کہ تین میں سے ایک کو

(30) اکبر نامہ ایلیٹ ڈڈونسن، جلد ششم صفحات 112 نے غلطی سے اس خود کشی کو اس کی ایک سوت کے جھگڑے سے منسوب کیا ہے۔ جہانگیر (راجا جس پور ریج) جلد اول صفحات 55-56، خانی خاں (جلد اول صفحہ 227) نے اس کی موت غلطی سے 1011ھ میں لکھی ہے۔ آثارالامر (یور ریج) جلد اول صفحات 400 یور ریج (جزل آف رائل ایٹانک سوسائٹی 1807ء صفحہ 62) عجیب بات ہے کہ سولی ڈسٹرکٹ گزیٹر جلد 23 مطبوعہ الہ آباد صفحہ 169 کا بیان ہے کہ خسرو کی حمایت پر اس کی ماں تھی۔ (31) یہ بلخ الہ آباد ریلوے اسٹیشن سے ذرا فاصلہ پر آج بھی ہے اور اچھی حالت میں ہے۔ اہل قہروں کی معقول حفاظت نہیں ہوتی۔ شاہ بیگم کی قبر مغرب کی طرف تیسری عادت میں ہے جس میں علاوہ شاہ بیگم کی قبر کے کئی اور چھوٹی چھوٹی قبریں ہیں۔ شاہ بیگم کی قبر تو دیکھی ہی خوبصورت اور شاندار نہیں لیکن اس کے اوپر ایک بہت خوبصورت چھوٹی سے عادت ہے۔ اس کے کتبے اور ترجمہ کے لیے دیکھو یور ریج (جزل آف رائل ایٹانک سوسائٹی 1907ء صفحہ 604۔ نیز تیل کی مصلح التورخ صفحہ 334۔ نیز جلد دوم 443 جسے کی پینڈیک فار بنگل صفحات 203-204 میں کئی غلطیاں ہیں۔

(32) جہانگیر (راجا جس پور ریج) جلد اول صفحات 55-56 اکبر نامہ ایلیٹ ڈڈونسن، جلد ششم صفحہ 112 خانی خاں جلد اول صفحہ 227۔

(33) محمد ہادی صفحہ 13 خانی خاں جلد اول صفحہ 227۔ آثارالامر (یور ریج) جلد اول صفحہ 97۔

(34) تھیل اکبر نامہ ایلیٹ ڈڈونسن، جلد ششم صفحات 112-113 خانی خاں جلد اول صفحات 227-228۔

خفی سے چٹا جائے، ایک کو آختہ کر دیا جائے اور ایک کی کھال کھینچ لی جائے۔
 اکبر کو یہ سن کر کہ شہزادہ اتنی وحشیانہ حرکت کا مرتکب ہوا، سخت صدمہ ہوا اور سخت فہمائش کے خط میں اس نے لکھا کہ وہ خود تو مردہ بکرے کی کھال کھینچتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ شہزادہ نے زندہ آدمی کی اپنے سامنے کھال کھینچتے ہوئے دیکھنا کیسے گوارہ کیا۔ (35)

سلیم کی یہ حرکت یقیناً ناقابل دفاع تھی مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ طرین نہایت کرہیہ اصلاحی جرم اور بدترین غداری کے مرتکب ہوئے تھے۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ شہزادہ نے کھال کھینچنے کی وحشیانہ سزا جس کی سخت مذمت کی صرف اسی موقع پر دی تھی ورنہ اور بھی اس سے ایسی قابل نفرت حرکت سرزد نہیں ہوئی تھی جو انسانیت کو ذلیل کرنے والی ہو یعنی دوسرے کی اذیت دیکھ کر خوش ہو۔

سلطان دانیال

اکبر سلیم کے غیض و غضب کے مستحق تعاقب کرنے والوں کے ہاتھ نہ آتے تو بھی وہ زیادہ دن محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ سلطان دانیال ذلت کے انجام کے آخری دوروں میں مبتلا تھا۔ اس کے بچپن سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی جوانی خوشگوار اور شاندار ہوگی۔ اسے مضبوط جسم و دماغ ملا تھا۔ خوبصورت ناک و نقشہ، پسندیدہ اطوار اور بات چیت کا دل کش انداز، ورزش نے اس کی صحت بہتر کر دی تھی وہ بہت اچھا شکاری تھا اور گھوڑے پر تھپیوں کا شائق، اس کی تعلیم رایگان نہیں گئی تھی۔ وہ ہندی گانوں سے خوش ہوتا تھا اور ہندی شاعری کی کسی قدر مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس کی شادی عبدالرحیم خاں خاناں کی لڑکی سے ہوئی تھی اور یہ توقع تھی کہ شہزادہ پر اس کا خوشگوار اثر ہوگا۔

دانیال کی شراب نوشی

لیکن جوانی کے قریب پہنچ کر وہ شراب نوشی اور عیاشی میں مبتلا ہو گیا۔ اکبر نے اسے ایک ذمہ داری کے منصب پر مقرر کیا مگر حسن اور شراب کی تکفلش نے کام کو بھی پس پشت ڈال دیا جب اسے دکن کا کام سپرد کیا گیا تو وہ شراب نوشی میں بالکل غرق ہو گیا۔ عبدالرحیم کی سمجھانے بھانے کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ اکبر نے دور بیٹھے ہوئے نصیحتیں کیں مگر بے کار ہوئیں۔ اکبر نے اسے دربار میں طلب کیا مگر شہزادے نے فرمان کی تعمیل نہ کی۔ اکبر نے عبدالرحیم پر بھی بے پروائی کا اصرار لگایا اور اسے فہمائش کی کہ شہزادے کی اصلاح کی پھر سے کوشش کرے لیکن نوجوان شہزادہ سدھرنے کی حد سے گذر چکا تھا۔ 1604ء میں اکبر کے بھائی ابوالخیر کو بھی بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو دانیال کو دربار میں لے آئے مگر اب وہ حرکت کرنے سے بھی معذور ہوا، چکا تھلہ عبدالرحیم نے اس کی شراب کی رسد بند کر دی اور ممانعت کے لیے خت پہرہ بٹھایا مگر شہزادہ روئے اور دویلا کرنے لگا اور معظلوں سے التماس اور منت سماجت کی اور رشوت بھی دی کہ کسی نہ کسی طرح شراب لادیں۔ بعض محافظ اسے ضعیف الاخلاق یا ذلیل تھے کہ وہ اپنی پگڑیوں میں چھپا کر شراب کی بوتل لائے اور سب سے بدتر یہ کہ بندوق کی تال میں بھر کر لائے خصوصاً شد علی خاں وہ آتش پرانی شراب دہاتی بندوق کی تال میں بھر کر لائے اور پارود کی نکل میں بھر کر جس کے اثر کو مذاق میں جتانے کی طرح کا کہا گیا تھا۔

موت

اس شراب کی چیزی نے زنگ کو کھلا دیا اور شہزادے کی چینی موت کو اور قریب کر دیا۔ چالیس دن کی خرمین بیماری میں وہ اپریل 1504ء میں فوت ہو گیا۔ (36)

اکبر کی الہ آباد کو روانگی

اس رنج و واقف نے سلیم کے راست سے ایک اور رقیب کو ہٹا دیا مگر سلیم برابر اپنی بد چلتی اور غداری کی راہ پر چلا رہا اور آخر کار اکبر کا بیٹا نہ ممبر لبریز ہو گیا۔ اگست 1604ء میں بادشاہ نے اپنی بیمار ماں اور حرم کے جذبات کے غمراہ انداز کے یہ تہیہ کر لیا کہ شہزادہ کو بذور قوت اطاعت شہادی کی راہ پر لایا جائے اور آگرہ میں رکھا جائے تاکہ وہ الہ آباد کے برے اثرات سے دور رہے۔ سلیم سمجھا گیا مگر قسمت نے اسے پلک میں ڈیل ہونے سے بچا لیا۔ اکبر کی کشتی دریا میں زیادہ دور نہیں گئی تھی کہ وہ ایک نیلے سے کھراگئی اور بری طرح اس میں دھنسن گئی۔ دوسری کشتی منکا کر سفر جاری رکھا گیا مگر مین اس وقت موسلا دھار بارش ہو گئی جس سے سارا قریب و جوار ایک وسیع جھیل بن گیا اور فوج کی نقل و حرکت ناممکن ہو گئی۔

مریم مکانی کا انتقال

اسی اثنا میں یہ خبر آئی کہ بیوہ ملکہ کی علالت نے تشویش ناک صورت اختیار کر لی ہے۔ بادشاہ نے فوراً ایک آدمی روانہ کیا جس نے واپس آکر یہ خبر دی کہ ملکہ کی نزاع کی حالت ہے۔ اکبر چیزی سے آگرہ کی طرف واپس ہوا مگر جب پہنچا تو معزز ملکہ کی زبان بند ہو چکی تھی۔ چند گھنٹہ بعد سب کچھ ختم ہوا۔ (37)

سلیم کی معذرت

اکبر کو سخت صدمہ ہوا اور سارا اور بار سوگ میں مبتلا ہو گیا (38) الہ آباد کہ ہم کچھ دنوں کے لیے کوئی سوال نہ رہا مگر خوش قسمتی سے اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی۔ فوجی قوت کے مظاہرہ نے سلیم کو

(36) جہانگیر (راجا جرج) جلد اول صفحات 34-36۔ فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایلیٹ ڈاٹا سن) جلد ششم صفحہ 146۔
تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈاٹا سن) جلد ششم صفحہ 113-114۔ خانی خان جلد اول صفحہ 228 خلاصہ الخوارزم (دہلی ایڈیشن) صفحہ 438 کہا جاتا ہے کہ داناہل نے اپنی مرغوب بندوق پر ایک شعر کندہ کر دیا تھا۔

تیرے ساتھ غم کی مسرت میں زندگی نئی اور تازہ دم ہو جاتی ہے
جس کسی پر بھی تیرے حیر کا نشانہ لگے وہ جہاز کے مانند ہے

(37) فارسی مورخین نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اکبر کی ہم عصر صحت اور فہمائش کے لیے قبیح مگر سحر حالات اور جڑیہت مضہین کی واضح شہادت ہے اس ہم کی فوجی فوجیت میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ خاص کر یہ امر قابل غلط ہے کہ اسلام کے لیے پراسن کی کوشش کی مریم مکانی بھی جانتی نہ کرتی۔ دیکھو تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈاٹا سن) جلد ششم صفحہ 133 صفحہ 14-15۔ کاز جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 32 (ب) خانی خان جلد اول صفحات 228-230۔
دولایت (ترجمہ لکھ بروج) کلکتہ ریلوے 1873ء نمبر 113 صفحہ 199 بلکا کن صفحہ 96

(38) بادشاہ اور اس کے درباریوں نے اپنے سرور و راجہ می موٹھ منڈا دے اور کئی قدم تک چترے کو لے جانے میں مدد کی۔
مریم مکانی کو دہلی میں اپنے شوہر کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔ تخیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈاٹا سن) جلد ششم صفحہ 113

خو فرزدہ کر دیا تھا اور مریم مکانی کی موت نے اسے اس کے سب سے بڑے سفارشی سے محروم کر دیا تھا اور سلیم نے یہ وس دن ذلت و رسوائی میں بسر کیے لیکن جن اصراروں نے اب تک اس کی حفاظت کی تھی وہ پھر برسر کار ہو گئے۔

رہائی

شہزادہ کی سوتیلی مائیں اور بہنیں اس سے ملیں اور اسے قتل دی اور اس کی حمایت میں اکبر پر پورا زور ڈالا چنانچہ شہزادہ نہ صرف قید سے رہا کیا گیا بلکہ اس کے اعزاز اور منصب میں بھی اضافہ کیا گیا اور اس کی درخواست پر اس کے حمایتی بھی جھوڑے گئے اکبر نے کوشش کر کے اس کے جذبات کو مجروح نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جیسے دونوں کے درمیان کبھی کوئی غلط نہ تھی۔ (39)

سلیم نے قطعی مصالحت پر اکبر کے زخمی دل کو بڑی تسکین ہوئی لیکن چین اس کی قسمت میں نہ تھا مسلسل جسمانی سرگرمی اور ذہنی کوفت میں اس نے ترستے سال کی زندگی گزار دی تھی۔ پچھلے چند برسوں کے صدمات نے اس کی صحت کو مہلک طور پر متاثر کر دیا تھا۔ اس کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت نے جانشینی کے امیدواروں کی رقابت اور تیز کردی اور سلیم اور خسرو کی کشیدگی کو بدنامی کی حد تک پہنچا دیا 20 ستمبر 1605ء کو ہاتھیوں کی لڑائی کے سلسلہ میں اتنا بھگڑا ہوا کہ فریقین نے وقار اور تہذیب کے سارے احساسات گم کر دیئے اور اکبر کی زندگی کے دن اور گھلا دیئے۔

ہاتھیوں کی لڑائی

قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں ہاتھیوں کی لڑائی بہت مقبول اگرچہ بڑی بے رحمانہ تفریح تھی۔ (40) اکبر کی بیمار ذہنیت نے اس سے شگون لینا چاہا اس نے یہ انتظام کیا کہ دریائے جنا کے کنارے سلیم کے ہاتھی گیرن بار اور خسرو کے ہاتھی اپروالے لڑائی 1692 بادشاہی ہاتھی رن تھمیں ہارے ہوئے ہاتھی کی مدد کے لئے محفوظ رہے۔ لڑائی دیکھنے کے لیے بڑا ہجوم جمع ہوا۔ آگرہ کے سارے شرفائیس لباس میں موجود تھے۔ سلیم اور خسرو اپنے اپنے حمایتوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھے۔ اکبر اپنے جیسے پوتے خرم کے ساتھ جمروہ درشن میں بیٹھا تھا۔

درمیان کی مٹی کی دیوار گر اپنے پردوں میں ہاتھی زوردار ٹکر کے ساتھ لڑنے لگے۔ فریقین کی چند شدید ٹکروں کے بعد گیرن بار کا پلہ واضح طور پر بھاری ہو گیا۔ محفوظ ہاتھی رن تھمیں اپروا کی مدد کے لیے آگے بڑھا مگر سلیم کے حمایتوں نے لڑائی کے جوش میں آکر چننا شروع کیا "کوئی مدد نہیں، کوئی مدد نہیں" اور فیلیبان کو گالیاں دینا شروع کیا اور پتھر اڑ کر کے اسے زخمی کر دیا مگر بہادر فیلیبان اپنا فرض انجام

(39) تھمیل اکبر نامہ جلد دوم صفحات 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283، 2284، 2285، 2286، 2287، 2288، 2289، 2290، 2291، 2292، 2293، 2294، 2295، 2296، 2297، 2298، 2299، 2300، 2301، 2302، 2303، 2304، 2305، 2306، 2307، 2308، 2309، 2310، 2311، 2312، 2313، 2314، 2315، 2316، 2317، 2318، 2319، 2320، 2321، 2322، 2323، 2324، 2325، 2326، 2327، 2328، 2329، 2330، 2331، 2332، 2333، 2334، 2335، 2336، 2337، 2338، 2339، 2340، 2341، 2342، 2343، 2344، 2345، 2346، 2347، 2348، 2349، 2350، 2351، 2352، 2353، 2354، 2355، 2356، 2357، 2358، 2359، 2360، 2361، 2362، 2363، 2364، 2365، 2366، 2367، 2368، 2369، 2370، 2371، 2372، 2373، 2374، 2375، 2376، 2377، 2378، 2379، 2380، 2381

دینے کے لیے آگے بڑھتا رہا لیکن گیرن بارن نصیمین سے بھی زیادہ طاقتور ثابت ہوا۔

سلیم اور خسرو میں جھگڑا

خسرو دوڑتا ہوا بادشاہ کے جھروکہ میں گیا اور اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کو سخت برہملا کہا۔ اکبر جس نے فیضان کی پیشانی سے خون بہتا ہوا دیکھا تھا۔ اس نے خرم کے ہاتھ سلیم کو پیام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو روکے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ سارے ہاتھی اسی کے ہو جائیں گے۔ سلیم نے قسم کھا کر جواب دیا کہ اپنے مہرائیوں کی ہمت افزائی کرتا تو درکنار اس نے درحقیقت ہنگامہ کو فرو کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ خرم نے یہ جواب جا کر اپنے دادا کو سنا دیا۔ اس دوران میں آگبڑی چھوڑ کر ہاتھیوں کو الگ کرنے کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ اپروا بھاگ کھڑا ہوا لیکن رن نصیمین گیرن بارن نے جتنا تک پیچھا کیا جہاں کشتیوں کے بچ میں آجائے سے حملہ فرد ہو سکا۔ مان سنگھ اور عزیز کو کاکلی سازشوں نے اس کا آگرہ میں موجود رہنا بہت ضروری کر دیا تھا اس صورتحال میں مصالحت کی ضرورت اسے شدت سے محسوس ہوئی اور رحال کے خانگی مدمات نے جو صورت حال پیدا کر دی تھی اس سے فائدہ اٹھانے کا اس نے تہیہ کر لیا۔ اس نے اپنی دادی کا سوگ منایا۔ ظاہر ابھی اور یقیناً دل سے بھی۔ اس نے اپنے باپ سے تعزیت کرنے اور اپنے قصوروں کی معافی خود حاضر ہو کر مانگنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

آگرہ میں آمد

الہ آباد کا انتظام شریف کو سپرد کر کے شہزادہ اپنے لڑکے پر ویز اور اپنے چند مہرائیوں کو لے کر آگرہ کے لیے روانہ ہو گیا اور 9 نومبر 1604ء کو وہاں پہنچ گیا۔

باعزت استقبال

عام دربار میں اس کا استقبال عزت اور شفقت سے کیا گیا۔ اس نے دو سو اشرافیاں ایک لاکھ روپے کی قیمت کے ایک ہزار دو سو ہاتھی نذر کیے۔

سرزنش

لیکن جیسے ہی دربار پر خاست ہوا اکبر اسے اپنے خاص کمرے میں لے گیا اور سخت سرزنش کی۔

قید

شراب نے شہزادہ کا دماغ تھل کر دیا تھا اس لیے اسے حراست میں رکھنے اور طبیبوں کی سپردگی میں دینے کی ضرورت تھی۔ ان تہدید کی کارروائیوں پر عمل کیا گیا۔ پورے دس دن شہزادہ ایک کمرہ میں مقید رہا اور راجہ شالیمار ایک ممتاز درباری طبیب اور جن اور ایک حجام اور ایک ملازم اس پر مقرر کیا گیا۔ کچھ دن اسے شراب اور افیون نہیں دی گئی۔ اس کے خاص خاص حمایتی گرفتار کر لیے گئے۔ البتہ راجہ باسو جسے

جس نے اس بار جمود دیا گیا تھا قیام کر نکل بھاگا۔ (41)

اکبر کی مہلک بیماری

سلیم اور خسرو کی برسر عام بد مزاجی اور دشمنی کا مظاہرہ اور مستقبل میں اس کے عواقب کے تصور نے اکبر کے پریشان دماغ کو سخت اذیت دی۔ ایک رات اس کی بے چینی میں گزری جس کے بعد بخار ہو گیا جس میں دستوں سے اور پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ شاعی طبیب حکیم علی گیلانی (42) نے آٹھ دن تک اس امید میں کوئی دوا نہیں دی کہ مریض کی طبی قوت خود مرض کو قابو میں کرے گی لیکن جب تشویش انگیز علامتیں ظاہر ہونے سے یہ توقع پوری نہ ہوئی تو اس نے دوا دی جس سے پیشاب رک گیا جس کے بعد جلاب دیے گئے جن سے مریض بہت کمزور ہو گیا۔ کوئی دوا اس کے شدید جسمانی درد کو کم نہ کر سکی اور نہ کسی تدبیر سے اس کی رات دن کی سختی میں سکون ہوا۔ ساری تدبیریں ناکام ہونے پر علاج کرنے والے بالکل مایوس ہو گئے۔ (43)

(41) محمد ہادی صفحات 15 و 16، النسخ الاخبر (ایبٹ و ڈاؤن) جلد ششم صفحات 247 و 248، ٹاؤ جھنگیری (مخطوط خدابخش) صفحہ 25 (ب) خانی خان جلد اول صفحہ 230، محمیل اکبر نامہ، وہ ان نویری کی اکبر جلد دوم صفحات 415 و 416، ٹاؤ الاسرا (بیورن) جلد اول صفحات 392 و 393، سلیم کی حراست کی مہاد کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے۔ ڈی لائٹ دون لکھتا ہے۔ ڈرو چارک تین، محمد ہادی تین دن، عنایت اللہ اور کامگاری دس دن، النسخ الاخبر بارہ دن، ٹاؤ الاسرا بارہ دن۔ چنانچہ مستند ترین تاریخوں میں دس دن ہیں۔ ڈی لائٹ (ترجمہ لیجہ برنج) صفحہ 160 کا بیان ہے کہ سلیم کا دربار عام میں پر جوش استقبال ہوا (مگر جب وہ قدم بوسی کے لیے جھکا تو اکبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور اندر کمرے میں لے جا کر اس نے کئی تھپڑ مارے اور اس کی غداری پر اسے سخت سرزنش کی اور نیز اس کی بزدلی پر کہ باوجود ستر ہزار سوار کے ساتھ موجود ہونے کے اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ وی اے اسمتھ (اکبر صفحہ 329) اس بیان کو تسلیم کرتا ہے لیکن راقم سطور ہذا کو یہ اکبر کے (رحمان حراج) کے بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ٹاؤ جھنگیری کا بیان ہے کہ سلیم پورے دس دن انجون اور شراب سے محروم رکھا گیا لیکن ڈی لائٹ کا بیان ہے کہ اسے صرف چوبیس گھنٹہ حراست میں انجون اور شراب سے محروم رکھا گیا اور پھر اکبر نے خود انجون لاکر اپنے ہاتھ سے اسے دی۔

(42) علی گیلانی اکبر کی حکومت کے ابتدائی دنوں میں وسط ایشیاء سے نقل و وطن کر کے ہندوستان آیا۔ اس وقت وہ محض دو سالہ تھا لیکن اس کی فنی مہارت اور طبی استعداد نے بہت جلد اسے ترقی دے دی۔ 1592ء میں اس نے ایک ایسا کمرہ بنوایا جس کا دروازہ ایک (چم گز مربع) تالاب سے ہو کر تھا مگر جسے پانی بالکل نہیں چھو تا تھا۔ 1595ء میں سات سو کا منصب ملا۔ اگرچہ دربار میں اسے جوامعہ حاصل تھا اس کے برابر نہ تھا۔ اس نے کئی حیرت انگیز علاج کیے اور اس کی شہرت بجا طور پر اس عہد کے عظیم ترین طبیب کی تھی۔ بعد کی نسلوں میں اس کی یہ شہرت ہوئی کہ اس نے ساتھ ہزار کی قیمتی دوائیں مفت تقسیم کیں جس میں مالی، یقیناً بادشاہ کی بھی تھی۔ اس کے حالات زندگی کے لیے دیکھو ٹاؤ الاسرا جلد اول صفحات 55 و 57، بیورن جلد اول صفحات 8، 124، 152، 154، بلو کین صفحات 466 و 467، جھنگیر (راجس و بیورن) جلد اول صفحات 68، 124، 153، میں اس کے متعلق ماقول رائے ظاہر کی گئی ہے۔ "ہو شیار سے زیادہ محنتی تھا جیسے اس کی ظاہری صورت اس کے حراج سے تھکے۔ اور اس کی کامیابی اس کی قابلیت سے زیادہ تھی ہمیشہ مجموعی دہل کا خراب اور بد بخت تھا۔"

(43) محمد ہادی صفحہ 17، دکان احمد بیگ (ایبٹ و ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 189، جلد ششم محمیل اکبر نامہ (ایبٹ و ڈاؤن) ششم صفحہ 115، خانی خان جلد اول صفحہ 232، ٹاؤ الاسرا جلد اول صفحہ 571، بیورن جلد اول صفحات 182 و 183۔

ٹاؤ الاسرا (جلد اول صفحہ 56) کا بیان ہے کہ جب دوا سے اس کے دستوں میں فائدہ نہ ہوا تو وہ حکیم علی پر سخت غضب ناک اور اسے اس کی حقیر ابتدا اور اس کی ناشکری اور اس کی قابلیت کا طعن دیا اور اسے کد حیر سے مبرا کیا لیکن حکیم نے کہا کہ اگر ہاکی میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اور اپنی دوا کی تاثیر کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ ایک برتن میں پانی جوش کر کے اس برتن میں ڈالیں۔ اکبر نے اس کے پینے پر اصرار کیا جس کے نتیجے میں اس کا پیشاب رک گیا۔

سلیم کو گرفتار کرنے کی سازش

اکبر کے بستر مرگ کے گرد سازشوں، غداریوں، ساز باز سازش اور جواہر سازش منفقو اور منصوبہ بازی کا ایک طوفان برپا تھا خاں اعظم عزیز کو کاجو نائب سلطنت تھا اس نے سارے عہد سے اپنے حامیوں سے محروم رہے تھے اور حکومت پر اچانک قبضہ کرنے کی فکر میں تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ جب سلیم اپنے باپ سے ملنے آئے تو اسے پکڑ کر قید کر لیا جائے۔

سازش کی ناکامی

لیکن بین اس وقت جبکہ شہزادہ برجی کے نیچے کشتی سے اتر رہا تھا میر ضیہ الملک قزوینی نے سازش کا انکشاف کر دیا۔ سلیم اپنی جائے قیام پر واپس آگیا اور باہر نکلتا بالکل بند کر دیا لیکن خرم کو اپنے دادا سے الگ کرنے پر نہ وہ خود اور نہ اس کی ماں آمادہ کر سکی۔

جانشینی کے لیے مشورے

عزیز کو کاکا اور مان سنگھ کی سازش کا قبل از وقت انکشاف ہو جانے پر ان دونوں نے کھلے خزانے اور بے خوفی سے اپنا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے امر اور اعلیٰ افسران کو جمع کیا اور سلیم کو بنا کر خسرو کو تخت نشین کرنے کی مستعدی سے وکالت کی۔ سلیم کا چال چلن کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔ اکبر کا خیال اس کے متعلق اچھا نہ تھا اور وہ اسے اپنا جانشین بنانا نہیں چاہتا تھا اس لیے سب کو متفق ہو کر خسرو کو تخت نشین کر دینا چاہیے۔ مختلف فریق کی سربراہی سید خاں بارہہ (44) کر رہا تھا جو قدیم مغل خاندان کا ایک ممتاز رکن اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے یہ دلیل دی کہ سلیم کی برطرفی چغتائی ضابطہ اور دستور سے انحراف ہو گا۔ سخت بخشا بخشی کے بعد وہ ملک خیر اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کر چلا گیا۔ خان اعظم غدر میں آپے سے باہر ہو گیا مگر اس نے اپنے غدر کو ضبط کر لیا اور مجلس درخواست ہو گئی۔

اختلاف

اس طویل نزاع کے سلسلہ میں مجلس شوریٰ میں ایک فیصلہ کن مختصر قحمان سنگھ اور عزیز بخشی سلیم کو برطرف کرنے پر اکبر کی تائید حاصل نہ کر سکے تھے اور امرائی کی اکثریت کی تائید حاصل کرنے میں ناکامی نے سازش کی قسمت پر میر لگا دی۔ (45)

(44) بارہہ تھلے سرف سید خان ہوا جائے۔ (مترجم)

(45) کوٹلی اسد بیگ (دولہاں) جلد ختم صفحات 169-179 محمد ہادی صفحہ 18 خانی خاں جلد 1 صفحات 233-234 آقا ابور (پورتنی) جلد اول صفحہ 327؛ (طس ایڈیشن) کوئی نیز آفہر استعانت نے اس معاملہ کو اس سے مختلف بیان کیا ہے۔ برائے کی جہاںگیر صفحہ 33 کتابی پریس کلکتہ ایڈیشن صفحہ 56) اور ڈی لاس (ترجمہ نیو سن کلکتہ برچ بومال 1871ء صفحہ 77) کا بیان ہے کہ آہر نے جانشینی کے لیے خسرو کو ہار دیا تھا مگر دوسرے مورخین اس بات کا یہ نہیں کہتے۔ اکبر نے آقا بخش نے قاضی ایسا کر تاج تہ الامور اور ڈی لاس (ترجمہ نیو سن کلکتہ برچ صفحات 199-200) کو بھی یہ کہہ کر تہمت لگائی کہ وہ اس شرمیلیا پر مشن کے بعد مغل کے اندر بیکر بیٹھا تھا۔

سليم کی پریشانی

سليم کی جانشینی تو معکم ہو مگر جسے وہ چاہتا تھا وہی نہیں ملتا تھا۔ اسے یہ اطلاع ملی کہ خسرو کو تخت نصیب کیا جا چکا ہے اور قلعہ کی بھاری قہوں کا رخ اس کے محل کی طرف کر دیا گیا۔ اسے ہر وقت اپنی جان کا خطرہ تھا۔ چنانچہ اس نے دریا کے راستے سے لاد آباد جانے کی پوری تیاری کر لی تھی اور کشتی پر سوار ہونے ہی کو تھا کہ رکن الدین روہیلہ نے اس سے امر وار کیا کہ وہ اہم مجلس کے فیصلے کا انتظار کرے۔ مین اس موقع پر مرزا شریف یہ خبر لے کر آیا کہ سازش ناکام ہو گئی اور یہ کہ مرتضیٰ خاں سادات بارہہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کا ساتھ دینے آرہا ہے اور راستہ ہی میں ہے۔

سادات بارہہ

اس مشہور برہم پوری کا نام ان بارہ گاؤں کی بنا پر ہو جو موجودہ ضلع مظفر نگر میں ان کی جاگیر تھے۔ اس فرقہ کا نشانہ استقلال کا ہے جسے جوش اور سپاہیانہ شجاعت قلعہ میدان جنگ میں پیش پیش رہتا تھا۔ اس دور میں حق تھا۔ خان اعظم اگرچہ ان کا دوست نہ تھا لیکن اس نے یہ اعتراف کیا کہ سلطنت کی حفاظت کے لیے وہ ایکے پر ہیں۔ اٹھارویں صدی میں وہ بلاشبہ گرجے اور تخت سے اتارتے اور چلاتے تھے مگر سترہویں صدی میں بھی وہ ہندوستانی سیاست کا ایک اہم عنصر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی تائید کے بدلے میں انہوں نے اسلام کی حفاظت کا وعدہ لیا۔

سازش کی ناکامی

جب اس بلاگردان میں شہرلوے کے ساتھ ہوئے تو انہوں نے خوش میں غدارے بجوائے لیکن بلاشبہ کی ہزک حالت کی وجہ سے باجہ کو روک دیا گیا۔ دن ڈھٹنے سے پہلے پہلے سلیم کے بیشتر ساتھی بھی آکر اس سے مل گئے اور وہ فوراً سب کا قصور معاف کرنے اور بھول جانے پر آمادہ ہو گیا اور کسی کی ذات یا جائداد سے انتقام لینے کا احساس ترک کر دیا۔ زیادہ دن نہیں گزرے کہ خود خان اعظم نے بھی اپنی حمایت کا اعلان کر دیا اور اس کا بڑی عزت اور احترام کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ راجہ مان سنگھ جس کی طاقت کا انحصار خاص کر اس کے راجہوتوں پر تھا زیادہ دن الگ رہا لیکن اس نے بھی یہ محسوس کیا کہ اس کی سازش بری طرح ناکام ہو گئی۔ اس نے سلطان خسرو کو اپنی حفاظت میں لیا اور اگلے دن بنگال روانہ ہونے کی تیاری کر دی۔ (46)

(46) کاؤنٹ سٹیجک (پہلے دوکسن) جلد ششم 170 خانی خان جلد اول صفحہ 234۔ آٹالاس (پورنچ) جلد اول صفحہ 523۔ اسلام کی حفاظت کا مقصد لینے اور خسرو کے ساتھیوں کو معاف کرنے کا ذکر صرف ڈی جاک (جلد سوم باب 16 صفحہ 138) نے کیا ہے۔ اس کے مان کی تائید جہانگیر کے تحت نہیں ہونے پر طرہ عمل سے ہوتی ہے۔ پریشانی کی جہانگیر (صفحہ 677) نے بھی ملوث ملوث صفحہ 122 (1304) نے آئیر کی تیار کردہ سلیم کے خلاف کا حال غلط بیان کیا ہے۔ مگر ہے چھنے کے قابل۔ سادات بارہہ کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (جلد دوم صفحہ 269)۔ بلوچین صفحہ 390-393 ایٹم کی گامری جلد اول صفحہ 11، 297۔ مرتضیٰ خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آٹالاس (پورنچ) جلد اول صفحہ 521-527۔

اکبر کا انتقال

ہر طرف سے مطمئن ہو کر سلیم اپنے باپ کے آخری دیدار کے لیے روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نزع کی حالت میں تھا لیکن جیسے ہی سلیم نے اس کی قدم بوسی کی اس نے آنکھیں کھول دیں اور ملازموں کو اشارہ کیا کہ سلیم کے سر پر دستار رکھ دیں اور خلعت پہنا کر خود اس کا منہجر سلیم کی کمر میں حاصل کر دیں۔ ملازمین نے قہیل کی اور آخری بار اظہار عقیدت کے لیے اس کی قدم بوسی کی۔ بادشاہ نے سر جھکا یا اور اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند کر لیں۔ (47)

(47) قاضی احمد بیگ (ایلیٹ ڈائون) جلد ہشتم صفحات 170 تا 172 تحصیل اکبر نامہ (ایلیٹ ڈائون) جلد ہشتم صفحہ 115۔ احمد بیگ کے بیان کی تقریباً ہر تفصیل میں ذہدک نے جلد سوم باب 14 صفحات 31 تا 33 میں تائید کی ہے۔ آٹز جہا گیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 29 (الف) کوڈز صفحہ 13 خانی خان جلد صفحہ 23 خلاصۃ التواریخ (دہلی ایڈیشن) صفحہ 449۔ اکبر کے انتقال کی جہزی تاریخ 12 جمادی الآخر 1014ھ ہے جو 17 اکتوبر 1605ء کے مطابق ہے۔ زہر خونی کا شہ: ذہدک (جلد سوم باب 16 صفحہ 132) کا بیان ہے کہ شہزادہ پر اکبر کو زہر دینے کا شہ کیا گیا۔ برٹولی جس کی وی اے اسٹیف نے اپنی کتاب اکبر نے صفحات 336 تا 4 میں نقل کی ہے۔ کہتا ہے کہ اکبر کا انتقال زہر خونی سے ہوا لیکن انتقال کے فوراً ہی پہلے کے حالات میں اس کا موقع نہ تھا اور نہ سلیم کی یہ نیت ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے باپ کو جلد ختم کر دے۔ شاید اسی پر قاسم کر کے ایک اور قصہ گھڑا گیا جو لوہی کے کاغذات میں محفوظ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ کو زہر دینے کی کوشش کی مگر غلطی سے زہر کی گولیاں جہان سنگھ کے لیے تھیں خود ہی گھل گیا۔ اس کوشش کی وجہ یہ تھی کہ مان سنگھ نے جانشین میں غلطی میں ڈالنا چاہا تھا۔ یوموڈ (جلد اول صفحہ 279 و جلد دوم صفحہ 385) بریٹنٹ وان ڈان بڑیک ڈی لائن صفحات 204 تا 213۔ وی اے اسٹیف کی اکبر صفحات 325 تا 326) نے اکبر کی غداری کا نشانہ قہد کے مرزا غازی کو کہا ہے۔ دیکھو ڈی لائن ترجمہ لیسہ برج صفحہ 200) یہی ہے بنیاد قہد خفیف قہر کے ساتھ۔ نیری نے (صفحات 408 تا 809) ہر برٹ (صفحہ 72) پیٹر منڈی (جلد دوم صفحات 102 تا 103) تھوڈے و جملہ کی ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم باب اول صفحات 174 تا 188۔

نیز دیکھو وان کائوت فراموشی جلد چہارم صفحہ 420 میں اور کرکار بائزل آف بمبئی رائل اینڈیا سوسائٹی نمبر 22 صفحات 197 تا 208۔ پرائس کی جہا گیری (صفحات 75 تا 76) حسب ذیل غلطیاں ہے جس نے کئی مورخوں کو گمراہ کیا ہے۔ "اس تشویش موافقہ کے قہیل میں (قہیل کتاب کے مضمون میں) میرے والد نے مجھے اپنا لباس پہنایا اور اپنے سر سے اتاری ہوئی پہلی اور ایک پیام جس کا مطلب یہ تھا کہ جب میں نہ ہوں اور تم اپنے باپ کی صورت دیکھے بغیر مطمئن رہ سکو ایسا باپ جو موجود نہ ہونے پر نہ آرام پائے نہ سکون جیسے مجھے یہ پیام ملا۔ میں نے اپنے پہرے پہنے اور عاجزی کے ساتھ لائے فرض کے لیے قلعہ میں حاضر ہو گیا۔ 8 مارچ۔ شہزادے کے دن میرے والد کی سانس مشکل سے آ رہی تھی اور ان کا خاتہر تقریباً بالکل قریب تھا۔ انہوں نے یہ خواہش کی کہ میں کسی کو بھیج کر سدا سے امر کو بلا استثناء ان کی خدمت میں بلاؤں۔ انہوں نے کہا کہ "اس لیے کہ میں گوارا نہیں کر سکتا کہ تمہارے اور ان کے درمیان جنھوں نے اتنے دنوں تک میری سرگرمیوں میں ساتھ دیا ہے اور سلطنت کی عظمت بڑھانے میں شریک رہے ہیں کوئی غلط فہمی رہ جائے۔" اپنے والد کی خواہش کی قہیل کے لیے بیترہ ہو کر میں نے خواجہ عہد الواسح کو بھیجا کہ ان سب کو قریب المہر بادشاہ کے بیماری کے کمرہ میں بلالائے میرے والد نے ان سب کو حسرت آمیز نظر سے دیکھا اور کہا کہ اس سے واپسی طور پر غلطیاں ہوئی ہوں انھیں فراموش کر دیا جائے اور پھر منظم ملاحظہ میں ان سے خطاب کیا۔

میرے عہد حکومت میں جو دامن دشمن تھے انہیں یاد رکھنا اور وہ قہودہ اور نظم جس سے جلد سے واپس کی رحمت دی ہے میری چھٹی سے پچھون میری عہد گردن کرتی ہوئی تھی کو یاد رکھنا اور وہ شہانہ جو میں نے نہ سطر کے لئے چھپا ہے

اس وقت میں نے محسوس کیا کہ شاید اس طاقتور حکمران کی یہ آخری سانس ہو اور یہ کہ وہ لمحہ آیا ہے جبکہ مجھے اپنا آخری فرض بحیثیت ولاد کے انجام دینا ہے۔ بیترہوی کے آنسو بہا ۱۰۰۰ کے چنگ کے پاس گیا اور اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ جب میں قہیل مجید کی کے ساتھ تھیں سر پہ ان کے گرد پکڑ لیا میرے ہوئے بادشاہ نے میرے مستقبل پر شہ کرتے ہوئے مجھے اندہہ کیا کہ ان کی قوم لے کر فتنے کے سامنے اپنے کمر میں حاکم رولوں۔ اس کی قہیل کے بعد سے میں نے پھر ان کی قدم بوسی کی اور اپنی عقیدت پیشی کے صف کی تجدید کی۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....

جنازہ

دوسرے دن جنازہ کو شاہنشاہ ترک و احتشام کے ساتھ جایا گیا اور آگرہ سے چھ میل دور سکندرہ میں لے جایا گیا۔ سلیم نے چند قدم تک جنازہ کو چر کی طرف کاندھوں پر اٹھایا۔ بڑے امر ہو، اہل دربار، ملازمین اور فوج نے دور دور تک با عظمت مرنے والے کا اسی طرح احترام کیا۔ (48)

اکبر کی قبر سکندرہ میں

اکبر کی میت اسی قبر میں دفن کی گئی جسے اس نے اپنے عہد میں مغل طرز پر بنوانا شروع کر دیا تھا۔ جہانگیر نے عمارت کو آگے بڑھانے میں بہت گہری دلچسپی لی اور ایک مرتبہ اس نے سارے نقشہ کو بدل دیا۔ تین ہزار سے زیادہ کارکنوں نے پندرہ لاکھ روپے کے خرچ سے 1612ء میں اسے مکمل کیا۔ (49) جیسا کہ ہوائی چاہنے والے اس عمارت کا نقشہ ہندو عمارتوں کے نمونے سے لیا گیا تھا۔ یہ عمارت آج بھی ہندوستانی تعمیرات کے سلسلہ میں لاجواب ہے۔ (50) اس کی ہمیشہ سے چھوٹے بیڑوں میں عزت اور محبت ہوتی چلی آئی اگرچہ 1691ء میں جاٹ باغیوں نے اس کی بری طرح بے حرمتی کی تھی (51)

بقیہ حاشیہ..... 47۔ انھوں نے مجھے سے خواہش کی کہ میرا صدر جہاں کو بلاؤں تاکہ ان کے ساتھ وہ گھر شہادت پر میں۔ اور کہا کہ اسے انھوں نے آخری وقت تک ملو رکھا۔ اس امید میں شاید زندگی بچنے والا ان کی زندگی میں اضافہ کر دے۔ صدر جہاں کے آنے پر میں نے انھیں اپنے والد کے پاس اپنے زانو پر بٹھایا اور انہوں نے بلند آواز سے اور صاف صاف کہہ کر پڑھا اس طرح موقع پر میرے والد نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنے ہاتھ میری گردن میں حائل کر کے کہہ

”میرے پیارے بیٹے (بابا) میرا آخری پیام سن لو..... پیارو کہو کہ میری پردہ نشیں اہل حرم کی حفاظت سے کبھی منہ نہ موڑنا..... اگرچہ میری موت کا تہہ دل بہت اتر ہو گا لیکن جو باتیں میں کہہ چکا ہوں انہیں فوراً نہ بھلا دینا۔ ہم دونوں میں بہت سے قول و قرار اور وعدے ہوئے ہیں۔ لیکن تم نے جو اقرار مجھ سے کیا ہے اس سے کبھی انحراف نہ کرنا جو میرے بعد ملازمین اور حلقہ میں گونہ بھول جاتا اور نہ مصیبت زدہ کو اس کی مصیبت کے وقت نظر انداز کرنا۔“ یہ کہنے کے بعد انہوں نے صدر جہاں سے ہٹ کر چلنے کو کہا اور خود کسی علیحدہ اور صاف الفاظ میں پڑھا اور صدر جہاں سے کہا کہ برابر چلے رہے ہیں۔ ان کی ٹکیے کے پاس سورہ ناس اور ایک سورت اور سورہ یٰسین رکھ دی گئی تاکہ ان کی روح جس قدر آسانی سے ہو سکے کھلے چنانچہ صدر جہاں نے یٰسین پڑھ کر ختم کی اور جب سورہ کے آخری الفاظ ان کی زبان پر تھے تو میرے بزرگ باپ نے اپنی جان جان آفریں کے پر در کردی اور بجز گوشہ چشم پر ایک قطرہ آنکھ کے کوئی اور علامت ظاہر نہیں ہوئی۔

عام شہرت یہ تھی کہ اکبر کا خاتمہ اسلام پر ہو ”چنانچہ وہ اپنے مذہب کے باضابطہ اقرار کے ساتھ فوت ہوا۔ سر طامس روبرٹس نے مرتبہ فاسٹ صفحہ 302 میں لکھا کہ 107 میں پادری کو بلایا گیا ہے کہ ”آخر میں اس کا انتقال اس مذہب پر ہوا جس میں وہ پیدا ہوا تھا۔“ لیکن صد بیک کے بیان سے یہ نتیجہ اخذ کرنا حق بجانب ہو گا کہ اس کا انتقال اسلام پر نہیں ہوا بلکہ اسی حالت میں ہوا جیسی اس کی زندگی تھی۔

(48) کاغذ اسد بیگ (ایٹ ڈوٹس) جلد ششم صفحہ 172 تحصیل اکبر نامہ ایٹ ڈوٹس جلد ششم صفحہ 117 دو جلد (جلد سوم صفحہ 137) بیان ہے کہ جنازے کے ساتھ آدھی بہت کم تھے۔

(49) جہانگیر (راجا جس ویراج) جلد اول صفحہ 152 پاکس صفحہ 142۔ پرچہ جات جلد سوم صفحہ 51۔ ولیم ٹچ (پرچہ جات چہارم صفحہ 75-77) نے 1111ء میں نصف تعمیر شدہ عمارت کا بہت خوبصورت حال لکھا ہے۔

(50) ڈیو ایلسمو کی نوٹس آف اکبر صفحہ 7 فرگوسن۔ جلد دوم صفحہ 300-301 آئی بی پبل (ایڈن آرٹی ٹیکسٹ صفحہ 176 صفحہ 1) اسے اسٹو کی ہسٹری آف آرٹ ان انڈیا پینڈ یون صفحہ 411

(51) سنوٹی (مرتبہ لرون) جلد اول صفحہ 159 جلد دوم صفحہ 230 نیز نوٹ جس میں ایڈر داس دیکر کی توحات مانگیری کی عمارت نقل کی ہے۔ میں سنوٹی کی اس روایت پر یقین نہیں کر سکتا کہ اکبر کی بیڈیاں کھود نکالی گئیں اور جانوں نے انہیں جلادیں۔

بشپ بھر کا بیان

بشپ بھر نے جنوری 1825ء میں اس عمارت کو دیکھ کر جو گفت اور پڑھنے کے قابل اس کی تفصیل بیان کی ہے اسے یہاں نقل کر دینا مناسب ہو گا۔
 ”یہ تقریباً انگریزی چالیس ایکڑ کے رقبہ میں چوکور بنی ہے جسے ایک قلعہ نما دیوار سواد گز بلند گھیرے ہوئے ہے جس کے زوایوں پر ہشت پھل جہاز ہیں اور اوپر چھوٹی چھوٹی خوبصورت شہ نشیں ہیں اور چار شاندار سنگ سرخ کے چھاگ ہیں۔ سامنے کے چھاگ میں سنگ مرمر کی پتلی کاری ہے۔ چار بلند جہاز ہیں اندر کے احاطہ میں درخت لگے ہیں جن کو ہزاروں درختوں سے تقسیم کیا گیا۔ یہ روشیں اصل عمارت کی طرف مٹی ہیں جو ایک طرح سے ٹھوس مصری اہرام ہے جس کے چاروں طرف حجرے، غلام گردش اور گنبد ہیں۔ عمارت بلند ہوتے ہوئے رفتہ رفتہ مختصر ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک سفید سنگ مرمر کے چوکور چبوترے پر ختم ہو جاتی ہے جس کے گرد سنگ مرمر کی نہایت کاریگری سے بنی ہوئی چالیاں ہیں جن کے وسط میں ایک چھوٹی سی چڑھلے کی قبر ہے اور وہ بھی سفید سنگ مرمر کی ہے جس پر نہایت باریک اور خوبصورت نقاشی ہے اور عربی کی عبارتیں جو اس کی اصل آرائش ہیں اور بخوبی زیب دیتی ہیں عمارت کی تہہ میں ایک بہت بلند مگر چھوٹی سی عراب کے اندر اس عظیم فرمانروا کی اصل قبر ہے جو بالکل سادی اور پلا نقش و نگار کے ہے۔ مگر یہ بھی سفید سنگ مرمر کی ہے اس کے آس پاس کئی اور شکست عبارتیں ہیں جن میں بعض بظاہر خوبصورت ہیں مگر ایک انجینی کے لیے اکبر کی قبر دیکھنے کے بعد نہ وقت ہوتا ہے نہ خواہش۔ (52)

(52) بھر کا سفر نامہ جلد دوم صفحات 336، 337

عمارت کے اس حصہ کی پوری تفصیل اور تصویریں اور کتبوں کی نقل اور ترجمہ کے لیے دیکھو ایڈیٹر اسمتھ کی ”آف اکبر“ جو آکسفورڈ پبلیک آف انڈیا کی جلد 35 صفحوں پر منسلک ہے۔ پتہ لاہور 1909ء کا حصہ ہے۔ نیز عبد الحلیف کی ”آگرہ صفحات 182-187“

فرنگس جلد دوم صفحات 258، 302ء ہول کی انٹرن آف انڈیا کی جلد 176ء ہول کی آگرہ انڈیا دی ساج صفحوں 1904ء میں کی پنڈ بک فار پبلیک انڈیا جلد دوم صفحوں 295، 297ء کہیں کی پنڈ بک گائڈ نوآگرہ 43-48ء۔
 اس عمارت میں اکبر کی جگہ دولت شاہ سے دو لاکھوں شہداء شہید و آرام پاؤں بھی قبریں ہیں دیکھو جہانگیر راجہ سہو راج اس جلد اول صفحات 36، 37) غزوہ کی یاد شاہ محمد شاہ عالم کے لڑکے سلیمان شاہ کی اور ان کی بیگم کی ایک اور قبر کہا جاتا ہے کہ اورنگ زیب کی بیٹی زینب شاہ کی ہے۔

چوتھا باب مغل حکومت

خصوصاً جہانگیر کے عہد سلطنت میں

مغل سلطنت 1605ء میں

اکبر نے جو سلطنت اپنے لڑکے کے لیے درہم میں چھوڑی وہ وسعت، آبادی اور نظام حکومت کے اعتبار سے دنیا کی اولین سلطنتوں میں تھی۔ 1558ء میں جب اکبر تخت نشین ہوا تو شمالی ہند بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور حکومتوں میں بٹا ہوا تھا اکبر کی حکومت کے آخر تک تقریباً یہ سب سلطنت مظہر میں شامل ہو گئی تھیں۔ مگر اکت 73-1572ء میں فتح کیا گیا۔ زر خیز بنگال 80-1579ء میں، کشمیر کی سرد وادی 1588ء میں، گرم ریکستانی سندھ 1592ء میں، غیر آباد بلوچستان 1595ء میں۔ مرزا محمد حکیم کے انتقال پر 1585ء میں کاہل پلاکسی خوزری کے مغل سلطنت میں شامل ہو گیا، اگلے سال درمیان کے شوبہ پشت قبائل کو جزوی طور پر تسخیر کیا گیا۔ قندھار کو اس کے غیر مطمئن اور حواری حلوں سے پریشان ایرانی گورنر نے بخوشی حوالہ کر دیا، دکن کی طرف خاندیش اور برادر احمد نگر کا کچھ حصہ اکبر کی عہد حکومت کے آخری دنوں میں فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ (1) اب تقریباً سارا ملک ایران کی مشرقی سرحد سے لے کر موجودہ آسام کی مشرقی سرحد تک اور بحالہ سے لے کر مہاراشی اور گودلوری کے درمیان سیدھے خط تک شہنشاہ کی حکومت کو تسلیم کرتا تھا۔

آبادی

سلطنت کی آبادی کا قطعی طور پر صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے لیکن آئین اکبری کے زمانہ میں کاشت کی وسعت کا موجودہ زمانہ سے مقابلہ کرنے اور محاصرہ یورپین تاریخوں کا بغور مطالعہ کرنے پر ظاہر

(1) مگر اکت کے حالات کے لیے دیکھو نظام الدین (ایلیٹ وڈو سن) جلد پنجم صفحات 339-358۔ بڑی ہسٹری آف مگر اکت (صفحات 301-348) اکبر نامہ (پیر پچ) جلد سوم صفحہ 87۔ فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ 235۔ ایدہ جلد چہارم صفحہ 15۔ ایدہ، بدایونی (کو) جلد دوم صفحات 244-245۔ کشمیر کے حالات کے لیے دیکھو اکبر نامہ (پیر پچ) جلد سوم صفحات 725-737۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈو سن) جلد پنجم صفحات 452-454۔ بدایونی (کو) صفحات 364-366۔ سرحدی قبائل کے بارے میں دیکھو اکبر نامہ جلد سوم باب 89، 98، 99۔ نظام الدین (ایلیٹ وڈو سن) جلد پنجم صفحات 451-452۔ بدایونی (کو) جلد دوم صفحات 361-362۔ رورنی کے نوٹس آف افغانستان صفحات 259-285۔ سندھ کے مغل اکبر نامہ (پیر پچ) جلد سوم باب 118۔ صفحات 922-932۔ تاریخ مسعودی (ایلیٹ وڈو سن) جلد اول صفحات 247-252۔ رورنی صفحہ 801۔ قندھار کے لیے رورنی صفحہ 600۔ عربی تواریخ کے حلقے دیکھو باب 11۔ ایدہ۔

ہوتا ہے کہ شمال اور وسط ہند کی آبادی بشمول افغانستان کے نو کروڑ اور دس کروڑ کے درمیان ہوگی۔ (2)

اس باب کا دائرہ بحث

جی پی کوچ کا قول ہے کہ تاریخ کا کوئی بیان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا اگر اس میں مذہبی شعور کے ارتقا لٹریچر ذہنی اور جسمانی علوم اور سماجی زندگی کی رفتار ترقی کو نظر انداز کر دیا جائے۔ زندگی کے ان پہلوؤں کی تفصیل جن سے بقول ایکس تاریخ اپنا حسن حاصل کرتی ہے بعد کی جلدوں میں پیش کی جائے گی لیکن بعد کے مندرجہ واقعات کی وضاحت کے لیے یہاں جس قدر اختصار سے ممکن ہو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اب سے تین سو برس پہلے ہمارے اجداد حکومت کے جس نظام کے ماتحت رہتے تھے اس کی شکل و صورت کیا تھی۔ جو بیان ناکافی اور منتشر مواد پر نہیں ہو گا وہ لازماً سلی ہو گا لیکن آئین اکبری فارسی تاریخوں اور معاصر غیر ملکیوں کے بیانات اور دیسی زبان کے لٹریچر سے جو روشنی ملتی ہے وہ مل جل کر تخیل کی مدد سے جسے مام سین تاریخ اور شعر کی تخلیق کا عنصر بتاتا ہے مغل سلطنت کی تشکیل اور بنیادی اصول کی واضح شکل پیش کی جاسکتی ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مغل سلطنت کی بعض حیثیتوں کا دوسری بڑی سلطنتوں سے مثلاً روسی سلطنت، فرانسیسی سلطنت اور برطانوی سلطنت سے مقابلہ کیا جائے۔

ہندوستانی سیاسی نظام کے ترکیبی عناصر

ہر نظام سیاست کی روح اور شکل و صورت کا عمومی حیثیت سے تعین جغرافیائی، معاشی سماجی اور ذہنی ماحول سے ملے کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے میدانوں کی وسعت قطعی طور پر یہ تعین کر دیتی ہے کہ یہاں سماج کی تنظیم یونانی شہری ریاست کے طور پر نہ ہوگی بلکہ ملکی سلطنت کی بنیاد پر ہوگی۔ ملک کی غالب زرعی حیثیت سے یہ بات بھی ملے ہو جاتی ہے کہ وحدت گاؤں کی ہوگی ان دونوں سے مل کر یہ تعین ہو جاتا ہے کہ جب تک سائنس کی ترقی فاصلہ کو ختم نہ کر دے اس وقت تک یہاں کے لوگوں میں زندگی کی وہ ہماہمی، شہری جذبہ اور گہرا سیاسی رجحان نہ پیدا ہو گا جس سے قدیم یونان اور حال کی یورپین جمہوریت کی تشکیل ہوئی ہندوستان کے سیاسی نظام کی قدیم میں اور حال میں بھی میدان کے ملک میں صرف حکومت خواص یا شاہی نمونہ کی حکومت کی تشکیل ہو سکتی تھی۔ مختلف اثرات مل کر یہ تعین کرتے ہیں کہ شاہی طرز کی حکومت تو بالائزمام ہوگی اور حکومت خواص شاذ و نادر۔ حکومت خواص کا انحصار عموماً اعلیٰ اور دولتمند خاندان، جنگی فن کی صلاحیت یا سیاسی تجربہ پر ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے ذات پات کے نظام میں یہ خصوصیات منقسم ہو جاتی ہیں اور کسی ایک طبقہ کو مستغنی فوقیت نہیں حاصل رہتی۔ سب سے غریب اور سب سے جاہل برہمن کا طبقہ خود کو مفرود ترین صاحب جاہد اویا دولتمند تاجر سے اعلیٰ تر نسل کا سمجھتا تھا۔ یہ طبقہ بحیثیت مجموعی سماج کے دوسرے طبقوں کے مقابلہ میں پیش پیش ہو سکتا۔ ویش کو دولت اور تجارتی تجربہ سے جو فائدہ ہوتا تھا اس کا اثر ہونا لازمی تھا۔ جنگجو چھتری کو اپنے زور بازو اور سیاسی تجربہ کی بنا پر فوقیت حاصل تھی مگر وہ اس طبقہ پر تفوق نہیں حاصل کر سکتا تھا جس کا ذہنی رہنمائی اور مالی امداد پر انحصار تھا۔ مزید برآں اس

(2) ڈبلیو ایچ مور لینڈ نے (انڈیا دی ڈیجھ آف اکبر صفحات 22۴9) نے آبادی کا تخمینہ بہت کم کیا ہے یعنی افغانستان کو بھروسہ کر کر بیاباں کے لاکھ اس تخمینہ پر مبنی یہ تخمینہ کے لیے دیکھو میر اسماعیل انڈیا 1605ء کارن ریلوی جنوری 1961ء صفحہ 16۔

طبقہ کی تعداد اتنی زیادہ اور اتنی منتشر تھی کہ ایک مخصوص جماعت یا چند افراد کا کام چلانے والا نظام حکومت نہیں بنا سکتا تھا مسلمانوں میں طاقتور جمہوری جذبہ کسی طبقہ کے تفوق کو گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

شاہیت کا رواج اور نوعیت

ایک اور اثر جو شاہیت کی تائید میں کام کر رہا تھا وہ عام طور پر جنگ کا رواج تھا جس کا تقاضا قوت کی فراہمی اور اپنی استعداد اور طرز عمل تھا۔ ایک نقطہ نظر سے ہندوستان کی ساری تاریخ اجتماعی اور منقسم قوتوں میں مسلسل کشش پر مشتمل ہے۔ ملک کی بنیادی جغرافیائی اور تہذیبی وحدت کا تقاضا تھا کہ ہر ریاست اپنی حکومت کو سارے ملک پر مسلط کرنے کی کوشش کرے لیکن آمد و رفت کی دشواری جو قرون وسطیٰ کی حکومتوں کی خاص دقت تھی اس سے اس عمل میں رکاوٹ پڑی اور ہر بڑی سلطنت کے دور افتادہ صوبوں کو یہ ترغیب ہوتی کہ وہ مرکز سے قطع تعلق کرے۔ اس کا نتیجہ دو صورتوں میں ظاہر ہوا یعنی ریاستوں کی تعداد اور ان کے آپس میں مسلسل جنگ و جدل۔ خطرے کی موجودگی یا اندیشہ نے حکومت کو واضح طور پر شاہیت کی شکل اختیار کرنے اور عوام کو مضبوط نظام حکومت قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ صورت یہ ہوئی کہ بجز چند مستثنیات کے جن کی توجہ غیر معمولی حالات سے بہ آسانی ہو سکتی ہے ہندوستانی سماج نے میدانِ علاقوں میں جہاں مرکزی نظام کی ذرا بھی ضرورت تھی خود کو شاہیت کے ماتحت منظم کیا۔ مثل حکومت اپنی فطرت کے لحاظ سے مطلق شاہیت پسند تھی لیکن اسے محض من مانی استبدادیت سمجھ لینا حماقت ہوگی جس کے مزید تجربہ کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اسطو کا خیال تھا شاہیت کی کئی قسمیں: خالص مطلق العنانی جس میں عسکران اپنے ماتحت ہر چیز کو اچھی یا بری طرح اپنی مرضی سے استعمال کرے۔ وہ ایک ایسی عجیب اقلیت چیز ہوگی جس کا فطرت یا سمجیدہ فلسفہ میں وجود نہیں ہے۔ خولہ کوئی کتنا ہی طاقت ور یا ہمہ صفت موصوف ہو بلا کسی طاقتور جماعت کی کم از کم جزوی رضامندی کے اپنی قوت کو کثیر استعداد افراد پر زیادہ دنوں تک مسلط نہیں کر سکتا۔ اسے اپنے اقتدار کے لیے کسی طاقتور جماعت کی رضا کارانہ تائید کا سہارا لینا پڑے گا۔ اسٹوارٹل نے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے کہ حکومت یا تو سماج کے طاقتور ترین طبقہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے یا ان کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے اور یہ ضابطہ شامی کے لیے بھی اتنا ہی صحیح ہے خولہ مشرقی استبدادیت ہو یا چند افراد کی یا خصوصی طبقہ کی حکومت ہو یا جمہوریت۔ حکومت کا مطالعہ کرنے میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ سماج کا کون طبقہ اس کا حمایتی ہے اور کون موثر طور پر اس کی مزاحمت کر سکتا ہے (اس لیے کہ تائید کے مفہوم میں مزاحمت کی استعداد بھی شامل ہے) جس طبقہ کو اسے راضی رکھنا ہے اور جس کے فرائض، استعداد اور انسانیت پر اسے اپنے طریق عمل کو ڈھالنا ہے۔

مغل کوئی ذات نہیں ہے

مغل خاندان یا مغل نظام حکومت سے ایک مغل ذات کا تصور ہوتا ہے جو بالکل غلط ہے۔ ہمارے موجودہ مقصد کے لیے یقیناً یہ امر قابل لحاظ نہیں ہے کہ چھٹائی ترک زیادہ صحیح نام ہے اس لیے کہ اس سے بھی ذات کا تصور ہوتا ہے۔ درحقیقت سترہویں صدی میں کوئی مغل حکمران طبقہ نہ تھا جس سے حکمران متعلق ہو اور جس کی تائید کلا سے سہلا ہو۔ معاصر مورخین مغل کے لفظ سے چکر اگے لور انھوں نے اس کے

خیال مفہوم یہ ہے۔ ایٹ اٹھیا کینٹی کا ایک ملازم سال بیک جو جاگیر کے عہد حکومت میں کٹی سال اس ملک میں رہا تھا وہ کہتا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایرانیوں، ترکوں اور تاجروں پر ہوتا ہے اور "ہاں اکثر لوگ جیسائیوں کو بھی مغل کہتے ہیں۔" وہ اور نیز طاس رو کہتے ہیں کہ اس لفظ کا مفہوم "قتل شدہ" ہے (3) گویا اس کا اطلاق تمام مسلمانوں پر ہوتا ہے۔ برنیر کا قول ہے کہ مغل کہلانے کے لیے صاف رنگ اور مسلمان ہونا کافی ہے۔ (4) بول لائل گوز اور جان فرایر صرف صاف رنگ ہو یا اس لفظ کا مفہوم بتاتے ہیں۔

سیلہ مظلوم کا بادل جو تیر ہوئی اور چودھویں صدیوں میں شمال مغربی سرحد پر چھا گیا تھا انھوں نے اس تفتہ کو لوگوں میں رائج کیا۔ بعد کی صدیوں میں یہ تفتہ آڑھوں کے ساتھ ان سب لوگوں کے لیے استعمال ہوا تھا جو 1526ء میں ہمارے ساتھ آئے۔ خود بارہ آدھا چٹائی اور آدھا مغل تھا۔ اکبر آدھا ایرانی تھا جاگیر آدھا راجپوت تھا اور شاہجہاں ترک سے زیادہ راجپوت تھا۔ مغلوں کے فوجی افسر مختلف قومیتوں کے تھے جن میں کسی ایک قومیت کا غلبہ نہ تھا۔ ترک تاجاری۔ ایرانی۔ افغانی۔ ہندی۔ مسلم اور ہر ذات کے راجپوت۔ (5)

ممانعت تھی کہ وہ بادشاہ کی مرضی کے بغیر کوئی شاہی کار شدہ قائم کریں۔

زمینداری نہ تھی

مغل سلطنت کے بیشتر حصہ میں آجکل کی طرح زمینداری کا رواج نہ تھا۔ سلطنت کے اندر زیر حفاظت راجپوتانہ کے نل ریاست ہندور نہیں یا پہاڑی یادورا اقلادہ علاقوں میں تھے۔

مغل سلطنت قوت کے زور پر نہ تھی

چنانچہ جس چیز پر مغل سلطنت کی بنیاد تھی وہ ذات نہ تھی۔ سلطنت کے نقطہ سے قوت کا تصور ہوتا ہے۔ یہ تو یقیناً فوراً تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ہر سلطنت کا جزوی طور پر دارومدار قوت پر ہے لیکن اول تو قوت کا مطلب ایک رضامندی فوج کا وسیلہ ہے جو کسی قوم کے افراد پر مشتمل ہو یا عام طور پر بھرتی کی جائے۔ دوسرے یہ کہ قوت ریاست کے سہارے کا صرف ایک جزو ہے لیکن خالص یہی یا خصوصاً یہی سہارا نہیں ہے۔ سنگین سے سب کام لیا جاسکتا ہے مگر اس پر بیٹھا نہیں جاسکتا۔

یہ بات قدر گنا ممکن تھی کہ ایک وسیع ملک میں آبادی کی کثیر تعداد لاکھوں دیہاتوں اور قصبوں میں پھیلی ہوئی محض قوت کے زور پر زیادہ دنوں تک قابو میں رکھی جاسکے۔ مزید براں قرون وسطیٰ کی ساری تاریخ کے مطالعہ میں یہ بات برابر ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں ریاست کی باضابطہ فوج اور غیر تربیت یافتہ مسلح مجمع میں بہت کم فرق تھا۔ قوت کے استعمال سے قوت کو اشتعال ہو گا اور سلطنت بہت جلد خطرہ سے دوچار ہو جائے گی۔ میکالے نے ایک فقرہ میں جو لفظی تفسیر کے ساتھ انگلستان کی تاریخ کی طرح ہندوستان کی تاریخ پر بھی منطبق ہوتا ہے اور جس کی اہمیت وقت گزرنے پر اور زیادہ ہو گئی ہے۔ اس خیال کو بڑے اچھے الفاظ میں ظاہر کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ ”ایک انیسویں صدی کے انگریز کے لیے یہ تصور کرنا بہت مشکل ہے کہ چار سو برس پہلے یہ روک (مادی قوت) کس طرح بروئے کار لائی جاتی تھی۔ مدت سے لوگ اسلحہ کا استعمال بھول گئے۔ لڑائی کا فن اب اتنا مکمل ہو گیا ہے کہ پہلے زمانہ میں اس کو جو دنہ تھا اور اس فن کا علم صرف ایک طبقہ میں محدود ہے۔ اچھے تربیت یافتہ اور معقول قیادت کے ماتحت ایک لاکھ سپاہی کا لشکاروں اور اہل حرفہ کے دس لاکھ کے مجمع کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ حفاظتی فوج کے چند دستے ایک بڑے دارالسلطنت کی غیر مطمئن آبادی کو مرعوب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ (سماج کی موجودہ حالت میں) مزاحمت کو ایسا علاج سمجھنا چاہئے جو سلطنت پر آئی ہوئی ہر معیبت سے زیادہ جان لیوا ہے۔ اس کے برعکس قرون وسطیٰ میں سیاسی بے چینی کے لیے مزاحمت ایک معمولی تدبیر تھی اور ایسی تدبیر جو بروقت موجود تھی اور اگرچہ اس وقت وہ شدید تھی مگر اس کے مابعد بڑے نتائج نہیں ہوتے تھے۔ اگر کوئی مقبول عام رئیس مفاد عامہ میں علم بغاوت بلند کرتا تو ایک بے ضابطہ فوج بروقت جمع کی جاسکتی تھی۔ باضابطہ فوج کا اس وقت وجود نہ تھا۔ ہر شخص میں ذرا سپاہیانہ جذبہ تھا اور ایسے شاہد نار ہی لوگ تھے جو اس سے زیادہ سپاہیانہ جذبہ رکھتے ہوں۔“ کسی آبادی کو محض فوجی قوت سے دبائے رکھنا جیسا آج مشکل ہے اس سے زیادہ اس وقت مشکل تھا۔ مغل حکومت کو ۱۷۰۰ء صدی سے زیادہ قائم رہنے کے لیے اس سے زیادہ ٹھوس بنیاد کی

ضرورت تھی۔ (7)

مغل حکومت مذہبی نہ تھی

لیکن اس بنیاد کو مذہب میں نہ تلاش کرنا چاہئے۔ یہ تو صحیح ہے کہ حکومت کا سیاسی تصور مذہبی ہی ہے موسوی ضابطہ میں بادشاہ کو محض خلیفہ اللہ سمجھا جاتا تھا جو الہامی قانون کا پابند تھا۔ اسلام خلیفہ یا امیر المومنین کو یہ حکم دیتا ہے (اور مظلوموں نے خود ہی خلافت کے اختیارات اپنا لیے تھے) کہ وہ قرآن کے مطابق حکومت کرے۔ علاوہ فاضل دینیات اور فقہانے باوجود اسلام کے خلاف ہونے کے خود اپنی پیشوایان دین کی جماعت بتائی تھی، وہ اس کے مدعی تھے کہ انھیں قرآن کی تفسیر کا حق ہے اس لیے وہ سلطنت کی پالیسی کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

یورپ اور ہندوستان میں مذہبی جماعت اور حکومت کے مابین کشمکش

ہندوستان میں اسلامی حکومت نے ابتدائی زمانہ میں مذہبی جماعت سے رابطہ کو بخوشی قبول کر لیا۔ یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی مذہبی جماعت تربیت دینے والی دایہ بنی ہوئی تھی۔ لیکن جیسے ہی حکومت سن شعور کو پہنچی اس نے اس دایہ کو برطرف کر دیا اور جس اقتدار کو اس نے اسے دنوں تک اپنایا تھا اس سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ شدید کشمکش کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مقدس سلطنت رومہ اور پاپائیت کے مابین اور انگریزی پلان ٹی جٹ اور کنٹریری کے آرچ بپ کے مابین اور شاہان فرانس اور پوپ کے مابین طویل کشمکش تاریخ یورپ کا ایک دلچسپ باب ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں بھی اس کا نمونہ مفقود نہیں۔ یہ عجیب مطابقت ہے کہ جس وقت فریڈرک دوم جو قرون وسطیٰ میں ایک واضح طور پر جدید حکمران تھا پوپ اینوسٹ سوم اور نورس سے زندگی اور موت کی جدوجہد میں پھنسا ہوا تھا ہندوستان میں علاء الدین خلجی جو کئی حیثیت سے ہندوستان کی تاریخ کے تاریک ترین دور میں اٹھ کھڑا جدید طرز کا حکمران تھا اسلام کی مذہبی جماعت سے برسر پیکار تھا۔ فرانس کے فلپ چہارم کی پاپائیت سے کشمکش کا وہی زمانہ ہے جس زمانہ میں محمد توفیق علیا سے برسر پیکار تھا۔ سولہویں صدی تک ہندوستان میں اور نیز یورپ میں حکومت مذہبی غلبہ سے آزاد ہو گئی تھی۔ اس آزادی میں یورپ کی طرح ہندوستان میں بھی اچانکے جدید یا اصلاحی تحریکات کا بعض صورتوں میں یکساں اور بعض صورتوں میں مختلف انداز کا بوجھ تھا۔ ہندوستان میں اکبر نے اور انگلستان میں الٹریٹھ نے سولہویں صدی کے نصف آخر میں اس عمل کی تکمیل کر دی۔ ہندوستان میں اکبر کے سامنے ذرا مشکل کام تھا مگر جو تابو توڑ نہیں اس نے لگائیں وہ مہلک ثابت ہوئیں۔ مذہبی جماعت کو مجبوراً سماج میں اپنے فطری مقام پر چلا جاتا پڑا۔ اب حکومت کو ان کی سربراہی گوارا نہیں رہی تھی۔ انھوں نے عوام الناس میں اپنا بیشتر اثر کو دیا تھا اس لیے کہ انھوں نے زمانہ کا ساتھ نہیں دیا تھا ان کی تنگ نظری، متعصب اور رجعت پسند پالیسی لازمی طور پر آبادی کے طاقتور حصہ کو ان سے برسر عداوت کر دیتی۔ خاص کر ہندوستان میں مذہبی جنون یا نظام سے ہندوستان کی کروڑہا آبادی ان

(7) حکومت کی اخلاقی بنیاد کے لیے دیکھو ایچ کرین کے خطبات پر لیکچر آف پبلیک آئی گسٹ پر مملات 141۲-141۳۔ نیز بوسان کے کی فلاسوفیکل تھیوری آف انٹیٹیٹ۔

سے برا فروخت ہو جاتی اور سلطنت کی چولیس ہلا دیتی۔ سترہویں صدی کی آخری چوتھائی میں اورنگ زیب نے اس تجربہ کی کوشش کی مگر جلد ہی مشکلات میں گھر گیا۔ جہانگیر اپنی ہوشمندی اور تدبیر سے اپنے والد کی واضح طور پر بنائی ہوئی پالیسی پر ٹھیک ٹھیک عامل رہا۔

عوام الناس نے بخوشی قبول کیا

چنانچہ سترہویں صدی کی مغل حکومت کی بنیاد میں ہمیں نہ مذہب کا سہارا نظر آئے گا نہ قوت کا اور نہ ذات کا۔ یہ سہارا ہمیں عام طور پر لوگوں کی سرگرم یا جامد رخصاندی میں نظر آئے گا۔ جمہوری شکل میں استبدادیت کبھی نمودار نہیں ہو سکتی مگر جس حد تک یہ عوام کی مرضی کی نمائندہ ہو اس میں جمہوری اصول کی روح پائی جائے گی۔ اس طرح اتھنسن میں پی سٹافس کی استبدادیت رومہ میں آگھلس کی استبدادیت اور جرمنی میں شارلیمان کی استبدادیت تھی۔ قرون وسطیٰ کے انگلستان میں ہارمن انجوبین استبداد حریص جاگیر دار امرا کے خلاف بادشاہت کے عوام سے غیر رسمی اتحاد پر مبنی تھی۔ پرتھویر نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ٹیڈو ایشلی لازمی طور پر قوی بادشاہت تھی۔ تھیوس نے نہایت شوخ رنگ آمیزی سے اس جوش و خروش کی تصویر کھینچی ہے جس سے فرانسیسی قوم نے 1799ء میں خود کو چھو لین بونا پارٹ کے بازوؤں میں ڈال دیا تھا۔ اگر ہم ظاہری شکل و صورت سے بالکل دھوکہ نہ کھائیں تو ہم دیکھیں گے کہ شاہیت حکومت خواص اور جمہوریت کے اصول حکومت کی شکل سے غیر متعلق ہے اور یہ کہ یہ کسی طبقہ کے ادارے میں ایک دوسرے سے قحط نظر آئیں گے۔ مغل حکومت کو منتخب مجالس کا کوئی علم نہ تھا اور نہ آئینی حقوق کا مگر اس میں اس قدر جمہوری عنصر تھا کہ اس کی عام پالیسی عوام کی خواہشات اور جذبات سے ہم آہنگ تھی۔

عام رخصاندی کی شرط۔ مذہبی آزادی

عام رخصاندی کی ایک شکل ہندوستان میں یقیناً مذہبی عقیدہ اور طریق عبادت کی آزادی تھی۔ مسلم حملہ آوروں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ مذہبی آزادی کی کتنی اہمیت ہے اور اسی کے مطابق اپنی پالیسی کی تشکیل کی۔ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کی سندھ میں حکومت اعتدال اور رواداری کی روشن مثال ہے۔ تیرہویں صدی میں شمالی ہند کے حملہ آوروں نے ایک دوسری پالیسی کا تجربہ کرنا چاہا اور اسے باپوس کن پلا۔ چندرہ صدی عیسوی تک منضبط جبر کا زمانہ ختم ہو گیا سولہویں اور سترہویں صدیوں میں ہندوستان بحیثیت مجموعی مذہبی آزادی کے معاملہ میں اس عہد کے یورپ کے بالکل ضد تھا۔ اکبر سے جس غلط طور پر رواداری کی ساری پالیسی منسوب کی جاتی ہے اس نے دراصل اپنے عہد کی روح کو اپنا لیا تھا اس نے اس پالیسی کو عقلی حد تک پیونچا دیا لیکن خود یہ پالیسی محض ضرورت وقت کا نتیجہ تھی۔ یہ حکومت کے قیام ہی کے لیے لازمی شرط تھی۔ خود اورنگ زیب نے اسے بالکل بدل دینے سے احتراز کیا۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں جن یورپین سیاحوں نے یہاں کا دورہ کیا وہ سارے ملک میں بحیثیت مجموعی کامل مذہبی

رواداری کی پرزور شہادت دیتے ہیں۔ (8)

سماجی آزادی

مغل حکومت کے سہارے کی ایک اور اخلاقی صورت سماجی زندگی کی آزادی تھی۔ کوئی حکومت جو لوگوں کے سماجی رسم و رواج اور طور طریقے بدلنے کی کوشش کرتی وہ ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اندر سے اصلاح ہو سکتی تھی اور ہوئی بھی لیکن اس میں حکومت کی مداخلت برداشت نہیں کی جاسکتی تھی۔ اکبر نے بیوہ کو زندہ جلانے کی ظالمانہ رسم ختم کرنے اور رات ہی ظالمانہ رسم جبری بیوگی کو ختم کرنے اور بچپن کی شادی اور کثرت ازدواج (9) کو روکنے کی کوشش کی۔ یہ قوانین اگرچہ مقبولیت اور انسانی ہمدردی پر مبنی تھے۔ مگر انھیں کبھی کنوارے زور پر مسلط نہیں کیا گیا۔ سنی کی ایک اور ہولناک فعل نو مسلم ہندوؤں میں رائج تھی کہ بیوہ کو اس کے شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ دفن کر دیتے تھے (10)۔ جہاگیر نے اس کی سختی سے ممانعت کی مگر محض فہمائش پر انتفا کی اور ہندوؤں کی رسم سنی کے متعلق (11) بھی۔ ذات پات کے متعلق ہندوؤں کے غیر معقول احساسات کا برابر احترام کیا جاتا تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رواج کو فروغ دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ بعض پہاڑی قبائل میں (12) جو ایسی باہین فرنی شادیاں رائج تھیں ان کی جہاگیر نے ممانعت کی جو یقیناً ہندو اور مسلمان دونوں کی خوشی کی بات تھی۔

گاؤں کی خود اختیاری کا احترام

مغلوں سے وفاداری کی ایک تیسری فطری بنیاد گاؤں کی اس بہت سی قدیم خود اختیاری کا احترام تھا جو اٹھارویں صدی عیسوی تک ہندوستان کے معاشی اور سماجی نظام کی مرکزی خصوصیت تھی دیکھی (مخاطب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس میں پانچ یا زیادہ آدمی ہوتے تھے جیسا کہ عموماً ہوتا تھا قدیم رسم و رواج کے خلاف ورزی پر کڑی نظر رکھتی تھی۔ نظم اور باہمی تعاون پر قرار رکھتی تھی اور چھوٹے چھوٹے جھگڑے فیصلہ کرتی تھی۔ جس زمانہ میں حکومت کا بازو اتنا وسیع نہ تھا جتنا آج ہے اور بڑے بڑے زمینداروں کا وجود نہ تھا اس وقت دیکھی نظام ملک میں حقیقی قوت تھا۔

(8) رابرٹ ایڈورڈسٹر کی کامیاب ہے کہ تمام مذاہب سے رواداری برلی چلی اور ان کے باہمی خوش و خرم ہیں خود مغل اعظم نے انھیں اکثر قارہ سے مخاطب کیا۔ پرچہ ہات 9 صفحہ 52 (جہاگیر) تمام مذاہب سے راضی ہے، البتہ وہ تبدیلی مذاہب کو پسند نہیں کرتا۔ اس روایتی صفحہ 314۔ ڈیلاویل نے یہ دیکھا کہ ہندو مسلمان سب مل کر رہے ہیں اس لیے کہ مغل اعظم اگرچہ وہ خود مسلمان ہے (مگر ایمان خاص نہیں جیسا لوگ کہتے ہیں) تاہم وہ اپنی سلطنت میں ایک دوسرے سے امتیاز نہیں کرتا اور اس کے دربار اور فوج میں سنی کہ اعلیٰ ترین عہدوں پر بھی سب کا برابر لحاظ اور احترام کیا جاتا ہے۔ سفر نامہ جلد اول صفحہ 30 ڈیلاویل کے ایک ذہنی ملازم کے دلچسپ واقعہ کے متعلق جسے مغل پالیسی کا علم نہ تھا اس لیے اس نے جلدی سے اپنا مذہب بدل لیا ویکھو سفر نامہ جلد اول صفحات 120-129 جہاگیر نے خود اپنی توڑک میں اپنے والد کی مذہبی پالیسی کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔

(9) بدایونی (نو) جلد دوم صفحہ 367۔

(10) جہاگیر (راج سوجو راج) جلد دوم صفحہ 181۔

(11) آخر الذکر سنی کے بارے میں دیکھو بیڑ منڈی جلد دوم صفحات 34-36-179 تا 180۔ نور (مرتبہ بال) جلد اول صفحہ 219 جلد دوم صفحات 207-234۔ سرکار کی ہسٹری آف اورنگ زیب جلد سوم صفحہ 104۔

(12) جہاگیر (راج سوجو راج) جلد دوم صفحہ 181۔

حکومت کی سرگرمیوں کا دائرہ

مذہبی اور سماجی زندگی اور دینی زندگی میں مداخلت سے حکومت کے احترام کا موما یہ مطلب سمجھا جائے گا کہ اس کی سرگرمیوں کا دائرہ بہت محدود ہو جائے گا لیکن اس وقت کے حالات میں یہ ناگزیر تھا۔ جیسا کہ ارسلو نے کہا ہے انسان ایک سیاسی ہستی ہے اور جیسا کہ برک نے کہا کہ سماج یا سلطنت کوئی مصنوعی پیداوار نہیں ہے۔ فرد کو اپنی حقیقت کا احساس کرنے اور اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اسے سلطنت کا رکن ہونا چاہیے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں ہو سکتا کہ بلا قید و شرط کسی کا پابند ہو جائے۔ ضابطہ کے بموجب کوئی حکومت جب تک وہ برہنہ راست یا نامائندہ جمہوریت نہ ہو عام مذہب یا نظام کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ ان شعبوں میں اسے سماج کو خود اپنی تنظیم کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دینا چاہیے۔

مغل حکومت کے فرائض۔ آئینی اور عملی

باجو اس کے مغل حکومت کا دائرہ عمل بہت وسیع تھا اسے ہر دنیٰ خطرہ سے ملک کی حفاظت کرنا تھا اور خارجہ پالیسی کو منظم کرنا تھا اور جرائم کی سزا دینا اور افراد کے مابین معاہدوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ان آئینی فرائض کے علاوہ اس نے بہت سے عاملانہ فرائض بھی اختیار کر لیے تھے۔ اس نے سکے کی قیمت مقرر کی، تجارت اور حرفت کو منظم کیا۔ شاہراہوں کو درست رکھا، کچھ شفاخانے کھولے اور علم و فن کی بڑے پیمانہ پر بہت افزائی کی۔ چنانچہ جہانگیر نے تخت نشین ہونے پر ان حاصل اور عیسویوں کو منسوخ کیا جو جاگیرداروں نے اپنے فائدہ کے لیے عائد کیے تھے۔ (13) اس نے یہ حکم دیا کہ تاجروں کی گھڑیاں جو راستہ میں چٹکی کے حصول کے لیے کھولی جلا کر تھیں وہ نہ کھولی جلا کرے۔ (14) اس نے مسافروں کے لیے آرام گاہیں، مسجدیں، مدرسے اور اسپتال تمام بڑے شہروں میں تعمیر کرنے اور سرکاری خرچ پر طبیب مقرر کرنے کا حکم دیا۔ (15) اگر کسی شخص کے مرنے پر اس کے وارثوں کا پتہ نہ چلا تو اس کی املاک مدرسے، سرائے، تالاب اور کنوؤں کی تعمیرات اور پلوں کی مرمت میں صرف کی جائے۔ (16) بعد کو گجرات کے نمونہ پر محلوں کے سستانے کے لیے دیواریں تعمیر کی گئیں۔ (17) اس نے شراب اور تمباکو کی ممانعت کی اور مشرقی بنگال میں آختہ کرنے کے مروجہ رسم کو موقوف کرنے کے لیے ایک فرمان جاری کیا۔ اور رنگ زیب نے سترہویں صدی کے نصف آخر میں باضابطہ طور پر اخلاقی اصلاح کی تدبیر شروع کی۔ محاسب اخلاق عامہ کی مدد کے لیے مصہداروں اور اعدیوں کا عملہ مقرر کیا گیا۔ صوبائی گورنروں کو حکم دیا کہ وہ اس اہم کام میں مدد دیں اور اس میں غفلت بادشاہ کی ناراضی کا موجب ہوگی۔ اس کی حکومت کے سارے زمانہ

(13) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 7۔ جہانگیر کی تخت نشینی پر جو بارہ دستور العمل نافذ کیے گئے تھے ان میں یہ پہلا ضابطہ ہے۔ جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 8۔

(14) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 3۔

(15) سرات احمدی از علی محمد خاں جلد اول صفحہ 209۔ خانی خان جلد اول صفحہ 249۔ جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحات 9، 8 ضابطہ نمبر 10، 2 تاریخ جہان جہان از جہان خاں۔ خطوط ایشیاک سوسائٹی بنگال جس کی این این لائے اپنی کتاب پر دوشن آف رنگ ڈیو رنگ جون ٹائمر کے صفحہ 175 پر نقل کی ہے۔

(16) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 4۔

(17) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحہ 420۔ ان تعمیرات کا حکم 1618ء میں دیا گیا تھا۔

میں فرمان پر فرمان جاری ہوتے رہے کہ شرع شریف کے مطابق اوامر و نواہی کا نفاذ کریں۔ پرانی مسجدوں کے علاوہ خانقاہوں کی بھی مرمت کی گئی۔ طالب علموں کے لیے وظیفے مقرر کیے گئے کہ وہ اطمینان کے ساتھ علم دین حاصل کر سکیں۔

در بار میں موسیقی اور دوسرے تفریحی مشاغل کی ممانعت کر دی گئی اور جب موسیقاروں نے موسیقی کا جتڑہ نکالا تو ان سے سکون کے ساتھ کہا گیا کہ وہ اسے گھرے میں دفن کریں۔ بھنگ اور چرس کی کاشت ممنوع کر دی گئی۔ طوائفوں اور پیشہ ور عورتوں کو لورنگ زیب نے حکم دیا کہ وہ بات نکاح کر لے ورنہ ملک سے نکل جائیں۔ سنی کی پھر سختی سے ممانعت کی گئی۔ محرم کے جلوس بند کر دیے گئے۔ ہندوؤں کے ہولی تہوار میں اب نقش گانے نہیں گائے جاسکتے تھے۔ (18)

یہ تو صحیح ہے کہ ان احکام کی ہمیشہ پورے طور پر تعمیل نہیں ہوئی مگر اس کی وجہ ان کی نیت میں نقص نہ تھی بلکہ آمد و رفت کی دشواریاں دور کرنے سے بہر حال اس سے حکومت کے مزاج کی زبردست شہادت ملتی ہے لیکن حکومت کی فیاضانہ خصوصیت سب سے زیادہ علوم و فنون کے سلسلہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ فارسی مورخین نے ایسے اہل علم کی طویل فہرست دی ہے جنہیں مظلوموں کی فیاضی نے حاجتمندی سے بے نیاز کر دیا بلکہ مالامال بھی کر دیا۔ (19) اگر ہم فارسی اور ہندی شعراء کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ کتنے کثیر التعداد لوگوں نے دربار کی سرپرستی کی خواہش کی اور حاصل کی۔ (20) اس زمانے میں دنیا کی کسی سلطنت میں تعلیم عامہ کا کوئی مستقل محکمہ نہ تھا۔ مظلوموں نے اس کیوں کو پورا کرنے کے لیے علمی قابلیت کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کی۔ ہندوستان کے فن مصوری سے جہانگیر کی دلچسپی اور کوشش نے اس فن کو بہت بلند درجہ تک پہنچا دیا۔ رد اور میری دربار مصوروں کی اعلیٰ مقامی دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ (21) لاہور میں تصویروں کا کمرہ جس میں شاہی خاندان اور امریکی تصویریں ہیں دنیا کے خوبصورت ترین تصویروں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ (22) فن موسیقی کو مالامال کر دیا گیا

(18) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 8 ضابطہ نمبر 5۔ نیز جلد اول صفحات 370 تا 371 جلد دوم صفحات 151 و 152۔ لیکن دیکھو میری (صفحہ 96) فریاد (صفحہ 52) تہا کو نوشی پر خطوط، موصولہ جلد اول صفحہ 300 ہادی صفحہ 97۔ تہا کو نوشی کے رواج کے بارے میں دیکھو امجد بیگ (ایلیٹ ڈائون) جلد ششم صفحات 115 تا 116 نو مشی مر جہ اردن جلد دوم صفحات 95 تا 97 سرکار کی لورنگ زیب جلد سوم صفحات 102 تا 104۔

(19) شلا اکبر کے عہد کے لیے آئین اکبری اور شاہجہاں کے عہد کے لیے عہد المید لاہوری۔ اقبل نامہ صفحہ 300 مر ہادی صفحہ 28 جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 46 جلد دوم صفحات 345 تا 257 وغیرہ جہانگیر کے عہد کے لیے۔

(20) مصر اور س کی مصر اہندہ مودتجہ جلد اول و دوم، شیو سنگھ سرودچندول کشور پریس، لکھنؤ، کاشی ناگاری پر چھاپی سہاورداسی کے ہندی مخطوطات پر ویسٹچر پورٹ۔ بنی پرشادی اسے نیو اسپنس آف انجیویشن اینڈ لٹریچر اظہری گریٹ مٹلس، اظہرین بشادیکل کمیشن کے پانچویں اجلاس کی روپداد۔ کہا جاتا ہے جہانگیر نے سورداس کی نظموں کو بیچ کر نے اور مر جہ کرنے کا حکم دیا اور ہر ناچکن جو درخواب ہو اس پر ایک مہر کا انعام مقرر کیا، اور یہی وجہ ہے سورداس کے اتنے خیم ہونے کا ہے لیکن یہ روایت غالباً صحیح نہیں ہے تاہم یہ قابل لحاظ ہے۔

(21) ایک روایتی خاکہ نے اصل تصویر کی جو نقل اتہری تو سراسر اصل رو کو اصل اور نقل میں امتیاز نہ کرنا مشکل ہو گیا۔ جہانگیر نے انھیں اہدیت دی کہ وہ جو تصویر چاہیں انگلستان لے جا کر دکھائیں کہ ہم اتنے بڑے فنکار نہیں ہیں جیسوہ سمجھتے ہیں۔ انھیں صفحات 210 تا 211۔ میری صفحہ 135۔ نیز دیکھو کد سوانی کا مضمون جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1910ء صفحات

874 تا 881۔

(22) اس کی تفصیل کے لیے دیکھو دیم (پروچہ جات جلد چہار صفحات 53 تا 55)۔

اور خوش نویشی کی تربیت بطور فنون لطیفہ کے حاصل کی گئی۔ (23)

مغل سلطنت۔ ایک تہذیب

یہ واضح ہے کہ سلطنت مغلیہ ایک قانونی یا تہذیبی حکومت سے ترقی کر کے ایک تہذیبی سلطنت بن گئی۔

نظام حکومت مغل حکومت کے سترہویں صدی میں یہ مقاصد اور یہ سرگرمیاں تھیں۔ یہ وہ حکومت نہ تھی جسے سر جان پیلے نے غیر منظم قسم کی حکومت کہا ہے۔ قطعی سیاست کے طریقوں کی روشنی میں اس کے نظام حکومت کا کبر مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی مرکزی اور صوبائی دونوں حیثیتوں پر نظر ڈالنا مناسب ہوگا۔

بادشاہ اور اس کی مجلس

حلقہ کامرکزی نقطہ یقیناً بادشاہ تھا۔ آجکل کے مفہوم میں آئین کا کوئی وجود نہ تھا لیکن اعلیٰ اعلیٰ ذہنیت کا انسان حتیٰ کہ جوئیں بیز اور پولین بھی ایک وسیع سلطنت کے گوناگوں مسائل کو بلا دوسرے دماغوں کی مدد کے حل نہیں کر سکتا تھا۔ ایک پرانے تجربہ کار مدبر نے جو انتظامی امور کی مہارت رکھتا تھا کہا تھا کہ اسے کوئی تجویز ایسی نہیں معلوم جس میں کم از کم ادنیٰ ذہانتوں کی مدد کے بغیر سدھار ہوا ہو۔ حکومت جو تمام عملی فنون میں سب سے مشکل ہے متعدد دماغوں کی امداد کی متقاضی ہے۔ ہر استبدادی حکومت لازمی طور پر ایک کونسل کے اقتدار کے تابع ہوتی ہے۔ بادشاہ اور مشیروں کے متعلقہ اثر کا تعین شخصی مساوات سے ہوگا لیکن مجلس مشاورت شاہی کا لازمی جزو ہے قدیم ہندو حکمرانوں کی مجلس وزرا تقریباً اُنھہ افراد کی ہوتی تھی جسے سر ہند حکمران شیواجی نے سترہویں صدی کے آخر میں پھر سے قائم کیا۔ رومن شہنشاہوں کی اپنی مشیر جماعت تھی۔ نارمن انجمن استبدادیت کیوراجس کی مدد سے چلتی تھی۔ نیوڈر استبدادیت کو پریوی کونسل کا عہد زریں کہا جاتا ہے۔ پولین کی کونسل آف اسٹیٹ تھی جس کا برابر اجلاس ہوتا تھا۔ ہونڈلرون کی اسٹازاتھ جسے جو شیم فریڈرک نے 1604ء میں قائم کر دیا تھا اور جیسا کہ وڈر اولسن نے کہا ہے۔ بحیثیت مجموعی انگلستان کی پریوی کونسل کی ہم جنس تھی۔ اسٹین نے انیسویں صدی کے آغاز میں اسے از سر نو منظم کرنے کی کوشش کی۔ قیاسی طوfoحات کا اس قطعی تاریخی شہادت سے اتفاق ہے کہ مغل شہنشاہ کی ایک نامزد کردہ مجلس تھی جس کا اکثر اجلاس ہوتا تھا اور اس میں تمام اہم معاملات پر غور و خوض ہوتا تھا۔ اس میں اعلیٰ حکام ہوتے تھے جنہیں خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا اور جسے دیوان خاص کہتے تھے۔ جس کمرے میں اس کا اجلاس ہوتا تھا اس کا نام غسل خانہ ہو گیا اس لیے شیر شاہ نے اس کا اجلاس یہیں طلب کیا تھا جب کہ وہ بالوں کی تئیں غسل خانہ میں سکھارتا تھا۔ اس مجلس کی رونمادیں ضائع ہو گئیں لیکن فارسی تاریخوں میں موقوفہ بہ موقوفہ اندراجات اور یورپین سفرتاموں سے ہم اس کے طریقہ کار کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ بادشاہ اس کا صدر ہوتا تھا اور جو تجویز پیش ہوتی تھی اس پر باری باری بر مشیر اپنی رائے ظاہر کرتا تھا۔ یہیں امور

خارجہ پر بحث ہوتی تھی ہر دلی سزا سے ملاقات ہوتی تھی۔ مہوں کا نقشہ بنایا جاتا تھا اور کمانڈر نامزد کیے جاتے تھے۔ یہاں اعلیٰ شخصیتوں کے قصوروں کی تحقیقات ہوتی تھی اور یا تو کشتی کے سپرد کردی جاتی تھی اور یا وہیں فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔ (24)

خاص کا خاص حکام۔ وکیل

سب سے اونچا عہدہ دار وکیل یا نائب شاہ یا چانسلر یا سلطنت کا وزیر اعظم ہوتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں ترکی کا وزیر اعظم یا جرمن سلطنت کا چانسلر یا گلے رومن کا جسٹی سیر ہو سکتا تھا۔ اس کے اختیارات کا تعین اس کی شخصیت کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ خلافت عباسیہ میں یہ اکثر خلیفہ کا امیر یا ولی دوست ہوتا تھا۔ بعض اوقات صدر اعظم کی جگہ خالی رہتی تھی یا اسے کوئی خاص کام تفویض ہو جاتا تھا۔

دیوان

اس کے بعد کا عہدہ دیوان چانسلر آف اس چیکر کا تھا جو مالی امور کا سربراہ تھا۔ اس عہدہ کا نام نظام خلافت سے لیا گیا ہے اور جیسا کہ عباسیوں کی حکومت میں ہوتا تھا اسے کوئی خاص کام تفویض ہو جاتا تھا۔

بخشی

بخشی کے ذمہ بہت سے جنگی فرائض تھے اور کبھی وہ معتمد جنگ اور تحفہ تقسیم کرنے والے دوسرے فرائض پر معذور کر دیا جاتا تھا۔

صدر الصدور

قاضی القضاۃ یا صدر الصدور سلطنت کے عدالتی امور کا سربراہ تھا۔ وزیر امور مذہبی و امور فخر و عظمت تھا مگر اکبر نے اس کے اختیارات بہت کم کر دیے تھے۔

میر عرض

میر عرض کے ذمہ وہ ہزاروں درخواستیں ہوتی تھیں جو بادشاہ کے پاس آتی تھیں اس کا مقابلہ رومن امپائر کے اس عہدہ سے کیا جاسکتا ہے جسے میر چیا کہتے تھے اور جو راجا اب اعزاز کا تعین کرتا تھا۔

چھوٹے بخشی اور دیگر عہدہ دار

چھوٹے خلیعوں کے ذمہ شاہی فرامین کا مسودہ بنانا مہر کرنا اور جاری کرنا تھا۔ دوسرے خاص خاص عہدہ دار، میر مال، قوریگ، میر بحر، میر میر منزل، مٹی اور میر توڑک اور آختہ بیک تھے۔ اور بیک زیب کے عہد میں عوام کے اخلاق عظیم کرنے کے لیے ایک محاسب کا عہدہ قائم کیا گیا۔ مرکزی حکام،

(24) سلاطین ممالک و صفحات 106، 108، 110، 112۔ آثار الاسلام (بجراج) جلد اول صفحہ 3 بلو کین جنرل آف انڈیا تک سوسائٹی بمبئی جلد 44 حد اول صفحہ 297، انٹرنیٹ (ہوائے لینڈ و مریضی صفحہ 203-204)

صوبائی حکام، تمام سرکارات و اضلاع کے حکام اور سب سے بڑھ کر مالیہ شعبہ کے ملازمین کے لیے ضوابط عمل بنائے گئے۔ ان کے دائرہ عمل کا تعین کیا گیا۔ ان کے فرائض مفصل طور پر مقرر کیے گئے اور طریقہ عمل کے دستور بنائے گئے۔

محل شاهی کے حکام

روشن شہنشاہوں، میردو نصیب، بادشاہوں اور تارکین بادشاہوں کی طرح مظلوموں کے محل میں بھی اعلیٰ حکام تھے جن کے وسیع اختیارات تھے۔ خاندان یا محل شاهی کا تختہ یا قرون وسطیٰ کی یورپین اصطلاح میں میز آف دی پلس جو محل کے قلم ضابطہ اور شاهی ملازمین اور کارخانوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

سکرٹریٹ

ہر بڑے حاکم کے گرد ایک سکرٹریٹ یا دفتر خانہ، کلرکوں کا عملہ اور دفتر شاهی حکومت کا ساز و سامان جمع ہو گیا تھا۔ (25)

حکومت کے آداب کا عملہ

ان کارکن محلوں کے علاوہ ایک اور عملہ جسے بیج ہٹ نے حکومت کے آداب کا عملہ کہا ہے مقرر تھا جس سے آبادی پر عرب قائم ہوتا۔ وفاداری اور امتداد پیدا ہو اور کارکن عملہ کی نوعیت ظاہر ہوتی۔

جھروکے

ہر شام کو بادشاہ و یا کی طرف قلعہ کی ایک کھڑکی میں بیٹھ کر نیچے ہزاروں کے مجمع کو درشن دیتا تھا۔ بادی النکس میں یہ رسم مظانہ معلوم ہوتی تھی مگر اس سے عوام کا حکومت سے ربط قائم ہو جاتا تھا جس کی اشد ضرورت تھی۔ جہاں تک اس کی اہمیت کا احساس تھا اس لیے اس نے اپنی بنیادی میں بھی کبھی اس میں تاخیر نہیں کیا۔ یہی وہ ہر مسئلہ کو مقدمے فیصلہ کرتا تھا اور غریب سے غریب آدمی کی بھی شکایت سنتا تھا اور کسی کو منع نہیں کرتا تھا بلکہ ہمیشہ دونوں فریق مقدمہ کی بات سنتا تھا۔ یہیں ہر روز دودھ پر کو آکر ہاتھیوں اور جنگلی جانوروں کی لڑائی دیکھتا تھا۔ اس لیے کہ انسان ہمیشہ طاقت کا سر نہ جھکتا ہوا دیکھنا پسند کرتا ہے۔ ہر شام کو بہت بڑا دربار منعقد ہوتا تھا جس کی شان و شوکت ہر نظر کو خیرہ کر دیتی تھی۔ لوہا پر ایک شہ نشیں میں بادشاہ نہایت بیش قیمت لباس پہنے بیٹھا ہوتا تھا جس کے گرد اس کا دفتری عملہ ہوتا تھا۔ اس کے نیچے ایک بلند چوڑا تھا جس پر خوبصورت قالین اور لوہا پر ریشم پھیلا ہوا ہوتا تھا۔ یہاں بڑے امراء، سفیر اور معزز غیر ملکی مہمان ہوتے تھے۔ انکا کھڑنچہ عام شرفا کے لیے تھا اور احاطہ پورا عوام الناس سے بھرا ہوتا تھا۔ اسے دیوان عام کہتے تھے جہاں اکثر اہم ملکی معاملات پیش ہوتے تھے لیکن اس کا اصل مقصد عوام کو مرعوب کرنا تھا۔ (26)

(25) آئین ہندول صفحات 45-48۔

(26) جہاںگیر (راجس و پیر رنج) جلد اول صفحات 266، 267 جلد اول صفحات 106، 108، 110، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102،

نوروز

لیکن سب سے زیادہ شاندار منظر دربار کا تقریبات کے موقع پر ہوتا تھا۔ موسم بہار کا سال نو جسے نوروز کہتے تھے اور جسے اکبر نے پارسیوں سے لیا تھا جہاں تک ہر سال انیس دن مناتا تھا۔ دیوان عام میں ایک ساتھ قدم لبا اور چالیس قدم چڑھا شامیانہ نصب کیا جاتا تھا۔ جس کے چاروں طرف نہایت قیمتی محفل، ریشم اور زربفت کی نہایت خوبصورت کڑھی ہوئی چھولہ دریاں ہوتی تھیں جن میں سونے موتی، جواہرات، سونے کے پھلوں، نقرئی تصویروں اور روغنی تصویروں کی جھلکیں تھیں اور اس میں ریشمی اور زرکار قالیوں کا سفرش ہوتا تھا۔ چارپایوں کا چوکور شاہی تخت جس میں سیپ کی بچی کاری ہوتی تھی بیچ میں رکھا جاتا تھا جس کے گرد کم گدوں کی چند کرسیاں ہوتی تھیں۔ بادشاہ موتیوں اور جواہرات سے لدہ اور اس پر بیٹھا تھا۔ حرم شاہی کے لیے گوشہ کے کمرے ہوتے تھے بادشاہ کے خیمے کے گرد تقریباً پانچ ایکڑ کے رقبہ میں امر کی کرسیاں ہوتی تھیں اور ہر امیر شان و شوکت ایک دوسرے پر سبت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ عجائبات میں چاندی کی دوکانیں لگی ہوتی تھیں۔ بادشاہ ہر حجرے میں جاتا تھا اور عموماً جب تک کہ کچھ تحفے قبول کر لیتا تھا جس کے عوض میں وہ خطابات، اعزازات، جاگیریں اور ترقیاں دیتا تھا۔ شراب کے دریا بہتے تھے اور نظموں اور قصیدوں کی بھرمار ہوتی تھی۔ موسم بہار کی اس تقریب کے انیس دنوں میں ہر چیز پر شاہی اور مسرت کا غلبہ ہوتا تھا۔ ایک مینا بازار لگتا تھا جس میں امر کے خاندانوں کی عورتیں دوکانیں لگاتی تھیں۔ بادشاہ اور حرم شاہی حسین دوکانداروں سے ہنسی مذاق کے ساتھ بھاؤ کرتی تھیں۔ رقص اور موسیقی کے جلے دن رات منعقد ہوتے تھے۔ (27)

بادشاہ کا تولد جانا

نوروز کے بعد اور شان و شکوہ میں نوروز سے دوسرے ہی درجہ پر بادشاہ کی شہسی اور قمری تاریخ پیدائش پر اس کے تولدے جانے کی رسم ہوتی تھی۔ قمری تاریخ پیدائش پر اسے آٹھ مرتبہ اور شہسی تاریخ پیدائش پر بارہ مرتبہ تولد جاتا تھا۔ جن قیمتی اشیاء سے تولد جاتا تھا وہ درباریوں اور غریبوں میں تقسیم (27) سرخاسرہ (ایکسی جلد اول صفحہ 142 منزل سلوک صفحہ 41) اور خود نمبری نے بھی غلطی سے نوروز سے نودن مراد لیے ہیں لیکن ضمیمہ ثانی (جلد سوم باب 27، صفحات 49-59) نے اس کا صحیح معلوم سمجھا ہے یہ تقریب فارسی سال کے فردردین مہینہ کی پہلی تاریخ کو شروع ہوتی تھی جبکہ سورج برج حمل میں داخل ہوتا تھا۔ اکبر کے عہد میں اس تقریب کے جشن کے لیے دیکھو آئین جلد اول صفحات 276، 277 اکبر نامہ جلد سوم صفحات 32، 200، 236، 237، 265، 295، 347، 355، 358، 386 وغیرہ (بیرونیج) صفحات 45، 46، 283، 284، 237، 385، 389، 436، 510، 889، 890، غیر کہ نامہ اس کی صفحہ 629 (ہوائے لینڈ و برنی) صفحات 174-176 جہاں تک ہر عہد کی تقریبات کے بارے میں دیکھو جہانگیر (راجہ سید بیرونیج) جلد اول صفحات 47، 49 اور اس کے بعد کے ہر سال کے روزنامے کے شروع میں اقبال نامہ اور تاریخ جہانگیری نے بادشاہ کی بیان کردہ تفصیل کی نقل کی ہے۔ نیز دیکھو سفر نامہ اکبر صفحہ 439 پر چار جات سوم صفحہ 48 گوریات کی کردہ تاریخ و زمانہ پچہ پر چار جات 9 صفحہ 401 روکاسلات نامہ صفحات 143، 144۔

بعد کی تقریبات کے بارے میں دیکھو شاہجہاں کے عہد کی فارسی تاریخیں خصوصاً عبد الحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ پتیر مندی جلد دوم صفحات 237، 238، تھیو ثانی جلد سوم باب 27۔ صفحات 49، 50 برنیر (ایڈیشن کائنات) یہ صفحات 272، 273 سنو شی (مرتبہ اردو) جلد اول صفحہ 195

کمزور ہی اور جمگ زب نے اپنی تخت نشینی کے چند سال بعد اس تقریب کو بند کر دیا۔

کردی جاتی تھیں۔ شان و شکوہ اور مطہرات کی کوئی حد نہ تھی۔ (28)

(28) یہ رسم اکبر نے جلدی کی تھی، شہزادوں کی عرس جب دو سال کی ہوتی تھی تو انہیں بھی تو لایا جاتا تھا مگر اس وقت صرف ایک چیز سے ہر سال کے اضافے پر ایک چیز بڑھاتی جاتی تھی یہاں تک کہ ان کی تعداد سات یا آٹھ تک پہنچ جاتی تھی مگر بادہ سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی تھی۔ یہ سب چیزیں عساجوں اور نقیروں میں تقسیم کر دی جاتی تھیں اور اکبر کے عہد میں اکثر برہمنوں میں بھی اس طرح کے حساب کتاب کے لیے الگ خزانچی اور محاسب مقرر ہوتے تھے جن چیزوں سے وہ تو لایا جاتا وہ سونا، پادہ، ریشم، عطریات، تانبہ، روح موتیہ بھی، چاندی، دودھ، سات قسم کا تاج اور ننگ تھیں۔ ان چیزوں کی ترتیب ان کی قیمت کے لحاظ سے ہوتی تھی۔ بادشاہ کی عمر جتنے سال کی ہوتی تھی اتنی ہی بھڑیں، بکریاں اور مرغیاں ان لوگوں کو دی جاتی تھیں جو ان کی پرورش کرتے تھے بہت سے چھوٹے چھوٹے جانور بھی چھوڑے جاتے تھے۔ آئین جلد اول صفحہ 266۔ اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 580 آٹھ چیزیں جن سے بادشاہ اپنی قریبی تاریخ کی سالگرہ میں تو لایا جاتا تھا۔ چاندی، شین کیڑے، سیدہ پھل، سرسوں کا تیل اور ہنسیاں ہوتی تھیں۔ آئین جلد اول صفحہ 266 نیز دیکھو آئین صفحہ 266، 267 نوٹ پہلا اکبر نامہ (بیورنگ) جلد سوم صفحہ 581۔ ہادیانی جلد دوم صفحہ 84، 85 جہانگیر (راجپوت پورنگ) صفحہ 77، 78، 232، 234۔ بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ ۴۳

سر خلاص روئے شمس سال 1617ء میں تولد کا حال بڑی وضاحت سے اس طرح بیان کیا ہے کہ کلم جہر بادشاہ کی پیدائش کی تاریخ بھی تو اس کے تولد کی تقریب میں شریک ہوا اور ایک خوبصورت باغ میں لے جایا گیا جس کے چاروں طرف پانی ہی پانی تھا اور کنارے کنارے پھول اور درخت لگے تھے۔ باغ میں ایک برقی تھی جس میں بادشاہ کے تولد کا سالنامہ لکھا تھا۔ تراد ایک چھٹی دروازہ کھلے پر لٹکا تھا اور چھتا جس پر سونے کا طبع تھا۔ تراد خوش سونے کا تھا جس کے کناروں پر جواہرات چھتی اور فیروزے جڑے تھے۔ زنجیر لمبی اور خوش سونے کی تھی جسے ریشم کی ڈوریوں سے کس دیا گیا تھا۔ یہاں کالیوں پر امرا بیٹھے تھے یہاں تک کہ بادشاہ آتے جو میرے، مفتی، موٹی اور دیگر پیش قیامت زیوروں سے ملے ہوئے تھے اتنے عظیم اتنے شاندار، ان کی کھوار، ڈھل اور جان اتنے ہی پیش قیامت تھے ان کے سر، گلے سینے اور کھنوں پر ہزاروں کھنوں میں زیورات تھے اور ہر انگلی میں دو تین انگوٹھیاں زنجیر دار ہاتھ پہنے ہوئے ہیرے تھے۔ اخروٹ کے برابر اور بعض اس سے بھی مفتی ہوتے اتنے بڑے کہ میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ بادشاہ اگر عورتوں کی طرح اکڑوں تراد پر بیٹھ گئے تو ان کے مقابل دوسرے چڑے پر وزن کے لیے قیلے رکھ دیئے گئے جو چہرے پر تہہ بدلے گئے اور کہتے ہیں کہ وہ سب چاندی کے تھے اور میر خیال ہے کہ ان کا وزن نو ہزار سو روپے ہو گا جو یقیناً ایک ہزار پونڈ کے برابر ہے۔ اس کے بعد سونا اور جواہرات رکھے گئے لیکن میں نے انہیں نہیں دیکھا اس لیے کہ یہ سب قیلوں میں تھے۔ ممکن ہے کہ محض پھری ہوں۔ اس کے بعد زربعد، ریشم وغیرہ۔ لیکن سالے اور مختلف قسم کی چیزیں لیکن میں محض یقین کرتا ہوں اس لیے کہ یہ سب چیزیں قیلوں میں تھیں۔ آخر میں کھاد غلہ وغیرہ لکھا جو کہا جاتا ہے کہ سب نبیوں کو دیا گیا مگر میں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ لایا گیا اور کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی صرف چاندی غریبوں کے لئے محفوظ کر لی گئی۔ اگلے سال کے استعمال کے لیے۔ بادشاہ رات کے وقت کچھ خرابا کھاتا تھا اور بڑی شفقت اور عاجزی سے انہیں روپیہ تقسیم کرتا تھا جس تراد پر وہ ایک طرف بیٹھا تھا وہ اس نے مجھے عنایت کر دی اور مجھے جواہرات اور دولت عطا کی اور مسکرایا مگر کوئی بات نہیں کی اس لیے کہ میرے ترجمان نہیں بلائے گئے تھے تو لے جانے کے بعد بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا اس کے سامنے اخروٹ بادام اور ہر قسم کے سالے کھلوں میں رکھے تھے جو اس نے لٹا دیے اور اس کے امرا چھپنے کے لئے پیٹ کے تلے بیٹ گئے اور بادشاہ نے دیکھا کہ میں نے ایسا نہیں کیا تو اس نے ایک تسلی میری طرف بڑھا دیا اور میرے دامن میں اٹھل دیا۔ بادشاہ کے امرا اتنے شرم سے کہ انہوں نے اس میں مضامین بھر لیں اور میرے لیے کچھ نہیں چھوڑا صرف جتنا دامن میں نگارہ گیا تھا وہ بگاڑا ہل میں نے سنا کہ میرے آنے کے وقت تک وہ سونا نکھیرتے رہے اور جب میں پہنچا تو صرف چاندی رہ گئی تھی اور مجھے کئی سکے صرف ایک ہزار کے ملے جن کا وزن میں روپیہ ہو گا۔ میں نے تقریباً بیس روپے بچائے جو ایک تشری بھر تھے جو میں نے دکھانے کے لیے رکھ لیے اس لیے کہ بادشاہ نے اس روز ایک سو پونڈ لٹائے ہوں گے۔ رات کے وقت وہ اپنے امرا کے ساتھ قیمتی پیالوں میں شراب پیتا تھا۔

رد صفحہ 411، 413۔ نیز دیکھو شہری صفحہ 376، 378 گوریات کی کرڈی نیز ان پچھ پر جات چار چہارم صفحہ

479۔ سزا نامہ ہاکس صفحہ 440۔ توڑک جہانگیری میں کئی سال کی تقریب کا حال اقبال نامہ۔ تازہ جہانگیری۔ منتخب المہلب

جہانگیر کے عہد کے بعد کی تقریب کے لیے دیکھو بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 243 وغیرہ ماتل سلوہ صفحہ برنیر مرتبہ کاشنل صفحہ

260۔ نور جلد اول صفحہ 379۔ نورک زبک کی تخت نشینی کے چند سال بعد نور روز اور تولد کے دونوں برس ختم کر دی گئیں۔

مرکزی تاریخ نورک زبک جلد سوم صفحہ 92، 93، 97، 99۔

ہندو اور مسلم تہوار

ہندو اور مسلمانوں کے تہوار بلا تفریق شاندار طریقہ پر منائے جاتے تھے۔ دسمبرہ کے دن یعنی رام کی راکششوں پر فتح کی سالگرہ پر شای گھوڑے اور ہاتھی، مرصع ساز و سامان کے ساتھ قطار در قطار بادشاہ کے سامنے پیش ہوتے تھے راکشا بندھن کے دن ہندو اور برہمن بادشاہ کی کھائی پر راکھی باندھتے تھے۔ دیوالی میں محل شای میں جواکھٹا جاتا تھا۔ شیوراتری کا تہوار بھی منایا جاتا تھا اور مسلمانوں کے تہوار عید اور شہرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا۔ (29)

درباری آداب

بادشاہ اور اس کے دربار کی شان و شوکت کا کہیں جواب نہ تھا مطلق العنانی اختیارات میں ہمیشہ عیش و عشرت کی ترغیب ہوتی ہے۔ (30) دولت و ثروت کے مظاہرہ سے یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس کے جذبات دبے رہتے ہیں۔ مگر یہ ماننا پڑے گا کہ اس کا خمیازہ بہت بھاری ہوتا ہے غریبوں کی محنت کا سرمایہ چند بڑے لوگوں کی لذت کوشی اور کامرانی اور خواہشات اور ترغیوں اور رنگ رلیوں میں پانی کی طرح بہتا ہے۔ اس بے لطف اور کھوکھلے شان و شکوہ کا جسے مام سین نے بجا طور پر دربار کا لازمہ کہا ہے۔ مغل حکومت کے دامن پر بہت بڑا دھبہ ہے۔ دربار کے آداب ایک طرف تو بے جان نمودتے اور دوسری طرف غلامانہ انداز تھا۔ یہاں بھی نظر آنے لگا کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں حالات، یکساں نتائج کے حامل ہوتے ہیں، ایرانی، چینی، رومن اور بازنطینی سلطنتوں کی تواریخ پر نظر کرنے سے بعض اوقات ہر جگہ مغل دربار کا نمونہ نظر آتا ہے۔ دیالکیشین اور اس کے جانشینوں کے بارے میں گمن نے لکھا ہے کہ ”جب کوئی محکوم بالآخر بادشاہ کے حضور میں بار بار جاتا ہے تو اسے مجبوراً سر ہنمود ہونا اور اپنے آقا اور ملک کی مشرتی دیوتا کی طرح پرستش کرتا ہوتا تھا“۔ اکبر جس نے سخت مخالفت کے باوجود دیالکیشین کی طرح ایرانی آداب اختیار کیا۔ رومن شہنشاہوں کی طرح اس نے یہ خیال کیا ہو گا کہ عبودیت کے عادات سے احترام کے جذبات لا شعوری طور پر پیدا ہوتے ہیں لیکن انسانی وقار کا جو نقصان ہوتا تھا وہ ہولناک تھا۔ جہانگیر نے اس ذلیل کرنے والی ڈرامائیت کو پورے طور پر قائم رکھا، اگرچہ اسلامی تعصب کے لحاظ سے اس نے عدالتی حکام میر عدل اور قاضیوں کو اس نمائیل سے مستثنیٰ کر دیا۔ (31) غیر ملکی سفرا کو حتیٰ کہ عالم اسلامی کی عظمت و رعنائی کے نمائندہ ایران کے ایچیوں کو اس دستور پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ البتہ سرطاس رو کی تعریف کرنا چاہئے کہ اس نے اپنے ملک کے وقار کو قائم رکھا اور انسانوں کی طرح آداب بجالایا۔ (32) یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ دربار میں اہل دربار بادشاہ کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ جہانگیر نے جب شاہجہاں کو

(29) جہانگیر (راجس و پور پنج جلد اول صفحات 246، 289، 361، جلد دوم صفحات 9704، 100، 175، صفحات سرطاس صفحہ 212۔

(30) دیکھو آئین جلد اول مختلف شای عملوں اور ان کے اخراجات کے متعلق۔

(31) جہانگیر (راجس و پور پنج جلد اول صفحہ 203 اس تقریب کی تفصیل کے لیے آئین جلد اول صفحات 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166۔

(32) اردو جلد اول صفحات 135، 295۔ اس رسم کو شاہجہاں نے ختم کر دیا تھا۔ دیکھو عبد الحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 110۔

بٹھنے کی اجازت دی تو اسے غیر معمولی اعزاز سمجھا گیا۔ بادشاہ کو لیے چوڑے القاب اور عاجزانہ لہجہ اور ادبی زبان سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ امرا باری باری شاعری محل کا چہرہ ادا کرتے تھے اور جو حکم دیا جاتا تھا وہ بجالاتے تھے۔

مرکزی حکومت کی مشکلات

لیکن باوجود تمام شان و شکوہ کے مظاہرے کے مغل حکومت کو اپنے صوبوں میں موثر اقتدار قائم کرنے میں دشواری محسوس ہوتی تھی۔ آج تو ہم جہازوں، ریلیوں، تار، برقی، ٹیلیفون، سستی ڈاک اور سستے اخبارات کے دور میں رہتے ہیں ہمارے لیے یہ قیاس کرنا مشکل ہے کہ قرون وسطیٰ میں اہل سیاست کو فاصلوں کے مسائل نے کس قدر تنگین بنادیا تھا۔ سانج کا ہمیشہ یہ رجحان رہا ہے کہ خود کو مقامی بنیاد پر منظم کرے۔ وقادار گورنر بھی جن کے اختیارات وسیع ہوتے ان اختیارات کو اور وسیع کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ نافرمان گورنروں کو عملاً آزادی یا پوری خود مختاری اختیار کرنے کی رغبت ہوتی تھی۔ لاسرکیت کے رجحان پر مرکزی مگرانی دیکھ بھال اور قابو رکھنے کی ضرورت تھی۔

صوبے

مغل اہل سیاست نے رد من مدبروں کی طرح اس مشکل کو صوبوں کی تقسیم اور مدت حکومت میں کمی کر کے حل کیا۔ اکبر نے اپنی سلطنت کو پندرہ صوبوں میں تقسیم کیا۔ جہانگیر کے زمانہ میں کشمیر، قندھار، اڑیسہ اور تھلہ اگرچہ نام کو سرکار تھے مگر عملی حیثیت سے الگ الگ صوبے تھے اور دکن کے تین حصے خاندیش، برار اور احمد نگر دراصل مل کر ایک صوبہ تھے۔ اس طرح سلطنت دراصل سترہ صوبوں میں تقسیم تھی۔ (33) اگر ہم کابل کو نظر انداز کر دیں جواب خود مختار تھا اور کشمیر جو ملک محرومہ تھا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرسری طور پر ایک مغل صوبہ آج کل کے شمالی ہند کے صوبہ کا نصف ہوتا تھا۔

(33) مسلمہ پندرہ صوبے: (1) کابل (2) لاہور (3) میان (4) دہلی (5) آگرہ (6) الہ آباد (7) لودھ (8) بہار (9) بنگال (10) مادہ (11) گجرات (12) خیر (13) خاندیش (14) برار اور (15) احمد نگر تھے۔ قندھار 1652ء میں آخری طور پر سلطنت سے نکل گیا لیکن اڑیسہ، کشمیر اور تھلہ شاہجہان کے عہد میں الگ الگ صوبے بنادئے گئے دیکھو محمد شریف خلی و بخاور خاں (ایلیٹ ڈائمن) جلد ہفتم صفحات 137-138-164-165 پور بن یاخوں نے صوبوں کی جو فہرست دی ہے وہ حیرت انگیز طور پر باور ست ہے چنانچہ سر طاس رو نے 37 سلطنتوں اور صوبوں کا شمار کیا ہے جو مغل اعظم جہانگیر کے ماتحت تھے جن کے نام وہ کہتا ہے کہ اس نے شاہی رجسٹر سے لیے ہیں ان سے حیوات، سنجل، جون پور و فیروہ کو الگ الگ صوبے بنائے ہیں اور گور اور بنگال کو بھی الگ الگ صوبے بنائے ہیں۔ (ایسی صفحات 430-441) ٹیری (دائر نوایست افغانیا صفحات 74-84) میں بقول خود ٹیک دی نام دیتے ہیں جو اس نے خود بادشاہ کے رجسٹر سے لیے ہیں۔ "ڈی لائن (حریہ لہو برج کلکتہ ریو جلد 187051ء صفحات 240-247) نے دی 30 صوبے نقل کیے ہیں۔ جان جوڑ ڈین (جرنل سنو 189) نے چودہ صوبے گنائے ہیں جن میں چند واقعی ہیں اور کئی اس نے اپنے دماغ سے گز لیے ہیں۔ مثلاً (1) کابل (2) کشمیر (3) قندھار (4) بنگال (5) دہلی (6) بکھر (7) سندھ (8) بنگال (9) بن (10) ماٹہ (11) گوالیار (12) حصار (13) دکن کا ایک حصہ اور (14) پورب ہاکس (سفر نامہ ہاکس صفحہ 430) صرف یہ کہہ کر قانع ہو جاتا ہے کہ سلطنت چار بڑی سلطنتوں میں تقسیم ہے۔ یعنی پورب، بنگال، مادہ و دکن اور گجرات۔

صوبائی گورنر کے انتظامی اور فوجی اختیارات

صوبائی گورنر کا لقب پہ سالار اور صاحب صوبہ یا صرف صوبہ دار ہوتا تھا اور بعد کو صرف صوبہ۔ بادشاہ شاہ و تادرعی کسی گورنر کو اس کی اجازت دیتا تھا کہ وہ خود دربار میں حاضر رہے اور صوبہ کا انتظام اپنے نمائندہ نائب کو سپرد کر دے۔ یہ طریقہ خلفائے بنی امیہ کے زمانے میں وسیع پیمانے پر رائج تھا جس نتیجہ میں بہت کچھ تغلب اور ظلم ہوتا تھا اور خلافت کے زوال میں اس کا بڑا حصہ تھا۔ مغلوں نے اسے اعلیٰ سیاست کے شدید دباؤ میں اختیار کیا۔ صوبائی گورنروں کو وسیع انتظامی اور فوجی اختیارات حاصل تھے یہاں مغل دستور بحیثیت مجموعی کا نسلن ناٹن اور اس کے جانشینوں سے مختلف اور بہتر تھا۔ گھمن کا بیان ہے کہ متضاد مزاجوں اور بے میل طور طریقوں کی وجہ سے جو ایک دوسرے کی نقل اور بعض اوقات مخالفت جو دو پیشوں میں رائج تھی اس سے مفید اور معتر نتائج ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اس کی توقع بعید تھی کہ صوبہ کے عام یا انتظامی گورنر شورش کی سازش کریں گے یا اپنے ملک کی خدمت کے لیے متحد ہو سکیں گے جب کہ ایک طرف مدد دینے میں تامل ہوتا تھا تو دوسری طرف مدد مانگنے میں تردد ہوتا تھا جس سے فوج کو عموماً احکام نہیں ملتے تھے یا رسد نہیں پہنچتی تھی حفظ عامہ بے وقائی کے نذر ہوتا تھا اور پبلک و حبشیوں کے غیظ و غضب کا شکار ہو جاتی تھی۔ کانسٹنٹائن نے جو منقسم نظام حکومت قائم کیا تھا اس سے سلطنت کی قوت گھٹ جاتی تھی۔ گوبادشاہ خود محفوظ ہو جاتا تھا۔

مختصر مدت حکومت

مغلوں نے بادشاہ کی سلامتی کا مقصد حاصل کرنے کے لیے جس میں سلطنت کی قوت میں کمی نہ آئے گورنر کے اختیارات پر کئی روک لگانے کا طریقہ رائج کیا۔ اول تو وہ صرف دیا تین سال کے لیے عہدہ پر رہتا تھا۔ قابل منتظموں کی صلاحیت کو ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں منتقل کر کے کام میں لایا جاتا تھا اور عموماً کسی گورنر کو اس کا موقعہ نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ کسی علاقہ میں اپنا مستقل قدم جما سکیں۔

تمثیلی جدولیں

حسب ذیل جدولیں جو بیشتر تو ذک جہانگیری، اقبال نامہ، معتد خاں منتخب الملباب، خانی خاں اور شاہنواز کی تاثر الامر اسے لی گئی ہیں۔ اس کی وضاحت کریں گی۔ (34)

(34) میں نے جو دوسرے صوبوں کی فہرست مرتب کی ہے اور جس کے درج کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے اس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے نیز دیکھو تیری صفحات 364، 365، یہ ذہن نشین رہے کہ سترہویں صدی میں پرگانی ہند کے دائرہ کے کسی مدت عہدہ الا سلا تین سال ہوتی تھی۔ فرایر جلد اول صفحہ 189 جلد دوم صفحہ 124۔

بنگال

نمبر شہر	تاریخ تقریر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ ہجری	سنہ عیسوی		
1	1015ھ	1605ء	راجہ مان سنگھ	نور جہاں کے پہلے شوہر شیر افغان سے
2	1015ھ	1606ء	قطب الدین خاں کوکا	مقابلہ میں قتل ہوا۔
3	1016ھ 1017	1607ء 1608ء	جہانگیر قلی خاں اسلام خاں	
5	1022ھ	1613ء	قاسم خاں	گلیڈون (صفحہ 115) نے بنگال کے
6	1026ھ	1617ء	قلچ خاں	گورنروں میں اس نام کو شامل نہیں کیا ہے لیکن دیکھو جہانگیر (راجہ رسو یورینج) جلد اول صفحات 352 و 373
7	1026ھ	1617ء	ایراہیم خاں فتح بیگ برادر نور جہاں بیگم	
8	1032ھ	1623ء	آصف خاں	انہوں نے دراصل صوبہ کے انتظام کو ہاتھ میں نہیں لیا۔ 1634ء میں باغی شہزادہ شاہجہاں کے مقابلہ میں ایراہیم خاں فتح بیگ کے فوت ہونے کے دونوں بعد تک یہ صوبہ شاہجہاں کے قبضہ میں رہا جس کی طرف سے داراب خاں کو انتظام سپرد تھا۔
9	1013ھ	1623ء	مہابت خاں	واپس بلا گیا
10			خانہ زاد خاں	واپس بلا لیا گیا
11	1035ھ	1626ء	مقرب خاں	
	1036ھ	1627ء	فدائی خاں	

بہار

نمبر	تاریخ تقرر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ ہجری	سنہ عیسوی		
1	1013ھ	1604ء	آصف خاں	
2	1014ھ	1605ء	باز بہادر	
3	1016ھ	1606ء	جہانگیر علی خاں	
4	1016ھ	1607ء	اسلام خاں	
5	1017ھ	1608ء	افضل خاں	
6	1021ھ	1612ء	ظفر خاں	
7	1024ھ	1615ء	ابراہیم خاں	
8	1026ھ	1617ء	جہانگیر علی خاں	
9	1027ھ	1618ء	مقرب خاں	
10	1036ھ	1626ء	مرزا ستم مغوی	

گجرات

نمبر شمار	تاریخ مقرر		نام گورنر	کیفیت
	سنہ بھری	سنہ بیسوی		
1	1014ھ	1605ء	محمد قلی خاں	راجہ بکرماجیت جن کا نام لیا جاتا ہے
2	1017ھ	1608ء	مر تقی خاں	انہوں نے بظاہر انتظام ہاتھ میں نہیں لیا۔
3	1017ھ	1608ء	مرزا عزیز کوکا خان اعظم	انہوں نے اپنے لڑکے جہانگیر قلی خاں کو اپنے نائب کے طور پر مقرر کیا۔
4	1020ھ	1611ء	عبداللہ خان	
5	1025ھ	1616ء	مقرب خاں	
6	1027ھ	1618ء	شہزادہ شاہجہاں	انہوں نے اپنے کارندوں کے ذریعہ سے حکومت کی خاص کر برہمن سند عرف راجہ بکرماجیت کے ذریعہ سے
7	1032ھ	1623ء	شہزادہ داود بخش	خان اعظم خاں اس کے گارمین تھے
8	1033ھ	1624ء	مرزا صفی (لواب صفی) خاں جہانگیر شاہی	

دیوان خاص

دوسرے درجہ پر صوبائی گورنر کا دیوان یا مہتمم مالیہ کا تقرر، ترقی اور برطرفی مرکز کی ذمہ داری تھی اور مرکزی کو وہ جواب دہ ہوتا تھا۔ مالی معاملات میں اس کی حیثیت عہد خلافت کے صاحب الخراج جیسی تھی اور گورنر کے ہم پلہ۔ مالیہ شعبہ کی سیاسی نظم و نسق سے علاحدگی ہندوستان اور مغربی ایشیا میں بحیثیت مجموعی ٹھیک ٹھیک چلتی رہی۔

وقائع نويس

اس کی ہم پلہ حیثیت وقائع نويس کی تھی جسے فرانس میں وزیر ریاست کہا جاتا تھا اور جس کا مقابلہ قیوٹاٹ نے ڈاں سرسری طور پر فرانس کے مختل صوبہ سے کیا ہے۔ (35) زیادہ قریبی طور پر اس کی مشابہت عام وقائع نگار کی ہے جسے خلافت عباسیہ میں غلط طور پر صاحب البرید یا پوسٹ ماسٹر کا لقب دیا گیا تھا۔ (36) وقائع نويس کا یہ فرض تھا کہ وہ صوبائی حکام کے تمام کاموں کی اور ہر اس بات کی جس سے دلچسپی یا حیرت پیدا ہو خواہ فوجی یا سیاسی یا تجارتی یا زراعتی یا حیاتیاتی یا کیسائی یا نفسیاتی اس سے برابر صدر کو مطلع کرتا رہے۔ ان کی رپورٹیں اگر محفوظ ہونیں تو ان سے مظاہر تاریخ کا بہت ہی وافر مواد ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ بقول برنیر اکثر گورنر اور وقائع نويس کے درمیان ذلت آمیز سازباز کی صورتیں پیدا ہوتی تھیں۔ (37) حال کی ترکی میں ملتے اور بعد کو گرتا بھی کی ناکامی اسی قبیل کی تھی۔ اکثر صدر کی عنایت کے مقابلہ میں گورنر کی دوستی زیادہ سودمند ہوتی تھی لیکن اس کی بھی مثالیں ہیں کہ وقائع نويس کی رپورٹ میں اکثر بد انتظامی کی شکایتیں دیکھی گئیں جن کا انداد کیا گیا۔ زیادہ تر اس شعبہ کی موجودگی انداد کا کام دیتی تھی۔

سرکار

ہر صوبہ کی کئی سرکاروں میں تقسیم کی جاتی تھی جو آج کل کے ضلع کے ماحمل ہے۔

فوجدار

جس حاکم کا سرکار پر انتظامی اور فوجی اختیار ہوتا تھا اسے فوجدار کہتے تھے اور وہ گویا آج کل کے کلکٹر و مجسٹریٹ و فوجی کماندار کا مجموعہ تھا۔ روزمرہ کے انتظامات کی بنیاد اس پر تھی۔ (38) ماتحت تو دراصل وہ گورنر کا تھا لیکن اس کا تقرر، تبادلہ اور برخاستگی کا اختیار صدر ہی کو تھا جو گورنر پر ایک دوسری روک تھی۔ (39)

(35) تہذیب جلد سوم باب 2 صفحہ 19۔

(36) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 231۔ میں اس ادارے کی افادیت کا واضح طور پر اعتراف کیا گیا ہے 37 برنیر مرتبہ کا نیشنل جلد اول صفحہ 247 وقائع نويس کو جو بدایات دی جاتی تھیں ان کی تفصیل سرکار کی مثل ایڈمنسٹریشن صفحہ 97۔

100 میں ہے۔

(38) آئین (جلد 1) جلد دوم صفحہ 40-41 فوجدار کو جو بدایات دی جاتی تھیں ان کی تفصیل سرکار کی مثل ایڈمنسٹریشن صفحہ 91-93 میں ہے۔

(39) جہانگیر اکثر فوجداروں کے تقرر کا ذکر کرتا ہے مثلاً توڑک (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 166 جلد دوم صفحہ 102۔

پر مگر

سرکار کو پھر پر مگنوں یا محال میں تقسیم کیا جاتا تھا جو ہماری آج کل کی تحصیل کے مماثل ہے اور جو مالی یا پولیس کی وحدت کا کام دیتا تھا۔ اس حصہ کا حاکم کون ہوتا تھا اس کا آئین میں ذکر نہیں ہے مگر جہاں غیر، معتمد خاں اور خانگی کاغذات سے بہ آسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا لقب چودھری ہوتا تھا۔ (40)

کو توالی

قصبات اور شہروں کو کو توالی کے انتظام میں رکھا گیا تھا جس کے اختیارات آج کل کے کو توالی سے بہت زیادہ تھے۔ اس سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ ان تمام فرائض کو انجام دے گا جو آج کل کے میونسپل بورڈ کے ذمہ ہیں اور وہ پرنسپل پولیس، مجسٹریٹ اور بہت کچھ اور بھی ہوتا تھا۔ وہ بازار اور بازار کے بھاؤ کو منظم کرتا تھا، ٹاپ تول کی نگرانی کرتا تھا۔ سڑکوں اور مکانات کی فہرست رکھتا تھا۔ اجینی لوگوں کی نقل و حرکت پر نگرانی کرتا تھا۔ بعض مقدمات بھی فیصلہ کرتا تھا اور سزائیں دیتا تھا۔ صدر کو اس سے یہ توقع تھی کہ وہ اس کے احکام اور فیصلوں کی تعمیل کرائے گا۔ اپنے حلقہ میں چوری اور ڈاکہ زنی کی ذمہ داری اسی کی تھی۔ چنانچہ وہ رات کے وقت لوگوں کو شہر کے اندر آنے یا باہر جانے سے منع کرتا تھا۔ اہل حرفہ کی ہنجائیوں پر وہ کڑی نظر رکھتا تھا اور مناسب انتظام کے لیے وہ شہر کو محلوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ محلہ کے عمال سے وہ باضابطہ رپورٹیں لیتا رہتا تھا اور اس کے علاوہ ایک جرائم کی اطلاع کا بھی شعبہ رکھتا تھا۔ (41) اگر با لقب کو توالی خاں ہوتا تھا (42) اور وہ پرنگال کے مئجسٹریٹ (43) یا صدر قرق امین یا جیہا کہ لکھا ہے کہ انگلستان کے قرق امین کے مماثل تھا۔ (44)

نظام عدلیہ۔ قاضی دہیر عدل

کو توالی کے فرائض ہی پر نظر کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مغلوں کا عقیدہ تقسیم فرائض پر نہ تھا مگرچہ تمام متمدن نظام حکومت میں کسی حد تک مہارت خصوصی لازمی ہے۔ عدلیہ کا انتظام بالکل الگ تھا اور اس کے خود اپنے حکام تھے۔ مجسٹریٹ مقدمات کے دہی اور فرنی ہنجائیں ایک قسم کا حلقہ اختیار رکھنے کے لیے آزاد تھیں۔ لیکن ہر شہر میں حتیٰ کہ چھوٹے شہروں میں بھی ایک قاضی اور ایک میر عدل ضرور ہوتا تھا جو باہم مل کر عدالتی اجلاس کرتے تھے۔ قاضی مقدمہ کی تحقیقات کرتا تھا اور میر عدل فیصلہ سناتا تھا بعض اوقات یہ دونوں عہدے ایک ہی میں شامل کر دیئے جاتے تھے۔ اکثر مقامات میں اپیل کی سماعت یا نظر ثانی کے لیے ایک صدر قاضی ہوتا تھا۔ تمام اہم مقدمات میں صوبہ کے دیوان یا قاضی

(40) مٹا جہاںگیر (راجس دیور پنچ) جلد اول صفحہ 66 تا 67۔ اکثر خاندانوں میں آج بھی وہ سندیں موجود ہیں جو ان کے اجداد کو چودھری کے عہدہ کے لیے دی گئی تھیں۔

(41) جہاںگیر (راجس دیور پنچ) جلد اول صفحات 262، 263، 264، 265۔

(42) ہیر منڈی صفحات 232 تا 282 حیوانات جلد سوم باب 9 صفحہ 20۔

(43) لکسمبرٹ (موسٹن جنرل آف انڈیا) سوسائٹی بنگال جلد ششم 1912ء صفحہ 200۔

(44) ہیری راج ٹوایت ایڈیشن صفحہ 365۔

یا گورنر کے اجلاس میں اپیل ہو سکتی تھی اور مشترکے آس پاس کے مقدمات کی برہم راست سماعت بھی اسی اجلاس میں ہوتی تھی۔ صوبائی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اہم مقدمات میں اپیل شاہی دیوان یا قاضی کے اجلاس میں یا خود بادشاہ کے حضور میں پیش ہو سکتی تھیں اور مشترکے آس پاس کے مقدمات کی برہم سماعت بھی یہاں ہوتی تھی جب بادشاہ جبرو کہ میں ہوتا تھا تو کوئی شخص برہم راست بھی اسے عرضی دے سکتا تھا جس کی سماعت ہوتی تھی اور فیصلہ ہوتا تھا۔ جبرو کہ سے بادشاہ تقریباً آٹھ بجے صبح دیوان خاص میں آتا تھا اور دوپہر تک تخت شاہی پر بیٹھ کر مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔ اس کمرہ میں شاہی حکام عدالت، قاضی، مفتی، علما، فقہاء اور دفنہ عدالت اور کوتوال شہر جمع ہوتے تھے۔ کسی اور اہل دربار کو آنے کی اجازت نہ تھی جب تک اس کی موجودگی کی خاص ضرورت نہ ہو۔ حکام عدالت مسخینوں کو ہادی ہادی پیش کرتے تھے اور ان کی شکایتیں بیان کرتے تھے۔ بادشاہ پورے سکون کے ساتھ حقیقت سے معلوم شدہ واقعات سننا تھا اور ملائے مشورہ کرتا تھا۔ اکثر ملک کے اقتدار اعلیٰ سے انصاف حاصل کرنے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ ان کی شکایتوں کی حقیقتات اپنے مقام پر ہی ہو سکتی تھی۔ اس لیے بادشاہ ان مقدمات کے گورنروں کے نام فرمان جاری کرتا تھا اور ہدایت کرتا تھا کہ حقیقت حال معلوم کر کے یا خود انصاف کریں یا اپنی رپورٹ کے ساتھ فریقین کو پھر صدر دروازہ کریں۔ (45)

جہانگیر کی زنجیر عدل

اس خیال سے کہ ملازمین شاہی عام لوگوں کو نہ روکیں جہانگیر نے اپنے کمرے اور دریائے جہنا کے کنارے کے درمیان ایک زنجیر لٹکائی تھی جسے ہر شخص ہلا سکتا تھا اور اس کے سرے پر گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ (46)

(45) آئین (حدت) جلد دوم صفحہ 41، جلد اول صفحہ 258۔ ہسٹری (تجزیہ) جرنل آف انڈیا ک سوسائٹی جلد 8 1912ء (صفحہ 200) مسطرس (سے لینڈ اور برٹی) صفحہ 209، 210، 211۔ رائے بہدی ل کب بطور رخ بند (ایلیٹ وائس) جلد ششم صفحات 172، 173، 174 گوربات کروڈی تیز ان سچڑ پرچہ جات جلد چہم صفحہ 475 جردین کا جرنل صفحہ 159۔ یہ ایجن سر کاہر ملازمین مغل اہل صفحہ 46، 70، 14۔

(46) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 7۔ اس نے زنجیر کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔ ”میں نے انہیں حکم دیا کہ ایک خاص سونے کی زنجیر میں گزلیں تاکہ جس میں سات گھنٹیاں ہوں۔ اس کا وزن چھ ہندوستانی سن ہو جو پالیس مرانی سن کے برابر ہے۔ اس کا ایک سر اٹھ گز کے شہرین کی فصیل سے منبوط جردین اور دوسرا سر پھر کے اس ستون سے جو دریا کے کنارے نصب ہے۔“ یقین نہیں آتا کہ جہانگیر اکتاپے وقف تھا کہ وہ ساری زنجیر کو جی کہ جو حصہ گھڑ کے باہر نکلا ہو سونے کی ہانے کا گم دیتا اس میں بھی شک ہے کہ آیا یہ زنجیر بھی استعمال ہوئی۔ لیکن خود وہ استعمال ہوتی ہو یا نہ استعمال ہوئی ہو۔ اس کے لٹکانے کا لوگوں پر رعب پڑا ہو گا۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 248) نے سوال کے بعد لکھتے ہوئے اس کا ذکر تصریف کے ساتھ کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جہانگیر نے یہ اعلان کیا کہ جس شخص پر کوئی ظلم ہو اور وہ ان گھنٹیوں کے ذریعہ سے اس کے گوش گزار کر دے۔ ایک قاری خطوط (رقائق) صفحہ 21 (الف) نے لکھا ہے کہ ایک گورمے نے دریا کے کنارے جاتے ہوئے زنجیر ہادی کو اس کی حقیقتات ہوئی کہ اسے کیا کلام ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا تجو مالک اس کی گھمبشت انہی طرح نہیں کرتا ہے تو اسے سبب کی گویا اس طرح ایک زنجیر عدل ایک ایرانی بادشاہ نے لگائی تھی۔ ذہن دہک جلد سوم باب ۷ میں لکھا ہے کہ زنجیر سونے کی نہیں بلکہ چاندی کی تھی۔ لیکن (چ) جات جلد ۴ صفحہ 774) لکھتا ہے کہ زنجیر میں سونے کی گھنٹیاں تھیں۔ محمد شہ نے اسے پھر راج کیا تھا اور حسن راج جس کا رخ دریا کی طرف تھا ایک زنجیر لٹکائی تھی (سیرالسخیرین جلد اول صفحہ 302)

خریری ضابطہ قانون کا وجود نہ تھا

مستقل قانون یا ضابطہ عدالت کا کوئی ضابطہ نہ تھا جیسا سرطاس رونے لکھا ”وہاں کوئی تحریری قوانین نہیں ہیں۔“ (47)

دیوانی مقدمات

دیوانی مقدمات از روئے رواج فیصل کیے جاتے تھے اگرچہ فریقین کے رواج میں اختلاف پر دشواریاں پیدا ہوئی ہوں گی۔ قدیم رومہ کے پتھر پر لی رائجش کی طرح ایسی صورتوں میں جنہوں نے اپنے اختیارات تیزی سے کام لیا ہو گا۔ دیوانی قانون کا تحریری ضابطہ نہ ہونے سے ایک تو خرابی تھی لیکن ہر خرابی میں ایک بھلائی بھی ہوتی ہے کہ اس سے رواجی قانون کی نشوونما اور ترمیم کا موقع ملتا ہے ایک سے زیادہ ممتاز ماہرین قانون نے یہ شکایت کی کہ آج کل کی ہائی کورٹوں نے ہندو رواج کو غیر فطری طور پر بالکل بے لوج کر دیا ہے۔

فوجداری مقدمات

فوجداری مقدمات ایک سخت گیر بے لکھے ہوئے ضابطہ کے بموجب فیصل ہوتے تھے جو قرآنی احکام، مسلم روایات ہندوستانی رسم و رواج اور شاہی احکام کے بموجب بناتھا۔ کل، ڈاکہ زنی، چوری، زنا اور غداری کی سراموت تھی یا تاک کاٹ ڈالنا، مقروض کو فروخت کر کے غلام بنایا جاسکتا تھا۔ (48)

ضابطہ عدالت

عدالتوں کا طریق عمل سادہ اور سرسری تھا۔ طرم کر قلم ہوتے ہی عدالت میں پیش کر دیا جاتا تھا۔ شہداء اور عیایا ہوتا تھا کہ کسی مقدمہ پیش ہونے کے لیے چوبیس گھنٹہ سے زیادہ انتظار کرنا پڑے۔ ہر دیوانی فوجداری مقدمہ کی قاضی تحقیق کرتے تھے۔ گولہ طلب کیے جاتے تھے اور ان سے سختی سے جرح کی جاتی تھی۔ ہندوؤں کو گائے کے قسم کھانی ہوتی تھی۔ مسلمانوں کو قرآن پر ہاتھ رکھ کر اور جیسائیوں کو انجیل پر ہاتھ رکھ کر۔ محفل حکومت کی روشن خیالی اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ عدالتی تحقیقات میں جسمانی لذت کی آزمائش کا طریقہ نہیں رکھا گیا تھا۔ شکل مقدمات میں قاضی متحد و ہارونید و لا کا سحانہ کرتے تھے سٹریٹ نے یہ تحریر یادگار چھوڑی ہے کہ بادشاہ کی عدالت میں مختلف قسم کی لالچوں کی دھمکی تودی جاتی تھی مگر شہداء ناوری ان پر عمل کیا جاتا تھا۔ جیسے ہی فیصلہ سنایا جاتا تھا اس کی تعمیل کر دی جاتی تھی۔ بجز اس صورت کے کہ مقدمہ میں اپیل ہونے والی ہو یا استوری کا انتظار ہو۔ (49) ٹیری کا بیان ہے کہ ”سادہ اور فوری انصاف سے

(47) سفارت سرطاس رد صفحہ 120۔

(48) ٹیری صفحہ 365۔ فیوٹ جلد سوم باب 10 صفحہ 19۔

(49) ٹیری نڈ کور صفحات 353 و 354 فیوٹ کیاں ہے کہ (جلد سوم باب 10 صفحہ 19) کہ ہندوی قسم یہ تھی کہ گائے کی بو ہاتھ رکھ کر کہہ دے کہ اگر اس کا بیان غلط ہو تو وہ اسی کا گوشت کھائے۔ لیکن اکثر لوگ ایسی قسم کھانے کی بجائے مقدمہ میں بدل جانے کو ترجیح دیتے تھے اس لیے کہ بت پرستوں میں ایسی قسم کھانے والے ملعون سمجھے جاتے ہیں سٹریٹ (بولے لینڈ ٹری) صفحہ 211۔

لوگوں پر قابو اور عب رہتا تھا اور موت کی سزائیں بہت نہیں ہوتی تھیں۔ (50)

سزا

جہاگیر نے ناک، کان کاٹنے کی سزا موقوف کر دی تھی مگر اور طرح کی قطع و برید کی سزا کو بدستور رکھا تھا۔ (51) جہاگیر نے اپنے عہد میں کھل کھینچنے کی ہولناک سزا کو گوارا نہیں کیا۔ لیکن اس نے اکثر سنگین سماجی اور سیاسی جرائم کی سزا جسم میں میخ ٹھکوا کر یا درندوں کے آگے ڈال کر یا ہاتھی کے پیردوں سے کچلوا کر ہولناک موت کی سزائیں دیں۔ (52) جیل کی سزاشاذ تھی اور عموماً ایسے طرہوں کے لیے مخصوص تھی جو سماجی یا سیاسی نظام کے لیے خطرناک ثابت ہوں۔ گوالیار کا قلعہ جس کا کماندار بہادر اعلیٰ رائے دلاں تھا۔ جہاگیر کے عہد میں بہت بڑا جیل خانہ تھا۔ جیلوں نے قہدان پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ انیسویں صدی کے آغاز تک وہ بالکل جہنم کا نمونہ تھے۔

یہ بات پورے طور پر واضح نہیں ہے کہ ہر حاکم کو کتنی سزا دینے کا اختیار تھا۔ آئین کے بموجب صوبائی گورنروں کو قید کی سزا دینے یا جسمانی سزا دینے کا اختیار تھا مگر انہیں سختی سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ موت کی سزا دینے سے پہلے کافی غور کر لیا کریں۔ (53) مائسٹرٹ کا بیان ہے کہ جب کبھی بادشاہ موجود ہوتا تھا تو اس کی اجازت کے بغیر موت کی سزا کی تعمیل نہیں ہو سکتی تھی (54) تھیوٹاٹ نے 1697ء میں لکھا ہے کہ دیوانی یا فوجداری کے موت کے فیصلوں کی تعمیل کے لیے بادشاہ کی منظوری ضروری تھی۔ (55) میری اور رو کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جہاگیر کے عہد میں صوبائی گورنر موت کی سزا کا حکم سناتے تھے اور اس کی تعمیل کرتے تھے۔ (56) نتیجہ صاف ہے کہ صوبائی گورنر سے نیچے کسی حاکم کو موت کی سزا دینے کا اختیار نہ تھا۔

دکیل نہیں ہوتے تھے

عدالت کی کارروائی میں شروع سے آخر تک دکیل بالکل نہیں ہوتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے مسلم اور ہندو خاتون کو تربیت یافتہ قانون دانوں کے اس طبقہ سے قائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا جس نے رومن قانون کو منظم کر کے سائنس کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا اور جن میں بہتوں نے بلند مرتبہ

(50) ہمیری صفحہ 354۔

(51) جہاگیر (راجہ سہجدرنج) جلد اول صفحہ 9۔

(52) ہمیری صفحات 554، 555 جہاگیر (راجہ سہجدرنج) جلد اول صفحہ 353۔ فیلبان کی ہدایت کے مطابق باقی یا تو بھرم کو ایک دم کھل دیتا تھا یا ایک ایک عضو ہلک ہلکا کھینچتا تھا اور جہاگیر کے عہد میں سزا کے طریقے ایک ہی تھے۔ دیکھو مائسٹرٹ کی کھربیس نیز ترجمہ ہارن جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی جلد 8 1912ء صفحہ 194۔ (ہوائے لینڈ فرنی) صفحات 211، 212 مائسٹرٹ نے صاف کہا ہے کہ غیر فطری جرائم کا رٹاب کرنے والوں کو اکثر چڑے کے کوڑے سے مارنے کی سزا دی جاتی تھی۔

(53) آئین (جلد 1) جلد دوم صفحہ 37۔

(54) مائسٹرٹ (ترجمہ ہارن جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی جلد 8 1912ء صفحہ 194۔

(55) تمغات جلد سوم باب 10 صفحہ 19۔

(56) غلام سرطاس در صفحہ 120 ہمیری صفحہ 364۔ نیز سزاؤں کے لئے پڑھنا صفحہ 73، 72 پرچہ جات 9 صفحہ

47 جہاگیر (راجہ سہجدرنج) جلد دوم صفحہ 28۔

حاصل کر کے اپنے فرائض خالص دیانتداری اور اعلیٰ ہوشمندی سے انجام دیے۔ انہی عظیم قانونی نمائندوں کے وسیلے سے رومہ نے آنے والی نسلوں کو بہت بڑا تحفہ دیا لیکن قانونی پیشہ کا اقتدار کبھی بے میل فیض نہیں رہا ہے۔ کمپن نے بڑی خوبی سے ان خرابیوں کی تفصیل بیان کی ہے جو قدم رومہ میں اس باعزت پیشہ کے اندر داخل ہو گئی تھیں اور آج بھی ہر اس شخص کو صاف نظر آتی ہیں جسے اس وقت کے طریق عدالت سے کچھ بھی واسطہ پڑا ہو اور نہ ہو۔ انہوں (وکلا) نے قانون کی تشریح شخصی مفاد کے مطابق کی اور ان کی یہی معضرت رساں خصوصیت سلطنت کے عام انتظامی امور میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ رومہ کے اصول قانون کے زمانہ میں وکلا کی ترقی عموماً فساد اور رسوائی سے بھری ہوئی تھی یہ شریفانہ فن جو کبھی رومہ کے طبقہ امرانے بطور ایک جبرک ورثہ کے محفوظ کر رکھا تھا۔ آزاد شدہ اور ادنیٰ درجہ کے افراد کے ہاتھوں میں چلا گیا، جنہوں نے ہوشیاری سے نہیں بلکہ چالاکی سے اس تکلیف اور معضرت رساں تجارت کو جاری رکھا۔ ان میں سے بعضوں نے اپنی اور اپنی برادری کے منافع کثیر کی خاطر اونچے خاندانوں میں رسائی حاصل کر کے مقدمہ بازی اور باہمی مخالفت کی بہت افزائی کی اور بعضوں نے تجلہ میں بیٹھ کر اپنے دولت مند موکلوں کو سارے حقائق توڑ موڑ کر قانونی پارلیکس بتاتا شروع کر دیں اور قطعی اور عادی کے دلائل سے رنگ آمیزی کرنے لگے۔ اس اعلیٰ اور ہر دلعزیز طبقہ میں ایسے وکلا بھر گئے جو لغافغانہ بلاغت سے ایوان پر جمائے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں شہرت اور انصاف کی پروا نہ تھی اور بیشتر جاہل اور بید حریص رہنا تھے جو اپنے موکلوں کو کثیر اخراجات، تاخیر اور مایوسیوں کی راہ سے لے جاتے تھے جس سے کئی سال کی مسلسل دشواریوں کے بعد بالآخر انہیں رہائی ملتی تھی جب کہ ان کا بیانیہ ممبر لبریز ہو چکا ہوتا تھا اور جب ان کی دولت تقریباً ختم ہو چکی ہوتی تھی۔

وقائع نویس خبر رساں

انتظامی، عدالتی اور مالی حکام کے وسیع پھیلاؤ کی محرمانہ بادشاہ کثیر التعداد وقائع نویسوں اور خفیہ خبر رسالوں سے کرتا تھا۔ خفیہ خبر رسائی سے گندگی کی بو آتی ہے لیکن کوئی حکومت خصوصاً خطرے کے وقت اور قرون وسطیٰ کی حکومتوں کو ہر وقت کسی نہ کسی طرف سے خطرہ رہتا تھا ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔ تیرہویں صدی میں علاء الدین خلجی نے اسے فن لطیف کے درجہ تک پہنچا دیا کرادیا تھا۔ مظلوم نے اسی نظام کو قبول کیا اور اسے ترقی دی۔ مظلوم کے دو طرح کے ایجنٹ تھے۔ ایک تو اعلانیہ جنہیں وقائع نویس کہتے تھے اور دوسرے خفیہ۔ خفیہ ایجنٹ عموماً سرکاری افسروں کے پیچھے لگے رہتے تھے اور اعلانیہ ایجنٹ ہر قسم کی خبریں پہنچاتے تھے۔ ان کی تحریریں اگر عناصر کی دست برد سے محفوظ رہ گئی ہوتیں تو قرون وسطیٰ کی تاریخ اتنی تفصیل اور وضاحت سے لکھی جاسکتی تھی کہ کسی ملک یا عہد کی تاریخ اس کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ جہاں معتد خاں وغیرہ نے جو خلاصے اور اقتباسات محفوظ کیے ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو کچھ بھی دیکھتے یا سنتے تھے اس کی مقررہ اوقات پر اطلاع دیتے تھے۔ محکمہ اطلاعات کی مستعدی کا یہ قابل تعریف کارنامہ ہے کہ جب باکنس سورت میں اپنے ساتھ بدسلوکی کی شکایت کرنے آیا تو اسے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ شہنشاہ جہانگیر کو سارے واقعہ کی پہلی ہی اطلاع مل چکی تھی اور اس نے تلافی کی تدابیر شروع کر دی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے ہر کاروں کا بہت بڑا عمل رکھا جاتا ہو گا۔ ہر

کاروں کو سائنٹفک طریقہ پر تربیت دی جاتی تھی۔ سداون ”وہ پیدل اس طرح دوڑتے تھے جتنا کہ ایک پوری تیز رفتاری سے سوار جاسکتا تھا“ عام طور پر حکومت کی ڈاک کا انتظام خلافت کے شاندار عہد کی طرح شاہراہوں پر بدلی چوکی کے گھوڑوں کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا۔ (57)

بادشاہ کے دورے 1616ء کے ضوابط

مقامی حکمرانی کی تکمیل بادشاہ کے دوروں سے ہوتی تھی۔ پھر بھی مقامی حکام دفن فوٹا اپنے اختیارات کی حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور شاہی اختیارات میں مداخلت کر بیٹھتے تھے۔ 1612ء میں جہانگیر نے کئی فرمان جاری کیے جن کے بموجب سرحدی حکام کو لوگوں کے سجدہ کرانے یا اپنے ماتحتوں سے سپردہ کام لینے یا جبر و کم میں بیٹھنے یا خطابات دینے یا دورہ پر فخرہ بھانے یا سفر میں شاہی ملازمین کو پیدل لے جانے یا شاہی حکام کے مراسلہ پر مہر لگانے یا جزیہ ختم کرنے یا آنکھیں ٹٹالنے یا ناک کان کاٹنے کی سزا دینے کی ممانعت کی گئی۔ اسی طرح ہاتھیوں کی لڑائی کرانے یا جو گھوڑے اپنے ماتحتوں کو دیتے انہیں گام یا ہمیز لگانے کی ممانعت کی۔ (58)

ظلم کرنے والے گورنروں کی سزا

جن گورنروں کے متعلق وقائع نویس کی رپورٹ یا خیرہ ایجنٹوں کی اطلاع سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے اقتدار یا اختیار کا غلط استعمال کرتے تھے انہیں فوراً واپس بلا لیا جاتا یا حبس کی جاتی یا عہدہ گھٹا دیا جاتا یا سخت سزا دی جاتی۔ ملک میں بہت سے ایسے مظالم ہوتے ہوں گے جن کی اطلاع بادشاہ تک نہ پہنچی ہوگی لیکن اکبر یا جہانگیر نے کبھی اپنی رعایا پر ظلم کو گوارا نہیں کیا۔ اور ہمیشہ اپنے افسروں کے حریصانہ یا ظالمانہ طرز عمل کا فوراً تذکرہ کیا اور سزا دی۔ سعید خاں جسے جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اسے واضح طور پر حبس کی گئی کہ اگر اس کے بدکردار خواجہ سراؤں نے لوگوں پر ظلم کیا تو میر انصاف کسی شخص کے ظلم کو برداشت نہ کرے گا اور انصاف کے ترازو میں چھوٹے یا بڑے کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد بھی اس کے لوگوں کی طرف سے اگر کوئی ظلم یا سختی دیکھی گئی تو بلا رو رعایت سزا دی جائے گی۔“ (59) شہنشاہ کے مقرب خاص مقرب خاں کو صرف ایک ظالمانہ فعل پر اس کا منصب نصف کم کر دیا گیا۔ (60)۔ مرزا ستم گورنر تھو جس نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کیا تھا اسے فوراً واپس بلا لیا گیا اور عہدہ گھٹا کر شاہی قیدیوں کے نامی محافظ بنی رائے سنگھ کو حوالے کر دیا گیا کہ تحقیقات کے بعد اسے عبرت انگیز سزا دی جائے۔ لیکن کچھ دنوں بعد مرزا نے پشیمانی کا اظہار کیا اور معافی مانگی چنانچہ کافی ذلیل

(57) سفر نامہ ہائیکس صفحات 400، 401۔ اسٹریٹ (ہوئے لینڈ و سٹریٹ) صفحہ 212۔

(58) جہانگیر (راج سوجو راج) جلد اول صفحہ 205 (ایلیٹ ڈوائسن) جلد ششم صفحہ 325۔ اقبال نامہ 59 خاں جلد اول صفحہ 272 جہانگیر کی (مخلوط خدائش) صفحات 78، 79 ایف۔

(59) جہانگیر (راج سوجو راج) جلد اول صفحہ 13۔ آثار الہمراہ جلد دوم صفحہ 405 اس میں یہ بھی ہے کہ سعید خاں نے یہ منہات دی تھی کہ اگر اس کا کوئی ملازم ظلم کرے تو خود اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ بلوکیں صفحہ 331۔

(60) جہانگیر (راج سوجو راج) جلد اول صفحہ 176۔

کرنے کے بعد اسے معاف کر دیا گیا۔ (61) اسی طرح جو نچور کے خالم گورنر چمن گنج خاں کو واپس بلا لیا گیا اور اگر وہ راستہ میں فوت نہ ہو گیا ہوتا تو مقتول سزا دی جاتی۔ (62) راجہ کلیان سنگھ کے بارے میں ناگوار واقعات سنے گئے تھے جن کی تحقیقات کی گئی مگر وہ بالکل بے قصور ثابت ہوا۔ (63) سلطنت کے بہادر سپہ سالار اور طاقتور شاہجہاں کے مقرب خاص عبداللہ خاں فیروز جنگ گورنر کمرات کو واپس بلا لیا گیا۔ (64) اور بری طرح ذلیل کیا گیا اور اپنے سر پرست شاہجہاں کی سفارش پر معافی مل سکی۔ شاہجہاں کو جب کہ وہ اپنے اثرات کے پورے عروج پر تھا سخت عیب کی گئی۔ اس لیے کہ اس کے ماتحت سورت کے گورنر نے انگریز تاجروں پر ظلم کیا تھا۔ (65) ایسے ہی اور بہت سے واقعات پیش آئے۔ ہائیکس نے لکھا ہے "اگر ان کے صوبائی گورنروں کے ظلم کی شکایت بادشاہ کے گوش گزار ہوتی تو ان کے حق میں بھی بہتر ہوتا کہ وہ محض اپنی جائداد کی ضبطی پر مبر کر لیں۔" (66) انصاف جہانگیر کی سب سے بڑی مفت تھی۔ اس نے لکھا ہے کہ "خدا کی پٹلا اگر ایسے معاملات میں میں شہزادوں کا لحاظ کر دوں۔ امیروں کا لحاظ الگ رہا۔" (67)

منصب دار یا انتظامی اور فوجی حکام

یہ صورت تھی مغل حکومت کی اور یہ جہانگیر کے عہد میں اس کا طریق عمل تھا۔ حکومت کے اعلیٰ عہدہ دار مشترک فوجی اور انتظامی عہدوں میں منقسم تھے اور منصب دار کہلاتے تھے۔ ہر منصب دار کا یہ فرض تھا کہ وہ مقررہ تعداد سپاہ اور سوار سپاہ کی تیار کر کے مہیا کرے اور مقررہ تعداد کا عملہ رکھے۔ درجہ بندی اس تعداد کے حساب سے ہوتی تھی جس کی ہر منصب دار سے رکھنے کی توقع کی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ اصلی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوتی تھی۔ زیادہ مقرب حکام کو سلطنت کے لیے خاص کر فوجی دستے رکھنا پڑتے تھے اور اس کا انھیں مقتول معاوضہ دیا جاتا تھا۔ مشاہیرے نامزد شدہ تعداد کے حساب سے دیے جاتے تھے اور سالانہ فرق لکھو لکھا ہوتا تھا۔ لیکن یہ تسلیم کر لینا حق بجانب ہو گا کہ ننجاویں سال میں چند مہینے کی دی جاتی تھیں جس کا کچھ حصہ ملے پر صرف ہوتا تھا اور کچھ حصہ تحفوں اور ضبطی جائداد کے سلسلہ میں سرکاری خرچہ کو واپس چلا جاتا تھا۔ اکبر کے عہد میں خونی رشتہ کے شہزادوں کا سب سے اونچا منصب بارہ ہزار کا تھا اور دوسروں کے لیے پانچ ہزار کا اور بعد کو سات ہزار کا۔ (68) جہانگیر کے عہد میں شہزادہ خرم کو تیس ہزار ذات اور بیس ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی مگر جب اس نے بغاوت کی تو شہزادہ پرویز کو اس سے اونچا منصب چالیس ہزار ذات اور تیس ہزار سوال کا دے دیا گیا۔ اعتماد الدولہ کو نو ہزار ذات و سوار کا منصب حاصل ہو گیا اور جہانگیر کے عہد میں سات ہزار کے منصب پر کئی امرا تھے اور پانچ ہزار کے منصب

(61) جہانگیر (راجہ سہجور پنچ) جلد اول صفحات 389-390۔

(62) جہانگیر (راجہ سہجور پنچ) 312-301۔ آثار الہام جلد سوم 351۔

(63) جہانگیر (راجہ سہجور پنچ) جلد اول صفحات 389-390۔

(64) جہانگیر (راجہ سہجور پنچ) جلد اول صفحہ 421۔

(65) دو صفحات 116-117۔

(66) سفر نامہ ہائیکس پرچہ چات جلد سوم صفحہ 43۔

(67) جہانگیر (راجہ سہجور پنچ) جلد دوم صفحہ 211۔

(68) راجہ مان سنگھ مرزا شاہ زہن اور عزیز کو کاٹاں اعظم یہ تین امرا تھے جو سات ہزار کے منصب پر فائز تھے۔

پر امیر کی تعداد ان سے بھی زیادہ تھی لیکن منصب دار جیسے ترقی کرتے تھے ویسے ان کے اعزاز و اثر میں اور اغلباً مشاہیرہ میں بھی کمی ہو جاتی تھی اکبر کے عہد میں منصب داروں کی تعداد پندرہ سو تھی اور جہانگیر کے عہد میں تقریباً دو گنی ہو گئی تھی۔

خطابات

خان کے خطاب کا مدعی تقریباً ہر بڑا عہدہ دار تھا اور بہت زیادہ مقرب حکام میں اس کے ساتھ ایک لقب بھی لگا ہوتا تھا جس سے اس خطاب والے کی خصوصیت ظاہر کرنا مقصود تھی۔ یہ اس قسم کے تھے جیسے "امیر و رزاش" "امیر" "امصدق" "امیر" "فیضان" "امیر" "الاسرا" "عماد الملک" "امیر" "عدل" "امیر" "اعلیٰ" تھے۔

اظہار خصوصیات

اکثر نام بدل کر اس طرح کر دیے جاتے تھے جیسے "امیر" "بشارت" جس سے خطاب پانے والے کی مستندی اور اس کے فرائض کی خصوصیت ظاہر ہوتی تھی۔ خطابات کی شکل حیرت انگیز طور پر کانسٹنٹائن اور اس کے جانشینوں کے خطابات سے ملتی ہوئی ہے۔

سلطنت رومہ کی طرح

مگن نے سلطنت رومہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ فقط بہ لفظ مغل سلطنت پر بھی منطبق ہوتا ہے "سلطنت کے اعلیٰ حکام کو خود بادشاہ بھی ان کے فرضی نام سے مخاطب کرتا تھا جیسے صاحب اخلاص، صاحب ستانت، صاحب اعزاز، صاحب اہدات، صاحب اعلیٰ جسامت اور امیر فکھو۔

اعلیٰ ترین اعزاز

مغل بادشاہ عموماً ایک ہی خطاب دوزندہ افراد کو نہیں دیتے تھے اور خطاب پانے والے کو اس بات پر فخر کرنے کا موقعہ دیتے تھے کہ جو خطاب اس کا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہے۔ تین خطاب یافتہ امرا اور دوسرے امرا سے برتر تھے۔ یعنی خان اعظم، خان خاتان اور امیر الامرا۔ (69)

(69) بدھینی (لو) جلد دوم صفحات 193-194 آئین جلد اول صفحات 236-239 اردن صفحات 111-112 میں جو فہرست منصب داروں اور ان کے عہدوں اور ترقیوں کی فہرست دی گئی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ جہانگیر کے عہد کا پانچواں بڑا منصب دار اعزاز میں اسی درجہ سے اکبر کے عہد کے منصب دار سے کتر تھا اور اکثر امتیازات میں اور بھی کتر۔ منصب داری نظام کے حقیقی دیکھو آئین جلد اول صفحات 235-245 (بلو کین) صفحات 536-535 میری صفحات 590-591 برتیر (مرتبہ کا فیصل) صفحات 212-214 اردن کی آرمی آف دی انڈین مجلس جرنل آف انڈیا یوگ سوسائٹی 1915ء صفحہ 448۔

ہاکنس کی دلچسپ درجہ بندی

جیمز ہاکنس نے اونچے درجہ کے منصب داروں کی جو فہرست دی ہے اور حالات لکھے ہیں وہ اگرچہ 1609ء میں ذاتی مشاہدہ اور تحقیق پر مبنی ہیں لیکن غلط اور ناقص ہیں البتہ منصب داروں کی عام درجہ بندی جو اس نے انگلستان کے تجربہ کار روشنی میں دی ہے وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ مثلاً

رسد ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں لے جاتے تھے۔ مارچ کرتی ہوئی فوج کو رسد پہنچانے کے لیے تاجروں کی پر آمد اور دیگر محصولات کی معافی سے ہمت افزائی ہوتی تھی۔ خزانہ عموماً ہاتھیوں یا اونٹوں کے ذریعہ سے منتقل کیا جاتا تھا اور سامان جنگ اور اسباب دوپہرہ کی تیل گاڑیوں پر اور بادشاہ کا آرائشی سامان اور دیگر سامان خچروں پر بار کیا جاتا تھا۔

خیمرہ گاہ

بالکل رومن اور عرب خیمرہ گاہوں کی طرح مغل خیمرہ گاہ بھی شہر کی ترتیب سے قائم کیا جاتا تھا اور بادشاہ یا گورنر کا خیمرہ وسط میں سب سے اونچا ہوتا تھا۔ (70)

مالیہ

فوج کے اخراجات، حکام کی بھاری تنخواہیں اور دربار کے مصروفانہ اخراجات ادب فن کی فیاضانہ سرپرستی، دفتری خانہ خرچ، تعمیرات عامہ اور دیگر سارے اخراجات اس آمدنی سے ادا ہوتے تھے جو دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ تھی۔

صرف خاص

صرف خاص سے معقول رقم حاصل ہوتی تھی۔ مختلف تجارت پر جو محصول لگائے جاتے تھے اور کانوں سے بھی کچھ آمدنی ہوتی تھی۔ خراج تحائف اور ضبطی جائداد سے اور زیادہ آمدنی ہوتی تھی لیکن اہم ترین آمدنی کی مدد محصول اراضی تھی۔

مالگوزاری کا نظام

اکبر کے نظام مالگوزاری کی بجائے بطور پر تعریف کی جاتی ہے لیکن بظاہر اس کی نوعیت کو غلط سمجھا گیا ہے۔ بنگال، کابل، دکن اور بعض دور افتادہ علاقے بڑے بڑے زمینداروں کے قبضہ میں چھوڑ دیے گئے تھے جو مقررہ رقم ادا کرتے تھے۔ باقی سلطنت کی احتیاط کے ساتھ پیکش کی گئی اور زمین کی پیداوار کے لحاظ سے چار قسمیں کی گئیں۔ یعنی پورج، پوچ، چاچہ و بخر پیداوار کا تہائی حصہ اور سٹاسر کاری قرار دیا گیا اور جہاں لگان جنس میں نہیں ادا ہوتا وہاں پچھلے دس سال کے نرخ کے حساب سے نقدی میں منتقل کر دیا جاتا۔ بعض مورخوں نے جو لکھا ہے کہ دس سالہ بندوبست ہوتا تھا۔ یہ صحیح نہیں ہے اس نظام کی اصلی خوبی قطعیت اور زمینداروں کا درمیان نہ ہونا تھی۔ بعض اوقات دیہات لگان دینے سے انکار کر دیتے تھے تو ان کے خلاف قوت کا استعمال ہوتا تھا۔

حکام مالیہ

نظام مالیہ کی سربراہی مرکزی اور صوبائی دیوانوں کے ذمہ تھی اور نیچے درجہ کے حکام مالگوزار،

نگی کروڑی اور پٹاری تھے۔ (71) جہانگیر نے اکبر کے نظام کو برقرار رکھنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ یہ تو ہمیں تاریخوں میں ملتا ہے کہ اپنی تخت نشینی کے جلد ہی بعد بنگال کے دیوان وزیر خان کو اس علاقہ کے مالی بندوبست پر تعینات کیا مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا، اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نظام مالیہ میں مرکزی اور صوبائی مدات کو الگ الگ رکھا گیا تھا۔ مرکزی مد میں خراج، اجارہ داری، مالگزار، محاصل، دارالعرب، ضلعی جائداد آمدنی کی مدیں تھیں۔ (72)

رعایتیں

زراعت کی ہمت افزائی اور خاص کر بجر اور کم پیداوار کی زمینوں کو کار آمد بنانے کے لیے بڑی بڑی رعایتیں دی گئیں تھیں۔ قحط یا قلت کے زمانہ میں فیاضی کے ساتھ لگان کی چھوٹ دی جاتی تھی۔

قحط

نقل و حمل کی دشواریوں کی وجہ سے قرون وسطیٰ کے قحط مخصوص علاقوں میں محدود رہتے تھے اگرچہ مصائب کی شدت ہوتی تھی۔ ہندوستانی مورخین اور غیر ملکی سیاحوں نے قحط زدہ علاقہ میں قحط کشی اور اموات کی درد انگیز تصویر کشی کی ہے۔

سرکاری امداد

حکومت نے مصیبت گھمانے کی کوشش کی اور علاوہ مالگزار کی چھوٹ کے کثیر رقم خرچ کیس امدادی کام کھولے۔ فوج میں بھرتی کی ترغیب دی اور مفت کھانا تقسیم کرنے اور خیرات بانٹنے کے مقامات قائم کیے۔ (73)

زیر حفاظت ریاستیں

یہ تھے مغل حکومت کے اصول اور ارادے۔ سب سے بڑی خدمت جو انہوں نے ملک کی انجام دی وہ اس کا وہ اثر تھا جو زیر حفاظت ریاستوں میں کام کرتا تھا۔ آج کی طرح پہلے بھی راجپوت ریاستیں اور سارے ملک میں پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بالادست ہندوستانی حکومت کے زیر اقتدار تھیں۔ آج بھی جو ریاستیں موجود ہیں ان میں حکومت مغلیہ کی چند ناقابل فہم اصطلاحیں رائج ہیں۔ آج کی طرح سترہویں صدی میں زیر حفاظت ریاستوں کو اندرونی خود مختاری حاصل تھی۔ ان میں سے بعض خراج دیتی تھیں اور سب نے اپنی خارجہ پالیسی کی رہنمائی اقتدار اعلیٰ کو سپرد کر دی تھی۔

(71) آئین (دوم) جلد 78، 115، 183، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(72) جہانگیر (راجہ سچو راج) جلد اول صفحہ 22۔ مورلینڈ کی فرام اکبر ٹو اورنگ زیب صفحہ 269۔
(73) شیخ نورالحق کی زبدۃ التواریخ (ایلیٹ و ڈاوسن) جلد ششم صفحہ 192۔ عبد الحمید لاہوری کا بادشاہ نامہ (ایلیٹ و ڈاوسن) جلد ششم صفحہ 24-25۔

مغلوں کی خارجہ پالیسی

مغلوں کی خارجہ پالیسی کے خاص خاص اصول چند سادہ جغرافیائی حقائق اور چند سادہ تاریخی روابط کے بموجب متعین ہوتے تھے۔ موریہ البحر کا آبائی ورثہ جو بابر اور ہمایوں کا اصلی وطن تھا خاص کر باعث کشش تھا اور انہیں کئی خونریز مہموں اور شکستوں کا خلیزہ بھگتنا پڑا۔ اکبر اور جہانگیر کے دماغوں میں برابر اس علاقہ کو اپنی سلطنت میں ملانے کا خیال چکراتا رہا مگر بڑی معقول پسندی سے اس دامنہ کو ترک کر دیا گیا۔ شاہجہاں اپنے عروج اور شکوہ کے زمانہ میں اس ترفیب کو دبانہ سکا اور اس کی بے نتیجہ کوشش میں ہزاروں جانیں اور لاکھوں روپے ضائع ہوئے۔ (74) جہانگیر کے عہد میں مغل سیاست کا دائرہ دریائے جیحوں کے جنوبی علاقوں تک محدود رہا۔ جہانگیر خلوص کے ساتھ ایران کی متحدہ مملکت سے دوستانہ تعلقات کا شائق تھا مگر قہر قلعہ میں رکھے پر مصر تھا جو ڈیڑھ سو برس سے دو عظیم مہایوں کے مابین مابہ التزام رہا تھا۔ پنجم کی طرف (75) اکبر نے یورپ میں ہسپانیہ کے فرماں واطب دوم کے لیے سفارت تیار کی مگر یہ مصلحتیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ (76) جہانگیر نے ایک مرتبہ بادشاہ ہسپانیہ اور ہولینڈ کے درباروں میں شائد اس سفارت بھیجے کا خیال کیا۔ اس نے انگریز سربراہیم ہانس اور سر طاس روڈ کا گرجو شائد استقبال کیا مگر انگلستان سے تجارتی معاہدہ کرنے پر وہ بالکل راضی نہ ہو سکا۔ مگر کے پاس ہی جہانگیر نے اپنے باپ کی تقلید میں گوا کے جزویت مشنوں کی حفاظت اور ہمت افزائی کی اور غیر ملکیوں کو مغربی ساحل سے مار بھاگایا اور پر نکالیوں کو سمندر کی طرف دھکیل دیا۔ (77) شاہجہاں کے عہد میں پر نکالیوں کی بحری ڈاکہ زنی اور اراکان کے ساحل پر شیطانی حرکتوں نے واقعی جنگ کی آگ بھڑکادی۔ (78) شاہجہاں کے برخلاف جہانگیر کا تبت سے کوئی سابقہ نہیں ہو اور نہ اسے مشرق بعید کی فکر کی ضرورت ہوئی۔

(74) توذک ہامری درلکسن ہسری آف انڈیا اینڈ ہالوں۔ شیر این اینڈ اس کی ہدایت آف انڈیا تاریخ رشیدی، الیاس دواس۔ آئین جلد اول۔ جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 89۔ عبد الحمید لاہوری کا پادشاہ نامہ جلد دوم صفحات 482، 627، 637 (ایلیٹ وڈو سن) جلد ہفتم صفحات 70، 72۔ حمایت خاں کا شاہ جہاں نامہ (ایلیٹ وڈو سن) جلد ہفتم صفحات 76، 85۔ سر طاس بلڈیج کی گینس آف انڈیا باب 12، 14 صفحات 411، 412، 461 سر کار کی ہسری آف اورنگ زیب جلد اول باب 5، 6 صفحات 83، 114۔ ہارائے جنوں کی لڑائیوں سے عام دلچسپی کے بارے میں دیکھو انگلش فیکٹریز ان انڈیا 1646ء صفحات 51، 52، 140، 141، 185۔

(75) درجہ اول باب 22۔

(76) ہانسریٹ (ہوائے لینڈ ہسری) صفحات 163، 164، 184، 185 کے لیے ترجمہ خط افطین افغنی کویری اپریل 1887ء صفحات 135 و 136۔

(77) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 215، 255، 274، ڈوہدک جلد 22 گلیڈون صفحہ 28 سر طاس روڈی سفارت پر قاضی کا مقدمہ صفحات 10، 22، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

99۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا۔ 29، 1924، 226، 229، 435، 467۔

کانگرہ

سترہویں صدی کی مغل سیاست کا سب سے سرگرم حصہ خود ہندوستان کی سرحد کے اندر ہی تھا۔ نشیبی ہمالیہ کا ناقابل تسخیر گڈھ جس نے یکے بعد دیگرے دلی کی فرماں رواؤں کا مقابلہ کیا۔ 1621ء میں بھوکوں مار کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا۔ (79)

میواڑ

راجپوت خود مختاری کی تہیادگار میواڑ جس نے اکبر کی زبردست سے زبردست کوششوں کا پاسردی سے مقابلہ کیا تھا۔ 1614ء میں زیر کر لیا گیا۔ (80)

دکن

دکن کی سرحد پر جہانگیر کو چوپالیسی اکبر اور علامہ الدین ظہی اور چھٹی اور تیسری صدی قبل مسیح کے موریا شہنشاہوں۔ ہرش وردھن اور سمدرگپت سے ورش میں ملی تھی اس پر سرگرم عمل رہا اگرچہ ناکامی کے ساتھ۔ اگر بندھیا جمل مغربی گھاٹ کے مشابہ ہو تا تو ہندوستان ایک طاقتور متحدہ قوم بن گیا ہو تا اور اگر وہ ہمالیہ جیسا ہو تا تو ہندوستان دو حصوں میں منقسم ہو گیا ہو تا اور دونوں اپنی اپنی جگہ آزاد اور خود مختار حکومتیں ہوتیں لیکن موجودہ صورت میں شمال اور جنوب الگ الگ تو ہو گئے۔ مگر حال کی نقل و حرکت کی سہولتوں کے پیشترہ ایک کو دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی ہمت افزائی ہوتی رہی اور اس کی کوشش میں مظلوم اور مرہٹوں دونوں نے خود کو تھکا کر اپنی قومیں ضائع کر دیں۔

مظلوں پر اپنے پیشروؤں کا قرضہ

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہندوستان میں ملک کے اندر خارجہ پالیسی کے دائرہ میں مظلوں نے اپنے پیشروؤں ہی کے منسوبہ کو ترقی دی۔ داخلی پالیسی میں مظلوں پر اپنے پیشروؤں کا فرض اگرچہ اتنا واضح نہیں ہے تاہم کچھ حقیقی نہیں ہے۔

شیر شاہ

اکبر نے انہیں اصولوں کو قبول کیا جن پر شیر شاہ کا عمل تھا اور شیر شاہ اگرچہ ہوشمند حکمران اور مائل مدبر تھا مگر اس میں حقیقی ملوہات نہیں تھا جتنا اس سے منسوب کیا جاتا ہے۔

ہیلے کے پٹھان

شیر شاہ نے انہیں بنیادوں پر تعمیر کی جو اس کے پیشروؤں نے رکھ دی تھی۔ قاری مورخین

(79) دیکھو باب 13، صفحہ 113

(80) دیکھو باب 10، صفحہ 110

میں سے صرف دو پٹھان مورخین ضیاء الدین برنی اور شمس سراج کا بغور مطالعہ کرنے سے ہر شخص پر واضح ہو جائے گا کہ محض انتظامی اداروں کے جراثیم ہی نہیں بلکہ ان کی غیر ترقی یافتہ شکل بھی وہی نظر آئے گی جو مغلوں سے منسوب کی جاتی ہے۔

ہندو

پٹھانوں نے اپنی باری میں وہی اصول اور طریقے اختیار کر لیے تھے جو ان کے پیشروں کے تھے۔ (81)

برطانوی حکومت پر مغلوں کا قرض

اس طرح ادارتی زندگی کا دھارا اسی قدیم ترین عہد پارینہ سے بہتا ہوا اٹھارہویں صدی تک آیا جب کہ اس نے مغرب سے نیپانی حاصل کیا۔ مگر اپنی خصوصیت کو بدستور قائم رکھا۔

نتیجہ

آج جس نظام کے ماتحت ہم رہتے ہیں وہ مغلیہ حکومت کے ترقی یافتہ اصول ہیں اگرچہ نمائندہ اداروں کے رواج، ذمہ دار حکومت قسط اول اور رائے عامہ کی ترقی اور تنظیم اور سب سے بڑھ کر عوامی شعور کی بیداری سے یقیناً ایک نئے دور کے آغاز کی نشاندہی ہوتی ہے۔

(81) ہندو اداروں اور حکومت کے تصور کے حلقہ دیکھو سر میری کتاب ”تھیوری آف گورنمنٹ ان ہینڈلڈ انڈیا“ (پوسٹ پریکٹس) اینڈ انٹرنیشنل ایڈیشن انڈیا۔

پانچواں باب جہانگیر کی تخت نشینی

سلیم کا کیر کڑ

سلیم جب آگرہ کے تخت سلطنت پر بیٹا تو وہ چھتیس برس کا ہو چکا تھا۔ وہ بلند قامت کلکیل اور خوبصورت جوان مرد تھا۔ جس کی تیز آنکھیں، گھنی بل دار بھنوں اور لہرائی ہوئی مونچھیں تھیں۔ اس کا سینہ چوڑا اور بازو لمبے تھے جس سے اس کی قوت اور مردانگی ظاہر ہوتی تھی۔ (1) اپنے اطوار میں محبت پسند، خوش اخلاق اور پسندیدہ طرز عمل کا تھا۔ بات چیت میں خوش گو، طبیعت کا بشاش اور خوش خوراک اور خوش پوش تھا۔ یارانہ محبت، ہلکی پھلکی تفریحات اور رقص و سرور اور علم و فن کا شائق تھا۔ (2) باوجود دو قنوقنا

(1) اس کا رنگ نہ گورا ہے نہ کالا بلکہ دونوں کے درمیان پیری کچھ میں نہیں آتا کہ زچوں کے سوا میں اس کی نمک مثل کس چیز سے دوں۔ اس کا جسم دیکھنے میں سڈول ہے۔ گوریات کی کرڈی نیز ان سبب پر چہ جات چہلام صفحہ 273۔
(2) ہاکنس کا استقبال نہایت ہی شہانہ اور جتنے ہوئے انداز سے کیا گیا تھا اور اسے گر بجوشی سے خوش آمدید کہا گیا تھا۔ پرچہ جات سوم صفحہ 11۔ تیری (صفحہ 240) کا بھی اسی گر بجوشی سے استقبال کیا گیا اور خوش اخلاقی اور اعزاز کی کئی علامتوں کے ساتھ ماس طورڈ (مطلوبہ موصول سوم صفحات 85، 86) نے اعتراف کیا ہے کہ شہنشاہ نے اس سے بڑے اخلاق کا سلوک کیا۔ رو (صفحات 107، 112) کا بیان ہے کہ جہانگیر بہت ہی ظیف اور ہنس کھ تھا اور مطرور بالکل نہ تھا۔
بھصرات جو اس کی تخت نشینی کا دن تھا اور انوار جو اس کی پیدائش کا دن تھا۔ ان دونوں دنوں میں وہ گوشت بالکل نہیں کھاتا تھا۔
جہانگیر (راجا سوہیر راج) جلد اول صفحات 209، 310۔ کمانے کا وقت اس نے کوئی مقرر نہیں کیا تھا لیکن اس کے لیے کھانا ہر وقت تیار رہتا اور عند الطلب خواجہ سرا سونے کے برتنوں میں لگاتے تھے۔ اسے انگور، انجیر، سنہرے، اند اور خربوزے پسند تھے اور سب سے بڑھ کر آم جو وہ نزدیک دور سے منگاتا تھا۔ 1618ء میں اس نے گجرات کی باجوہ کی بھجڑی کا شوق ظاہر کیا۔ دیکھو جہانگیر (راجا سوہیر راج) جلد اول صفحات 370، 371، 309، 310، 350، 377، 398، 413۔ تیری صفحات 195 تا 198 و 370 پرچہ جات خیم صفحہ 20۔

"اس عاجز بندہ خدا کی زبان اوائے شکر سے قاصر ہے کہ باوجود تین ماہ کے طویل رات کے کامل سے انگور بالکل تازی حالت میں آجاتے ہیں۔۔۔ (جہانگیر (راجا سوہیر راج) جلد اول صفحہ 404 1618ء میں وہ احمد آباد میں خیرہ زن تھا اس نے وہاں سے لکھا "کچھ خربوزے کارنیر (خراسان) سے آئے اور اگرچہ اس کا فاصلہ چودہ سو میل ہے اور کارداں پانچ ماہ میں یہ فاصلہ طے کرتا ہے لیکن وہ بالکل تازی حالت میں پہنچے۔ چونکہ یہ پھل بہت مزے دار ہوتا ہے اس لیے ہر کدے ڈاک سے لاتے ہیں اور اتنی کافی مقدار میں جو اپنے لیے اور دست بدست دینے کے لیے کفایت کرتے ہیں اس کے لیے میری زبان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ایضاً صفحات 422، 423۔ اسی طرح کی ایک اور تحریر کے لیے جو مغل سے مہابت خاں کے بھیجے ہوئے سب سے متعلق ہے۔ دیکھو ایضاً جلد دوم صفحہ 101۔

گولا کل دوسرے مثل شہنشاہوں کی طرح جہانگیر عموماً کد کا پانی پیتا تھا اس لیے کہ جیسا تیری کا بیان ہے۔ یہ دوسرے پانی سے بگا ہوتا ہے۔ مغلوں کے عہد میں کمانے کو پینے کا ایک الگ ٹکڑا ہوتا تھا۔ پرچہ جات خیم صفحہ 20۔ سفر میں گد کا پانی مشکوں میں بھرا ہوا نون پر چٹا تھا جو بادشاہ کے ساتھ ہوتے تھے۔ دیکھو برنیر کا بیان نورنگ زیب کے مارچ کے بارے میں صفحہ 356 و 364۔
لباس: جہانگیر کو اپنی نیم نور جہاں کی طرح لباس کا بڑا خیال تھا۔ اس نے اپنے لیے خاص قسم کا لباس اور خاص قسم کا کپڑا مقرر باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....

جذبات کی براہینستی کے وہ دل کا غنی اور فیاض تھا (3)۔ اہل خاندان سے اسے بڑا انس تھا۔ اپنی ماں اور دایہ کا وہ بڑا وابہ کرتا تھا اور اپنے والد کی یاد کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ (4)

اس کے دماغ کی ساخت ہندوستان کے مہذب ترین دربار میں بہترین تہذیب یافتہ معلموں کی تربیت میں ہوئی تھی۔ فطری علوم میں فاضل ہونے کے ساتھ ہی وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر زبان داں تھا۔ وہ فارسی شاعری سے مانوس تھا اور اسلامی مذہبی علوم، ہندو فلسفہ اور عیسائی کتب

ہائی حاشیہ..... 2۔ کر رکھا تھا اور اس کا استعمال صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص تھا جسے بادشاہ حطا کرے۔ ایک کپڑا توری کوٹ تھا جسے لوگ تباہ کر دیتے تھے۔ اس کی لمبائی کر کے بچے سے ان کے بچے تک ہوتی تھی اور اس میں آستین ٹھس ہوتی تھی۔ اس میں آگے کی طرف ٹٹن ہوتے تھے اور ایران کے لوگ اسے کر دی کہتے تھے (اس لیے کہ یہ کر دستان سے آتا تھا) میں نے اس کا نام ہاری رکھ دیا ایک اور لباس طوسی سال تھا جسے میرے والد ماجد نے بطور لباس اختیار کر لیا تھا جس کا گریبان دوہرا ہوتا تھا (باؤ کر گریبان) آستین کے سرے زد کا ہوتے تھے۔ اسے بھی انہوں نے لپٹے لیے اختیار کر لیا تھا۔ ایک اور تباہ ہوتی تھی جس میں حاشیہ ہوتا تھا اور اس کے کنارے کٹ کر دائیں اور آستین کے سرے سے سی دیے جاتے تھے۔ ایک اور تباہ ہوتی سائن کی تھی اور ایک اور چیر اور واسکتہ رسم سے بنی ہوئی تھی جس کے بچے میں کا ہوتا ہوا تھا جہاں گہر (راجس و دیگر رنج) جلد اول صفحہ 384۔

جہاں گہر کے سر پر ایک جیتی دستہ ہوتی تھی جس کے اوپر کئی رانج نس کے پر ہوتے تھے جس کے کندوں سے جیتی ہیرے اور زمرہ لٹکے ہوتے تھے یا بچے میں جڑے ہوتے تھے۔ گلے میں بڑے خوبصورت اعلیٰ درجہ کے موتوں اور زمرہ اور حقیق کا ہار ہوتا تھا ہیروں سے جڑا ہوا ہر بند اور کلائی بند جیتی کڑے۔ انگلیوں میں انگوٹھیاں، چیر میں موتوں سے جڑے ہوتے جوتے جن کی نوک پتلی ہو کر اور اوپر کوٹ مٹی تھی۔ یہ سب مل کر جگہ گت کا سحر پیدا کرتے تھے۔ دستانے وہ اکثر انگریزی پینٹا تھا۔ کوا اور ڈھال جو وہ اکثر لٹا لیتا تھا جیتی ہیروں اور باقوت سے سرسب ہوتی تھیں اور چینی پوری سونے کی ہوتی تھی۔ ہاکس کا بیان ہے کہ بادشاہ ہیرے ہاری ہاری پہنتا تھا۔ رد صفحات 321 و 322 نیز دیکھو ہاکس 1614ء میں جہاں گہر نے اپنے کان چھدوائے تاکہ ان میں شیخ سلیم چشتی کی سنت کی ہا ہا بن سکے جن کی دعا سے حال میں اسے ایک ہاری سے شفا ہوئی تھی۔ جہاں گہر (راجس و دیگر رنج) جلد اول صفحات 267-268، جہاں گہر کی پادشاہانہ محبتیں جو شیخ شہزادہ کو قمع ہوتی تھیں ان کا حال توڑک جہاں گہر (راجس و دیگر رنج) جلد صفحات 49-50، 57-100، 172-213، 214-215، 216-217، 218-219، 220-221، 222-223، 224-225، 226-227، 228-229، 230-231، 232-233، 234-235، 236-237، 238-239، 240-241، 242-243، 244-245، 246-247، 248-249، 250-251، 252-253، 254-255، 256-257، 258-259، 260-261، 262-263، 264-265، 266-267، 268-269، 270-271، 272-273، 274-275، 276-277، 278-279، 280-281، 282-283، 284-285، 286-287، 288-289، 290-291، 292-293، 294-295، 296-297، 298-299، 300-301، 302-303، 304-305، 306-307، 308-309، 310-311، 312-313، 314-315، 316-317، 318-319، 320-321، 322-323، 324-325، 326-327، 328-329، 330-331، 332-333، 334-335، 336-337، 338-339، 340-341، 342-343، 344-345، 346-347، 348-349، 350-351، 352-353، 354-355، 356-357، 358-359، 360-361، 362-363، 364-365، 366-367، 368-369، 370-371، 372-373، 374-375، 376-377، 378-379، 380-381، 382-383، 384-385، 386-387، 388-389، 390-391، 392-393، 394-395، 396-397، 398-399، 400-401، 402-403، 404-405، 406-407، 408-409، 410-411، 412-413، 414-415، 416-417، 418-419، 420-421، 422-423، 424-425، 426-427، 428-429، 430-431، 432-433، 434-435، 436-437، 438-439، 440-441، 442-443، 444-445، 446-447، 448-449، 450-451، 452-453، 454-455، 456-457، 458-459، 460-461، 462-463، 464-465، 466-467، 468-469، 470-471، 472-473، 474-475، 476-477، 478-479، 480-481، 482-483، 484-485، 486-487، 488-489، 490-491، 492-493، 494-495، 496-497، 498-499، 500-501، 502-503، 504-505، 506-507، 508-509، 510-511، 512-513، 514-515، 516-517، 518-519، 520-521، 522-523، 524-525، 526-527، 528-529، 530-531، 532-533، 534-535، 536-537، 538-539، 540-541، 542-543، 544-545، 546-547، 548-549، 550-551، 552-553، 554-555، 556-557، 558-559، 560-561، 562-563، 564-565، 566-567، 568-569، 570-571، 572-573، 574-575، 576-577، 578-579، 580-581، 582-583، 584-585، 586-587، 588-589، 590-591، 592-593، 594-595، 596-597، 598-599، 600-601، 602-603، 604-605، 606-607، 608-609، 610-611، 612-613، 614-615، 616-617، 618-619، 620-621، 622-623، 624-625، 626-627، 628-629، 630-631، 632-633، 634-635، 636-637، 638-639، 640-641، 642-643، 644-645، 646-647، 648-649، 650-651، 652-653، 654-655، 656-657، 658-659، 660-661، 662-663، 664-665، 666-667، 668-669، 670-671، 672-673، 674-675، 676-677، 678-679، 680-681، 682-683، 684-685، 686-687، 688-689، 690-691، 692-693، 694-695، 696-697، 698-699، 700-701، 702-703، 704-705، 706-707، 708-709، 710-711، 712-713، 714-715، 716-717، 718-719، 720-721، 722-723، 724-725، 726-727، 728-729، 730-731، 732-733، 734-735، 736-737، 738-739، 740-741، 742-743، 744-745، 746-747، 748-749، 750-751، 752-753، 754-755، 756-757، 758-759، 760-761، 762-763، 764-765، 766-767، 768-769، 770-771، 772-773، 774-775، 776-777، 778-779، 780-781، 782-783، 784-785، 786-787، 788-789، 790-791، 792-793، 794-795، 796-797، 798-799، 800-801، 802-803، 804-805، 806-807، 808-809، 810-811، 812-813، 814-815، 816-817، 818-819، 820-821، 822-823، 824-825، 826-827، 828-829، 830-831، 832-833، 834-835، 836-837، 838-839، 840-841، 842-843، 844-845، 846-847، 848-849، 850-851، 852-853، 854-855، 856-857، 858-859، 860-861، 862-863، 864-865، 866-867، 868-869، 870-871، 872-873، 874-875، 876-877، 878-879، 880-881، 882-883، 884-885، 886-887، 888-889، 890-891، 892-893، 894-895، 896-897، 898-899، 900-901، 902-903، 904-905، 906-907، 908-909، 910-911، 912-913، 914-915، 916-917، 918-919، 920-921، 922-923، 924-925، 926-927، 928-929، 930-931، 932-933، 934-935، 936-937، 938-939، 940-941، 942-943، 944-945، 946-947، 948-949، 950-951، 952-953، 954-955، 956-957، 958-959، 960-961، 962-963، 964-965، 966-967، 968-969، 970-971، 972-973، 974-975، 976-977، 978-979، 980-981، 982-983، 984-985، 986-987، 988-989، 990-991، 992-993، 994-995، 996-997، 998-999، 1000-1001، 1002-1003، 1004-1005، 1006-1007، 1008-1009، 1010-1011، 1012-1013، 1014-1015، 1016-1017، 1018-1019، 1020-1021، 1022-1023، 1024-1025، 1026-1027، 1028-1029، 1030-1031، 1032-1033، 1034-1035، 1036-1037، 1038-1039، 1040-1041، 1042-1043، 1044-1045، 1046-1047، 1048-1049، 1050-1051، 1052-1053، 1054-1055، 1056-1057، 1058-1059، 1060-1061، 1062-1063، 1064-1065، 1066-1067، 1068-1069، 1070-1071، 1072-1073، 1074-1075، 1076-1077، 1078-1079، 1080-1081، 1082-1083، 1084-1085، 1086-1087، 1088-1089، 1090-1091، 1092-1093، 1094-1095، 1096-1097، 1098-1099، 1100-1101، 1102-1103، 1104-1105، 1106-1107، 1108-1109، 1110-1111، 1112-1113، 1114-1115، 1116-1117، 1118-1119، 1120-1121، 1122-1123، 1124-1125، 1126-1127، 1128-1129، 1130-1131، 1132-1133، 1134-1135، 1136-1137، 1138-1139، 1140-1141، 1142-1143، 1144-1145، 1146-1147، 1148-1149، 1150-1151، 1152-1153، 1154-1155، 1156-1157، 1158-1159، 1160-1161، 1162-1163، 1164-1165، 1166-1167، 1168-1169، 1170-1171، 1172-1173، 1174-1175، 1176-1177، 1178-1179، 1180-1181، 1182-1183، 1184-1185، 1186-1187، 1188-1189، 1190-1191، 1192-1193، 1194-1195، 1196-1197، 1198-1199، 1200-1201، 1202-1203، 1204-1205، 1206-1207، 1208-1209، 1210-1211، 1212-1213، 1214-1215، 1216-1217، 1218-1219، 1220-1221، 1222-1223، 1224-1225، 1226-1227، 1228-1229، 1230-1231، 1232-1233، 1234-1235، 1236-1237، 1238-1239، 1240-1241، 1242-1243، 1244-1245، 1246-1247، 1248-1249، 1250-1251، 1252-1253، 1254-1255، 1256-1257، 1258-1259، 1260-1261، 1262-1263، 1264-1265، 1266-1267، 1268-1269، 1270-1271، 1272-1273، 1274-1275، 1276-1277، 1278-1279، 1280-1281، 1282-1283، 1284-1285، 1286-1287، 1288-1289، 1290-1291، 1292-1293، 1294-1295، 1296-1297، 1298-1299، 1300-1301، 1302-1303، 1304-1305، 1306-1307، 1308-1309، 1310-1311، 1312-1313، 1314-1315، 1316-1317، 1318-1319، 1320-1321، 1322-1323، 1324-1325، 1326-1327، 1328-1329، 1330-1331، 1332-1333، 1334-1335، 1336-1337، 1338-1339، 1340-1341، 1342-1343، 1344-1345، 1346-1347، 1348-1349، 1350-1351، 1352-1353، 1354-1355، 1356-1357، 1358-1359، 1360-1361، 1362-1363، 1364-1365، 1366-1367، 1368-1369، 1370-1371، 1372-1373، 1374-1375، 1376-1377، 1378-1379، 1380-1381، 1382-1383، 1384-1385، 1386-1387، 1388-1389، 1390-1391، 1392-1393، 1394-1395، 1396-1397، 1398-1399، 1400-1401، 1402-1403، 1404-1405، 1406-1407، 1408-1409، 1410-1411، 1412-1413، 1414-1415، 1416-1417، 1418-1419، 1420-1421، 1422-1423، 1424-1425، 1426-1427، 1428-1429، 1430-1431، 1432-1433، 1434-1435، 1436-1437، 1438-1439، 1440-1441، 1442-1443، 1444-1445، 1446-1447، 1448-1449، 1450-1451، 1452-1453، 1454-1455، 1456-1457، 1458-1459، 1460-1461، 1462-1463، 1464-1465، 1466-1467، 1468-1469، 1470-1471، 1472-1473، 1474-1475، 1476-1477، 1478-1479، 1480-1481، 1482-1483، 1484-1485، 1486-1487، 1488-1489، 1490-1491، 1492-1493، 1494-1495، 1496-1497، 1498-1499، 1500-1501، 1502-1503، 1504-1505، 1506-1507، 1508-1509، 1510-1511، 1512-1513، 1514-1515، 1516-1517، 1518-1519، 1520-1521، 1522-1523، 1524-1525، 1526-1527، 1528-1529، 1530-1531، 1532-1533، 1534-1535، 1536-1537، 1538-1539، 1540-1541، 1542-1543، 1544-1545، 1546-1547، 1548-1549، 1550-1551، 1552-1553، 1554-1555، 1556-1557، 1558-1559، 1560-1561، 1562-1563، 1564-1565، 1566-1567، 1568-1569، 1570-1571، 1572-1573، 1574-1575، 1576-1577، 1578-1579، 1580-1581، 1582-1583، 1584-1585، 1586-1587، 1588-1589، 1590-1591، 1592-1593، 1594-1595، 1596-1597، 1598-1599، 1600-1601، 1602-1603، 1604-1605، 1606-1607، 1608-1609، 1610-1611، 1612-1613، 1614-1615، 1616-1617، 1618-1619، 1620-1621، 1622-1623، 1624-1625، 1626-1627، 1628-1629، 1630-1631، 1632-1633، 1634-1635، 1636-1637، 1638-1639، 1640-1641، 1642-1643، 1644-1645، 1646-1647، 1648-1649، 1650-1651، 1652-1653، 1654-1655، 1656-1657، 1658-1659، 1660-1661، 1662-1663، 1664-1665، 1666-1667، 1668-1669، 1670-1671، 1672-1673، 1674-1675، 1676-1677، 1678-1679، 1680-1681، 1682-1683، 1684-1685، 1686-1687، 1688-1689، 1690-1691، 1692-1693، 1694-1695، 1696-1697، 1698-1699، 1700-1701، 1702-1703، 1704-1705، 1706-1707، 1708-1709، 1710-1711، 1712-1713، 1714-1715، 1716-1717، 1718-1719، 1720-1721، 1722-1723، 1724-1725، 1726-1727، 1728-1729، 1730-1731، 1732-1733، 1734-1735، 1736-1737، 1738-1739، 1740-1741، 1742-1743، 1744-1745، 1746-1747، 1748-1749، 1750-1751، 1752-1753، 1754-1755، 1756-1757، 1758-1759، 1760-1761، 1762-1763، 1764-1765، 1766-1767، 1768-1769، 1770-1771، 1772-1773، 1774-1775، 1776-1777، 1778-1779، 1780-1781، 1782-1783، 1784-1785، 1786-1787، 1788-1789، 1790-1791، 1792-1793، 1794-1795، 1796-1797، 1798-1799، 1800-1801، 1802-1803، 1804-1805، 1806-1807، 1808-1809، 1810-1811، 1812-1813، 1814-1815، 1816-1817، 1818-1819، 1820-1821، 1822-1823، 1824-1825، 1826-1827، 1828-1829، 1830-1831، 1832-1833، 1834-1835، 1836-1837، 1838-1839، 1840-1841، 1842-1843، 1844-1845، 1846-1847، 1848-1849، 1850-1851، 1852-1853، 1854-1855، 1856-1857، 1858-1859، 1860-1861، 1862-1863، 1864-1865، 1866-1867، 1868-1869، 1870-1871، 1872-1873، 1874-1875، 1876-1877، 1878-1879، 1880-1881، 1882-1883، 1884-1885، 1886-1887، 1888-1889، 1890-1891، 1892-1893، 1894-1895، 1896-1897، 1898-1899، 1900-1901، 1902-1903، 1904-1905، 1906-1907، 1908-1909، 1910-1911، 1912-1913، 1914-1915، 1916-1917، 1918-1919، 1920-1921، 1922-1923، 1924-1925، 1926-1927، 1928-1929، 1930-1931، 1932-1933، 1934-1935، 1936-1937، 1938-1939، 1940-1941، 1942-1943، 1944-1945، 1946-1947، 1948-1949، 1950-1951، 1952-1953، 1954-1955، 1956-1957، 1958-1959، 1960-1961، 1962-1963، 1964-1965، 1966-1967، 1968-1969، 1970-1971، 1972-1973، 1974-1975، 1976-1977، 1978-1979، 1980-1981، 1982-1983، 1984-1985، 1986-1987، 1988-1989، 1990-1991، 1992-1993، 1994-1995، 1996-1997، 1998-1999، 2000-2001، 2002-2003، 2004-2005، 2006-2007، 2008-2009، 2010-2011، 2012-2013، 2014-2015، 2016-2017، 2018-2019، 2020-2021، 2022-2023، 2024-2025، 2026-2027، 2028-2029، 2030-2031، 2032-2033، 2034-2035، 2036-2037، 2038-2039، 2040-2041، 2042-2043، 2044-2045، 2046-2047، 2048-2049، 2050-2051، 2052-2053، 2054-2055، 2056-2057، 2058-2059، 2060-2061، 2062-2063، 2064-2065، 2066-2067، 2068-2069، 2070-2071، 2072-2073، 2074-2075، 2076-2077، 2078-2079، 2080-2081، 2082-2083، 2084-2085، 2086-2087، 2088-2089، 2090-2091، 2092-2093، 2094-2095، 2096-2097، 2098-2099، 2100-2101، 2102-2103، 2104-2105، 2106-2107، 2108-2109، 2110-2111، 2112-2113، 2114-2115، 2116-2117، 2118-2119، 2120-2121، 2122-2123، 2124-2125، 2126-2127، 2128-2129، 2130-2131، 2132-2133، 2134-2135، 2136-2137، 2138-2139، 2140-2141، 2142-2143، 2144-2145، 2146-2147، 2148-2149، 2150-2151، 2152-2153، 2154-2155، 2156-2157، 2158-2159، 2160-2161، 2162-2163، 2164-2165، 2166-2167، 2168-2169، 2170-2171، 2172-2173، 2174-2175، 2176-2177، 2178-2179، 2180-2181، 2182-2183، 2184-2185، 2186-2187، 2188-2189، 2190-2191، 2192-2193، 2194-2195، 2196-2197، 2198-2199، 2200-2201، 2202-2203، 2204-2205، 2206-2207، 2208-2209، 2210-2211، 2212-2213، 2214-2215، 2216-2217، 2218-2219، 2220-2221، 2222-2223، 2224-2225، 2226-2227، 2228-2229، 2230-2231، 2232-2233، 2234-2235، 2236-2237، 2238-2239، 2240-2241، 2242-2243، 2244-2245، 2246-2247، 2248-2249، 2250-2251، 2252-2253، 2254-2255، 2256-2257، 2258-2259، 2260-2261، 2262-2263، 2264-2265، 2266-2267، 2268-2269، 2270-2271، 2272-2273، 2274-2275، 2276-2277، 2278-2279، 2280-2281، 2282-2283، 2284-2285، 2286-2287، 2288-2289، 2290-2291، 2292-2293، 2294-2295، 2296-2297، 2298-2299، 2300-2301، 2302-2303، 2304-2305، 2306-2307، 2308-2309، 2310-2311، 2312-2313، 2314-2315، 2316-2317، 2318-2319، 2320-2321، 2322-2323، 2324-2325، 2326-2327، 2328-2329، 2330-2331، 2332-2333، 2334-2335، 2336-2337، 2338-2339، 2340-2341، 2342-2343، 2344-2345، 2346-2347، 2348-2349، 2350-2351، 2352-2353، 2354-2355، 2356-2357، 2358-2359، 2360-2361، 2362-2363، 2364-2365، 2366-2367، 2368-2369، 2370-2371، 2372-2373، 2374-2375، 2376-2377، 2378-2379، 2380-2381، 2382-2383، 2384-2385، 2386-2387، 2388-2389، 2390-2391، 2392-2393، 2394-2395، 2396-2397، 2

مقدمہ سے واقف تھا اور جنفرانی معلومات اور تاریخی روابط کا بہت بڑا خزانہ اس کے ذہن میں تھا۔ (5) ایک اچھے سپہ سالار کے لیے جن اعصاب اور قابلیت کی ضرورت تھی وہ تو اس میں نہ تھی مگر ذاتی شجاعت کی کمی اس میں کبھی نہ ظاہر ہوئی۔

تصعب سے وہ بالکل بری تھا اور وہ بہت بڑی فہم و فراست کا مالک تھا جو عام طور پر لوگوں میں کم ہوتی ہے۔ اس کے والد نے جو آزاد خیالانہ پالیسی اسے ورثہ میں دی تھی اسے برتنے کی اس میں کافی استعداد تھی۔ پچھلے پانچ برسوں میں اس کی حرکات سے بہت سے شبہات پیدا ہو گئے تھے لیکن ذمہ داری ہاتھ میں لے کر اس میں سنجیدگی اور توازن آ گیا تھا۔

تخت نشینی 24 اکتوبر 1605ء

اکبر کے انتقال پر ایک ہفتہ کے سوگ کے بعد جمعرات 24 اکتوبر 1605ء کو سلیم باضابطہ طور پر آگرہ کے قلعہ میں تخت نشین ہوا۔ اسلامی تخت نشینی میں کوئی عہدہ یا حلقہ یا درحکے کا رسم نہیں ہوتا۔ سلیم نے تاج اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر رکھ لیا اور خطبہ میں اپنا نام لینے کا حکم دیا اور شاندار لقب نور الدین محمد جاگیر بادشاہ غازی اختیار کر لیا۔ اس نے اپنی تخت نشینی پر سترے سکے جاری کر کے نو قیدیوں کو آزاد کر کے منتشر کیا (6) اس نے اپنے والد کی فیاضانہ پالیسی کو آگے بڑھانے کے لیے بارہ مشہور فرامین جاری کیے۔ حال کے سیاسی جھگڑوں کے قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا اور تمام اعلیٰ اور ادنیٰ عہدہ داروں کو ان سے منصب پر بحال رکھا۔ (7) عبدالرحمن معصومی اور خواجہ عبداللہ قشندنی جنھوں نے بعکوت میں اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے باپ کا ساتھ دیا تھا انھیں اپنے منصب اور جاگیر پر بحال رکھا۔ (8) اپنی زندگی کے سب سے بڑے جرم ابو الفضل کے قتل کی حلفی کے لیے اس نے ابو الفضل کے لاکے عبدالرحمن کو اعزاز دے کر دو ہزار کے منصب پر ترقی دی۔ (9)

- (5) قدی جلدوں اور پچیس جلدوں کی تحریروں سے ایسی نیکوئیں مل سکتی ہیں۔ یہاں چند حوالے دیے جاتے ہیں۔
جاگیر (راج سوجر رنج) جلد صفحات 83-84، 88-89، 98-100، 142-143، 155-156، 228-229، 245-246، 248-249، 272-273، 322-323، 335-336، 357-358، 360-361، 362-363، 387-388، 410-412، 413-414 جلد دوم صفحات 96-98، 130-131، 224-225۔
- (6) وقائع اسد بیک (ایلیٹ وڈو سن) جلد دوم صفحہ 173۔ جاگیر (راج سوجر رنج) جلد اول صفحات 10-13، 30-31، 103-104، 107-108، 110-111، 113-114، 116-117، 119-120، 122-123، 125-126، 128-129، 131-132، 134-135، 137-138، 140-141، 143-144، 146-147، 149-150، 152-153، 155-156، 158-159، 161-162، 164-165، 167-168، 170-171، 173-174، 176-177، 179-180، 182-183، 185-186، 188-189، 191-192، 194-195، 197-198، 200-201، 203-204، 206-207، 209-210، 212-213، 215-216، 218-219، 221-222، 224-225، 227-228، 230-231، 233-234، 236-237، 239-240، 242-243، 245-246، 248-249، 251-252، 254-255، 257-258، 260-261، 263-264، 266-267، 269-270، 272-273، 275-276، 278-279، 281-282، 284-285، 287-288، 290-291، 293-294، 296-297، 299-300، 302-303، 305-306، 308-309، 311-312، 314-315، 317-318، 320-321، 323-324، 326-327، 329-330، 332-333، 335-336، 338-339، 341-342، 344-345، 347-348، 350-351، 353-354، 356-357، 359-360، 362-363، 365-366، 368-369، 371-372، 374-375، 377-378، 380-381، 383-384، 386-387، 389-390، 392-393، 395-396، 398-399، 400-401، 403-404، 406-407، 409-410، 412-413، 415-416، 418-419، 421-422، 424-425، 427-428، 430-431، 433-434، 436-437، 439-440، 442-443، 445-446، 448-449، 451-452، 454-455، 457-458، 460-461، 462-463، 465-466، 468-469، 471-472، 474-475، 477-478، 480-481، 483-484، 486-487، 489-490، 492-493، 495-496، 498-499، 500-501، 503-504، 506-507، 509-510، 512-513، 515-516، 518-519، 521-522، 524-525، 527-528، 530-531، 533-534، 536-537، 539-540، 542-543، 545-546، 548-549، 551-552، 554-555، 557-558، 560-561، 563-564، 566-567، 569-570، 572-573، 575-576، 578-579، 581-582، 584-585، 587-588، 590-591، 593-594، 596-597، 599-600، 602-603، 605-606، 608-609، 611-612، 614-615، 617-618، 620-621، 623-624، 626-627، 629-630، 632-633، 635-636، 638-639، 641-642، 644-645، 647-648، 650-651، 653-654، 656-657، 659-660، 662-663، 665-666، 668-669، 671-672، 674-675، 677-678، 680-681، 683-684، 686-687، 689-690، 692-693، 695-696، 698-699، 700-701، 703-704، 706-707، 709-710، 712-713، 715-716، 718-719، 721-722، 724-725، 727-728، 730-731، 733-734، 736-737، 739-740، 742-743، 745-746، 748-749، 751-752، 754-755، 757-758، 760-761، 763-764، 766-767، 769-770، 772-773، 775-776، 778-779، 781-782، 784-785، 787-788، 790-791، 793-794، 796-797، 799-800، 802-803، 805-806، 808-809، 811-812، 814-815، 817-818، 820-821، 823-824، 826-827، 829-830، 832-833، 835-836، 838-839، 841-842، 844-845، 847-848، 850-851، 853-854، 856-857، 859-860، 862-863، 865-866، 868-869، 871-872، 874-875، 877-878، 880-881، 883-884، 886-887، 889-890، 892-893، 895-896، 898-899، 900-901، 903-904، 906-907، 909-910، 912-913، 915-916، 918-919، 921-922، 924-925، 927-928، 930-931، 933-934، 936-937، 939-940، 942-943، 945-946، 948-949، 951-952، 954-955، 957-958، 960-961، 963-964، 966-967، 969-970، 972-973، 975-976، 978-979، 981-982، 984-985، 987-988، 990-991، 993-994، 996-997، 999-1000۔
- (7) جاگیر (راج سوجر رنج) جلد اول صفحات 10، 94، 710، 947، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500۔
- (8) جاگیر (راج سوجر رنج) جلد اول صفحات 13، 14، 67۔
- (9) جاگیر (راج سوجر رنج) جلد اول صفحہ 17۔

نئے احکامات

جن لوگوں نے خست حالی کے زمانے میں اسے نقصان پہنچایا تھا یا خدمت کی انھیں وہ بھول نہیں سکتا تھا عزیز کوکا کے خطابات اور اعزازات تو بحال رکھے گئے لیکن اسے اقتدار سے نیچے اتار دیا گیا اور بار بار اسے ذلیل کیا گیا اور ہمز کا گیا۔ شروع میں تو جہانگیر نے عقلمندی سے راجہ مان سنگھ کو راضی کر لیا اور دونوں نے پچھلی باتوں کے لیے ایک دوسرے درگزر کا تبادلہ کیا اور اس کے لڑکے مہا سنگھ کو دو ہزار کے منصب پر ترقی دے دی۔ (10) لیکن 1606ء میں راجہ مان سنگھ کو جسے جہانگیر، "خرانت بھیریا" کہتا تھا معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ منظور نظر قطب الدین کو بنگال کا گورنر بنایا گیا اور اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دے دی گئی۔ (11)

شریف خاں وزیر اعظم امیر الامرا

نامور متاع و خوشنویس عبدالعہد شیریں رقم کے لڑکے شریف خاں کو نائب السلطنت وزیر اعظم امیر الامرا اور مہر شاہی کا محافظ بنادیا گیا۔ اکبر سے سلیم کی آخری مصالحت نے اسے جلا وطن اور جٹائے مصائب کر دیا تھا۔ اکبر جس سے اس نے بیوفائی کی تھی اس کے انتقال کی خبر اسے نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوئی۔ وہ تیزی سے چل کر آگرہ پہنچا اور 8 نومبر 1605ء کو اپنے پرانے دوست کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اتنی گرجوشتی کی پڑائی کسی اور کو نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ جہانگیر نے کہا "میں اسے بھائی بیٹے یا رفیق کی طرح سمجھتا ہوں" علاوہ دیگر اعزازات کے اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی مگر وہ قطعی طور پر معمولی سمجھ کا آدمی تھا اور پرانے قابل امرا اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس کی صحت تیزی سے گرتی جا رہی تھی اور وہ خود کو اس نئی ذمہ داری کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ اس کے عروج سے دربار میں رشک و حسد پیدا ہو گیا۔ (12)

دیوانی مرزا جاں بیگ و اعتماد الدولہ کو سپرد کی گئی

خوش قسمتی سے دیوانی کا منصب زیادہ قابل لوگوں کو دیا گیا۔ یہ دو امرا کے سپرد کیا گیا، ایک مرزا جاں بیگ جو شہزادگی کے زمانہ میں جہانگیر کا ختنم مایہ تھا اور شاہی ملازمت میں منسلک ہو گیا تھا اور اپنی جفاکشی، سوجھ بوجھ انتظامی قابلیت، علمی مہارت اور خوشگوار انداز گفتگو کی بدولت محل شاہی کے ختنم کے

(10) کوکچ مسدیک (ایلیٹ ڈائری) جلد ششم صفحات 172 و 173۔ جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحہ 17۔

(11) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحہ 78۔ اقبال نامہ صفحہ 19۔

(12) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحات 14، 15، 18 و 18 اقبال نامہ صفحہ 3 خانی خاں جلد اول صفحہ 248 تا جہانگیر (مطلوہ خدا بخش) صفحہ 33 بلو کین 496، 517۔

ایک ناخوشگوار واقعہ جو وزیر کی خان اعظم نے کی وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ خان اعظم نے وزیر اعظم کو بعض دیگر امرا کے ساتھ ایک خیانت میں بلایا اور وہیں شریف خاں کو مخاطب کر کے کہا "تو اب صاحب! آپ سے میری کوئی دوستی نہیں ہے۔ آپ کے والد عبدالعہد طابع مجھ سے بہت مانوس تھے جس کمرہ میں بیٹھا ہوں اس کی روغن کاری انھیں نے کی تھی۔ خاں جہاں اور مہاراجہ خاں احتجاجاً اٹھ کر چلے گئے جہانگیر نے جب اس واقعہ کو سنا تو شریف سے کہا "خان کو اپنی زبان پر قابو نہیں ہے۔ تم اس سے جھگڑا نہ کرو۔" اعتماد الدولہ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو اقبال نامہ صفحات 54 و 55، خانی خاں جلد اول صفحات 203 و 205۔

مہدے پر سرفراز ہو گیا تھا۔ شاہی فرامین اس سے بہتر کوئی اور نہیں لکھ سکتا تھا اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی اتنا بردبار تھا۔ اس نے کبھی اپنے کسی ملازم کو گالی نہیں دی۔ ہر محاصرہ مورخ نے اس کی اعلیٰ خوبیوں کو سراہا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے مرزا غیاث کے خالص سونے میں ایک ذرا ساسا میل بھی تھا۔ وہ ردپیہ کا حریص تھا اور اکثر اتنا کر جاتا تھا کہ رشوت لے لیتا تھا۔ اب اسے ڈیڑھ ہزار منصب پر ترقی دے دی گئی اور احمد الدولہ کا شاندار خطاب صلا کیا گیا۔ (13)

شیخ فرید بخاری کو میر فشی مقرر کیا گیا

اس کے بعد سب سے بڑا عہدہ شیخ فرید بخاری کے حصہ میں آیا جس نے بڑے اہم موقع پر راجہ مان سنگھ اور عزیز کوکا کی مخالف جماعت کی سربراہی کی تھی۔ اس نے شروع ہی میں اڈیرہ کے اندر افغانوں کے خلاف جنگ میں امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ اور ڈیڑھ ہزار کے منصب پر فائز ہو گیا تھا۔ اس کی فیاضی بے مثال تھی اور اس کی روح میں غلوص تھا۔ اس نے خود اپنے لیے کوئی محل نہیں تعمیر کیا اور ہمیشہ بطور مسافر کے زندگی بسر کی۔ وہ اپنے آدمیوں کو تحفہ اپنے ہاتھ سے دیتا تھا۔ اس کے متعلقین سال میں تین مکمل جوڑے لباس کے پاتے تھے اور اس کے سپاہی سال میں ایک مکمل پاتے تھے۔ اپنے مہجروں کو بھی وہ پہنے کے لیے جوتے دیتا تھا۔ اس کے سپاہی جو لڑائی میں مارے جاتے تھے ان کے متعلقین کی پرداخت کا انتظام وہ بڑی فیاضی سے کرتا تھا اور انھیں ردپیہ پیسہ اور زمین دیتا تھا۔ کوئی سائل کبھی اس کے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ بھر اور نہ کسی بیوہ یا یتیم کا سوال خالی گیا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس نے محتاجی یا افلاس دیکھا ہو اور مدد نہ دی ہو۔ اس نے کئی مسجدیں، مسافر خانے، حمام اور بازار تعمیر کیے اپنی کثیر دولت میں سے اس نے صرف ایک ہزار اشرفیاں ترکہ میں چھوڑیں لیکن اس کی خودداری اور مذہبی احتیاط پسندی کا یہ حال تھا کہ اس نے کبھی کسی چاچلوں یا گویے کو کبھی ایک پیسہ نہیں دیا۔ میدان جنگ میں اسے شجاعت، دلیری، مردانگی، بے پناہ ہمت اور خطرہ سے دو چار ہونے بے باکی کا امتیاز حاصل تھا۔ یہ شخصیت تھی جسے اب جہانگیر نے میر بخشی کے منصب پر فائز کیا اور صاحب السیف و القلم کے خطاب سے سرفراز کیا۔ (14)

مہابت خاں

کابل کے غیاث بیگ کے لڑکے زمانہ بیگ کو ایک ہزار پانچ سو کا منصب اور مہابت خاں کا خطاب دیا گیا جس خطاب سے وہ اپنی خوش قسمتی سے سارے ملک میں نامور ہوا۔ شروع زندگی میں وہ احمدی کے درجہ میں ملازم ہوا تھا اور شہزادہ سلیم کی ذاتی خدمت پر مقرر ہوا تھا۔ اپنی بلند اخلاقی صاف دلی اور صاف گوئی سے اس نے اپنے آقا کے دل میں محبت اور عزت حاصل کر لی۔ جہانگیر نے ہمیشہ اسے پوری آزادی سے بات کرنے کی اجازت دی جس کے عوض میں اس نے بھی بے پناہ وفاداری کا اظہار کیا۔ اس کے

(13) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 22۔ اقبال نامہ صفحہ 3۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 263، 265۔ آثر الامر جلد اول صفحہ 127۔ بلوچین صفحات 506-511۔ بلوچین جلد اول صفحہ 185۔ لطیف کی نگارہ میں ایک آدمہ افغانی حال دیا ہے۔ دیکھو باب ہفتم باب۔

(14) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 13۔ اقبال نامہ صفحہ 3۔ 8۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 248۔ بلوچین صفحہ 14۔

مزاج میں خودداری کا زبردست احساس غرور کی حد تک پہنچا ہوا تھا وہ صاف گو اور بے باک تھا اور خوشامد سے بہت دور اور کسی کے حکم چلانے کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میدان جنگ میں اس کی دلیری اور شجاعت بے مثال تھی۔ سپہ سالار کی اعلیٰ حیثیت میں اسے نظم و ضبط کی زبردست صلاحیت، دلیرانہ منصوبہ بندی، عمل میں مستعدی، موقع کے لحاظ سے مناسب طریق عمل، خوش تدبیری اور پامردی کی صفات حاصل تھیں۔ اس کی فوجی ذہانت کا راجپوت سپاہی لوہا نہ نختے تھے اور بخوشی اس کی رہنمائی قبول کرتے تھے اور ان کی آسائش کے لیے اُسے جو فکر رہتی تھی اس کے عوض میں وہ بے چون و چرا اس کی وفاداری سے اطاعت کرتے تھے۔ بعد کو راجپوت روایات میں اسے راجپوت نسل کا بتایا گیا۔ لیکن بعض اوقات وہ چالاک حکمت عملی کا مظاہرہ کرتا تھا جس سے راجپوت خوف زدہ ہو جاتے تھے (15) اور جھجک جاتے تھے۔ شہزادہ سلیم کے ادنیٰ درجہ کے ہمراہیوں میں رکن الدین ملقب بہ شیر خاں کو تین ہزار پانچ سو کا منصب ملا اور لالہ بیگ کو (16) ہزار کا خطاب اور چار ہزار کا منصب ملا اور بہار کی گورنری (17)۔ میر ضیاء الدین قزوینی کو ایک ہزار کا منصب اور محاسب المصطلب کا عہدہ ملا۔ (18) لیکن سب سے زیادہ ذلت آمیز خونی بیر سنگہ بندیلہ کی ترقی تھی جو اکبر کے انتقال پر جنگل کی روپوشی سے باہر نکلا اور آگرہ میں حاضر ہو کر تین ہزار کا منصب حاصل کیا اور اپنے موکل اور سرپرست پر کچھ اثر بھی پیدا کر لیا۔ اسے ہر معاملہ میں آگے بڑھایا جاتا تھا جس سے اس کا بڑا بھائی رام چندر بندیلہ سخت برہم ہوا اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ جسے عہدا اللہ خاں نے بڑی مشکل سے دبا یا۔ (19)

لوگوں کا ایک طبقہ جس کے نصیب جہانگیر کی تخت نشینی سے جاگ اٹھے شیخ سلیم چشتی کی اولاد کا تھا جن کی دعا سے سلیم کی پیدائش ہوئی تھی۔ علاء الدین کو اسلام خاں کا لقب دیا گیا اور بعد کو بنگال کا گورنر بنایا گیا۔ (20) ان کے لڑکے اکرام خاں کو پانچ ہزار ذات اور ڈیڑھ ہزار کا منصب اور عیادت کی فوجداری کا عہدہ دیا گیا۔ (21) شیخ کبیر ملقب بہ شجاعت خاں نے بنگال میں اعلیٰ عہدوں کے فرائض اخیانہ کے ساتھ انجام دیے۔ (22) شیخ بابزید جس کی ماں نے شہزادہ سلیم کو پیدا ہونے کے پہلے دن دودھ پلایا تھا اسے بھی معقول عہدہ دیا گیا۔ (23)

عام ترقیاں

ان غیر مستحق ترقیوں پر جو رشک و حسد کے جذبات پیدا ہوئے تھے انہیں معتدل کرنے کے

لیے عام طور پر مشاہدوں میں میں فیصدی کیا اس سے زیادہ کا اضافہ کیا گیا اور بعض صورتوں میں تین سو یا چار

(15) جہانگیر (راجہ سچندر) جلد اول صفحہ 24، قبیل نامہ صفحہ 4، خانی خاں جلد اول صفحہ 248 تا (دو بیچ جلد اول صفحہ 282) نے اسے عظیم رتایہ بے کے عہدہ بھائی ساگر کا لکھایا ہے۔

(16) جہانگیر (راجہ سچندر) جلد اول صفحہ 17۔ (17) ایبنا صفحہ 21۔ (18) ایبنا صفحہ 28۔

(19) جہانگیر (راجہ سچندر) جلد اول صفحات 24، 82، 87، 160 تا لاسر جلد دوم صفحہ 99۔ بلوکن صفحہ 487۔ کسر اس کی ہر سنگہ چتر رام چندر کوڑکو اکبر نامہ شاہ بھی کہا جاتا تھا۔ دیکھو بندیلوں کی ابتدائی خطوط بمبئی۔

(20) جہانگیر (راجہ سچندر) جلد اول صفحات 31، 32، 208، 287۔

(21) ایبنا جلد دوم صفحہ 102۔

(22) صفحہ 29۔

(23) جہانگیر (راجہ سچندر) جلد اول صفحہ 32۔

خبراتی ارازمیوں کی تمام عطیات کو برقرار رکھا گیا اور غرباء اور محتاجوں کی مد میں بافرا د فیاض کے ساتھ روپیہ دیا گیا۔ (24)

بادشاہ کی تخت نشینی اور حکام کی ترقیوں پر جشن و مجلس اور میاںوں سے آگرہ چند مہینوں تک جھلکا تا رہا۔ اس وقت یہ شہر دنیا کے خوبصورت ترین شہروں میں تھا۔ بجز چند برسوں کے جب کہ اکبر کی سبکی سے رنجت ہو گئی تھی۔ آگرہ ایک صدی سے زیادہ تک شاہی ہند کا دار السلطنت رہا۔ جہانگیر کے عہد میں یہ جتنا کے دانے کنارے پر پندرہ میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کی چوڑائی جو سات میل سے کچھ زیادہ تھی کم دہائیں ہونے کی وجہ سے نصف چاند کی شکل کی ہو گئی تھی۔ اس کے چاروں طرف دریادوسریل میل کے رقبہ میں مضامعات پھیلے ہوئے تھے۔ شہر کی سڑکیں پتھر کی تھیں مگر تنگ تھیں۔ تجارت کی ماہی اور آبادی کی سرگرمی نے اسے پانے معاصر لندن کے مقابلے میں زیادہ بازاروں میں میلے جیسا ہجوم ہوا تھا۔ دوکانوں میں دور دراز ایشیا اور یورپ کی پیداوار اور مصنوعات کا اعتبار تھا۔ اندرونی حصہ کی بعض عمارتیں تین تین چار چار منزل بلند تھیں لیکن شہر کا سب سے زیادہ خوبصورت حصہ جتنا کے کنارے پر تھا۔ یہاں امرا نے اپنے محل قیصر کیے تھے جو شان و شکوہ میں تعلقہ کے اندر کے شاہی محلات سے دوسرے عمارتوں پر تھے۔

اگر وہ مشہور قلعہ جو بجائے خود ایک شہر تھا اور جسے اکبر نے پینتیس لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر کیا تھا۔ آج بھی موجود ہے اور نیکیوں اور انقلابات کا خاموش شاہد رہا ہے۔ اس کی سنگ سرخ فیصل اور برجیاں آج بھی بیحد کی طرح پائیدار ہیں۔ ہیر دنی خندق تو ختم ہو گئی ہے مگر اندرونی خندق موجود ہے۔ اگرچہ اب اس میں پانی نہیں جھللاتا ہے بلکہ گھاس بھوس اُگی ہوئی ہے۔ پھاٹک کے سامنے دو شاندار پورے قد کے ہاتھی کھڑے تھے جو راجپوت ہیر وجہ مل اور پنا کے یادگار تھے۔ جہانگیر کے عہد میں قلعہ کے اندر جو خوبصورت عمارتیں اور محلات تھے انھیں شاہجہان نے درست کر کے حسن و خوبی کا حیرت انگیز نمونہ بنادیا تھا۔ لیکن وقت اور جہاں کاروں کی توڑ پھوڑ نے ہر چیز کو بدل دیا۔ تاہم دیوان خاص اور دیوان عام ونگلی

248، 249: چارن جلد سوم باب 13۔

(25) الف فحیٰ صفحہ 96 پرچہ جات دوم صفحہ 173 و لیم فحیٰ پرچہ جات چہارم صفحات 72، 75 جوزف سال بیک پرچہ جات سوم صفحات 83، 84 مانشریت (ہوائے لینڈ و سنجی) صفحات 22، 36، ڈی لائٹ (ترجمہ لیسہ برج) کلکتہ ریلوے پریس 1870ء صفحات 67، 71، ہر رٹ صفحہ 62۔ جوڑ دین کا جرجل صفحات 162، 164۔ جہانگیر کے عہد کے بعد سترہویں صدی کے حال کے متعلق دیکھو پینر منڈی جلد دوم صفحات 206، 224۔ قیومت۔ حیدر سوم باب 19 صفحات 33، 35۔ برنہ (ترجمہ

کل وجہ انگیری محل اور چند دیگر ادنیٰ قسم کی عمارتیں آج بھی جہانگیر کے عہد کے شکوہ اور حسن ذوق کی شہادت دے رہی ہیں۔ (25)

نوروز کی پہلی تقریب مارچ 1606ء

یہیں مارچ 1606ء میں جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے پہلے سال کا نوروز غیر معمولی شان و شوکت سے منایا۔ (26) لیکن ابھی عیش و عشرت کا شور مچا رہا تھا کہ سلطنت میں اس خبر سے ہلچل مچ گئی کہ بڑے شہزادے خسرو نے علم بغاوت بلند کر دیا۔

(ہائی مائٹ... 25...)

کامپلٹ (صفحات 284 تا 288) نور نیر (مرتبہ بال) صفحات 205 تا 205 خلاصہ التواریخ دہلی ایڈیشن) صفحات 264 و 265 سنوٹی (مرتبہ اردو) جلد اول صفحات 132 و 133 حال کے بیانات میں سب سے زیادہ مفصل لطف کا آگرہ ہسٹریکل اینڈ ڈسکرپٹو میں ہے لیکن یہ غلط طور پر ترتیب ہے۔ مختصر حال کین کی ہینڈ بک کا نڈو آگرہ صفحہ 22 تا 6 میں ہے۔ قلعہ کے اندر کی عمارتوں کے حلقے آرکیالوجیکل سروے کے رپورٹ میں قیمتی اور صحیح معلومات ہیں۔ (26) جہانگیر (راجرس و پرنس) جلد اول صفحات 28 و 49 اقبال نامہ صفحہ 18۔ آئز جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 35 خانی خاں جلد اول 249۔

چھٹا باب

شہزادہ خسرو کی بغاوت

جہانگیر کی خسرو سے مصالحت

اکبر کے انتقال کے دوسرے دن راجہ مان سنگھ نے اپنے بھانجے خسرو کو ساتھ لیا اور بنگال کی رواجی کے لیے کشتی تیار کرائی مگر ویسے ہی نئے بادشاہ کی طرف سے مصالحت کی خواہش کی خبر ملی۔ بہادر راجپوت نے مصالحت کی شرط اول کے طور پر خسرو کی پوری پوری حفاظت اور سلامتی کی ذمہ داری طلب کی۔ جہانگیر نے یہ حلف وعدہ کیا کہ خسرو کو کسی طرف سے کوئی نقصان پہنچنے کا مطلق اندیشہ نہیں۔ دوسرے دن مان سنگھ نے خسرو کو دربار میں پیش کر دیا۔ جہانگیر نے اپنے لڑکے کو گلے لگایا اور پیار کیا اور گرجو شانہ شفقت کا اظہار کر کے مان سنگھ کو عزت و احترام کے ساتھ بنگال روانہ کر دیا۔ چند دن بعد خسرو کو آگرہ میں اپنا محل درست کرانے کے لیے ایک لاکھ روپیہ دیا گیا۔ (1)

خسرو نیم حراست میں

یہ مصالحت ایک طرح کی مہرمانہ چال تھی۔ خسرو کو سامنے رکھ کر مان سنگھ بنگال میں خود مختاری کا اعلان کر سکتا تھا اور سلطنت کے سارے مطمئن عناصر کو اپنے ساتھ ملا سکتا تھا لیکن باپ بیٹوں کے دلوں میں سخت غلش پیدا ہو گئی تھی۔ ایک حال کے واقعات کو معاف نہیں کر سکتا تھا اور دوسرا انہیں فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ خسرو نے تخت شاهی کا حوصلہ کیا تھا مگر منزل تک نہ پہنچ سکا۔ خسرو اپنی تمام ذاتی خوبیوں، فطری صلاحیتوں، معقول تعلیم اور بے داغ زندگی کے باوجود نا تجربہ کار جوان، درشت مزاج اور کمزور قوت فیصلہ کا تھا۔ یہی ذہنیت رتبہ اور نام و نمود پا کر جوڑ توڑ اور سازش کا مرکز بن جاتی ہے۔ اس نے جس حیثیت کا تصور کیا تھا کہ جہاں تک نظر جاتی اسی کی حکومت ہوتی اس سے وہ دور پھینک دیا گیا تھا اور اب وہ ماتحتی اور ذلت کی زندگی سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری طرف جہانگیر کے دل میں جواذیت اور تحقیر کے چر کے لگے تھے اور جسے ان کے دوبارہ پیش آنے کا خطرہ تھا ان کی بنا پر اس نے اپنے لڑکے کو آگرہ کے قلعہ میں نیم حراست کی حیثیت میں رکھنے پر آمادہ کر لیا۔ اس نوجوان کو ساری عمر کی قید کے تاریک اندیشہ نے بچھن کر دیا۔ ہیر وئی دنیا کے ربط و ضبط سے محروم ہو کر اور صرف چند اشخاص کی صحبت کا پابند ہو کر رہنے کے مقابلہ میں اس نے فرار اور خطرہ مول لینے کی فکر کی۔ چند ماہ بشرع عام نے جس گرجوٹی سے اس کا استقبال کیا تھا وہ اس کے ذہن پر نقش تھا اور اس کے ایک طبقہ نے جس خیر سگالی

(1) قائد امجد بیک (ایبٹ و ڈاکسن) جلد ششم صفحات 172، 173۔ (جہانگیر راجہ سہ پور سنج) جلد اول صفحہ 11۔ یہ محل منٹم

خان کا تھا جو اکبر کی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں عظیم المرتبت امرا میں تھا۔

اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا وہ بھی وہ بھولانہ تھا۔ وہ اب بھی قسمت آزمائی کر سکتا تھا یا کم از کم کمٹائی کی مصیبت اور پریشانی سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔ اس کی کم سنی اس کی ذاتی خوبیوں اور اس کی مصیبت زدہ حالت نے چہرہ سونجوانوں کو اس کا حامی بنادیا تھا جس میں اعلیٰ خاندان اور شجاع مرزا شاہ رخ کالا کار زرا حسین بھی شامل تھا۔ (2)

خسر و کافر اور پنجاب کی طرف روانگی حسین بیگ بدخشان سے میل

16 مارچ 1806ء کو وہ اپنے دادا کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بہانہ سے ساڑھے تین سو سواروں کے ساتھ قلعہ سے نکل ہماگ اور تیزی کے ساتھ پنجاب کا رخ کیا۔ سحر امیں حسین بیگ بدخشان اس کے ساتھ ہو گیا جس کے ساتھ تین سو بہادر سوار تھے اور جو شاہی فرمان کی تعمیل میں دربار چاہا تھا۔ حسین بیگ کو شیر خاص بٹلایا گیا۔ شہزادہ نے اُسے خان بابا سے خطاب کیا۔ چہرہ کا شکار اور قسمت آزما بھی باغیوں کے گردہ میں شامل ہو گئے۔ یہاں تک کہ سب ملاکر بارہ ہزار آدمی ہو گئے۔

لوٹ مار

آس پاس کا علاقہ لوٹنے اور جتنے گھوڑے مل سکے انہیں قبضہ میں کرتے ہوئے وہ آگے بڑھے۔ رات کو انہوں نے ایک فریب گاؤں میں قیام کیا جس سے ہازک مزاج خرد کو سخت تکلیف ہوئی اور بہت سے لوگ کٹے میدان میں لیت گئے جہاں کیدڑان کے گردوں کو چائے رہے۔ راستہ میں شہزادہ نے ایک لاکھ روپیہ لے جاتے ہوئے ایک شاہی کاروان کو لوٹ لیا اور روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ دہلی کے پاس سے گزرتے ہوئے انہوں نے نرملہ کی سرائے میں آگ لگا دی۔ یہاں انہیں لاہور کا دیوان عبدالرحیم ملا جو حسین بیگ کی طرح شاہی دربار کو چاہا تھا۔ شہزادہ نے اسے انور خاں کا خطاب دے کر اپنا وزیر بنالیا۔ (3)

گروہ جن کی دعا

قرن ثلث میں خسرو نے گروہ جن سے دعا کی استدعا کی جو سکھوں کا مڑ گرد اور سکھوں کے مذہبی ادب کا ایٹھ ٹھکانہ جسے خسرو نے اپنے دادا کی زندگی میں دیکھا تھا۔ خسرو نے اس سے خود کو ایک ستم

(2) جہانگیر (راجہ سورج) جلد اول صفحہ 53۔ فرد جہک باب 17 نیز دیکھو پرنس کی جہانگیر صفحات 15، 16، 16 بکھاس ایڈیشن کلکتہ صفحہ 26۔

(3) جہانگیر (راجہ سورج) جلد اول صفحات 52، 54، 55، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

رسیدہ اور بے بس آدمی ظاہر کیا اور ٹرو نے اس کو دعا دی۔ (4)

لاہور میں آمد

اس کے بعد خسرو لاہور کی طرف بڑھا جو آج کی طرح اس وقت بھی پنجاب کا صدر مستقر تھا لیکن اس نے دیکھا کہ وہاں کے گورنر دلاور خاں نے اسے خوب مستحکم کر رکھا ہے۔

مزاہمت

دلاور خاں نے عبدالرحیم کو بغاوت سے باز رکھنے کی ناکام کوشش اور پھر سرپٹ گھوڑا دوڑا کر پانی پت کی طرف روانہ ہو گیا اور راستہ میں لوگوں کو خبردار کر تا گیا۔ پانی پت وہ خسرو سے دو دن پہلے پہنچ گیا اور فصیل اور برجیوں کی سرمت کرائی اور توپیں چڑھا کر قلعہ بند ہونے کی تیاری کی۔ قلعہ کی مختصر فوج کو سعید خاں کے آجانے سے مکمل مل گئی، جو کشمیر جاتے ہوئے دریائے چناب پر ٹھہر گیا تھا اور بغاوت کی خبر پا کر فوراً پہنچ گیا۔ (5)

پانی پت کا محاصرہ

خسرو کے غیر تربیت یافتہ ساتھیوں کی تعداد قلعہ کے اندر کی فوج سے بہت زیادہ تھی لیکن ان میں ذرا بھی نظم و ضبط نہ تھا جیسا کہ ایک حال کے مورخ نے ایک دوسرے موقع کے لیے کہا ہے ”غیر تربیت یافتہ رسالہ جس میں گاڑی کے گھوڑے اور سامان ڈھونے والے گھوڑوں پر عام آدمی اور تاجر سوار ہوں اس سے زیادہ مایوس کن کوئی اور فوج نہیں ہو سکتی۔“ خسرو نے ایک ہیردنی چٹانک میں آگ لگادی لیکن دلاور نے فوراً ایک دیوار کھڑی کر دی اور حملہ کے سارے منصوبے کو شکست دے دی۔ شہزادہ نے نو دن تک بلا کسی کامیابی کے انتظار کیا اور پھر یہ خبر سنی کہ شاہی فوج بندوبست کی زد تک قریب پہنچ گئی ہے۔ (6)

(4) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 72 سکھوں کی روایت میں یہ ہے کہ اکبر نے اپنی جانشینی کے لیے خسرو کو ہموار کیا تھا اور وہ کابل جدا تھا اور اس نے راجہ سے ملنے دیا۔ گرد نے کہا کہ اس کے پاس فریوں کو دینے کے لیے روپیہ ہے نہ کہ شہزادوں کو دینے کے لیے۔ اس پر خسرو نے کہا کہ وہ خود اس وقت فریبور ہے کس ہے اور سفر خرچ کے لیے اس کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ اس پر گرد نے اسے پانچ ہزار روپے دیے۔ دیکھو میکالیف کی سکھ ویلیجمن جلد دوم صفحات 84-85 تنظیم کی ہسٹری آف دی سکھس (مرتبہ گھٹ) صفحہ 53۔ دبستان جلد دوم صفحہ 273۔ جہانگیر کا بیان ہے کہ راجہ نے خسرو کی پیدائش پر قتلو پایا لگا دیا۔ (5) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 62۔ اقبال نامہ صفحات 10، 11 خانی خاں جلد اول صفحہ 251۔ آثار الاسرا (پورج) جلد اول 488 گلیڈون صفحات 7، 6۔

لاہور عرض البلد 31، 34، 50 شمال اور طول البلد 74، 210 شرق پر واقع ہے۔ معاصر حال کے لیے دیکھو آئین (جادت) جلد دوم صفحہ 32، ہسٹری کی کنسولیشن صفحات 159، 160 ڈی لائن (ترجمہ لیو برن) کلکتہ ریویو 1871ء جلد 52 صفحات 77، 78 دیکھو نیو رینر جلد اول صفحات 94، 95 نیز خلاصہ التواریخ (ترجمہ سر کار انشیا آف فورگن زب میں صفحات 79، 81) سال کی تفصیل کے حقیقی لطیف کی لاہور اس کی آرکی ٹیکچرل ریسٹنس اینڈ انشیا کوئی ٹیر اگرچہ بہت مفصل ہے مگر بے ترتیب۔ (6) جہانگیر (راجہ سوم پورج) جلد اول صفحہ 62۔ اقبال نامہ جلد دوم۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 251 گلیڈون صفحہ 7، آثار الاسرا (پورج) جلد اول صفحہ 488۔

جہانگیر نے تعاقب کیا

خسرو کے فرار کا حال چند ہی گھنٹوں کے اندر معلوم ہو گیا تھا ایک شیخ روشن کرنے والے نے شہزادہ کا کمرہ خالی پا کر وزیر الملک سے اپنا شبہ ظاہر کیا اور وزیر الملک نے فوراً شریف خان کو اطلاع کر دی شریف خان فوراً محلِ شہنشاہ میں پہنچ گیا۔ جہانگیر نے باہر نکل کر یہ غیر متوقع خبر سنی اور دریافت کیا کہ تعاقب کے لیے کیا خود اسے جانا چاہئے یا شہزادہ خرم کو بھیجتا چاہئے۔ شریف خاں نے خود اپنی خدمات پیش کیں اور بادشاہ نے منظور کر لیا۔ امیر الامرا نے دریافت کیا کہ اگر حالات بد سے بدتر ہو جائیں تو اسے کیا کرنا چاہئے۔ جہانگیر نے کہا کہ بادشاہی میں قربت کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا اور اسے پورا پورا اختیار ہے کہ موقع محل کے لحاظ سے جیسا چاہے شہزادے کے ساتھ سلوک کرے لیکن بعد کو سوچ کر بادشاہ نے تعاقب کی سربراہی دلیر شیخ فرید کو مقرر کر دی۔ اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ خسرو بھاگ کر مان سنگھ کے پاس بھاگ جائے گا مگر خبر رساؤں نے جلد ہی معلوم کر لیا کہ اس نے پنجاب کا راستہ اختیار کیا۔ اس وقت یہ خیال ہوا کہ شاید وہ ازبکوں یا ایرانیوں کی پناہ لے اور فوراً تعاقب کا تہیہ کر لیا گیا۔ دوسرے دن سویرے ہی میواڑ کے خلاف جو فوجیں بھیجی گئی تھیں انہیں واپس لانے کے احکام جاری کر دیے گئے۔ اگرچہ کاغذی نظام وزیر الملک اور اعتماد الدولہ کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ خود ایک بھاری فوج لے کر خسرو کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ سکندر امیں مرزا شاہ رخ چکر لگاتے ہوئے پڑا گیا جس نے سازش کا سارا حال بتایا مگر اُسے جھڑپی ڈال کر ذلت کے ساتھ ہی ہاتھی پر شہر کا چکر لگایا اور قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔

شہنشاہی فوج نے ہوڈل میں قیام کیا جہاں انتظام میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔ اعتماد الدولہ کو بادشاہ کے پاس بلا لیا گیا اور اگرچہ اس کی جگہ دوست محمد کو مقرر کیا گیا۔ مرزا محمد حکیم کے لڑکوں کو حراست میں کر دیا گیا۔ ایک ہر اول دستہ شیخ فرید کی ماتحتی میں آگے بڑھا اور خود بادشاہ کچھ فاصلہ پر ان سے پیچھے روانہ ہوا۔

فرید پوری تیز رفتار سے نہیں چلا شاید اس خیال سے کہ بادشاہ سے اس کا رابطہ نہ ٹوٹ جائے۔ اس کے رقیب شریف خان اور مہابت خاں نے اس پر سر دمہری کا الزام لگایا اور غداری کا بھی گمراہ یہ دونوں الزام بے بنیاد ثابت ہوئے۔ جس راستہ سے خسرو گیا تھا۔ اسی پر بڑھتے ہوئے فرید بیاس کے کنارے سلطان پور پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا خسرو کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ دونوں فوجوں کے بیچ میں نہ گھر جائے اس لیے اس نے فوج کا ایک دستہ لاہور میں چھوڑا اور خود دس ہزار کی فوج لے کر جنگ کے لیے نکل پڑا۔ (7)

ناکام گفت و شنید

جہانگیر نے معاملہ کو پرامن طریقہ پر طے کرنے کی کوشش کی اور میر جمال الدین حسین کو

(7) جہانگیر (راجس دھیر ج) جلد اول صفحہ 52، 53، 54، 57، 63، 71، 73، 74، اقبال نامہ صفحہ 9، 10، 11، 10، 11، 12، 13، 14، 15، 16، 17، 18، 19، 20، 21، 22، 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2

بھیجا کہ خسرو اطاعت پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے مگر گفتگو ناکام رہی آئندہ ہونے والی آویزش کا نتیجہ ظاہر تھا تعداد باغیوں کی زیادہ تھی مگر بجز بخشی رسالہ کے فوج میں نظم و ضابطہ نہ تھا نہ معقول اسلحہ تھے نہ سامان اور نہ کوئی قابل سپہ سالار تھا۔ عین جنگ کے وقت موسلا دھار بارش ہو گئی اور سب نے قریب کے دیہاتوں میں پناہ لی۔ دوسرے دن صبح کو سارے راستے بالکل دلدل ہو رہے تھے۔ (8)

بھرو وال کی لڑائی

چنانچہ جیسے جیسے واپس ہو کر بھرو وال کے میدان میں جمع ہوئے۔ لڑائی مختصر، خونریز اور فیصلہ کن تھی۔ سادات بارہہ جو اگلی صف میں تھے انہیں بدخشی رسالہ نے کاٹ کر رکھ دیا لیکن شاہی فوج کے سینہ کے حملہ نے میدان صاف کر دیا۔ چار سو بدخشی اور سینکڑوں کٹر نمایاں آدمی کھیت رہے۔ بچے ہوئے لوگوں میں افراتفری اور مایوسی تھی۔ کئی سو تو شاہی فوج کے ہاتھوں میں پڑ کر گرفتار ہوئے اور باقی اوہراہر بھاگ گئے۔ خسرو کے جواہرات کا بکس گم ہو گیا اور دشمنوں کے ہاتھ لگا۔

خسرو کی شکست

خود شہزادہ اور عبدالرحیم حسین بیگ بچے ہوئے لوگوں کے ساتھ ایک طرف کو بھاگ نکلے۔ ان کے آپس میں اگلے منصوبہ کے بارے میں شدید اختلاف تھا۔ ہندوستانیوں کی اکثریت میں جن کے خاندان میدانِ علاقوں میں آباد تھے اس پر اصرار کیا کہ تیز رفتار گھوڑوں پر آگرہ چلا جائے اور سلطنت کے صدر مستقر میں پہنچ کر دی جائے اور اگر اس میں ناکامی ہو تو مان سنگھ کی طرف فرار کیا جائے اس بے ہنگم منصوبہ کی حسین بیگ نے مخالفت کی اور کابل کی طرف پسپا ہونے پر اصرار کیا جہاں سے باہر ہایوں اور سارے ہندوستان پر کامیاب حملہ کرنے والے چلے تھے اس نے یہ بھی پیش کش کی کہ اگر اس کی رائے پر عمل کیا گیا تو (روہتاس کے قلعہ میں) اس کا جو چار لاکھ روپیہ کا انداختہ ہے وہ شہزادہ کے حوالے کر دے گا۔ اسے اس کی بھی قوی امید تھی کہ وہ دس بارہ ہزار مغل سوار جمع کر سکے گا جس کے ساتھ وہ یا تو کابل میں قلعہ بند ہو جائیں اور یا ہندوستان پر حملہ کریں۔ (9)

شہزادہ نے حسین بیگ کی رائے قبول کی اگرچہ اس کے نیچے میں اس کے افغانی اور ہندوستانی ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ چند بچے کچھے ساتھیوں کے ساتھ وہ مغرب کی طرف روانہ ہوا لیکن گھانوں اور پلپاب دریائی راستوں پر سخت پہرہ تھا۔ راجہ باسو باغیوں کا راستہ روکنے کے لیے شمال کی طرف نکل پڑا تھا۔ سارے کروڑی اور چودھری اور جاگیر دار ہوشیار ہو گئے تھے۔ جہانگیر خود بھی تیار تھا کہ اگر شہزادہ افغانستان کی طرف رخ کرے تو اس کا تعاقب کیا جائے۔ (10)

گرفتاری

روہتاس جاتے ہوئے خسرو، حسین بیگ اور عبدالرحیم اپنے چند حامیوں کے ساتھ رات کی

(8) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 64، 65۔ اقبال نامہ جلد دوم صفحہ 14۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 231۔

(9) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 65، 66۔ اقبال نامہ صفحات 13، 14۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 252۔

(10) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 65، 66۔ اقبال نامہ صفحہ 13، 14۔

تاریکی میں شلوپور کے گھاٹ تک پہنچ گئے۔ یہاں دو کشتیاں تھیں جن میں سے ایک پراہند من اور بھوسا لدھا ہوا تھا اور دوسری خالی تھی حسین بیگ نے کوشش کی کہ لدی ہوئی کشتی کے ملاح خالی پر چلے جائیں مگر سودھارا کے چودھری کمال کے داماد کلن کے آجانے سے غفلت پڑ گیا اور کلن نے شور مچا دیا جس سے دریا کے کنارے ایک ہجوم جمع ہو گیا۔ خوشامد، در آمد، دھمکی، روپیہ چھہ کالا بچ اور تیروں کی بارش کوئی چیز بھی ملاحوں کو مصیبت زدہ لوگوں کو دریا پار لے جانے پر آمادہ نہ کر سی۔ عین اسی وقت ابوالقاسم غمکین کے ماتحت سواروں کی ایک جماعت موقع پر پہنچ گئی۔ باغیوں نے خود جلدی سے کشتیوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں کہتے ہوئے لے چلے لیکن علی الصباح کشتی خشکی سے ٹکرائی۔ اس دوران میں دریا کے دونوں کناروں پر پہرہ دار اور سپاہی کھڑے ہو گئے تھے۔ اچالا ہونے پر شاہی فوج کے سپاہی کشتیوں اور ہاتھیوں پر دریا میں کود پڑے اور ٹوٹی ہوئی کشتی کے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ابوالقاسم غمکین فوراً ہی سخت پہرے میں انہیں گجرات کے شہر تک لے گیا۔ (11)

لاہور لائے گئے

جہانگیر جو لاہور میں کامراں کے باغ میں خیمہ زن تھا۔ (12) یہ خبر سن کر خوش ہوا اور قیدیوں کو لانے کے لیے شریف کو روانہ کیا۔ کیم مٹی کو قیدی لاہور لائے گئے۔ عوام اور دربار دونوں میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ بچھنی اور تشویش کے ساتھ شہزادے کا انجام دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ خود جہانگیر رنج و غم میں ڈوب گیا اور اپنے خاندان کے اندر اس کھٹکش کو دیکھ زار و قطار رونے لگا۔

دربار

پھر اس نے اپنے جذبات کو قابو میں کر کے دربار طلب کیا۔ افسر اور درباری اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور عوام ذرا فاصلہ پر۔ جہانگیر خود تخت شاہی پر بیٹھا۔ شہزادہ خسرو کو ہاتھوں میں جھکڑی اور زنجیروں میں بندھا ہوا پیش کیا گیا اور دربار تھا اور دربار تھا۔ حسین بیگ اس کے داپنے ہاتھ اور اپنے عبدالرحیم نے بائیں ہاتھ پر تھے اس منظر نے سب کے دل ہلا دیے۔

فہمائش اور قید

خسرو نے بادشاہ کے سامنے سر بسجود ہونا چاہا مگر اس سے سختی سے سیدھا کھڑے رہنے کو کہا گیا حسین بیگ نے اپنی صفائی پیش کرنا چاہی مگر اسے خاموش کر دیا گیا۔ جہانگیر نے خسرو کی سخت ملامت کی اور حراست میں رکھنے کا حکم دیا۔ (13)

(11) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحات 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110۔

(12) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحہ 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110۔

(13) جہانگیر (راجہ سدیور رنج) جلد اول صفحہ 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110۔

باغیوں کو وحشیانہ سزائیں

شہزادہ کے ہمراہیوں کو وحشیانہ سزائیں دی گئیں حسین بیگ کو تیل کی تازہ کھال میں سی دیا گیا اور عبدالرحیم کو گدھے کے کھال میں جس کے سنگ اوپر کو نکلے ہوئے تھے۔ انہیں گدھوں پر دم کی منہ کر کے سوار کیا گیا اور لاہور کی سڑکوں پر گشت کر لیا گیا۔ حسن بیگ بارہ گھنٹہ کے اندر گھٹ کر مر گیا مگر عبدالرحیم کی حالت کو اس کے بااثر دوستوں نے سنبھال لیا چونکہ گھنٹہ کی شدید لذت کے بعد اسے معافی دی گئی اور سابقہ اعزازات پر بحال کر دیا گیا۔ (14) چند دن بعد باغ کا سران سے شہر لاہور کو جانے والی سڑک پر دو رویہ سولیوں کی ایک لمبی قطار نظر آئی ان میں سے ہر ایک پر ایک باغی تھا جس کے ہاتھ پیروں پر میخیں ٹھونکنیں تھیں اور وہ در سے چنچ رہا تھا بریت کے اس مظاہر کی تکمیل کے لیے شہزادہ خسرو کو ہاتھی پر بیٹھا کر شہر کا گشت کر لیا گیا اور اس کے آگے غیر شرعیانہ مصلحہ کے طور پر اس کے ساتھیوں سے اظہار عقیدت کر لیا گیا۔ شہزادے کا نازک دل جو شدید غم سے تقریباً ناقابل برداشت تھا چھلکی کر دیا گیا۔ کئی دن تک وہ کرب کے ساتھ روتا رہا۔ زخمی دل کو کسی ہمدردی یا تقنی سے سکون نہیں ملا تھا اور اس کا حسین چہرہ جس نے بہتوں کے دل موہ لیے تھے رنج و غم سے پرمردہ ہو گیا اور غمگینی ہمیشہ کے لئے نقش ہو گئی جو ہمیشہ قائم رہی اس کے دو ساتھیوں کو جنہوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر لاہور کے لوگوں کو لوٹ لیا تھا نسبتاً ہلکی سزائیں دی گئیں۔ امبا کو پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے رہا کر دیا گیا اور اس کے ساتھی راجو کو قتل کر دیا گیا۔ (15)

لیکن اس سے زیادہ با وقعت شخصیت جسے قربانی کا بکرا بنایا گیا سکھ گردوارہ جن کی تھی جس نے اپنے دور روحانی پیشروؤں کے اقوال و تحریرات قلم بند کر کے آنے والی نسلوں پر مستقل احسان کیا تھا وہ 1585ء میں بمقام گوندوال پیدا ہوا تھا اور چوتھے گردوارہ داس کا چوتھا لڑکا تھا بچپن ہی سے اس نے غیر معمولی روحانیت اور غور و خوض کا گہوارہ بھان تھا اس کا بڑا بھائی دنیا پر قوی چند عرف پر تھا تھا جس پر اس کے باپ نے ارجن کو ترجیح دی اور 1551ء میں اپنا جانشین نامزد کر دیا۔ رقابت کے تیز شعلوں نے پر قیام کے دل میں برادرانہ اخوت اور انسانی ہمدردی کے جذبات کو جلد رہا کر دیا۔ اپنی بیوی کے بھڑکانے پر جو لطیف نسوانی جذبات سے خالی تھیں وہ اپنی بھائی کی جابی کے لیے مسلسل اور انتھک کوشش کرتا رہا اسے ایک

(14) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 68، 69۔ اقبل نامہ صفحہ 16 خانی خان جلد اول صفحہ 253 دو ہدیت

باب 17 قادر ہو سنن کی بیوی راجس و پورہ جلد اول صفحہ 73۔ اقبل نامہ صفحہ 16 خانی خان جلد اول صفحہ 253 دو ہدیت

(15) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 69، 73۔ اقبل نامہ صفحہ 16 خانی خان جلد اول صفحہ 253 دو ہدیت

454، 455۔ جن لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہو گئی تھیں ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دو ہدیت باب 17 کے بموجب

دوسری تعداد ہے جو بظاہر تقریباً صحیح ہے۔ میری (صفحہ 410) عام لوگوں کے بیان کے بموجب 800 تھے۔ پرائس کی جہانگیر

صفحہ 88 بتکھی ایڈیشن کلکتہ صفحات 153، 154۔ بے بس لوگوں کی مصیبت پر خوش ظاہر کرتا ہے لیکن خود جہانگیر نے شخص

واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ خلاصہ التواریخ کا بیان ہے کہ شہزادہ نے جب اپنے ساتھیوں کی قوت دیکھی تو موت کی تمنا کی۔ پورچین یا حو

نے بے نیت کامیابی طرح بھڑا کر لکھا ہے۔ جو بھاری گپ پر مبنی ہے۔ (میری صفحہ 410) کا بیان ہے کہ خسرو واقعی لاہور میں

تحت نفس ہو گیا تھا اور لوگوں نے اسے مان لیا تھا اس نے لکھا ہے کہ خسرو نے بے قصور لوگوں کو سزا دی اور خود سے بچا لینے پر

جہانگیر کو برا بھلا کہہ نذر دیکھو پائس (پرچہ چلت چلدم صفحہ 5) چلت پرچہ چلت سوم صفحہ 38) ڈیلا دیل جلد اول صفحہ 56۔ پڑ

منزی صفحات 103، 105۔ ڈی لائن (ترجمہ لکھنؤ جلد 52۔ 1871ء صفحہ 77) کا بیان مختصر اور گر لکن ہے۔ نیز

دیکھو جلد اول صفحہ 287 کا بیان ہے کہ بے نیت کے بعد جہانگیر نے مان سنگہ پر دس کروڑ روپیہ کا ہماری جرمانہ کیا۔

سرکاری افسر چند وہم خیال مل گیا جسے ارجن سے اس بنا پر سخت مخالفت تھی کہ اس نے اپنے لڑکے کے لیے چند وہی لڑکی کا رشتہ منظور نہیں کیا تھا۔ لیکن ارجن کامل سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنے روحانی مشاغل میں مصروف رہا۔ اس نے ترن تارن کا مقدس شہر آباد کیا اور امرت سر کا مشہور حوض بنایا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے اپنے گروؤں اور نیز ہندو مسلم مصلحوں کے حالات سمجھن اور اقوال جمع کیے اور خود اپنے الہامی بیانات شامل کر کے ادبی گرنتھ تیار کی۔ اس کی شہرت اور اثر نزدیک و دور پھیل گیا اور اس کے چیلوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا جس سے ہندو اور مسلمان اہل مذہب کو سخت جمعہلاہٹ اور ذلت محسوس ہوئی اور انہوں نے اکبر سے شکایت کی کہ وہ ان کے مذہب کو بدنام کر رہا ہے۔ لیکن اکبری کو ادبی گرنتھ کے مطالعہ سے ارجن کی بے مثال پارسائی کا یقین ہو گیا۔ اکبر کے انتقال کے بعد نیک دل گرو سے یہ غلطی ہو گئی کہ اس نے مصیبت زدہ باغی شہزادہ کو عادی۔ اس بات کا اس کے دشمنوں نے بھنگڑا بنادیا اور انہوں نے جہانگیر سے کافی رنگ آمیزی کے ساتھ اور دلی کدورت اور مذہبی جنون کے ساتھ گرو کی غداری اور بے دینی کی شکایت کی۔ اس وقت پر تھیا کا انتقال ہو چکا تھا لیکن اس کا جانفیش اس کا لائق لڑکا مہربان تھا۔ بادشاہ پہلے تو اس معاملہ میں نرمی برتنا چاہتا تھا مگر بالآخر وہ ارجن کے دشمنوں کے جال میں پھنس گیا۔ گورو کو سزائے موت اور مضطرب جانے والی سزا دی گئی اور اس کا جگرہ بھی ضبط کر لیا گیا۔ (16)

(16) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 73 و 74 گرو ارجن کے حالات زندگی کے لیے دیکھو۔ رلیجن جلد دوم صفحہ 153 و 258، جلد سوم صفحہ 101 و 111 اس کے بھجوں کے لیے صفحہ 202 و 224 دیکھو سنگھ کی ہسٹری آف دی سکس (حر جہاد) صفحہ 51 و 53۔ گوگل چند تاریک کی ٹرنسلاٹیشن آف سکھ ازم صفحہ 31 و 41۔ ارجن کی موت پر سکھ روایات میں افسانوں کی ایک بڑی عمارت تعمیر کر دی گئی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جہانگیر نے گرو کو بلا کر اس سے یہ کہا "آپ تو جوے بزرگ، بڑے معلم اور مقدس انسان ہیں امیر غریب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے آپ کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میرے دشمن خسرو کی روپیہ سے مدد کریں۔" ارجن نے جواب دیا "میں سب لوگوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان، امیر یا غریب، دوست یا دشمن یکساں خیال کرتا ہوں نہ کسی سے محبت ہے نہ دشمنی۔ اور اسی بنیاد پر آپ کے لڑکے کو سسر خرچ کے لیے روپیہ دیا۔ نہ کہ آپ کی مخالفت میں۔ اگر میں نے آپ کے لڑکے کی بے بسی کی حالت میں مدد نہ کی ہوتی اور آپ کے والد شہنشاہ اکبر نے مجھ پر جو مہربانی کی تھی اس کا لحاظ نہ کیا ہو تا تو لوگ میری سنگ دلی اور ناشکری پر مجھ سے نفرت کرنے لگتے یا یہ کہتے کہ میں بادشاہ سے ڈر گیا یہ ساری دنیا کے گرو نانک کے پیرو کے شایان شان نہ ہوتا۔" اس پر جہانگیر نے ارجن کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور انہیں حکم دیا کہ گرنتھ میں جو بھجن ہندو یا مسلم مذہب کے خلاف ہوں وہ خارج کر دیں۔ ارجن نے جواب دیا "میرے پاس جو پیسہ ہے وہ غریب اور بے یار و مددگار اور بے بس لوگوں کے لئے ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ لے لیں مگر جرمانہ کے نام سے میں ایک کوڑی نہ دوں گا۔ اس لیے کہ جرمانہ بدکار دنیا دار لوگوں پر کیا جاتا ہے نہ کہ پھاریوں اور گوشہ نشین لوگوں پر۔ اور آپ نے جو گرنتھ سے بھجوں کو خارج کرنے کے لیے کہا تو میں گرنتھ سے نہ ایک حرف خارج کر سکتا ہوں نہ بدل سکتا ہوں۔ میں لافانی خدا، روح الارواح کا بچہ ہوں۔ اس کے سوا کوئی مالک نہیں ہے اور جو کچھ اس نے گرو نانک سے لے کر گورو رام داس اور مجھ تک الہام کیا وہ مقدس گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ اس میں جو بھجن ہیں ان سے کسی ہندو یا مسلمان پیغمبر کی توجہ نہیں ہوتی۔ بھگت اس میں لکھا ہے کہ پیغمبر اور اوتار لافانی خدا کے بنائے ہوئے ہیں جس کی کوئی حد معلوم نہیں کر سکتا۔ میرا اصل مقصد چالی کا چار کا نالور باطل کو مٹانا ہے اور اس مقصد کے چار میں اگر یہ غالی جسم ہو جائے تو میں اسے بوی خوش قسمتی سمجھوں گا۔"

بادشاہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ دربار عام سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد قاضی نے گرو کو اطلاع دی کہ اسے جرمانہ ادا کرنا چاہئے ورنہ اودانہ کرنے پر اسے قید میں رہنا ہو گا۔ ارجن نے فوراً اپنے پیروؤں کو قحطی سے متح کیا کہ وہ جرمانہ ادا کرنے کے لیے ہرگز کوئی چندہ نہ کریں جب قاضیوں اور پنڈتوں نے اسے گرنتھ سے قابل اعتراض حصے نکال دینے پر ہار کرنے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا "گرنتھ صاحب لوگوں کو دنیا اور آخرت میں فلاح دینے کے لیے لکھی گئی ہے نہ کہ مصیبت میں ڈالنے کے

سکھوں کی روایات میں اس افسوسناک واقعہ کو اس رنگ میں دکھایا گیا ہے کہ مغل بادشاہوں کے سکھوں پر مذہبی مظالم کا جو سلسلہ رہا اس کی یہ پہلی کڑی ہے۔ لیکن دراصل ایسی کوئی بات نہیں ہے جہاں گیر کی غلطی کی اہمیت کم کیے بغیر یہ واجبی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ سارا معاملہ دراصل ایک ہی سزا کا تھا جس کی بنیاد وجہ سیاسی تھی۔ کسی اور سکھ کو نہیں ستایا گیا اور نہ سکھ مذہب پر کوئی پابندی لگائی گئی۔ کروار جن کی زندگی بھی امن سے گزر جاتی اگر انہوں نے ایک باغی کی مدد نہ کی ہوتی۔

وفا دارانہ خدمات کے انعام

اگر نذرانی کی سزائیں سخت تھیں تو وفا دارانہ خدمات کے انعام بھی فیاضانہ تھے۔ شیخ فرید بخاری کو مر قنقی خاں کا اعلیٰ خطاب دیا گیا اور جس مقام پر وہ کامیاب ہو تھا اس کا نام بھیرودل سے بدل کر فتح آباد کر دیا گیا اور وہ فاتح کو جاگیر میں دیدیا گیا۔ مہابت خاں کو دو ہزار ذات اور حیرہ سوسوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور دلاور خاں کو دو ہزار ذات اور چودہ سوسوار کے منصب پر۔ جہلم اور چناب کے درمیان کے ہر چودھری کو زمین کا انعام دیا گیا اور ہر جاگیر دار کو جس نے بغاوت کو فرو کرنے میں کوئی حصہ لیا تھا اس کی خدمات کا انعام دیا گیا (17)

(بقیہ حاشیہ نمبر 6)۔ لیے۔ اسے پھر سے لکھنا آپ کے کہنے مطابق اس میں کمی بیشی کرنا قطعی ممکن نہیں ہے۔ مگر وہ کے دشمنوں نے اسے سخت قوتیں دیں جنہیں اس نے پورے سکون اور خاموشی سے برداشت کیا۔ ذرا بھی آوا کر لوز بان سے نہیں نکلی۔ جب اس سے پھر تو یہ کہنے کو کہا گیا تو اس نے بلا خوف کہا "ارے بیوقوف! میں جہلم کے مظالم سے کبھی خوف زدہ نہ ہوں گا۔ یہ سب خدا کی مرضی ہے۔ اس لیے یہ قوت میرے لیے باعث مسرت ہے۔" اس کے بعد لوز قوتیں دی گئیں جس کی بادشاہ کو نہ اطلاع تھی نہ اس کی اجازت بلکہ خراجک دن گرو نے اٹھان کرنے کی اجازت حاصل کی اور دریا کے کنارے اپنی روح کو روح آفریں کے حوالے کر دیا۔

گروار جن کے حالات زندگی کے بارے میں سکھوں کے بیان کے لیے دیکھو میاکیلف جلد دوم صفحات 283 تا 287 (اپنے والد کی زندگی کے زمانے کے) اور جلد سوم صفحات 101 تا 101 اس کے بھجوں کے متعلق جن میں سے بعض بہت ہی اعلیٰ اور بلند اخلاق کے ہیں دیکھو جلد سوم صفحات 102 تا 444۔

دہستان مذہب کا بیان ہے کہ جہاں گیر نے گروار جن دیو پر جو جرمانہ کیا تھا اسے نہ ادا کرنے پر اسے لاہور میں قید کر دیا گیا اور اس دن گرمی کی شدت سے لوز جو لوگ جرمانہ وصول کرنے مقرر کیے گئے تھے ان کے مظالم سے فوت ہو گیا۔ بادشاہ کا پورے دھوکے سے بیان ہے کہ اس نے گرو کو سزائے موت اور ضلعی جاکہ لوز کی سزا دی لیکن ایک معنی خیز فقرہ کا بھی اس میں اضافہ ہے کہ "جب یہ واقعہ میرے گوش گزار ہوا اور میں اس کی حقائق کو اچھی طرح سمجھ گیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے دوسروں کے کہنے پر عمل کیا۔

ہاں جو اس ملامت کے جوہر ہب کی بنیاد پر جہاں گیر نے گرو کی کی۔ اس میں مطلق شک و شبہ نہیں کہ سزائے موت سولہ آنے سیاسی بنیاد پر دی گئی۔

(17) جہاں گیر (راجس دیور بج) جلد اول صفحات 69، 77۔ اقبال نامہ صفحات 16، 17۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 253۔ کھنڈن صفحہ 10 دھاک۔ (باب 17) کا بیان ہے کہ جہاں گیر کی قیدیوں کو مظاہر کے لیے آگرہ لے گیا مگر اس بیان کی کوئی اور مورخ تاہید نہیں کرتا اور جہاں گیر لاہور سے آگرہ نہیں بلکہ کابل گیا تھا۔

راجپوتانہ میں رائے سنگھ کا انحراف

خسرو کی بنائوت ایک ماہ کے اندر ہی اکبر کے انتقال کی تھوڑی مدت گزرنے پر دہادی گئی مگر اس کی آگ سلطنت کے دوسرے حصوں میں بھڑکی۔ بیکانیر کے رائے رائے سنگھ کو جو تین ہزار کا منصب دار تھا اور اپریل 1606 میں آگرہ کے شاہی نمائندوں سے وابستہ تھا اور راجپوت امر میں عظیم المرتبت تھا جلد ہی بعد اسے شاہی حرم کے ساتھ پنجاب جانے کا حکم دیا گیا۔ مقرر پہنچ کر وہ اپنی ذمہ داری سے دست بردار ہو گیا اور بیکانیر چلا گیا اور ناگور کے جوار میں علم بنائوت بلند کر دیا۔ کچھ دنوں تک وہ اور اس کا لڑکا دیپ سنگھ اس علاقہ پر قابض رہے مگر جہانگیر نے میواڑ کی مہم پر متعینہ افواج کو ہدایت کی کہ وہ باغیوں کی سرکوبی کریں۔ راجہ جتنا تھا ولد راجہ بھارمل اس مہم کی سربراہی پر مامور ہوا اور معزز الملک بخشی نائب سپہ سالار مقرر ہوا۔ رائے رائے سنگھ نے شاہی فوج سے بچ نکلنے کی کوشش کی مگر ایک فوجی دستہ نے ناگور کے قریب اسے پکڑ لیا۔ یہاں جو جھڑپ ہوئی اور اس نے باغیوں کی کمر توڑ دی اور انہیں منتشر کر دیا۔ رائے رائے سنگھ گرفتار ہوا۔ مگر کچھ عرصہ بعد معاف کر دیا گیا اور اپنے اعزازات پر بحال کر دیا گیا۔ (18)

بہار کا سنگرام

بہار کے ایک چھوٹے سے رئیس سنگرام نے چار ہزار اور اس سے زیادہ تعداد میں پیدل سپاہ جمع کر لی اور خسرو کے فرار کے جلد ہی بعد علم بنائوت بلند کر دیا۔ بہار کے گورنر جہانگیر علی خاں نے اسے ایک لڑائی میں شدید نقصان پہنچا کر اور ہندوؤں کی ایک گولی سے زخمی کر کے شکست دے دی۔ (19)

لیکن ہندوستان کے اندرونی خلفشار کا ایک بہت ہی اہم نتیجہ یہ ہوا کہ شہا ایران نے قندھار کے زبردست قلعہ پر چڑھائی کر دی۔

(18) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 76، 84، 130، 131 بلوچین صفحات 357، 359، 387 گکھڑون صفحہ 12۔

(19) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 82، 83۔

چھٹے باب کا ضمیمہ

خسرو کی بغاوت کی رفتار کی تاریخیں

سن ہجری	سن المی	سن میسوی	خسرو کی نقل و حرکت	جہانگیر کی نقل و حرکت
1014ء	1 فروردین	1606ء اپریل دن		
8/	28/	6/ اتوار	خسرو کا فرار	تھاقب میں روانگی
9/	29/	7/ دوشنبہ		
10/	30/	8/ منگل		پرگنہ مہرا کے ایک گاؤں میں
11/	31/	9/ بدھ		قیام ہوڈل میں قیام
12/	اردی	10/ جمعرات		فرید آباد میں قیام۔ دو افسران
13/	بہشت 1 2	11/ جمعہ		مرزا حسین نور نور الدین لاہور میں داخل جہانگیر کی دہلی میں آمد
14/	3/	12/ سہار		سرائے نرملہ میں قیام۔ دلاور
16/	5/	14/ دوشنبہ		خان کا ایک پیامبر لاہور میں
17/	6/	15/ منگل		پرگنہ پانی پت میں آمد۔ دلاور نقل
				چند آدمیوں کے ساتھ لاہور میں داخل۔ پرگنہ کرنال میں آمد
18/	7/	16/ بدھ	لاہور میں محاصرہ	پرگنہ شاہ آباد میں آمد
19/	8/	17/ جمعرات		
24/	13/	1606ء	خسرو کے پانچ مہر گرفتہ	
25/	14/	اپریل دن 22/ منگل 23/ بدھ	خسرو جنگ کے لیے روانہ	

	خسرو کی جنگ کے لیے روانگی جہا نگیر کو اطلاع بھرو وال کی جنگ	بحرات	24/	15/	26/
جنیال میں آمد	چناب پر آمد گرفتار ہو گیا	شنبہ اتوار	26/	17/	28/
			27/	18/	29/
			28/	19/	30/
خسرو کی گرفتاری کی جہا نگیر کو اطلاع	مرزا کا مران کے باغ میں جہا نگیر کے سانے پیش	دوشنبہ بحرات	مئی یکم		محرم 1015ھ
مرزا کا مران کے باغ میں قیام لاہور میں داخلہ		بدھ	29/	28/	9/
			اپریل تا 7 مئی	اردی بہشت	

ساتواں باب

قندھار۔ جہانگیر کی کابل کوروانگی

جہانگیر کے قتل کی سازش۔ پٹنہ کی شورش

قندھار کا محل وقوع

قندھار کے صوبہ شمال اور مشرق میں نیچی پہاڑیوں کی ایک قطار ہے اور جنوب میں بے آب و گیاہ ریگستان بالکل ویرانی کا بیڑی اور مغرب کی طرف ایک خشک جلتا ہوا بنگر جو ایران تک چلا گیا ہے مگر خود قندھار صوبہ خوبصورت اور سرسبز اور پانی سے سیراب وادی ہے جو سلسلہ سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ (۱)

تجارتی اہمیت

اس قدرتی فوقیت کی بنا پر اس کا خاص شہرت ہائے دراز سے تجارت کا مرکز رہا ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس کی حیثیت اہم ترین تجارت گاہ کی تھی۔ یہیں ایران، ہندوستان، ترکی اور وسط ایشیا کے تاجر جمع ہو کر ایک دوسرے سے سامان تجارت کا مبادلہ کرتے تھے۔ مغرب کو جانے والا ہندوستان کی تجارت کا کارواں لاہور میں ایک زبردست دھارے سے مل جاتا تھا اور وہاں سلسلہ خلافتی دستہ کی تمہیلانی میں شمال مغربی وحشیانہ قبائلی علاقہ سے گزر کر قندھار جاتا تھا اور ایران کی طرف سے آئے ہوئے ایسے ہی اجتماع سے ملتا تھا۔ یہاں سے ہر طرف کو جانے کے لیے بکثرت اونٹ کرایہ پر مل جاتے تھے۔ سمندر پر پڑے گاؤں کی غار بھری اور سوز کا راستہ تجارت کے لیے بند ہو جانے کی وجہ سے قندھار سے گزرنے والی تجارت بہت بڑھ گئی تھی۔ سترہویں صدی کے ابتدائی برسوں میں تقریباً چودہ ہزار اونٹ ہر سال ہندوستان سے ایران جاتے ہوئے قندھار سے گزرتے تھے۔ سارے طویل راستہ پر چھوٹے چھوٹے رکس اور سرکاری افسر تاجروں سے خوب روپیہ وصول کرتے تھے مگر تجارت سے جو کثیر منافع ہوتا تھا اس کا بہت ہی کلیل حصہ لے پاتے تھے۔ ایک اونٹ کے بار کی قیمت ایک سو بیس سے ایک سو تیس روپیہ تک ہوتی تھی لیکن اس جو حکم کام کا کافی معاوضہ مل جاتا تھا۔ قندھار میں کثیر لوگوں کی آمد و رفت سے اشیائے خوراک کی قیمتیں بڑھ گئیں اور شہر کے لوگ مالدار ہو گئے۔ اس پاس مضافات آباد ہو گئے۔ بڑھتی ہوئی تجارت سے خانہ

(۱) ہارت جلد دوم صفحات 304-305 اسٹیکل و کروقر پرچہ جات چہارم صفحات 272 و 273۔ سال ویک پرچہ جات سوم صفحہ 85۔ ڈی لایت لیتھریٹ برن کلکٹ ریپورٹ 1870ء صفحہ 96۔ سرٹاکس ہولڈنگ کی گیس آف انڈیا صفحہ 528۔ سترہویں جلد اول صفحہ 280 سرٹاکس ہولڈنگ ڈیب جلد اول صفحہ 120۔ امپریل گزٹیر جلد اول صفحہ 12۔ اسٹیکل و کروقر لکھتا ہے ”سید ایران خصوصاً اس کے (قندھار کے) دارالسمیان کے دو سیمان ایک بنگر ہے جہاں تین دن کے سفر میں کوئی ہری چڑھ نظر نہیں آتی۔ بہت کچھ توڑ پھوٹ اور دہکائی کوٹھڑی بدبودار نکھلا ہوا چستان کے آباد علاقہ کے لوگوں میں ایک محل مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو بتایا تو کوزا کرکٹ بلوچستان میں ڈال دیا۔“

بدوش سرحدی قبائل کو بھی فائدہ ہوا۔ وہ اکثر بھیڑ بکری مونے کپڑے اور بنی ہوئی چیزوں سے مبادلہ کرتے تھے (2)

جنگی اہمیت

قدحدا کو جس چیز نے ممتاز تجارتی مرکز بنادیا تھا۔ اس سے جنگی نقطہ نظر سے بھی اس کی اول درجہ اہمیت تھی۔ اس کا حکمران چھاپہ مار کر بے خبری میں کابل کو لے سکتا تھا۔ ہندوستان کی طرف اس کے دو دروازے ہیں جو ہندوستان پر حملہ کرنے والی ایرانی یا وسط ایشیائی فوج کے جنگی مستقر کا کام دے سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بیرونی چوکی ہے جسے ہندوستان کی حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہئے یا یہ کوشش کرنا چاہئے کہ وہ دوستانہ اقتدار میں رہے۔

بابر کے عہد میں اس کی تاریخ

قرون وسطیٰ کی قرب و جوار کی سلطنتوں نے قدحدا کی دوہری منفعت کو پورے طور پر دیکھ لیا تھا۔ بابر نے کابل کی فتح کے چند ہی سال بعد 1522ء میں قدحدا کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا اور مضبوطی سے قبضہ رکھا۔ 1530ء میں بابر کے اغتال کے بعد یہ اس کے دوسرے لڑکے کامران کے ہاتھ میں چلا گیا۔

ہمایوں

ہمایوں جس وقت جلاوطنی میں ایران کے دربار میں تھا اسی وقت اس نے اور اس کے میزبان نے کابل اور ہندوستان کو دوبارہ حاصل کرنے کی اہم ترین ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ شاہ ایران نے ہمایوں کو دس ہزار فوج کی مدد اس شرط پر دی تھی کہ قدحدا اس کے حوالے کر دیا جائے۔ ہمایوں بحیثیت مجموعی دیانتدار اور صاف مزاج انسان تھا مگر درمیان جو مفاہ کی اہمیت تھی اس نے دیانتداری کو مغلوب کر لیا اور اس نے قدحدا پر قبضہ جمالی اور خفیف خفیف جیلے بہانوں سے وعدہ پورا کیا لیکن ہمایوں کے انتقال پر قدحدا آسانی سے ایران کے قبضہ میں چلا گیا اور 1558ء میں سلطان حسین مرزا کی حفاظت میں دے دیا گیا۔ ایک نسل کے بعد مغل سلطنت غیر معمولی قوت اور عروج کے ساتھ ابھری اور اسے اس گراں قدر چوکی کی اہمیت محسوس ہوئی۔ اکبر نے تجویز کیا کہ عبدالرحیم خان خاناں سندھ اور بلوچستان کی فتح کے بعد قدحدا پر حملہ کرے لیکن مغلوں کے منصوبہ سے پہلے ہی قسمت نے یاوری کی۔

اکبر کے حوالہ کر دیا گیا

قدحدا پر لڑکوں کی متواتر ثابت ہوتی تھی اور اس کے کماندار سلطان حسین کے لڑکے مظفر حسین میں اتنی سکت نہ تھی کہ ان کا مقابلہ کر سکے اور اس نے بار بار اپنے آقا سے مدد مانگی لیکن شاہ ایران کی

(2) سلیکٹڈ کروغز پرچہ جات چہم صفحات 269-272-273 سال بیگ پرچہ جات سوم صفحہ 285۔ قدحدا کے رامنہ سے

اسجہان سے آگرہ کے رامنہ کے لیے دیکھو نوڈ رنیر (مرتبہ بل) جلد اول صفحات 90-103

توجہ دوسری طرف تھی اور مظفر نے اپنی طاقت نہ پا کر 1594ء میں مغلوں کے حوالے کر دیا۔ اس طرح سولہویں صدی کی ساری مدت میں قندھار دو نہایت ہی ممتاز خاندانوں کے درمیان باپہ التزاع رہا یعنی مغل اور صفوی جو ہندوستان اور ایران پر حکمران تھے۔ سترہویں صدی کے ابتدائی برسوں میں ایرانی مناسب موقع کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر اکبر کے انتقال اور خسرو کی بغاوت نے بہترین موقع بہم پہنچا دیا۔ (3)

شاہ عباس 1587ء تا 1636ء

اب ایران پر عظیم ترین ایرانی شاہی خاندان کا عظیم ترین فرماں روا حکمران تھا۔ خانوادہ صفوی (4) کا بانی اسماعیل ہندوستان کے پہلے مغل حکمران بابر کا مد مقابل تھا۔ اس کے لڑکے ملہاسپ نے ہندوستان کے فرمانروا کو پتلہ تھی اور سلطان ترکی کو شکست دی تھی۔ 1587ء میں سلطنت شاہ عباس کو ملی جو اس زمانہ کے عہد آفریں افروا کی عظیم ترین شخصیتوں میں تھا۔ وہ گورے رنگ کا خوبصورت واضح خدوخال تیز نظر اور بڑی بڑی مونچھوں کا تھا۔ اس کی شجاعت میں ٹھہرنا تھا اور اس کی قوت برداشت حیرت انگیز تھی۔ خانگی زندگی میں وہ نرم مزاج تھا لیکن پبلک معاملات میں سخت دل اور بے لوجہ اپنے عہد کے لحاظ سے بہت زیادہ ترقی پسند تھا۔ اس کا نقطہ نظر غیر معمولی طور پر وسیع اور سنجیدہ تھا۔ وہ موقع محل کا منتظر رہتا تھا اور جب یہ موقع آجاتا تھا تو مستعدی اور عزم کے ساتھ پورا پورا قائدانہ اٹھاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ سخت عجیبہ حکمت عملی اور بے شرمی کے جھوٹ پر اتر آتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا ملک ایک طرف ازبکوں کے خطرے میں تھا اور دوسری طرف ترکوں سے 1500ء میں اس نے ترکوں سے دب کر صلح کر لی اور ازبکوں کے سیلاب کو روک دیا۔ اس نے اپنی فوج کو ازسرنو پورے طور پر منظم کیا اور دس ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ کی شاہی محافظ فوج تیار کی۔ اس نے ”احباب شاہ“ کا ایک نظام قائم کیا جو اس کے مفاد سے وابستہ تھا۔ انسانوں پر پیدا کی گئی حکومت کرنے والے دوسرے افروا کی طرح اسے نظم و ضبط اور لائق و مستعد حکومت کا شدید جذبہ تھا۔ اس نے جو سڑکیں اور پل تعمیر کیے یا مرمت کی ان میں بعض آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں مسلمانان عالم کے شکوہ کے نمائندہ اس خدوخال قابلیت کے فرمانروا نے وسیع شہرت اور ساری دنیا میں وقار حاصل کیا۔

قندھار کے محاصرہ کی ترغیب

یہ وہ فرمانروا تھا جس نے جہانگیر کو اپنی حکومت کی ساری مدت میں نہایت پڑا اور 1606ء میں

شاہ عباس خود تو ترکوں سے جنگ میں مصروف رہا لیکن اس نے خفیہ طور پر سرحدی حکام اور

(3) بابر جہاں لوہا اکبر کے عہد میں قندھار کی تاریخ کے متعلق دیکھو توڑک ہامی، ابوالفضل کا اکبر نامہ، ایلین ڈاؤسن ارنگن وغیرہ ایرانی نقطہ نظر کے لیے عالم آراء عباسی۔

ابوالفضل کا بیان ہے کہ مکران قدیم کے قندھار لوگ کاہل اور قندھار کو ہندوستان کے دودھ دے خیال کرتے تھے۔ ایک ترکستان کو جانے والا دوسرا ایران کو۔ ان دو شاہراہوں کی حفاظت نے ہندوستان کو پیر وئی حملہ آوروں سے بچایا اور نیز یہ کہ غیر ملکی سفر کے مناسب راستے بھی ہیں۔ ”آئین جلد دوم جلد 404۔“

(4) صفوی خانوادہ کے عروج کے بارے میں دیکھو سائیکس کی بھٹری آف پرشیا جلد دوم صفحات 240 تا 255۔ شاہ عباس کے حالات کے لیے دیکھو سائیکس جلد دوم صفحات 250 تا 255۔ مالک کی تاریخ ایران۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نوری (سفر نامہ) ایٹ 151 تا 152ء لفظ ”شاہش“ کو ایران کے معاصر حکمران کے نام سے لکھا ہوا کہتا ہے۔

جہانگیروں اوروں کو خاص کمرہات و فرخ و سیستان و خراسان میں متعینہ افواج کے سرداروں اور گورنروں کو ہدایت کی کہ وہ سب مل کر قندھار کو فتح کر لیں۔ ایرانیوں کی ایک غیر منظم جماعت نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا لیکن قلعہ کے قابل اور تجربہ کار کماندار شاہ بیگ خاں کو اس سازش کی پہلے ہی سن گئی مل گئی تھی اور وہ محاصرہ کا مقابلہ کرنے پر تیار تھا اور فوری مدد کے لیے اطلاع بھیج دی تھی۔

شاہ بیگ خاں کی مدافعت

اس کی زندہ دلی، بات چیت میں بے تکلفی، یار با شانہ اطوار اور فراخ دلی نے قلعہ کی فوج کو اس کا سرگرم و قادر بنادیا تھا۔ اس نے دشمنوں کو ذلیل سمجھنے کے لیے عین قلعہ کی چھت پر تفریحی مجلس منعقد کی اور محاصرہ کرنے والوں کو پریشان کرنے کے لیے روزانہ ایک چھاپہ بارود سے روانہ کیا۔

جہانگیر نے کمک بھیجی

فروری 1607ء کے شروع میں مغل امدادی فوج قندھار کے مضائقہ میں پہنچی مگنی۔ اس کا کماندار مرزا جانی بیگ ترخان کا مرزا غازی تھا جو اپنی عمر سے زیادہ ہوشمند نوجوان، خوش اسلوب شاعر، پورا پورا ایسا سی کمانڈر، عاقل مشیر اور تجربہ کار منتظم تھا۔ اس کے ماتحت خواجہ عاقل بطور بخشی اور کئی نامی افسر جیسے قراخاں اور سردار خاں تھے۔ جہانگیر نے اس ہم کے لیے معقول سامان اور کافی روپیہ دیا تھا اور صرف دوران سفر کے لیے 43000 روپیہ الگ کر دیا تھا۔

ایرانیوں نے محاصرہ اٹھالیا

ملک کے آجانے سے ایرانی فوجوں پر دہشت طاری ہو گئی اور انھوں نے ہڑاہت میں محاصرہ اٹھالیا اور ایرانی سرحد کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ (5)

شاہ عباس کی معذرت

اس جہم کی ناکامی پر شاہ ایران نے اپنی رعایا کے ان لوگوں پر سخت ناراضی کا اظہار کیا جنہوں نے بغیر اس کے علم کے اس کے عزیز بھائی مغل بادشاہ سے بھگڑا مول لیا۔ اس نے حسین بیگ کو جہانگیر کے پاس یقین دلانے کے لیے بھیجا کہ اسے کج نیت شورش پست اہل سرحد کے طرز عمل سے انتہائی نفرت ہوئی اور اس نے خبر ملتے ہی شورش پستوں کی سرکوبی کر دی اور یہ امید ظاہر کی کہ جہانگیر کو اس سے بدظنی نہ پیدا ہوگی۔ جہانگیر چونکہ اس وقت لڑنا نہیں چاہتا تھا اس لیے وہ اس معذرت سے مطمئن ہو گیا لیکن اس نے مرزا غازی

(5) جہانگیر (راجہ سنجو رنج) جلد صفحات 70، 71، 85، 86، 106، 107، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123

کی کمان میں بچیس ہزار سوار کی فوج قندہار کے قلعہ میں متعین کر دی۔ (6)

جہانگیر کا بل کوروانہ

مارچ 1607ء میں قندھار کا قصد ختم ہو گیا اور جہانگیر نے آئندہ موسم گرما کا بل کی بلند سر زمین اور سرد آب و ہوا میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔

چٹخاں (7) اور میران صدر جہاں (8) اور میر شریف (9) آملی کو لاہور کا انتظام سپرد کر کے ۲ مارچ کو وہ اپنے حرم اور شہزادوں اور حکام اور فوج کے ساتھ کا بل کی طرف روانہ ہو گیا۔

کا بل میں داخلہ

راستہ میں شکار کھیلتا ہوا اور تفریح کرتا ہوا اور سلطنت کے معاملات سے بچتا ہوا 30 جون کو باغ شاہدہ میں اور بافر لاروپہ کی بارش کرتا ہوا اگلے دن شان و شوکت کے ساتھ کا بل میں داخل ہو گیا۔ (10)

(6) جہانگیر (راجس و بیج رنج) جلد اول صفحات 85 تا 90، 112۔ اقبال نامہ صفحہ 18۔ کھڑون صفحہ 10۔ اسٹیل وکر وشر پچ جات چہارم صفحہ 273۔

(7) چٹخاں ایک موقعہ شناس افسر تھا جس نے 1600ء میں آگرہ کا قلعہ شہزادہ سلیم کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جہانگیر کے تخت نشین ہونے پر اسے مہرات کا گورنر بنادیا گیا۔ اگلے سال وہ پنجاب بلایا گیا۔ وہ زہد و تقویٰ اور علم و فضل اور شاعرانہ ذہانت میں نامور تھا۔ بلوچین کا بیان ہے کہ بختیار خاں کے معتمد ایک مشہور تاریخی مخطوطہ مرآت عالم کے آخری باب میں اس کے اشعار موجود ہیں۔

(8) میران صدر جہاں کو ایک مرتبہ اکبر اور شہزادہ سلیم کے درمیان مصالحت کی گفت و شنید کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور جہانگیر نے چار ہزار کے منصب پر ترقی دے کر قوج تھل میں دیدیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر کے عہد میں پانچ سال کے اندر اس نے اتنی جاگیریں دیں جتنی اکبر نے پچاس سال میں دی تھیں۔ اس کا انتقال 1020ھ 1611ء میں کہا جاتا ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا اور اس عمر میں اس کے قوائے ذہنی بدستور تھے بلوچین صفحہ 478۔

(9) میر شریف آملی اپنے زمانہ میں ایک بڑے پاک اور مشہور آزاد خیال اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں فرار ہوتا رہا تھا۔ اس نے پٹن میں مولانا محمد زہد کے مدرسہ میں تصوف کی تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ دکن میں پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ مگر جب وہاں سے فرار ہو مجبور ہوا تو 982ھ (1577ء) میں اکبر کے پاس آ گیا اور جلد ہی کنڑ لاما عبد القادر بدایونی کو اس سے سخت کد ہو گئی جنھوں نے اس پر بے شمار گالیوں کی بارش کی لیکن اس نے اکبر کی دوستی حاصل کر لی جو اکثر تحقیر میں اس سے مذہبی مسائل پر گفتگو کرتا تھا۔ دیکھو بلوچین صفحات 176 و 177 تا 1585ء میں جب مرزا محمد حاکم کے انتقال پر کا بل مستقل طور پر سلطنت مظلیہ میں شامل ہو گیا تو اسے اس صوبہ کا امین اور صدر مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بہار بنگال اور دکن میں خدمات انجام دیں۔ جہانگیر نے اپنی تخت نشینی پر اسے دو ہزار پانچ سو کے منصب پر ترقی دی۔ جہانگیر نے گویا قصد اور زور دار الفاظ میں بدایونی کی تردید میں لکھا ہے ”وہ صاحب دل اور خوش مزاج انسان ہے اگرچہ اس میں حال کے علوم کا شائبہ بھی نہیں ہے مگر اس کے الفاظ بلند آہنگ ہوتے ہیں اور اس کی اعلیٰ مصلومات اکثر اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ فقیر کے لباس میں اس نے شہد دستر کیے اور اکثر بزرگوں کو دوست رہا اور تصوف کے ماننے والے بزرگوں کے اقوال نقل کرتا ہے۔... اس کے الفاظ فصیح اور مخلصانہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ عربی سے ماہر ہے اور اس کی تحریر میں اشعار سے بھی خالی نہیں ہوتیں۔“ جہانگیر (راجس و بیج رنج) جلد اول صفحات 47، 48، نیز بلوچین صفحہ 452۔ آثار الابرار جلد سوم، صفحہ 285۔

(10) جہانگیر (راجس و بیج رنج) جلد اول صفحات 108 تا 9۔ آثار جہانگیری (مخطوطہ خدابخش) صفحات 49 و 50 فوج کا بیشتر حصہ بادشاہ کی داہنی کے انتقال میں ایک میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ حسن ابدل میں جہانگیر نے پھیلیں کی تاک میں جونی ڈال کر انھیں حوض میں ڈال دیا تھا (تورک راجس و بیج رنج) جلد اول صفحہ 19 تا 1611ء میں، لیم فائے، لکھا کہ پھیلیں کی تاک میں سونے کی تختیوں جو اکبر نے ڈالے تھے (پچ جات چہارم صفحہ 58) کام، آیات میں اسے جہانگیر کے مشہور تروالہ کے بجائے خود جہانگیر سے منسوب کیا جاتا ہے۔

کابل

قدیم شہروں میں کابل ایک خوبصورت ترین شہر ہے۔ دوہری فصیل اور دیگر محلاتوں سے مستحکم کیا گیا ہے جو اپنی مضبوطی کے لیے مشہور ہیں لیکن اس کی اصل دلچسپی اس کے گرد و نواح میں باغات اور پھولوں کی رویشیں ہیں جن کی چمکتی ہوئی نہریں آبیاری کرتی ہیں اور جس کے نہایت خوبصورت پتے ہیں۔ پھانسیوں کا دل کش حسن بزرگ کی تازگی اور شہنشاہی ہوا سے جنت کا ایک گوشہ بناتی ہے۔ قدحار کے ساتھ مل کر ہندوستان کا ایک دروازہ ہو جاتا ہے اور شمال مغرب میں ایک اہم ترین مقام بن جاتا ہے۔ (11)

جہانگیر کی سرگرمیاں

یہاں سے جہانگیر نے ہم کارخ خانہ بدوش بخش قبائل کی طرف پھیر دیا لیکن یہاں کے مہارہ دن کے قیام سے کئی قاعدے ہوئے۔ خاص کر شاہد رہ کا باغ سدھار آگیا اور نئے درخت لگائے گئے، قدحار سے غزنی تک کی سڑک مسافروں کے لیے بالکل بے خوف بنی گئی۔ کابل میں جو معاملے اور تکیے لگائے جاتے تھے وہ منسوخ کیے گئے اور اس کے لیے ایک سنگین ستون پر شاہی فرمان کندہ کر کے باغ میں قائم کر دیا گیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر بادشاہ کا کوئی آئندہ جانشین انھیں پھر سے عائد کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو۔ (12)

کابل سے روانگی

اگست 1607ء کے آخر میں جہانگیر لاہور کے لیے روانہ ہوا، لیکن وہ بہت دور نہیں گیا تھا کہ اسے فکر گاہ میں اپنے قتل کی نیاک سازش کی خبر ملی۔

جہانگیر کے قتل کی سازش

خسرو کی بغاوت کے خاتمہ پر لاہور میں یہ انتظام کیا گیا کہ خسرو کی حفاظت باری باری امیر الامرا اور آصف خاں کریں۔ آصف خاں کی باری کے زمانہ میں اس کا بھتیجا نور الدین جو محفلوں میں تھا اکثر گفتگوں شہزادہ سے باتوں میں مصروف رہتا۔ دونوں میں گہری دوستی ہو گئی اور انھوں نے یہ طے کیا کہ موقع ملے ہی وہ شہزادہ کو رہا کر دیں اور دوبارہ علم بغاوت بلند کریں۔ بادشاہ کی کابل کی طرف روانگی پر بہادر امیر الامرا کو پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا اور آصف خاں کو وزیر بنایا گیا تھا۔ اور خسرو کی حفاظت ایک خواجہ سر اقتدار خاں کو سپرد کی گئی۔ دوسروں کی طرح اقتدار خاں بھی خسرو کے دلکش اطوار اور انداز گفتگو پر مفتون ہو گیا۔ انھوں نے سازش کا منصوبہ بنایا جس میں بعد کا ایک نوجوان درباری فتح اللہ حکیم ابوالفتح کا لڑکا بھی ان کے ساتھ شریک ہو گیا اور کہنے سننے اور کوشش کرنے سے چار سو دیگر سازشی بھی مل گئے جن میں احمد الدولہ کا لڑکا شریف بھی شامل تھا۔ (11) جلد دوم صفحات 403-404 کی لابت (ترجمہ برننگٹن ریلوے 1870ء صفحہ 81 نیز پیرس پبل جلد اول صفحہ 92 لطفن کی کابل۔

(12) جہانگیر (راہنہ سید مرتضیٰ) جلد اول صفحات 108، 111، 112، اقبال نمبر صفحہ 22، گھنڈون صفحہ 15 وہدک باب

تھا۔ اعتبار خاں نے ان سب کو ایک ایک کر کے خسرو سے ملا دیا اور سب نے خسرو سے وفاداری کا حلف لیا۔ انھیں امتیاز کے لیے ایک ایک بلا دیا گیا۔ کابل میں جہانگیر نے پدرانہ شفقت سے متاثر ہو کر یا شاید اہل حرم کے اصرار پر خسرو کی بیڑیاں کھول دیں تھیں اور اسے شاہدرہ کے باغ میں ٹھیلنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس رعایت سے سازشیوں کو اپنا منصوبہ آگے بڑھانے میں آسانی ہو گئی تھی جس وقت شاہی خیمہ کابل سے روانہ ہوا تو سازشیوں نے یہ انتظام کیا کہ کسی شکار کے موقع پر جہانگیر کو قتل کر دیں اور حکومت پر قبضہ کر لیں اور خسرو کو رہا کر کے اس کی شاہی کا اعلان کر دیں چونکہ شہزادہ عوام الناس میں ہر دلچیز تھا اور کئی بلند مرتبہ لوگ اس کے ہمراہ ہو گئے تھے اس لیے اس سازش کی کامیابی ناممکن نہ تھی۔

انکشاف

لیکن جو راز چار سو آدمیوں کو معلوم ہوا اس کا راز رہنا ناممکن ہے۔ ان میں سے کسی نے شہزادہ خرم کے دیوان خواجہ واعظ سے سازش کا سارا حال کھول دیا جس نے بہت خوش ہو کر اس کی اطلاع جہانگیر کو پہنچا دی۔ اسی دوران میں آصف خاں کو بھی سازش کی خبر ملی اور اس نے سارے واقعات صلابت خاں کے گوش گزار کر دیے۔ جہانگیر نے سازش کے لیڈروں کو طلب کیا اور صلابت خاں کی تجویز پر ان میں سے مرزا محمد بیگ ازبک سے پورا حال بیان کر دینے پر معافی کا وعدہ کر لیا۔ اسے جو کچھ معلوم تھا وہ سب بتا دیا اور اس کی نشاندہی پر مزید انکشافات ہوئے۔ اعتبار خاں کے خطوط کا ایک بنڈل بھی ہاتھ آ گیا اور پورا دربار دہشت سے لرز گیا۔

جہانگیر کی نرم دلی

لیکن صلابت خاں نے بادشاہ سے باصرار التجا کی کہ مزید تحقیقات نہ کی جائے۔ اعتبار خاں کے خطوط جلا دیے جائیں اور جو ”مانے ہوئے“ وفادار امر سازش میں شریک پائے جائیں انھیں پبلک میں شرمندہ نہ کیا جائے۔ صرف چار چوٹی کے سازشیوں یعنی نور الدین اعتبار خاں۔ شریف اور بے داغ ترکمان کو قتل کیا گیا۔ ابوالفتح کو ایک گدھے پر دم کی طرف منہ کر کے بٹھا دیا گیا اور شہر کے ایک محلہ اور ایک ایک گھر کے سامنے گشت کر دیا گیا۔ شریف کے والد پر غلطی سے سازش سے مطلع ہونے کا شبہ کیا گیا اور اسے چند دن حراست میں رکھ کر اور دو لاکھ جرمانہ کر کے رہا کر دیا گیا۔ (13)

خسرو کی اندھا کر دیا گیا

”اب سوال یہ تھا کہ خسرو کے ساتھ کیا کیا جائے؟“ جہانگیر کا دل شاہی حرم کی خواتین اور پرانے امرا میں سے کوئی نہیں چاہتا تھا کہ خسرو کو قتل کیا جائے، ہم اسے محض حراست میں رکھنا بادشاہ کے لیے اور سلطنت کے شدید خطرہ کا باعث تھا مشیروں نے مہابت خاں کی سربراہی میں اس پر اصرار کیا

(13) جہانگیر (راجس و پورسج) جلد اول صفحات 111، 122، 123۔ اقبال نامہ صفحات 21، 28، 29، 31۔ تاثر جہانگیر (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 52 (الف) غنائی خاں جلد اول صفحہ 150 دو چارک باب 18 صفحات 160، 161 تاثر الامرا (پورسج) جلد اول صفحات 282، 283، 110 گھنڈہ دن صفحات 15، 16۔

کہ خسرو کو اندھا کر دیا جائے۔ جہانگیر بالآخر اس پر رضامند ہو گیا۔ اور یہ بھیانک کام خود منہایت خاں کو سپرد کر دیا گیا۔ جلد ہوا تا جب خسرو کی آنکھ میں ڈالا گیا تو اس کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی مگر اس کی بصدات مکمل طور پر ضائع نہیں ہوئی تھی۔

جہانگیر آگرہ میں

جہانگیر نے اپنا سفر جاری رکھا اور لاہور میں مختصر قیام کے بعد 22 مارچ 1608ء کو آگرہ پہنچ گیا۔ خسرو کو مکمل ہی میں نظر بند کر دیا گیا۔

جہانگیر کی پشیمانی

لیکن جہانگیر خسرو کے لیے پشیمان ہوا اور اس کی بصدات بحال کرنے کے لئے حکیموں کو طلب کیا۔ ایران کے حکیم سدرہ نے اس کی ایک آنکھ درست کر دی مگر دوسری آنکھ بالکل خشک ہو گئی تھی اور درست نہ ہو سکی۔ (14)

خسرو کی ہردلعزیزی

خسرو کو جو مصیبتیں اور تکلیفیں پہنچیں ان سے عوام میں اس کی محبت اور جاگزیں ہو گئی۔ 1610ء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوا کہ اس کے نام کا محرک تازہ بردست ہے۔
پٹنہ میں شورش اپریل 1610ء بہار میں اوجھنی کے ایک بھول مسلم جوان مسی قلعہ نے شہزادے کا روپ بھرا اور کہا کہ وہ قید سے نکل بھاگا ہے اور ثبوت کے لیے اپنی آنکھوں کے گرد وہ نشان

(14) انتخاب جہانگیر (ایلیٹ ڈوٹن) جلد ششم صفحات 148، 148، 153۔ خود جہانگیر نے اپنی تفرک میں اس معاملہ کے متعلق ایک حرف نہیں لکھا اور نہ درباری مورخ مستند خاں نے اس کا حوالہ دیا لیکن اس میں مطلق شک نہیں کہ شہزادہ کو اندھا کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ بالکل ہی اندھا اور ناقابل علاج نہیں جڑ وینہ پادریوں کے بیان کے مطابق شہزادہ کو پچھلے میدان جنگ کے مقام گو بندوال میں بعض پسیوں کے حرق سے اس کی آنکھیں تر کر کے اسے اندھا کیا گیا۔ جان ہو سنن بھی کہتا ہے۔ جنرل آف پنجاب ہنڈریکس سوسائٹی صفحہ 56۔ ہکنس کو سازش کا مطلق علم نہیں ہے مگر وہ صرف مختصر اور حال بغاوت کا لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ خسرو ابھی شامی محل کے اندر قید ہے۔ اور اندھا ہے (جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے حکم سے اندھا کیا گیا اور قید میں ہے۔ سفر نامہ ہکنس 428۔ ولیم جیکس نے 11-1610ء میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس نے لکھا ہے کہ اندھا کرنے کے بارے میں دور درستی ہیں ایک یہ کہ بادشاہ جب اس جگہ پر واپس ہوا جہاں جنگ ہوئی تھی (جیسا کہ لوگوں کا بیان ہے) تو اس نے حکم دیا کہ اس کی آنکھیں شیشہ سے جلادی جائیں۔ دوسرے کا بیان ہے کہ اس کی آنکھوں پر صرف رومال باندھ کر شامی مہر لگادی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہ آگرہ کے شامی محل میں قید ہے۔ پرتھو جات چہارم صفحہ 51۔ ڈیلاویل (نرولینز ان ایف جلد اول صفحہ 56) کو یہ معلوم ہوا کہ خسرو کی آنکھیں سی دی گئیں لیکن جہانگیر نے انہیں پھر کھلوا دیں چنانچہ وہ اندھا نہیں اور دیکھنے کا صرف عارضی سزا تھی۔ ایک اور افسانہ یہ مشہور تھا کہ آنکھوں پر کٹوریاں باندھ دی گئیں اور جب وہ کھولیں گئیں تو وہ بھر دیکھنے لگا (جہانگیر راجس راجپور ریج) جلد اول صفحہ 174۔ ثورنیر جلد اول 334 و 335) کا بیان ہے کہ شہزادہ کی آنکھوں میں لوہے کی سلاخ ڈال کر اسے اندھا کر دیا گیا ہے جیسا کہ ایران میں دستور ہے۔ چنانچہ سارا معاملہ پراسرار ہے۔ عام طور پر لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ شہزادہ بصدات سے محروم کر دیا گیا۔ اگرچہ عارضی طور پر مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ کس طرح کیا گیا۔
جنسی شہادتیں مل سکیں ان سب کو جانچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انتخاب جہانگیری کا بیان بہ نسبت اوروں کے حقیقت سے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ مصنف اندرونی شہادت کی بنا پر لکھا ہے۔

دکھائے جو آنکھوں پر کوریوں کے باندھے سے پڑ گئے تھے اس نے اپنے گرد ایک بڑا جھوم جمع کر لیا اور بہادر کے مستقر پٹنہ پر چڑھ دوا۔ گورنر افضل خاں عرف عبدالرحمن خاں جو ابوالفضل کالاک تھا اپنی جاگیر کھڑک پور میں گیا ہوا تھا اور حکومت کا پورا انتظام بخشی شیخ بتاری اور وزیر مال غیاث بیگ کے سپرد تھا۔ اتوار 18 اپریل کی صبح کو باغیوں نے انھیں بے خبری میں لے لیا۔ چونکہ دونوں بزدل تھے اس لیے وہ پشت کے دروازہ سے نکل کر کھڑک پور کی طرف بھاگ گئے۔ قطب نے فوراً قلعہ اور شاہی خزانہ اور گورنر کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ ایک ہفتہ تک وہ شہر پر حاکم رہا اور اپنے جھنڈے تلے بہت سے آدمی جمع کر لیے۔

افضل خاں کو جیسے ہی ان شرمناک واقعات کی اطلاع ہوئی وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر تیزی سے پٹنہ پہنچ گیا۔ قطب نے قلعہ کے اندر کچھ فوج چھوڑی اور خود جنگ کے لیے تیار ہو کر باہر نکلا۔ دریائے پون پون کے کنارے ایک مختصر سی جھڑپ ہوئی جس میں فیصلہ ہو گیا۔ باغی منتشر ہو کر قلعہ کے اندر بھاگے اور افضل خاں نے ان کا سختی سے تعاقب کیا۔ قطب اور اس کے خاص ہمراہی گورنر کے مضبوط محل میں پہنچ گئے اور نو گھنٹہ تک بہادری سے دفاع کیا۔ شاہی فوج کے کم از کم تیس آدمی ضائع ہونے کے بعد باغیوں کی مختصر فوج نے ہتھیار ڈال دیے۔ قطب کو قتل کر دیا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی قید کر دیے گئے۔

جہانگیر کو شیخ بتاری اور مرزا غیاث کی بزدلی پر سخت غصہ آیا اور دونوں کو دربار میں طلب کیا گیا اور سر اور داڑھی منڈوا کر عورتوں کے لباس میں گدھوں پر سوار کرا کے شہر آگرہ میں محنت کرایا گیا تاکہ لوگوں کو عبرت اور سبق ہو۔ (15)

(15) جہانگیر (راجس و پور ریج) جلد اول صفحات 173-176۔ اقبال نامہ 42-43 آثار جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ

65 بھانی خاں جلد اول صفحہ 261۔ آثار الامرا (پور ریج) جلد اول صفحات 67-68 گکھڑون صفحات 20، 21۔

پٹنہ کے اس وقت کے حال کے لیے دیکھو الف فوج صفحات 109-112 پڑچات دہم 158۔ عبد اللطیف ایک معاصر سانچہ ترجمہ ابن سردر جل بہادر اور سرہ کلکتہ ریویو 1870ء صفحہ 29) ہائیکس اینڈ پارکر۔ ہندوستان کی انگلش فیکٹریز 1880ء صفحہ 212۔ پیٹر منڈی کور دوم صفحہ 101 پادری صفحات 221-222 ڈیٹاٹ ترجمہ برن کلکتہ ریویو 1870ء صفحہ 160 پادی صفحہ 221-222۔ سورنر جلد اول جلد اول حصہ دوم صفحہ 53۔ عبد الرحمان 1607ء میں اسلام خان کی جگہ جو بجائے بھجور یا گیا تھا بہادر کا گورنر مقرر ہوا۔ بعض مخطوطات میں غلطی سے اس کی جاگیر گورکھ پور میں بتائی گئی ہے۔ سترہویں صدی میں شہزادوں کی بالکل مشکل نہ تھی اور تک زیب کے عہد میں کئی بار ان نقلی شہزادوں کی وجہ سے شورش ہوئی تھی۔

ساتویں باب کا ضمیمہ

جہانگیر کے لاہور سے کابل تک سفر کی تاریخیں اور منزلیں

منزل	سنہ 1607ء		سنہ ہجری
جہانگیر کی لاہور سے روانگی	دن	مارچ	15/10ھ
	جمعرات	20/	ذی الحجہ 7
راوی کے پار باغ دلاویز میں قیام ہار بھر میں قیام	دوشنبہ	30ھ/26	7/11ھ
		20/	11/
جہانگیر پور پر گنہ چندیل میں قیام	منگل	31/	11/
	جمعرات	اپریل 2	14/
حافظ آباد گردی سر قیام مدین کو تعمیر کردہ قیام گھس چناب کو پار کیا۔	سنچر	4/	16/
خوام پور	جمعرات		21/
	جمعہ	10/	22/
بہت کو پار کیا۔ ملی کی از سر نو تعمیر	جمعہ تا جمعہ	17ھ/10	22/29ھ
			1016ھ
بہت سے روانگی	سنچر	18/	عمر
روہتاس	دوشنبہ	20/	1
			3
ٹیلہ	منگل	21/	4/
ہٹیا	جمعرات	23/	6/
پکا	جمعہ	24/	7/
کھار	سنچر	25/	8/ذی الحجہ
راولپنڈی کے آگے	اتوار	26/	9/
خربوزہ	دوشنبہ	27/	10/
کالاپانی	منگل	28/	11/
بابا حسن ابدال	بدھ	29/	12/
اسروہی	سنچر	2/	15/
قلعہ انک کے قریب دولا باؤسرائے	دوشنبہ	4/	17/
پشاور کے جوار میں باغ سردار خاں	منگل	12/	25/
	بدھ	13/	26/

آٹھواں باب

نور جہاں

نور جہاں کی کہانی

ہندوستان کی قرون وسطیٰ کی تاریخ میں کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کے ساتھ اتنا رومان وابستہ ہو جتنا نور جہاں کا نام آتے ہی ذہن میں آتا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا کوئی واقعہ اتنا جاذب توجہ نہیں ہے۔ جتنا اس کی نور جہاں سے شادی کا۔ پورے پندرہ سال تک یہ خاتون سلطنت مظہر کی سب سے زیادہ نمایاں اور بااقتدار ہستی رہی۔ اس لیے کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی افسانوی اور فرضی کہانیوں میں گھری ہوئی ہو۔ وارڈز کی ”ہسٹری آف ہندوستان“ اور دوسری انگریزی تاریخوں اور خاص کر دیسی زبان کی تاریخوں میں جن کی بے شمار بہتات ہے، ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خواجہ عیاض (غیاث بیگ) مغربی تاتار کا ایک معقول تعلیم یافتہ اور عالی خاندان شخص تھا جس نے اپنی ہی جیسی ایک غریب عورت سے محبت کر کے شادی کر لی اور انتہائی عسرت کی حالت میں اس نے ہندوستان کا رخ کیا جو شمال کے مفلوک الحال تاتاریوں کی واحد جائے پناہ تھی۔ اپنی حاملہ بیوی کو ایک گھٹیا سے گھوڑے پر سوار کیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کا آخری پیہر بھی ختم ہو گیا اور ان کی گزر خیرات پر ہونے لگی، یہاں تک کہ وہ تن تنہا اس وسیع سنسان مقام کے کنارے بیٹھنے لگا جو تاتار کو تیور کے خاندان کی سلطنت سے الگ کرتا ہے۔ تین دن کے فاقہ کے بعد تھکی ماندی فاقہ زدہ خاتون نے ایک لڑکی کو جنم دیا۔ تین گھنٹے وہ اس کے منتظر رہے کہ شاید کسی زمیں دار درد مند سے کوئی مدد مل جائے مگر بالآخر رات کے قرب کے خوف سے انھوں نے وحشی جانوروں کی اس آماجگاہ سے ہٹ جانے کا فیصلہ کیا۔ انسانیت اور احتیاج میں سخت تکلیف ہوتی رہی اور بالآخر بچی کو لے جانے کی کوئی صورت نہ پا کر انھوں نے ایک درخت کے نیچے چوں سے ڈھانک کر چھوڑ دیا۔ جب یہ لڑکی نظر سے اوجھل ہو گئی تو ماں بے قرار ہو کر رونے لگی اور گھوڑے سے اتر کر ”میری بچی! میری بچی“ جیتنے لگی۔ باپ بے چین ہو کر پلٹ پڑا اور دیکھا کہ بچی کو ایک کالا ناگ اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہے جسے وہ کافی شور مچا کر بھگا سکے۔ باپ نے بچی کو اٹھا کر ماں کے حوالہ کر دیا۔ انتہائی شکایت کے ساتھ وہ لاہور پہونچے جہاں خوش قسمتی سے ان کا ایک پرندہ دوست مل گیا جس نے انھیں اکبر کے دربار میں پہونچا دیا اور وہاں مرزا غیاث بہت جلد ترقی کرتے کرتے شاہی محلات کے منتظم کے عہدہ تک پہونچے۔ بچی کا نام مہر السلطہ رکھا گیا اور وہ بڑھ کر دل کش عورت ہو گئی جو مشرق کی تمام عورتوں سے بڑھ کر حسین اور موسیقی، رقص، شاعری، نقاشی، خوش مذاقی اور حاضر جوابی میں یکساں ہو گئی۔ اس نے شہزادہ سلیم کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک ضیافت میں اپنے حسن اور خوبیوں کے اس پر ڈورے ڈالنے میں کامیاب بھی ہو گئی۔ لیکن اس کی شادی ایک بہت ہی باہمت اور بہادر ایرانی شیرالغن سے ہو گئی۔ جہانگیر نے

تحت نشین ہو کر اس سے نجات حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ شیر افکن کو ختم کرنے کی کئی کوششیں کی گئیں مگر اس نے ان سب کو ناکام کر دیا۔ ایک زبردست شیر کو جو اس پر چھوڑا گیا اس نے بغیر کسی اسلحہ کے ختم کر دیا۔ ایک ہاتھی اسے پھل دینے کے لیے چھوڑا گیا اس کی سونڈ اس نے کاٹ ڈالی۔ قاتل جو یکے بعد دیگرے بادشاہ کے خلیفہ حکم سے اسے قتل کرنے کے لیے بھیجے گئے ان سب کو اس نے قتل کر دیا۔ لیکن بالآخر بادشاہ کے دودھ شریک بھائی دھوکہ باز قطب الدین گورنر بنگال سے ایک ملاقات میں گورنر اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد وہ قتل ہو گیا۔ مہراتسا کو جب شاہی افسروں نے گرفتار کیا تو اس نے یہ افسانہ بتایا کہ شیر افکن نے اپنے قتل ہونے کی پیش نبی میں اس سے یہ حلف لیا تھا کہ وہ فوراً بادشاہ کی مرضی پر عمل کرے۔ لیکن بادشاہ کو اپنے دودھ شریک بھائی کے قتل کا اتنا شدید صدمہ تھا کہ اس نے مہر التماس سے ملنے سے بھی قطعی انکار کر دیا اور اسے مادرِ ملکہ کی خدمت میں دے دیا۔ اس چالاک خاتون نے ایک مہر جب پھر جہانگیر کو پھانسنے کی کوشش کی اور چار سال کے بعد کامیابی حاصل کر لی۔ (داد جلد سوم صفحات 33۲-۱9)

نور جہاں کا دادا خواجہ محمد شریف

سمیہ تاریخ میں جو روایت ہے وہ اس دلچسپ رومان سے خالی ہے۔ لیکن بڑی انسانی دلچسپی کی ہے۔ نور جہاں کا دادا خواجہ محمد شریف ایران کے ایک صوبہ خراسان کے حکمران بیگلار بیگ کا وزیر تھا اور اپنے سرپرست کے مرنے پر اس کے لڑکے اور جانشین قزق خاں کے عہد میں بھی اسی عہدہ پر قائم رہا، لیکن قزق خاں کے انتقال پر شاہ طہسپ نے اسے وزیرِ بزد کے اونچے عہدہ پر منتقل کر دیا۔

غیاث بیگ

شریف کا انتقال 1577ء میں ہوا جس کے بعد اس کے خاندان کا ستارہ گردش میں آگیا۔ اس کے لڑکے مرزا غیاث الدین احمد عرف غیاث بیگ کو اپنے وطن میں رہنا قابلِ برداشت معلوم ہوا اور اس نے ہندوستان نقل و وطن کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اپنے دو لڑکوں محمد شریف اور ابوالحسن اور ایک لڑکی اور حاملہ بیوی کے ساتھ وہ ایک قافلہ کی حفاظت میں جو ملک التجار ملک مسعود کی سربراہی میں ایران سے ہندوستان جا رہا تھا دورانہ ہو گیا۔

راستہ میں لوٹ لیا گیا

لیکن اتنا بڑا قافلہ بھی جان و مال کی حفاظت کے لیے ناکافی ثابت ہوا۔ غیاث بیگ نے آدھا راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ اس کے مختصر سرمایہ اور سارے خیر بجز دو کے لوٹ لیے گئے۔

نور جہاں کی پیدائش

قدحار میں اس کی بیوی کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس غریب خاندان کو بچی یا اس کی ماں کی عبادت ناممکن معلوم ہوئی اور اس کی بے بسی سے نیک دل ملک مسعود کا دل پہنچ گیا اور اس نے ان

ہندوستان پہنچ کر ملک مسعود نے غیاث بیگ کو فتحپور سیکری (1) میں اکبر کے دربار میں پیش کر دیا اور وہ فوراً ہی شاہی ملازمت میں داخل کر لیا گیا۔

مرزا غیاث بیگ جس کی لڑکی کی پیدائش نے اس کی ترقی کا راستہ کھولا۔ عالم اور شائستہ آدمی تھا۔ دل کش خط لکھنے والا اور اعلیٰ درجہ کا خوش تقریر۔ اپنے اوپر قابو رکھنے میں اسے غیر معمولی ملکہ تھا۔ اس کے گھر میں ملازموں کو کوڑے مارنے یا ہاتھ پیر باندھنے یا کانٹا لگا کر مذاکرہ کرنا تھا۔ البتہ اس کی طبیعت میں حرص کا ایک داغ تھا۔ لیکن وہ دل سے رحیم اور فیاض تھا۔ اسے محنت و نظم و ضبط اور شان و شوکت کا بڑا خیال تھا۔ اس کی جفاشی اور محنت کی ہمیشہ تعریف کی گئی۔ وہ اپنے منصب اور اثر میں برابر ترقی کرتا رہا، 1590ء میں وہ تین ہزار کے منصب پر پہنچ گیا اور کاہل کے دیوان کے اہم عہدہ پر فائز ہو گیا۔

اس دوران میں جو لڑکی قندھار میں پیدا ہوئی تھی وہ جوان ہو کر دلکش اور ہمہ صفت موصوف ہو گئی۔ جب وہ سترہ سال کی ہوئی تو اس کی شادی ایک ایرانی قسمت آزمایا علی قلی اسماعیلی سے کر دی گئی۔

(۱) اقبال نامہ صفحات 54، 55 ایلیٹ و ڈاؤن جلد ششم صفحات 403، 404 لفیف کی آگرہ صفحات 28، 29 نصف انسانوی ہے۔ نبل کی نواریں میں ہائے کر ملیکل و فشری صفحہ 185۔ باب پانچواں اب باقی۔

مرزا غیاث کا خطاب : مرزا غیاث کو جو خطاب دیا گیا وہ پہلے صرف شاہی خاندان کے افراد کو دیا جاتا تھا لیکن سولہویں صدی میں اس کا دائرہ وسیع کر دیا گیا۔ دیکھو مرزا کراخان کا مرزا محمد بنے مولوی محمد بدایت اللہ نے مرتب کیا اور انگریزی میں ترجمہ کیا کہ چارل آف ایشیاک وسوسائیجٹی بمبئی۔ سلسلہ جدید جلد 90 1913ء صفحات 13 تا 14 پہلے باب میں اس کے خاص ضوابط ہیں اور دوسرے باب میں ضمنی ضوابط مرزا بیت کے۔

نورجہاں کو رستم میں ڈال دینے کی داستان (جلد اول صفحہ 64) نے اٹھارویں صدی میں کشمیر کے نورجہاں کو بیدار ہونے پر اس کے والدین نے عاجز ہو کر رات کو رستم میں ڈال دیا۔ قندار گنگے دن میں جنگ ملک مسعود نے اسے اٹھایا اور اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس کی پرورش کرنے کا تجربہ کیا اور اس کی ماں کو اس کے دودھ پلانے پر مقرر کر دیا۔ اسی روایت کو الفطین نے (بشری آف اٹلیا مرتبہ کولہلی صفحہ 554) نے نقل کیا اور وہ اسے آجکل کی موجودہ تاریخوں میں نقل ہوتی چلی آئی۔ لیکن محاصرہ مدینہ میں اس روایت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ کئی کچھ بیگانہ سی قاتلوں سے سرزد نہ ڈالا گیا ہو تاہم کشمیر سے دور کسی گوشہ میں۔ خود بخود کو چھپک دینے کا واقعہ غریب، بیک کی طبیعت کے متافی ہے۔ یہ افسانہ بہت سے دوسرے افسانوں کی طرح نورجہاں کی اگلی شاعرہ روزنہ کی کے پس منظر کو مدہ کی میں ڈالنے کے لئے کھڑا کیا۔

خانہ خاں (جلد اول صفحات 664-665) نے بھی غیث بیگ کی اکبر سے ملاقات کے متعلق اس طرح کی ایک خصوصی روایت بیان کی ہے کہ ارشدانہ ملک مسعود نے کہا کہ اس مرتبہ تم پہلے کی طرح آجھے تھے نہیں لانے ملک مسعود نے کہا کہ اس مرتبہ میں چند بیٹے جاتے تھے لاہور میں اب تک اس سے نہیں آئے پھر جو اس نے غیث اور ان کے لڑکوں کو ارشدانہ کے سامنے پیش کر دیا۔

علی قلی استعجبی

علی قلی ایران کے شاہ اسماعیل دوم کا سفارچی (مہتمم) (دستر خوان) تھا۔ اپنے آقا کے انتقال یا قتل ہونے پر اسے اپنے وطن سے فرار ہونا پڑا۔ طویل آوارہ گردی اور جو حکم کے حادثات سے گزرتا ہوا وہ قندھار کے راستے سے ملتان پہنچا جہاں عبدالرحیم خاں خاناں ایک بڑی فوج کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر تھے۔ علی قلی نے اپنی شجاعت، بہمت اور جرأت سے بڑا نام پیدا کیا اور خاں خاناں نے اپنے مراسلات میں اس کا ذکر کیا۔ جنگ کے فاقہ منہ انجام پر خاں خاناں اسے اپنے ساتھ لاہور لے گیا جو اس وقت سلطنت کا مستقر تھا اور 1591ء میں اس کا اعلیٰ طبقوں میں تعارف کرایا۔

مہر النساء سے شادی، شہزادہ سلیم کے حملہ میں تقرر

تھوڑے ہی دن بعد غیاث بیگ کی لڑکی سے اس کی شادی ہو گئی 1599ء میں وہ شہزادہ سلیم کے حملہ میں مقرر کر دیا گیا جسے اکبر نے میواڑ کی مہم پر مامور کیا تھا۔ علی قلی نے جس بہادری اور ہوشیاری سے ایک شیر کو مارا، اس سے شہزادہ بہت خوش ہوا اور اسے شیر انگن کا خطاب دیا۔

بنگال میں جاگیر

علی قلی نے اپنے آقا کی بناوٹ میں کچھ دن تک اس کا ساتھ دیا اور پھر اسے چھوڑ کر اکبر سے مل گیا۔ تخت نشین ہونے پر جہانگیر نے بڑی فیاضی سے اس کے رویہ کو نظر انداز کر دیا اور اسے ایک معقول عہدہ اور بنگال میں جاگیر دے دی۔ (2)

بے وفائی کا شبہ

بنگال اس وقت بناوٹ، سازش اور شورش کا اڈا تھا اور تمام غیر مطمئن عناصر کا آماجگاہ بن گیا تھا۔ شیر انگن پر ایک مغویانہ سازش میں شرکت کا شبہ کیا گیا اور قطب الدین کو جو اگست 1602ء میں راجہ مان سنگھ کا جانشین ہوا تھا حکم دیا گیا کہ وہ اسے دربار میں حاضر کرے اور عدول حکمی کی صورت میں سزا دے۔

قطب الدین سے ملاقات

مارچ 1607ء میں قطب الدین بردوان کو روانہ ہوا اور شیر انگن کو ملاقات کے لیے طلب کیا اور اغلباً گرفتاری کے لیے 30 مارچ کو شیر انگن صرف دو ملازموں کے ساتھ گورنر سے ملاقات کے لیے آیا۔ جیسے ہی وہ خیمہ میں داخل ہوا گورنر نے حکم دیا کہ شانی فوج کے سپاہی اسے گھیر لیں۔ شیر انگن نے (2) شیر انگن کے حالات کے لئے دیکھو جہانگیر و راجس و بیورج جلد اول صفحات 113، 114، 115۔ اقبل نامہ صفحات 23، 24۔ خانی خان جلد اول صفحات 266، 267۔ خلاصۃ التواریخ (دہلی ایڈیشن) صفحات 126، 127۔ متلح التواریخ صفحہ 114 کلیدون صفحہ 15 بلکہ صفحات 296، 297، 524، 525 بتلی کی اور عمیل بھیکل اٹاری صفحہ 380۔ شاہ اسماعیل دوم کے حالات کے لیے دیکھو بکس شہری آف پرنسپل جلد دوم صفحات 253، 254 تا حکم کی ہستی آف پرنسپل۔

جب خطرہ محسوس کیا تو اس کا خون کھول گیا اور اس دھوکہ دہی سے اسے غصہ آگیا۔ اس نے قطب الدین سے سوال کیا ”یہ تیری کیا حرکت ہے؟“ قطب الدین معاملہ کی توضیح کے لیے آگے بڑھا تو شیر افکن نے جو غصہ میں بھرا ہوا تھا تلوار کھینچ لی اور گورنر پر وار کیا۔

قطب الدین کو مہلک زخم

قطب الدین کی آنتیں کل پڑیں مگر اس دلیر آدمی نے انہیں ہاتھوں میں تمام لیا اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حملہ آور کا کام تمام کر دیں۔ لیکن اس حکم کی ضرورت نہ تھی۔ ایک کشمیری ملازم اسباخان نے شیر افکن کے سر پر وار کیا اور جواب میں وہ خود زخمی ہوا۔ تنہا آدمی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اور اس کے گلے کے گلے کر دیے گئے۔ مگر اس نے بھی اپنا اعظام لے لیا۔ اسباخان فوراً مر گیا اور قطب الدین نے جو بیس گھنٹہ کے اندر سانس توڑ دی۔ (3)

قطب الدین کی موت پر جہانگیر کا غم

قطب الدین کی موت سے جہانگیر کو سخت صدمہ پہنچا۔ جس غصے کو وہ ”بیارے بیارے“ بھائی اور قلبی دوست سے مخاطب کرتا تھا اس کی دردناک موت پر اسے اظہار غم کے لیے الفاظ نہیں ملے تھے۔ اس نے شیر افکن پر گالیوں کی بارش کر دی اور اسے ہمیشہ جہنم میں جلنے کی بددعا دی۔ (4)

مہر النساء حاضر دربار کی گئی

شیر افکن کی بیوہ اور لڑکی لاڈلی بیگم دربار میں بھیجی گئیں جہاں اعتماد الدولہ بڑے عہدہ پر ممتاز تھا اور مہر النساء کو فوراً ہی ملکہ سلیمہ بیگم کی مصاحبت میں مقرر کر دیا گیا۔

جہانگیر سے شادی 1611ء

مارچ 1611ء میں جہانگیر نے اتفاقاً اسے موسم بہار کے فینسی بازار میں دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا اور مئی کے آخر میں اس سے شادی کر لی۔ (5)

(3) جہانگیر راجس دیورنچ جلد اول صفحات 113 تا 115 قبل نامہ صفحات 23، 24، خانی خاں جلد اول صفحات 266، 267، غلامہ الخوارزمی (دہلی ایڈیشن صفحات 126 و 127 ملحق الخوارزمی صفحہ 114 گلدون صفحہ 15۔ بلوکیں صفحات 496، 497، 524، 525۔

شیر افکن کے پہلے حملہ آور کے نام میں اختلاف ہے۔ جہانگیر اسے اسباخان کہتا ہے۔ مستند خاں پیر خاں اور کامنگار خان ایک خاں، شیر افکن کے جسم کے گلے کے گلے بردوان میں دفن کر دیے گئے۔ روایات وغیرہ اور شیر افکن کی قبر کے متعلق دیکھو جزل آف ایشیا تک سوسائٹی بمبئی سلسلہ جدید جلد 13 1917ء صفحات 184، 186۔

(4) راجس دیورنچ جلد اول صفحات 114 تا 115 قبل نامہ صفحہ 55 خانی خاں جلد اول صفحہ 267۔

(5) قبل نامہ صفحہ 56۔ تاج جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 76 (الف)۔

مور خین کی روایات

یہ تو مشہور اور اہم شادی کا اصل قصہ ہے۔ مور خوں کی یہ روایات کہ جہانگیر اپنے والد کی مین حیات میں اس پر عاشق ہو گیا تھا اور اکبر نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا اور غیاث بیگ کو آمادہ کیا کہ شیر افغن سے اس کی شادی کر دے اور یہ کہ عاشق ہمارے تخت نشین ہوتے ہی کمینگی سے اپنے کامیاب رقیب کو قتل کر دیا اور یہ کہ عالی دماغ مہر النساء نے چار سال تک اپنے شوہر کے قاتل کے چہلات کو ٹھکرایا۔ لیکن بالآخر راضی ہو گئی۔ ان تمام باتوں کا ثبوت معاصر تاریخوں سے بالکل نہیں ملتا۔ یہ تو صحیح ہے کہ جہانگیر خود اپنے قلم سے ایسے گندے جرم کا خیال نہ کرتا لیکن اگر شیر افغن کی موت میں اس کا ذرا بھی ہاتھ ہو تا تو وہ شاید اس واقعہ کا بالکل ہی ذکر نہ کرتا مگر واقعہ تو یہ ہے کہ اس نے شیر افغن کی زندگی اور موت کا بالتفصیل حال بیان کیا ہے۔ معتد خاں نے شاہجہاں کے عہد میں اس کی داستان کی تحمیل کی اور کامگار حسین کی تاریخ شاہجہاں کے اشارے سے لکھی گئی۔ یہ دونوں نور جہاں کے دشمن تھے جو ان کے سر پرست کی زبردست رقیب تھی لیکن دونوں میں سے کسی نے اشارہ ناجہی نور جہاں کی زندگی کی کسی سنگین بدنامی سے ملوث نہیں کیا۔

غیر ملکی سیاحوں کی فیصلہ کن تردیدی شہادت

یہ تو بیشک کہا جاسکتا ہے کہ کسی درباری مورخ کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ کسی ایسی بدنامی کا ذکر کرے جو سارے خاندان کے لیے باعث ذلت ہو لیکن اس زمانہ کے غیر ملکی سیاحوں کو کوئی ایسی جانب داری نہیں ہو سکتی تھی۔ برعکس اس کے وہ بدنامی کو خوب خوش ہو ہو کر اچھالتے تھے اور کوئی بھی انوکھ جو عالی مرتبہ اشخاص کے اخلاقی کردار کو برائی میں ملوث کرے اسے قبول کرتے اور مدح کرنے میں دریغ نہیں کرتے تھے۔ وہ جہانگیر (جو اس وقت شہزادہ سلیم تھا) اور اس کی سوتیلی ماں کے درمیان بے لگام رسوائی کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح رسوائی کا نور جہاں اور اس کے سوتیلے لڑکے شاہجہاں کے مابین حوالہ دیتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اس بات کا شبہ بھی نہیں ظاہر کرتا کہ جہانگیر نے اپنی پہلے کی محبت کے پیچھے شیر افغن کو قتل کر دیا۔ وہ نور جہاں کی ابتدائی زندگی کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے شوہر کی دردناک موت کا اور اس کی جہانگیر سے شادی کا اور جہانگیر پر اس کے زبردست اثر کا لیکن وہ دونوں میں کسی کی پہلی محبت کا اشارہ بھی نہیں کرتے اور نہ دوسرے شوہر کا پہلے شوہر کے قتل میں کسی قسم کی شرکت کا۔ ہانس کوترکی زبان جاننے کی وجہ سے بہت بڑی سہولت حاصل تھی۔ وہ شیر افغن کے انتقال کے تھوڑے ہی دن بعد مغل دربار میں پہنچا اور منصب داروں کے حلقہ میں داخل ہو گیا اور بہت سے ملاقاتی پیدا کر لیے اور جہانگیر کی شادی کے کچھ دن بعد آگرہ سے روانہ ہو گیا۔ سر طامس رولور اینڈورڈنیری کی کئی سال مغل دربار میں رہے جب کہ نور جہاں کا اقتدار پورے عروج پر تھا اور عام طور پر لوگ اس کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ ولیم ٹیچو غائر نظر رکھتا تھا۔ تقریباً اسی زمانے میں ہندوستان آیا۔ ہیر وڈیا دہلے کے انگرچہ اپنی سیاحت مغربی ساحل کے علاقہ میں محدود رکھی لیکن اس نے اندرون ملک کی جہانگیر کے عہد میں بہت سی باتیں سنیں۔

یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ شیر افغن کے معاملہ میں اگر جہانگیر کا کوئی قصور ہو تا تو اس کا ذکر ان میں سے کسی نے نہ نہا ہوتا۔ اس طرح کی بدنامی مغل کوچہ میں مشہور ہو جاتی ہے۔ ایسی بدنامی کی بات جو

کسی بادشاہ یا ملکہ سے متعلق ہو اور جس کے ساتھ ایک شرمناک قتل بھی شامل ہو وہ گھر گھر پہنچ جاتی ہے اور وہ ان لوگوں سے کسی طرح ڈھکی چھپی نہ رہتی جو ایسی باتوں کو قبول کرنے کے لیے ہر تن گوش ہوں۔ جہاگیر کے عہد میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارکنوں نے سیکڑوں غلطوٹ اپنے بوسے عمل کو لکھے، اگرچہ یہ غلطوٹ بیشتر ان کے تجارنی کاروبار سے متعلق تھے لیکن ان میں اکثر دلچسپ اور اہم سیاسی واقعات کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ انہوں نے خسرو کی موت شاہجہاں کی بغاوت اور مہابت خاں کی پورش کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی نے شیر افگن کے قتل کو جہاگیر کی اس کی بیوی کی ہوس سے منسوب نہیں کیا ہے۔ سر طامس ہارٹ بیئر ی چند سال بعد آئے۔ دونوں نے جہاگیر اور نور جہاں کے متعلق بہت کچھ لکھا لیکن ان میں سے کسی نے ان کی شادی کے سلسلے میں کسی بدنامی کے متعلق ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ برنیر ایک نسل کے بعد آیا اور دربار کے اعلیٰ عہدہ داروں میں مکمل مل گیا اس نے شاہ جہاں، جہان آراء، روشن آراء اور دوسروں کے متعلق ناقابل بیان باتیں لکھیں ہیں۔ اس نے جہاگیر اور نور جہاں کے اقتدار کا بھی حال لکھا ہے۔ لیکن شیر افگن کے متعلق کسی بات کا مطلق حوالہ نہیں دیتا۔ (6)

(6) سیرہ (دراخ لویسٹ افٹھا صفحہ 404) صرف اتنا لکھتا ہے کہ جہاگیر نے نور جہاں کو ایک ذلیل خاندان میں سے اشاک مراد پر بیاہید جس نے 24-1623ء میں ہندوستان کے مغربی ساحل کے علاقوں کا دورہ کیا۔ اس نے نور جہاں کے متعلق بہت کچھ سنایا لیکن عجیب بات ہے کہ اس کی بادشاہ سے شادی کس طرح ہوئی اس کے متعلق اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا وہ لکھتا ہے ”وہ (نور جہاں) ہندوستان میں پیدا ہوئی لیکن ایریلی نسل کی ہے یعنی ایک ایریلی کی لڑکی ہے جو بہت سے لوگوں کی طرح قتل وطن کر کے ہندوستان آیا مصلوں کی ملازمت میں داخل ہو گیا اور ان کے دربار میں بواہر و بچ حاصل کیا اور اگر میں غلطی نہیں کرتا تو وہ خان یا ایک صوبہ کا گورنر ہو گیا۔ اس کی شادی پہلے ایک فوجی کمانڈر سے ہوئی تھی جس نے بھی مصلوں کی ملازمت کی لیکن اپنے پہلے شوہر کے انتقال پر اسے بہت اچھا موقع مل گیا جیسا کہ اکثر حسین نوجوان بیویوں کو مل جاتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ شاہ سلیم نے اسے کیسے دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا۔ (سفر ڈاویل جلد اول صفحہ 53) اس بیان میں بہت سے غلطیاں معلوم ہوتی ہیں اور وہ شیر افگن کی موت کے حالات سے بالکل باواقف۔

ڈیلا ویل نے شادی کے متعلق یہ بارہائی افسانہ بھی درج کیا ہے: وہ جہاگیر (سے) اور (عمر کو) اپنے حرم میں لے گیا ہو گا۔ اور اسے دوسری داشتہ عورتوں کی طرح رکھا مگر اس بہت ہی چالاک اور حوصلہ مند عورت نے بادشاہ سے بڑی دیانت داری کا ثبوت کیا اور اس کے حرم میں جانے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ ایک باعزت کمانڈر کی بیوی رہ چکی ہے اور ایک محترم باپ کی لڑکی ہے اور اپنی عزت پر کبھی حرف آنے نہ دے گی نہ اپنے باپ اور شوہر کی۔ اور اس کا شادی حرم میں جا کر ہندوؤں کی طرح اس کے شایان شان نہیں ہے۔ اس لیے اگر بادشاہ سلاط کو اس سے اس ہے تو وہ باقاعدہ شادی کر کے لے دے گا۔ جس سے ان کی حرف نہ صرف محفوظ رہے گی بلکہ اور بڑھ جائے گی اور اس شرط پر وہ اس کے لیے حاضر ہے۔ شاہ سلیم پہلے تو اس کے اس گستاخانہ اور مفرد انداز پر بہت براغزوہ ہوا اور تقریباً بے طے کیا کہ اسے ذلیل کرنے کے لیے اسے ایک حلال خور سے چلے جو ہر چیز کھاتے ہیں اور اس لیے ہندوستان میں بہت ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن عورت اپنے عزم پر قائم رہی اور کہا کہ اس عزم کو بدلنے کے بجائے وہ مر جانا گوارا کرے گی۔ تاہم بادشاہ کے دل میں بھر محبت نے زور کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں چلاؤٹے سے (جس کا مجھے یقین نہیں ہے) اور عورت کا حسن جو روز افزوں تھا تو بالآخر بادشاہ نے اسے بطور ملکہ اور دوسری ملکاؤں سے بالاتر قبول کرنا منظور کر لیا۔ (سفر نامہ ڈیلا ویل جلد اول صفحات 53، 54)

پہری جس نے 1629ء میں ہندوستان کا دورہ کیا اس نے ایک گندی گپ نقل کی ہے کہ ”اس کا شوہر چونکہ باغی تھا اس لیے لڑائی میں قتل کر دیا اور وہ (نور جہاں) بھی گرفتار ہو گئی... اور جیسا کہ لوگ کہتے ہیں... ایک باغی لڑکیا اور نور جہاں نے چونکہ گندی گپ اور تکبر کا اظہار کیا تھا اس لیے اسے ہر جگہ گشت کر لیا جائے تاکہ اسے گندی میں لیکن اس حکم کی تعمیل نہیں کی گئی (سفر نامہ جلد دوم صفحات 205، 206)

مراکو سے برنیر نور جہاں کے جہاگیر پر غیر معمولی کا ذکر کرتا ہے۔ مگر اس کی کچھلی زندگی کے بارے میں خاموش ہے۔ (دیکھو سفر نامہ صفحہ 5)

خود یہ کہانی خلاف ہے

کسی معاصر مورخ نے جہانگیر پر شیر افغن کے قتل کا الزام نہیں لگایا ہے۔ اس معاملہ میں تردید کی شہادت خود ہی فیصلہ کن ہے۔ لیکن مزید براں یہ کہانی بعض معصومہ حقائق اور قیاس کے منافی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ یقین نہیں آتا کہ اکبر نے کس بنا پر مہرالنسا اور سلیم کی شادی کی مخالفت کی۔ مہرالنسا ایک اعلیٰ ایرانی خاندان کی تھی اور اس کا والد دربار میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھا۔ مغل کسی طبقہ خاندان سے رشتہ کرنے میں زیادہ محتاط نہ تھے اور یہاں ایک قدیم خاندان تھا۔ اگر اکبر نے اپنے بیٹے کو واقعی مایوس اور دل برداشتہ کیا ہو تا تو غیاث بیگ سے اصرار کیا ہو تا کہ وہ اپنی لڑکی کو شیر افغن سے بیاہ دے تو وہ اتنا بے عقل نہ تھا کہ شیر افغن کو 1599ء میں شہزادہ سلیم کی ملازموں میں مقرر کر تا تو خود سلیم یقیناً اپنی معشوقہ کے شوہر کو اعزاز اور ترقی نہ دیتا تو تخت نشین ہونے پر وہ اس کے دغا دینے کے قصور کو نظر انداز نہ کر کے اسے بلند اور مالدار نہ کرتا۔ اگر اسے اس کی بیوی کی خواہش تھی تو وہ ایسے بے ڈھنگے پن سے کام نہ کرتا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے کیا۔ آخر میں یہ کہ جہاں تک ہمیں نور جہاں کی سرشت کا علم ہے ہمیں یقین ہے کہ اگر اس کے شوہر کے بے قصور قتل میں جہانگیر کا دامن داغدار ہونے کا علم ہو تا تو وہ کبھی اس کی ہم بستر ہونا گوارا نہ کرتی۔ نہ کبھی اس کی والدہ کی خدمت پر آمادہ ہوتی۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اپنی زوجیت کے زمانہ میں اس نے جہانگیر کی محبت کا پورا پورا بدلہ اتارا۔ ایک خوددار خاتون سے یہ توقع کی جاسکتی کہ وہ اپنے شوہر کے قاتل سے اتنی دالہانہ محبت کرے۔

بے بنیاد شبہ

اکثر مورخوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قطب الدین کو بنگال کی گورنری پر صرف اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ مہرالنسا کو اپنے آقا کے لیے حاصل کرے لیکن اس نقطہ خیال کی مطلق کوئی سند نہیں ہے۔ بادشاہ اور راجہ مان سنگھ کے درمیان قطعی اختلاف پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اکبر کے انتقال پر دونوں میں ایک رسمی مصالحت ہو گئی تھی لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے قطعی بیگانہ ہو چکے تھے۔ صرف وقت کا انتظار تھا کہ مان سنگھ اور اس کے رفیق عزیز کو کا کو مغل سلطنت میں اقتدار سے محروم کر دیا جائے۔ جیسے ہی خسرو کی بغاوت فرو ہوئی جہانگیر نے مان سنگھ کو بنگال کی گورنری سے برطرف کر دیا۔ اور یقیناً اس کی جگہ بادشاہ کے کسی ایسے آدمی کا تقرر ہونا تھا۔ چنانچہ قطب الدین کو اس عہدہ کے لیے منتخب کیا گیا۔ شیر افغن پر بے وفائی کا شبہ ممکن ہے کہ بالکل بے بنیاد ہو۔ لیکن اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ بنگال سازشوں، غداروں اور بغاوت کا ڈھ تھا۔ عثمان نے کچھ ہی دن پہلے بغاوت کی تھی اور جلد ہی وہ پھر ایک زبردست بغاوت کرنے والا تھا۔ ماحول تشویش انگیز تھا اور کسی وقت بھی طوفان برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ انتہائی چوکسی اور احتیاط کی ضرورت تھی، اور کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ایک ایرانی قسمت آزما پر جس نے ایک مرتبہ شہزادہ سلیم کا ساتھ چھوڑ دیا ہو بے وفائی کا شبہ کیا جائے اور اسے بے اطمینانی کے مرکز سے ہٹایا جائے جو ناگوار صورت پیش آئی اور جس میں کئی جانیں تلف ہوئیں وہ قطب الدین کی بد تدبیر کی کا نتیجہ تھا۔ اس نے بلا آگاہ کیے ہوئے شیر افغن کو گھیر لینے کا سپاہیوں کو حکم دیا اور شیر افغن کو غصہ دلایا۔ یہ بالکل قدرتی

بات تھی کہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مہر النساء کو دربار بھیجا جاتا جہاں اس کا باپ اور بھائی شاہی ملازم تھے۔ اس بنیاد پر اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ وہ مریم الزمائی کی ملازمت پر مامور ہو اور جہاںگیر اسے ایسی بازار میں دیکھ لے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے اور اس سے شادی کر لے۔

یہ قصہ کیسے چلا؟

ان واقعات پر رومان کارنگ دو نسلوں کے بعد چڑھایا جانے لگا۔ ایک مرتبہ جب جہاںگیر پر یہ الزام لگ گیا کہ وہ شیر افگن کی بیوی کا خواہاں تھا تو اس قیاس آرائی کی ضرورت ہوئی کہ وہ اکبر کی زندگی ہی میں اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ محمد صادق تبریزی کی خانی خان اور سبحان رائے وغیرہ نے تقلید کی اور اس پر حاشیہ چڑھایا اور یہ قصہ گھڑا کہ جہاںگیر اور مہر النساء نے کیا کرتب دکھائے۔ کس طرح جہاںگیر نے ایک مرتبہ اسے لگایا، کس طرح وہ جہاںگیر سے الگ ہو گئی اور حرم شاہی سے شکایت کی، کس طرح انہوں نے اکبر کو اس کی اطلاع کی جسے سخت غصہ آیا اور اس نے شہزادہ کو اپنی معشوقہ کے وصل سے کامیاب ہونے کی ممانعت کر دی، کس طرح جہاںگیر نے قطب الدین سے کہا کہ وہ اس کی محبوبہ کو حاصل کرے۔ کس طرح شیر افگن دشمنوں کی حرب سے نیم جان ہو کر نکلا اور گھسیٹا ہوا دروازہ تک گیا کہ اپنی بیوی کا خاتمہ کر دے مگر اس کی خوشدامن نے روک لیا اور اس نے خود کشی کر لی اور شیر افگن نے باہر آکر اپنے زخموں پر پنی باندھی اور کس طرح وہ فوراً ہی اس کے ساتھ ختم ہو گیا۔ (7) یہ افسانہ دور دور پھیل گیا۔ سترہویں صدی کے نصف اول میں ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا اور بعد کی نسلوں میں اس کا جگہ جگہ چرچا ملتا ہے۔ فارسی مورخین بڑی تفصیل سے اسے بیان کرتے ہیں۔ راجپوت گوئیے اس کی تائید کرتے ہیں۔ (8) اطالوی سیاح منوچی اس صدی کے آخر میں اسے اور نمک مرچ لگا کر بیان کرتا ہے۔ (9)۔ انھارویں صدی میں اصل حقیقت بالکل گم ہو گئی اور دیگر مورخین نے اسے پوری رنگ آمیزی اور گرجوشی سے ایک ڈرامہ کی شکل میں پیش کیا۔ (10) انیسویں صدی میں الفسطن نے اس خانی خاں سے لے کے بعد کی تمام تاریخی کتابوں میں پھیلا دیا جو بیشتر اسی سے ماخوذ ہیں۔

معاصر تاریخوں کے غائر مطالعہ اور معلومہ حقائق کی روشنی میں اس رومان کے سارے تار و پود بکھر جاتے ہیں اور جہاںگیر اور مہر النساء کی سیرت زیادہ پسندیدہ صورت میں نظر آتی ہے۔

نور جہاں کی سیرت

اپنی دوسری شادی کے وقت مہر النساء یا نور محل یا نور جہاں نے جیسا کہ عموماً اسے کہا جاتا تھا اپنے

(7) خانی خان جلد اول صفحات 265، 267۔ خلاصہ اتوار شیخ دہلی ایڈیشن صفحات 436، 447 جو کین صفحات 496، 497۔ 525، 524۔

(8) پھلوی کاراجو تانہ جے ایل بی یو ری نے ہاروک اینڈ ٹاریکل سرورے آف راجپوتانہ میں نقل کیا جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی 1919ء نمبر 56، 58۔

(9) منوچی (مرحوم) جلد اول صفحات 161، 162 نیز دیکھو قتل منو 171 لطف کی شہری وقت، بجاہ۔ صفحات 153، 157۔

(10) سودا پال نے اپنی بحثا بھاسکر میں اور گلرام بہت نے اس پر کڑی سلیم کی مہر النساء کے محبت کے قصہ کو "رفیادہ الیک" بتا کر پیش کیا ہے۔

حسن کی شادابی کو بدستور قائم رکھا تھا۔ قدرت کی عطا کردہ کوئی رعنائی اس میں مفقود نہ تھی۔ ایران کے بے بہا حسن کی زیبائی اور اس کے طالع و خد و خال کو خوش مزاجی اور اعلیٰ دلکشی نے اور چکا دیا تھا۔ مصوروں نے اس کے خد و خال کی رعنائی آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر لیے ہیں۔ اپنی ساری صلاحیت صرف کر دی۔ اس کا نام آتے ہی ایک تازک بیضاوی چہرہ کشادہ پیشانی، بڑی بڑی نیلگوں آنکھیں اور باریک لب نظر کے سامنے آجائیں گے۔ اس کی صحت ہمیشہ بہت اچھی تھی اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر حکومت اور شکار کرتی تھی اور مضبوط ہاتھ سے نشانہ لگاتی تھی۔

قدرت نے اسے تیز فہم عطا کی تھی اور باریک بینی نظر اور ہمہ گیر ذہن اور معقول سوچہ بوجھ فطری صلاحیتوں کو تعلیم نے اور زیادہ روشن کر دیا تھا۔ فارسی ادب میں اسے ملکہ تھا اور وہ صاف اور شستہ شعر کہتی تھی جس سے اسے اپنے شعور پر قابو حاصل کرنے میں مدد ملی۔ (11)

اس کا بحالیاتی شعور بہت بلند تھا اور جن رعنائیوں اور صلاحیتوں سے جنس لطیف کی شان بڑھتی ہے۔ وہ اس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جنوری 1613ء (12) میں سلطانہ سلیمہ بیگم کے انتقال پر اسے بادشاہ بیگم یا سلطنت کی خاتون بول اور سلطنت کی خواتین کے فیشن کی سربراہی اور ملکہ محل کار تہ مل گیا اور اس نے فوراً ہی لباس اور آرائش میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس نے زردوزی، زربفت اور قالین کے کئی نمونے ایجاد کیے۔ ایک خاص قسم کا زربفت جو نور محلی کہلاتا ہے اس کا پورا اہمیانہ جوڑا دلہا اور دلہن کا بچیس روپیہ میں تیار ہوا تھا۔ اس کی دو دامی بیچ تولیہ، کندری اور فرش چاندنی اب تک مشہور ہے۔ نمونے کے زیورات کے اس نے نئے نمونے ایجاد کیے اور کمروں کی آرائش اور ضیافت کے نئے نئے طریقے ایجاد کیے۔ ایک صدی بعد خانی خان نے لکھا کہ نور جہاں کا ایجاد کیا ہوا فیشن آج بھی سوسائٹی کی زینت ہے اور پرانا فیشن صرف افغانوں اور پسماندہ قصبوں میں باقی ہے۔ (13)

اس کا دل فیاض تھا اور اتنا معاشرت پسند تھا۔ جہاں گیر سے اسے بے پناہ محبت تھی اور اس کے انتقال پر سخت سوگ منایا۔ محمد ہادی لکھتا ہے کہ ”وہ تمام مصیبت زدہ افراد اور بے پارہ و دگار لڑکیوں کی ہلاکات تھی“ کسی مظلوم کا حال سن کر وہ فوراً اس کی مدد کرنے میں اپنا پورا اثر استعمال کرتی تھی۔ کسی یتیم لڑکی کا حال سن کر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی شادی کے اخراجات کی مدد نہ کی ہو۔ اپنے سولہ سالہ اقتدار کے زمانہ میں اس

(11) مہر القادس کو نور محل کا خطاب جولائی 1611ء میں اور نور جہاں کا خطاب مارچ 1616ء میں۔ جہاںگیر (راجہ جی و جیورج) جلد اول صفحہ 319۔ لیکن ناموں میں الجھن سے بچنے کے لیے ہمیں اسے نور جہاں کہا چاہئے۔ اس لیے اشعلہ کے نمونہ کے لیے دیکھو خانی خان جلد اول صفحہ 270 اور 271 وہ محفل کے شخص سے شعر کہتی تھی۔

(12) جہاںگیر (راجہ جی و جیورج) جلد اول صفحہ 232 میں ہے کہ انتقال ساٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ برٹش میوزیم کے ایک مخطوطہ کے صفحہ 72 (الف) اور یو کی جلد اول صفحہ 257 کی سند کے بموجب وہ شوال 945ھ (23 جنوری 1539ء) بیسویں کو ہوئی تھی (دیکھو جیورج کا مضمون سلطان سلیمہ بیگم پر جرنل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی 1906ء صفحہ 509-510) اس طرح وہ کسی سال سے 74 برس کی تھی اور قریباً 76 برس کی نیز دیکھو اقبال نامہ صفحہ 68 خانی خان جلد اول صفحہ 276۔

(13) خانی خان جلد اول صفحہ 269 بلکہ کس آئیں جلد اول صفحہ 510۔

”خانی خان ایک قابل لحاظ واقعہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ جہاںگیر نے ایک بہت ہی خوبصورت غیر ملکی کپڑے کا ہاتھی دیکھا جو چمکدار پھولوں اور شون رنگ درختوں سے کڑھی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے خاندان سے درخواست کیا کہ یہ کتنے روپیوں میں تیار ہوئی ہے۔ خاندان نے جواب دیا کہ اسے یہ مل سے ملی ہے۔ جہاںگیر نے نور جہاں سے پوچھا کہ اس پوشش پر اس نے کتنا خرچ کیا۔ نور جہاں نے کہا کہ یہ ساری ہرا کے یہاں سے آنے ہوئے خطوط کے تھیلوں سے تیار کی۔

نے آنھ سولہ کیوں کی شادی اور جہیز کے اخراجات اور معمولی خیراتوں کی تعداد تقریباً بے شمار ہے۔ (14)

ذہن اور احساس کی گہرائی جو بڑائی کی لازمی علامت ہیں وہ اس کی ساری زندگی کی خصوصیات ہیں۔ وہ فیشن کی بھی دلدادہ تھی اور خیر خیرات کی بھی۔ جب وہ خسرو کی دوست تھی تو اسے اس نے شہزادگی کے اعلیٰ عروج تک پہنچایا اور جب اس کی دشمن ہوئی تو اسے خاک کر دیا۔ جب اس کے ہاتھ میں اقتدار تھا تو اس نے ہر چیز پر حکومت کی اور جب اقتدار نہیں رہا تو اسے مذہبی اعتقاد کی صورت میں علمی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس کی سیرت سے یہ بالکل ہم آہنگ تھا کہ وہ سخت جاہ طلب تھی۔ وہ ان محکم پسند ذہن افراد میں تھی جو اپنی قوت کے سرمایہ سے آگاہ ہوتے ہیں، جو ہمیشہ سرگرم عمل میں اطمینان اور خوش محسوس کرتے ہیں جن کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر سارا اختیار اپنے ہاتھ میں لیں۔ محکم پسندانہ اور اقتدار خواہ طبیعت کے ساتھ ساتھ اور جہاں میں عملی استعداد بھی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ وہ ہر معاملہ کی اصل کو سمجھ جاتی تھی اور ہر مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتی تھی۔ اس کے دشمنوں کو بھی اعتراف تھا کہ اس کے ہاتھ لگتے ہی ہر مشکل آسان ہو جاتی تھی۔ واضح نقطہ نظر کے ساتھ اس میں حیرت انگیز محنت کرنے اور محنت لینے کی صلاحیت تھی۔ جو کام بھی وہ ہاتھ میں لیتی اس کے انجام دینے میں انتہائی قوت صرف کر دیتی۔ اس کی حاضر دماغی اور حسن تدبیر خطرہ کے وقت بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑتی تھی ایک موقع پر وہ ایک تیز بہتے ہوئے دریا پر ایک حصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ پر سوار تھی۔ اور چاروں طرف سے دشمن کے تیر برس رہے تھے مگر وہ ذرا پریشان نہ ہوئی اور اطمینان سے بیٹھی رہی۔ جس وقت وہ ایک زبردست فوجی قائد اور ماہر زمانہ ساز کی سخت قید میں تھی تو اس نے بہت بڑی ہوشمندی اور انتظامی صلاحیت کا اظہار کیا۔ اپنی حسب معمولی جرأت سے اس دستور کو ٹھکرایا جس کے بموجب مشرق میں عورتیں گوشہ نشین رہتی تھیں۔ وہ پردہ سے باہر نکل آئی۔ ہر چیز خود اپنی آنکھ سے دیکھی اور مجمع عام میں حکومت اور فرمانروائی کی۔

سارے اختیارات پر قبضہ

یہ تھی وہ خاتون، بہادر اور حسین، فیشن کی دلدادہ اور فیاض، محبت کرنے والی اور محکم پسند، دکش اور حکم چلانے والی جسے 1611ء میں جہانگیر نے اپنا شریک زندگی بنایا۔ کئی باتوں میں وہ ایک دوسرے سے مختلف تھے اور اس طرح ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ ان کا گہرا باہمی رابطہ اختلاف کی کشش کی بنا پر تھا اور نیز مقصد اور زاویہ نظر کے اتحاد پر بھی جہانگیر کبھی کند ذہن نہ تھا اگرچہ جیسا ایک فلسفی کا قول ہے۔ کند ذہن ہی بھی ایک طرح کی ذہانت ہے۔ ایک قدرتی دکاشی اور ایک داخلی عطیہ ہے جو محض مشقِ عبادت سے نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن وہ اپنی عمر کے تینتالیسویں سال میں پہنچ کر آرام پسند ہو گیا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر ناخوش نہیں ہوا کہ حکومت کا انتظام ایک ایسی حسینہ کے ہاتھ میں ہے جو اپنی بھرپور قوت کے ساتھ اس سے محبت کرتی تھی اور جس سے وہ خود پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ محبت کرتا تھا جو اس کے مزاج کا غائر مطالعہ کرتی تھی۔ جو اس کی حکومت کے تمام ضوابط کی پابندی پر رضامند تھی اور جس پر اسے پورا اطمینان تھا اور جو ساتھ ہی اسے بڑی دوسری اور تفکرات سے نجات دیتی تھی۔ جیسے جیسے دن گزرتے

(۱۴) محمد بلائی (ایٹ وڈ سن) جلد ششم صفحہ 99۔ اقبال، ص 97 (ایٹ وڈ سن) جلد ششم۔

کئے جہاں گئیر زیادہ سے زیادہ آرام پسند اور کامل ہو تا گیا اور نور جہاں زیادہ سے زیادہ تجربہ کار اور اقتدار پسند ہو گئی۔ اقتدار کی لذت سے زیادہ کوئی لذت ایسی نہیں جسے ناز برداری اتنی تیزی سے نشوونما اور تقویت دیتی ہو جتنی اقتدار کی لذت۔ اس لیے ہمیں ذرا بھی حیرت نہیں ہے کہ نور جہاں نے جلد ہی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

نور جہاں کا جتھا

حکومت کے نظم و نسق میں اسے نہایت ہی معقول امداد اپنے عزیزوں سے ملی۔ اپنے والدین، اپنے بھائی اور اپنی بیٹی کے شوہر سے۔

اس کی ماں عصمت بیگم

اس کی ماں عصمت بیگم بڑی عقلمند مشیر تھیں۔ اس کا نام عطر گلاب کی ایجاد یا بازیافت سے آج تک زندہ ہے۔ جس کا سلطان سلیم نے عطر جہاں گئیر نام رکھا۔ (15) لیکن دراصل عصمت بیگم نے تاریخ میں اس سے زیادہ اہم کردار ادا کیا۔ زندگی بھر اس نے اپنی شاہانہ شہمت کی نچلے نہ بیٹنے والی ترقی پر ہموار کرنے والا اثر استعمال کیا اور اس کی عظمت میں اس کی ماں کا بڑا حصہ ہے۔ اس کی ذہانت ہوشمندی اور عقلمندی کی تمام نور خیمین نے شہادت دی ہے۔

اعتماد الدولہ

لیکن نور جہاں کا اصل سہارا اس کا باپ تھا جس نے شاہی ملازمت میں اپنے بال سفید کر لیے تھے۔ اعتماد الدولہ نے اپنی تمام قابلیت، تمام تجربہ اور تمام اثر بلا تامل نور جہاں کے لیے وقف کر دیا۔ وہ کسی حال میں بھی بلند مرتبہ تک ضرور پہنچتا۔ مگر بادشاہ کا خسر ہو جانے پر اس کی ترقی کی رفتار میں پر لگ گئے غیر معمولی طور پر بہت تیزی سے ہوئی۔

حسب ذیل جدول سے اس کی وضاحت ہو گی۔

اعتماد الدولہ

منصب	سنہ ہجری	سنہ مسوی	کیفیت
1000	1014	1605	
0000	1016	1608	

(15) جب وہ (نور جہاں کی ماں) عطر گلاب بھاری تھی تو جن بانیوں میں آتا ہے سے عرق گلاب اونٹن یا جلد ہاتھان کی سطح پر کچھ جھاک جع ہو گئی۔ عصمت بیگم نے اس جھاک کو تھوڑا تھوڑا کر کے جمع کر لیا اور کافی عرق گلاب تیار ہو جانے پر بہت سا جھاک جمع ہو گیا۔ پر جوش دلا دیا خوش ہو کر لکھتا ہے: ”یہ اتنا خوشبودار ہے کہ ایک قطرہ اتھیلی پر مل لینے سے سارے مجمع عطر ہو جائے گا اور ایسا معلوم ہو گا کہ گلاب کی بہت سی کلیاں ایک دم کھل گئیں۔ کوئی اور خوشبو اس کے مقابلے کی نہیں ہے یہ بیجے ہوئے دلوں کو زندہ کر دیتا اور مردہ رگوں میں جان ڈال دیتا ہے۔ اس ایجاد پر میں نے ایجاد کرنے والی کو ایک موتیوں کا ہار پیش کر دیا۔“ (جہاں گئیر) (راجس و پیو ریج) جلد اول صفحہ 271۔

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
2000+500	1020	1611	
4000+2000	1021	1612	
5000+2000	1023	1614	
6000+3000	1024	1615	نیز علم و تقارہ عطا ہوا اور اسے دربار میں لے جانے کی اجازت ملی۔ خسرو کے تقارہ کے بعد تقارہ بجانے کی اجازت ملی نیز حصن تارغ عطا ہوا۔
7000+5000	1025	1616	

لیکن یہ خیال کرنا غلط ہو گا کہ محض اپنی لڑکی کے سہارے عروج پر پہنچا۔ اس کی پختہ عمر اس کا
تجربہ اس کی خوش تدبیری اور اس کی قابلیت نے اسے سلطنت میں اقتدار دیا۔ نور جہاں کے عروج میں اس کا
سب سے زیادہ طاقت ور سہارا تھا۔

آصف خاں

اس کے سب سے بڑے لڑکے کو تونداری کے جرم میں موت کی سزا ہو گئی تھی لیکن اس کے
چھوٹے لڑکے زندہ رہ کر بڑے عہدوں پر پہنچے۔ ابوالحسن جو بعد کو اعتقاد خاں اور پھر آصف خاں ہو گیا۔
طاقتور آدمی تھا۔ جس کے جسم کو روزانہ خوراک کے لیے ایک من شاہجہانی کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس کی
ہمہ گیر ذہانت کو معقول اور مختلف علوم کی تعلیم نے اور چکا دیا تھا۔ وہ تقریباً ہر علم سے مانوس تھا۔ کتب بینی
نے اسے فارسی تحریر اور انشا کا ماہر بنادیا تھا۔ لیکن اس کا دماغ بیشتر عملی تھا۔ شروع میں اس کا رجحان ایسے
علوم اور مردانہ ورزشوں کی طرف تھا جو انسان کو محنتی ہو شمسند کار و باری بنادیں۔ مالیہ کی مہارت
میں سلطنت مغلیہ کے اندر اس کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ بحیثیت منتظم امور مملکت اسے ہمیشہ حالات کو سمجھنے
اور مناسب تدابیر اختیار کرنے میں اعلیٰ ترین قابلیت کا اظہار کیا۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں اس کی
نمائاں کامیابی اس کی محنت عادتوں کی رچین منت ہے۔

اسے شان و شکوہ اور مطمئن سے فطری عشق تھا۔ وہ شاہانہ طریقہ سے رہتا تھا لیکن عموماً وہ
سرکاری کاموں اور مجلسی بات چیت میں ہمہ تن خلق و انکسار تھا۔ سفراتی امور میں اس کی کامیابی اس کی
ملنساری اور خوش تقریری کی بنا پر تھی۔ جن لوگوں کی تباہی کے لیے وہ کام کرتا ہوتا تھا۔ ان کے شکوک و
شبہات رفع کر کے اس کا اعتماد حاصل کرنے میں اسے کافی ملاحیت تھی۔ وہ دشمنوں کے دل میں گھر کر کے
موقع آنے پر انھیں پامال کر سکتا تھا۔ ایسا شخص موقع شناسی اور موقع محل کے مطابق کام کرنے میں تو بہت
مستاز ہو سکتا تھا لیکن کھرے پن اور دلیری کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ 1611ء میں حملات شاہی کا مہتمم مقرر
ہوا۔ اور اس کی شاندار زندگی کا آغاز ہوا۔

اعتقاد خاں و ابراہیم خاں

آصف خاں کے دو چھوٹے بھائی جن کے نام اعتقاد خاں اور ابراہیم خاں تھے اس کے برابر کے درجہ کے تھے مگر وہ بھی اونچے درجہ تک پہنچے۔ (16)

(16) آصف خاں کے حالات جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد میں کسی تاریخ میں دیکھے جاسکتے ہیں اور نیز ماثر الامرا (پورتھ) جلد اول صفحات 295 اور میل کی اور ٹیلی ڈکٹری صفحہ 18 میں۔
(نوٹ) حسب ذیل نکتوں سے ان تینوں بھائیوں کے عروج کا حال معلوم ہوگا۔
آصف خاں (ابوالحسن)

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
500+100	1020	1211	اعتقاد خاں کا خطاب پلا
1000+300	1021	1612	
2000+500	1023	1624	آصف خاں کا خطاب پلا
4000+1000	1024	1625	
5000+2000	1025	1616	علم و تقارہ بھی عطا ہوا
4000 دواپہرہ	1027	1618	
6000+6000	1031	1663	

اعتقاد خاں (اعتماد الدولہ کا منجھلا لڑکا)

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
700+300			
1500+500	1024	1625	
2000+500	1025	1616	
2000+1000	1027	1618	
4000+3000	1032	1633	

ابراہیم خاں (اعتماد الدولہ کا چھوٹا لڑکا)

1000+600			
2000+1000	1024	1615	
2500+2000	1024	1615	

یہ تینے خصوصاً توڑک جہانگیری اور معتقد خاں کے اقبال نامہ سے مرتب کیے گئے ہیں خانی خاں اور شاہنواز خاں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

شہزادہ خرم

اپریل 1612ء اپریل 1612ء میں آصف خاں کی لڑکی ارجمند بانو بیگم کی شادی شہزادہ خرم سے ہو گئی جو اب دس سال کا ہو گیا تھا۔ اس کی پرورش اس کی دواوی رقیہ بیگم نے کی تھی جو ہمیشہ اس پر جان نچھاور کرتی تھی۔ وہ اکبر کا چھوٹا چھوٹا بھائی تھا جو اکثر جھگڑے سے کہتا تھا کہ اس کے بھائیوں کا اس سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ خرم نے بھی ان جذبات کی پوری پاسداری کی۔ اپنے دواوی آخری بیماری میں وہ اس کی پلنگ کی پٹی کے پاس سے بالکل نہیں ہٹا اگرچہ وہ چاروں طرف دشمنوں سے گھرا ہوا تھا۔ اپنے دواوی آخری خدمت انجام دینے میں اس نے اپنی جان کی مطلق پروا نہ کی اور اپنے باپ کہنے اور ماں کے اصرار کے باوجود اپنی حفاظت کی پوری تدبیر کی۔

تعلیم اور سیرت

تمام مغل شہزادوں کی طرح اسے اعلیٰ درجہ کی مختلف علوم و فنون کی تعلیم دی گئی۔ اس کے معلموں کے خاص نام ترکی زبان کے ماہر تاتاریک، یونانی فلسفہ کے ماہر حکیم دواوی گیلانی، مذہبی اور غیر علوم کے استاد قاسم بیگ تبریزی اور ایک شیخ مبارک کے سچے چائشیں ابوالخیر تھے۔ تیر اندازی اور شمشیر زنی کی ترتیب میر مراد دکنی اور راجہ شالی باہن نے دی۔ شہزادہ ہمیشہ اپنے استادوں اور خاص کر حکیم دواوی کے احسانات کا اعتراف کیا۔ لیکن زندگی میں اس کی کامیابی خود اس کی اخلاقی قوت اور کردار کی بلندی سے ہوئی جو اسے اپنے دواوی سے ورثہ میں ملی تھی (17) ایسے زمانہ میں جب کہ شراب اعلیٰ رتبہ کا لازمہ سمجھی جاتی تھی، خرم پر ہیوز گاری کا مجسمہ تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے 24 سال گزار دیے اور شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں چکھا۔ اس کی چوبیسویں سالگرہ پر جھانگیر نے اسے اعتدال سے شراب پینے کے فوائد سمجھائے اور اپنی تائید میں ابن سینا کا قول نقل کیا اور جشن کے موقعوں پر تھوڑی سی پینے پر اس سے اصرار کیا۔ خرم نے اس عجیب اصرار کو مدت تک رد کیا مگر بالآخر اسے جھکنا پڑا۔ جھانگیر کا بیان ہے کہ ”بہت زیادہ سمجھانے پر اور بڑی مشکل سے وہ تھوڑی سی شراب پینے پر راضی ہوا“۔ وہ شان شکوہ اور طعنا کا بڑا دلدادہ تھا مگر اپنے اطوار کی سنجیدگی ہمیشہ قائم رکھی۔ جن لوگوں کا اس سے سابقہ پڑا۔ انھیں وہ خود پسند اور مغرور معلوم ہوا جس کے لبوں پر نہ کبھی مسکراہٹ ہوئی اور نہ کبھی اکسار یا تواضع کا شائبہ ہوتا۔ اس نے کم سنی ہی میں بہادر جنگ آزما اور ماہر فن سپہ سالار کی شہرت حاصل کر لی اور بڑی بڑی اہم فوجی کمان اسے سپرد کی گئیں اور اس کا شمار سلطنت کے قابل ترین ماہر جنگ اور جنگی چالوں کے استاد کی حیثیت سے ہونے لگا۔ اس میں حوصلہ مندی کی حرارت تھی اور اس کی نظر تخت شاہی پر تھی۔ قسمت نے اس کے حوصلوں کا ساتھ دیا خسر و سازش اور بغاوت کی اور اپنے باپ کی نظروں سے گر گیا۔ پرویز کے معلم ابوالفضل اور سرپرست زین خاں کو کاٹتے۔ وہ بھی حوصلہ مند تھا مگر اس میں قابلیت نہ تھی اور شراب میں مست رہتا تھا۔ دکن کی جنگ میں اس کی بد انتظامی نے اس پر بدنامی کا داغ لگا دیا۔ اس کے دوسرے دو بھائیوں میں جہاندار کا کسی میں انتقال ہو گیا اور شہریار جو 1605ء میں پیدا ہوا ابھی بچہ ہی تھا۔

جانشینی کے لیے نامزد

جہانگیر کے تمام لڑکوں میں خرم ہی کو ولیعهدی اور جانشینی کے لیے نامزد کیا گیا۔ مارچ 1607ء میں اسے آٹھ ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کا منصب ملا اور علم و خوارہ دیا گیا۔ تھوڑے دن بعد جب اسے جہانگیر کے خلاف قتل کی سازش کا انکشاف کر کے اپنی حیثیت اور مضبوط کر لی۔ 1608ء میں اسے حصار خیز کی وہ جاگیر دی گئی جس سے ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ وہ جانشین نامزد ہو گیا ہے۔ تین سال بعد اس کا منصب دس ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار ہو گیا۔

ارجمند بانو بیگم سے شادی

خرم کی شادی پہلے مظفر حسین مرزا حسین مغوی کی لڑکی سے ہو چکی تھی۔ اپریل 1612ء میں بڑی چہل پہل اور رونق تھی۔ اس لیے کہ ولیعهد کی شادی ملکہ کی بھانجی سے ہونے والی تھی۔ شہزادہ اور آصف خاں دونوں شان و شکوہ کے دلدادہ تھے اور جہانگیر بارات کے آگے آگے تھا اور ایک دن ایک رات آصف خاں کے محل میں قیام کیا۔ (18)

کثرت ازدواجی کے گھرانوں میں شلو و تادور ہی ایسی خوشی کی شادیاں ہوتی ہوں گی۔ ارجمند بانو اعلیٰ درجہ کی حسین اور دل کش ہونے کے ساتھ عطف اور فراخ دل کی بھی مالک تھی۔ اس کا ہنس کھ چہرہ کبھی غبار آلود نہیں ہوا تھا اور انتہائی معیبت پر بھی وہ صابر و شاکر رہنے والی تھی اور شوہر کے فرائض کا اسے بڑا احساس تھا۔ اس نے اپنا دماغ اور اپنی روح اپنے شوہر کے قدموں پر ڈال دیے اور شوہر نے بھی اس سے ایسی محبت کی جیسی آج تک کسی بیوی سے نہیں ہوئی "سگ مرمر کا بنا ہوا حباب" جسے تاج محل کہتے ہیں وہ ان دونوں کی دلکش مخلصانہ محبت کی یادگار ہے۔

نور جہاں کا عروج

تاہم یہ شادی تقریباً سیاسی تھی۔ اس سے نور جہاں، اعتماد الدولہ اور آصف خاں کا دلی مہد سلطنت سے اختلاف نمایاں ہو گیا۔ اگلے دس سال تک ان چار قابل افراد کے گرد وہ نے سلطنت پر حکمرانی کی جسے نور جہاں کا عروج کہتے ہیں وہ دراصل ان چاروں کا عروج تھا۔ چند ہی سال کے اندر خرم بیس ہزار ذات اور بیس ہزار سوار کے لیے بے نظیر منصب پر پہنچ گیا۔ (19)

(18) جلد سوم صفحات 603، 786 عمل صالح صفحات 31، 32، 50، جہانگیر (راجرس و پیورن) جلد اول صفحات 19، 20، 48، 87، 123، 132، 180، 192، 224، 225، 306، 307، محمد ہادی صفحہ 9، قبل نامہ صفحہ 167، خانی خاں جلد اول۔ صفحہ 276، گلیڈون صفحات 13، 14، 21، تاثر الامر جلد سوم صفحہ 78، پیورن) جلد اول صفحہ 294، سلاطین سرطاس رد صفحات 278، 280، 317، 326، 329، 426، 428، نیری صفحہ 412۔
(19) سرطاس رد (صفحہ 283) جسے شہزادہ سے کہہ تھی، اسے مفرد، پراسرار، مجبوتا، ظالم اور سنگ دل کہتا ہے۔ پرویز کے متعلق دیکھو اکبر نامہ جلد سوم صفحات 568، 577، 647۔

حسب ذیل نقشہ سے اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

شہزادہ خرم

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
8000+5000	1018	1607	نیز جاگیر حصار
10000+5000	1020	1611	
12000+6000	1021	1612	
15000+8000			
2000+10000	1024	1616	
30000+20000	1025	1617	
30000+20000	1026	1617	

اس کا مقابلہ اس کے بڑے بھائی پروردی کی ترقیوں سے کرو۔

منصب	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	کیفیت
15000+8000	1028	1619	1615 میں خرم کا منصب اسی کے برادر کر دیا گیا۔ وہ سال چتر خرم کا
20000+10000			منصب 2000+30000 پر پہنچ گیا تھا۔

تمام معاصر مبصرین ملکی اور غیر ملکی بالاتفاق راوی ہیں کہ نور جہاں کی سلطنت پر پوری پوری
حکمرانی ہے۔ اگرچہ وہ اس کے تین رفیقوں کے اس میں حصہ کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ کبھی بھی جبرود کہ
میں بیٹھتی تھی۔ حکام کو احکام نافذ کرتی تھی اور سفیروں کی پذیرائی کرتی تھی۔ کبھی سکوں پر اس کا نام ہوتا تھا اور
اکثر فرامین اس کے نام سے جاری ہوتے تھے۔ اگر وہ منصب داری کے زمرہ میں شامل ہو سکتی تو اپنی جاگیروں
کے لحاظ سے تیس ہزار کے منصب پر ہوتی۔ اس کی سرپرستی کا اٹھارہ ہزار اس کے رفیقوں پر تھا۔ (20)

(20) اقبال نامہ صفحات 56 تا 57 (ایبٹ ڈوٹن) جلد ششم صفحہ 405 تذکرہ جامع جاگیر (ایبٹ ڈوٹن) جلد ششم
صفحات 398-399 تا 399 (مخطوطہ خدائش) صفحات 76، 77۔ مستند خاں کا بیان ہے کہ سارے سکوں پر نور جہاں کا نام
ہوتا تھا اور سارے فرامین اس کے نام سے جاری ہوتے تھے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ بعض فرامین جو مجھے ملے ہیں۔ ان میں
نور جہاں کا نام ہے۔ لیس پول، دہلیٹ، ہلڈ وغیرہ نے سکوں کی جو فہرست مرتب کی ہے ان میں سے بہتوں پر اس کا نام نہیں ہے اس
کے نام سے جو سکے معروض ہوئے ان پر یہ بھی تھا۔ حکم شاہ جاگیر یافتہ مدد زور تمام نور جہاں بادشاہ بنیم زور۔
”اس نے (نور جہاں نے) اپنی محبت سے اپنی فتح حاصل کی کہ اس کے (جاگیر کی) محبت پر تقریباً پورا پورا اقتضہ کر لیا۔ وہ مملکت
میں جو چاہتی تھی کرتی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی آصف خاں اور دوسرے قریبی عزیزوں کو اقتدار عزت اور منافع کے بلند
ہائی حاشیہ اگلے صفحہ پر....

جہانگیر بے قابو نہ تھا

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر نے شاید سرسری طور پر یا مذاقاً کہا تھا کہ اسے بخوبی معلوم ہے کہ نور جہاں حکومت کرنے کی اہل ہے۔ اور خود اسے تو عیش کے لیے صرف ایک شراب کی بوتل اور ایک گوشت کا ٹکڑا چاہیے۔ (21) لیکن یہ خیال کرنا صحیح نہ ہو گا کہ بادشاہ بالکل صفر ہو کر رہ گیا تھا۔ اول تو یہ کہ اس کی خارجی اور داخلی پالیسی کے تمام اصول پر قرار تھے۔ دوسرے برسرِ اقتدار گردہ کے افراد بادشاہ کے مزاج پر نظر رکھتے اور یہ کوشش کرتے تھے کہ اس پر قابول حاصل کرنے کے بجائے اسے سہارا دیں۔ تیسرے یہ کہ امور سلطنت میں بادشاہ گہری دلچسپی لیتا تھا اور کبھی کبھی بااقتدار گردہ کے خلاف سختی سے مداخلت کرتا تھا۔ سر حاکم روئے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب بادشاہ کے سامنے مغربی ساحلی علاقوں میں شہزادہ خرم کے انگریزوں پر ظلم کا ذکر کیا گیا تو وہ سخت برا فروخت ہو اور شہزادہ کو سخت فہمائش کی۔ (22)

نور جہاں کے عروج کے دودور

جہانگیر کی صحت جب بالکل گر گئی تو اس وقت اس نے نظم و نسق میں موثر اقتدار استعمال کرنا ترک کر دیا۔ چنانچہ نور جہاں کے عروج کو دودور میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور 1611ء سے 1623ء تک جب کہ جہانگیر نظم و نسق کا ایک اہم عنصر تھا اور جب اعتماد الدولہ اور اس کی بیگم زندہ تھے اور خرم اور نور جہاں کی ملی بھگت تھی۔ دوسرا دور 1622ء سے 1627ء تک جب بادشاہ بالکل سر بیض ہو گیا تھا اور با عقلت دیر اور اس کی بیگم گزر چکے تھے اور حکم پسند اور شہزادہ ایک دوسرے سے برسرِ پر خاش تھے۔ اس دور میں نور جہاں کی حکومت میں ملک کے اندر خونریزی اور شورش پھیل گئی تھی۔ اول الذکر دور میں برسرِ اقتدار گردہ نے بحیثیت مجموعی ملک میں امن اور خوشحالی پر قرار رکھی۔

(حاشیہ نمبر 20.....) ترین درجوں تک اس سلطنت میں پہنچایا۔ میری صفحہ 406۔

خرم اور نور جہاں کے اثر کا ذکر کرتے ہوئے سر حاکم روئے لکھا ہے: سلطان خرم کا انتہائی اقتدار تھا اور عمل کا جو ہر چیز پر حاوی تھا اس لیے کہ اگر بادشاہ کی حکومت ہوتی تو اس کی فطرت انصاف پسند، معتدل اور معقول سے اور اپنے خیال میں میرا بہت پاس کرتا ہے۔... مگر وہ معتدل انسان سادہ لوح ہے اور صرف ایک کان سے سنتا ہے۔ "خطوط موصولہ جلد پنجم صفحہ 332۔" وہ (جہانگیر) نور جہاں سے شادی کر کے اس کا قیدی ہو گیا۔ اس کے مہم میں وہ امیر تقریباً پوری پوری حکومت کرتی ہے۔ اپنے نام کا سکھ جلدی کرتی ہے جو چاہتی ہے تعمیر کرتی ہے اور جس طرح چاہتی ہے معاملات طے کرتی ہے۔ جسے چاہتی ہے بادشاہ کی نظروں سے گرا لیتی ہے اور جسے چاہتی ہے اٹھاتی ہے۔ "یہ اسی کا بیان ہے کہ جس سے 1629ء سے 1634ء تک ہندوستان کا دورہ کیا (سفر نامہ جلد دوم صفحہ 106) وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس نے نور جہاں اور دوسرے لوگوں کے ہارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ عوام الناس کی روایت سے اور عام طور پر مقبول ہے اس نے 125 - 1624ء میں سنا کہ نور جہاں اس لیے کہ مغربی ساحلی علاقوں میں اس کا خطاب نور جہاں نہیں تھا (جس اس وقت حرم میں ہے اپنے پورے اختیار سے احکام صادر کرتی ہے اور حکومت کرتی ہے۔ حرم کی دوسری عورتوں کو جن سے اسے رقابت کا اندیشہ تھا اس نے شکایات کر کے یا کسی اور خوبصورت طریقہ سے الگ کر دیا ہے اور بھی تقریباً تمام سربراہوں اور افسروں کو معزول کر کے یا درخواست کر کے تبدیل کر دی ہے اور ان کی جگہ نئے آدمی اپنی مرضی سے یا خود اپنے عزیز اور حمایتی رکھ لیے ہیں، نصاب جلد (صفحہ 54) کو اطلاع غلطی کہ تقریباً تمام برائے افسر بدل دیے گئے ہیں۔ برتیر (صفحہ 15) نے اور جگہ زب کے مہم میں لکھا ہے کہ جہانگیر کی ملکہ نے بہت دنوں تک سکرانی کی۔ جہانگیر شراب اور میاشی میں مست رہا۔

(21) قبل ما صفحہ 157 (ایسٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 405 تحریر (ایسٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 399۔

(22) - سفارت سر حاکم رو صفحات 147-148 نیز دیکھو مانی خاں جلد اول صفحہ 270۔

پرانے امر کی رقابت

خاندانی گروہ بندی سے زیادہ کوئی اور گروہ بندی اتنی باہم وابستہ کرنے والی اور نفرت انگیز نہیں ہوئی۔ یہ گروہ بندی قدرت ہی کی بنائی ہوئی ہے۔ نور جہاں اور اس کے ساتھیوں نے شاہی ملازمت کی تمام خالی جگہوں کو اپنے آدمیوں سے بھر دیا اور منصب پر پہنچنے کا وسیلہ بس انہی کی نظر کرم پر تھا۔ اس سے قدرت پرانے امر میں اور ان لوگوں میں جو اقتدار میں اپنے جائز حصہ سے محروم کر کے اندھیرے میں ڈال دیئے گئے تھے یا سمجھتے تھے کہ وہ اپنی واقعی حق سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ رقابت کا جذبہ بھڑک اٹھا۔

مہابت خاں کا احتجاج

عبدالرحیم خان خاناں نے تو صاحب اقتدار گروہ سے سمجھوتہ کر لیا لیکن زیادہ خوددار امر ایسے مہابت خاں نے ان کے سامنے جھکتا قبول نہ کیا۔ چنانچہ اب شاہی دربار دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ یعنی نور جہاں کے گروہ کے حامی اور ان کے مخالف مہابت خاں اس مخالف گروہ کا ترجمان بن گیا اور اس نے اپنی فطری راست بازی سے اپنے آقا کو سمجھایا کہ وہ عورتوں کی ٹھکوی سے اپنا چمچا چمڑائے۔ اس نے کہا کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر جیسا عقل اور عالم بادشاہ ایسا کرے جو دنیا میں کسی بادشاہ نے نہیں کیا۔ اور اپنی شہرت سے اتنا بے پروا ہو جائے۔ اس نے اصرار کیا کہ بادشاہ کو یہ بیڑیاں اتار رکھنا چاہئے۔ جہانگیر اس کی دلیل سے متاثر ہوا مگر خود کو آزاد کرنے کی کوئی تدبیر نہیں کی۔ (23) بااقتدار گروہ کے عروج نے مہابت خاں کے روز افزوں کارناموں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ 1612ء تک اس نے چار ہزار ذات اور تین ہزار سوار کے منصب تک ترقی کی تھی مگر اگلی ترقی کے لیے اسے 1622ء تک انتظار کرنا پڑا۔ جب بااقتدار پسند گروہ میں پھوٹ پڑی اور نور جہاں نے محسوس کیا کہ خود اس کے لیے مہابت خاں کی خدمات کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ اس دوران میں اس کی اعلیٰ ذہانت کو حکومت کے مستقر سے دور دکن اور افغانستان کی بے نتیجہ لڑائیوں میں ضائع کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (24)

شہزادہ خرم اور شہزادہ خسرو کی تخت شاہی کے لیے رقابت

شہزادہ خرم بااقتدار گروہ کی طرف سے تخت شاہی کا امیدوار تھا۔ شہزادہ خسرو کی مخالف گروہ نے اپنی طرف سے امیدوار بتایا خسرو کی شخصیت کی دل کشی، اس کے بے داغ خانگی زندگی۔ اس کی معصیتوں اور اس کے باہمت کارناموں نے اسے ہر طبقہ کے لوگوں میں ہر دلعزیز بنادیا تھا۔ حرم شاہی خواتین کے دلوں میں ان کا انس تھا۔ خاں اعظم قدر خاں اپنے داماد کا دلدادہ تھا۔ پرانے امر اوجہ نور جہاں کے بااقتدار گروہ سے بیزار تھے وہ پیشتر اسی کے طرفدار تھے۔ سارے غیر مطمئن عناصر نے اس کی اطاعت شعاری کا حلف لیا۔

(23) انتخاب جہانگیر شاہی (ایبٹ ڈاؤسن) جلد ششم صفحات 415-2۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر...)

(24) حسب: بل قند سے اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

بارشیاں

خواہش خیال کی بنیاد ہوتی ہے چنانچہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ جہانگیر کو خسرو سے محبت ہے اور اس نے قطعی طور سے طے کر لیا ہے کہ مغرور اور تحکم پسند خرم کے بجائے اسے تخت نشینی کے لیے نامزد کرے اگر خسرو کو رہا نہیں کیا جاتا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ بادشاہ اس کی غیر معمولی ہر دلعزیزی سے خائف ہے۔ (25)

سازشیں

خسرو کے متعلق جہانگیر کے مزاج کے ہر موڑ پر حسب موقع دربار میں خوشی یا غم کا اظہار ہوتا تھا۔ 1613ء بادشاہ اس حد تک نرم پڑا کہ شہزادہ کی قید کی سختیوں کو کم کر دیا اور روزانہ آداب بجالانے (ہائی مائیر... 24)

منصب	سنہ ہجری	سنہ مسوی	کیفیت
500	اس سال مہابت خاں کا خطاب ملا
1500	1014	1605	
2000	1015	1606	
3000	
3500	1019	1610	اب تک تو اس کی ترقی حیرت انگیز تھی لیکن اب نور جہاں کے کردہ کا عروج شروع ہوتا ہے جس سے اس کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اپنی اعلیٰ قابلیت اور بادشاہ کی نظر عنایت سے وہ مستر عہدوں پر تو مقرر ہوتا رہا لیکن اگلے دس سال تک اس کی ترقی رکی رہی 1622ء میں جب بااقتدار کردہ میں بھوت پڑی اور نور جہاں کو شاہجہاں کے مقابلہ کے لئے مہابت خاں کی خدمات ہوئی تو اسے ترقی ملی۔
5000	1031	1622	

(25) (جلد دوم صفحہ 280) اسی زمانہ میں یورپین مبصر تھامس بلورڈ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر سر ملی اسمتھ کے نام ایسے ہی خیالات زوردار الفاظ میں ظاہر کیے۔ اس نے لکھا کہ ”شہزادہ خسرو اپنے باپ کا بہت چہیتا ہے اور ہمیشہ چہیتا تھا اگرچہ وہ قید میں ہے جس کی وجہ سے اس سے نفرت نہیں بلکہ اندیشہ ہے اس لیے کہ سارا ملک اس سے محبت کرتا ہے جس میں ملک کے بڑے مستر اور مغرور افراد شامل ہیں۔ باوجودیکہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ اس کے بعد وہی حکمران ہوگا مگر وہ اس اندیشہ سے اسے ذہن میں رکھے ہوئے ہے کہ کہیں وہ نہ ہو جائے خلوط موصولہ جلد پنجم صفحہ 34 (نیری صفحات 401 و 412) کا بیان ہے کہ عام طور پر دنیا ل کیا جاتا ہے کہ اس کا (خسرو کا) باپ جیسا کہ اکثر اس سے وعدہ کیا ہے اپنے بڑے لڑکے کو اپنا جانشین مانا جاتا ہے۔ اگرچہ فی الحال کسی رفاقت کی بنا پر (وہ لوگوں میں اس قدر محبوب ہے) کہ اسے آزاد نہیں چاہتا۔ بادشاہ کی محبت کی وجہ سے اس کا بھائی خرم جو بادشاہ کا تیسرا لڑکا اور جو بڑے شان و شکوہ سے رہتا ہے اور تخت نشانی کا حوصلہ مند ہے اس سے نفرت کرتا ہے اور اپنے والد سے جو بہت ضعیف ہو گیا ہے طرح طرح کی شکایتیں کرتا ہے۔

کے لیے دربار میں حاضری کی اجازت دے دی۔ (26) یہ باقتدار گروہ کے لیے ناقابل برداشت تھا اور اس نے اگلے سال اس اجازت کو منسوخ کرانے کی کوشش کی (27) تقریباً اسی زمانہ میں خان اعظم کو اس جرم میں کہ اس نے خرم کی میواڑ کی مہم میں خسرو کی مفاد میں روڑے اٹکائے تھے اس کے دشمن آصف خان کی سپردگی میں دے دیا گیا۔ (28)

16 اکتوبر 1616ء میں باقتدار گروہ کے اصرار سے مجبور ہو کر قیدی خسرو کو رائے دالان اس واقعہ سے محل اور دربار اور سارے ملک میں سخت خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ اسے قدر شاہ باقتدار گروہ کی بڑی کامیابی خیال کیا گیا جو شہزادہ خسرو کی آئندہ توقعات اور خود اس کی زندگی کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ (29) سرطاس رو کا بیان ہے کہ جو اس وقت دربار میں موجود تھا کہ عام لوگوں میں بڑی سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے شہزادہ ہی کو نہیں بلکہ خود اپنی زندگی کو بھی ایک محکم پسند شہزادہ اور فتنہ پرداز گروہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے اور یہ کہ خسرو مرآتو اس کی بڑی بدنامی ہو گی یا وہ انتقام لے گا۔ اس لیے پہلے اسے جانا چاہئے اور اس کے بعد اس کی سپردگی سے لے کر آصف خاں کی سپردگی میں دے دیا۔ (30)

(26) جہانگیر (راج و بیورج) جلد اول صفحہ 252۔

(27) جہانگیر (راج و بیورج) جلد اول صفحہ 261۔

(28) ایضاً اگرچہ یہ کوشش اس طرح نام کام رہی۔ مگر برسر اقتدار گروہ برابر سازش کرتا رہا اور جس وقت شہزادہ خرم دکن کو روانہ ہو رہا تھا تو اسے لوراس کے رفیقوں نے طے کیا کہ اگر شہزادہ خسرو اپنی رائے کے قبضہ میں رہا تو خود ان کی خیر نہیں ہو رہی کہ اس کی (خرم کی) عدم موجودگی میں شاید اس کی بادشاہ سے مصالحت ہو جائے اور خرم کی قیام امیدیں خاک میں مل جائیں۔ اس لیے انھوں نے پھر بادشاہ کے عزم پر حملہ کیا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے لڑکے کو آصف خاں کے سپرد کر دے اور خرم کو اس کا سر پرست بنادے۔ انھوں نے یہ دلیل دی کہ اس سے خان خاناں اور اس کے حمایتی خائف ہو جائیں گے جب وہ سنیں گے تو کہ شہزادہ پر اتنی حمایت ہے کہ وہ اس کے خلاف جنگ آزما ہونے کو نکل پڑا ہے اور یہ کہ بادشاہ نے اسے آزاد کر دیا ہے جو اس کے برابر ہے جیسے بادشاہی اس کی ہو اور چاشکی کی امید ہو گئی ہے اور اس کا موجودہ حال ہے۔ بادشاہ جس نے خود کو ایک عورت کے اختیار میں دے دیا ہے۔ اپنے لڑکے کو سازشوں سے محفوظ نہ کر سکا۔ یا تو خود اس کے حوصلہ پر اس کی نظر نہیں ہے اور یا اسے اپنی بات پر بہت زیادہ بھروسہ ہے اور اس پر راضی ہو گیا ہے۔ چنانچہ آج وہ اپنی رائے کی مخالفت سے نکال لیا گیا اور آصف خاں نے جو سپاہی تعینات کیے تھے ان کے حوالے کر دیا گیا ہے اور دو سو شہزادہ کے سواروں کی مدد سے رو جلد دوم صفحہ 3 پرچہ جات (جلد چہارم صفحات 322 تا 363) پر اپنا بیٹن جلد اول صفحہ 555۔

(29) سرطاس رو نے شاہی محل کے اندر سنسنی کے بارے میں جو باتیں سنیں انھیں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے "اس کی (خسرو کی) بہن اور حرم شاہی کی دوسری عورتیں ممکن ہیں۔ گوشت کھانا ترک کر دیا ہے اور بادشاہ کے سنبھاپے اور علم کرام کر رہی ہیں اور کہتی ہیں اگر وہ مر گیا تو محل کی سورتیں اس کے سوگ اور بادشاہ کی اپنے بیٹے کی قربانی پر عمل کریں گی۔ بادشاہ کئی باتیں کرتا ہے اور قسم کھاتا ہے کہ وہ شہزادہ کا برا نہیں چاہتا اور اس کی رہائی کا وعدہ کرتا ہے اور عورتوں کے غصہ کو خنثی کرنے کے لیے نور محل کو اس کے پاس بھیجتا ہے مگر وہ کوستی ہے اور دھمکتی ہیں اور نور محل کے سمجھانے کو نہیں مانتی ہیں۔" (جلد دوم صفحہ 293) خود شہزادہ کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اس نے گوشت کھانا ترک کر دیا ہے اور اپنے باپ سے خواہش کرتا ہے کہ وہ قتل کر دے مگر دشمنوں کو کامیاب و مسرور نہ کرے۔

(30) جہانگیر (راج و بیورج) جلد اول صفحہ 236۔ بادشاہ صرف یہ کہتا ہے کہ شہزادہ جو غرض مخالفت رائے کی سپردگی میں تھا آصف خاں کو سپرد کر دیا گیا۔ لیکن سرطاس رو کا سیاق سازش کی دلچسپ تفصیل بیان کرتا ہے جس کے نتیجہ میں خسرو کو آصف خاں کے سپرد کیا گیا۔ شاید یہ محض دربار کی گپ ہو جس کی کچھ بنیاد ہو۔ لیکن رائے عامہ کے رجحان کو ظاہر کرنے کے لیے اور بادشاہ کی بار بار رائے بدلنے کے سلسلہ میں یہ قابل لحاظ ہو۔ ہمیں بتایا گیا کہ برسر اقتدار گروہ نے یہ طے کیا کہ اگر شہزادہ خسرو جس سے ہر امت کرتے ہیں۔ اگر زندہ رہا تو خود ان کی خیر نہیں ہے اور اس کی آزادی یا زندگی ان کے حوصلوں پر بد وقت کاری ضرب لگائے گی اس لیے انہوں نے کوشش کی کہ شہزادہ کو کس طرح اپنے اختیار میں لایا جائے تاکہ زہر سے اس کا شاعر (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر.....)

لڑکے کو اور اس طرح ان کے خون سے یہ نوجوان (خرم) تخت شاہی پر بیٹھے گا۔ اس کی دوبارہ پردگی کے متعلق نئی توقعات پیدا ہو کر گشت کرتی ہیں مگر ختم ہو جاتی ہیں۔ ہر شخص اپنے اندیشہ یا خواہش کے مطابق بات کرتا ہے۔ سارے دربار میں کانابھوسی ہو رہی ہے۔ امر اور عوام الناس پر غم و اندوہ مسلط ہے اور طرح طرح کی افواہیں اور آوازیں سنائی دیتی ہیں جن کا نہ سر ہے نہ جگر۔ بس یہ ابھرتی ہیں اور دب جاتی ہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ (31)

اس وقت بھی کہا جاتا ہے کہ خرم اپنے بھائی کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔ (32) اس تمام مدت میں امیدوں اور حوصلوں اور رقیب پارٹیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے دربار میں مسلسل بھگان ہے۔

خانہ جنگی کا اندیشہ

فطری طور پر خیال کیا جا رہا ہے کہ جہانگیر کے انتقال پر ایک دوسرے کے رقیب شہزادوں میں خانہ جنگی ہوگی۔ سرطاس روئے اپنا یہ فرض سمجھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو آگاہ کر دے کہ وہ اس ملک میں اپنے کاروبار کو زیادہ نہ پھیلانے اس کے ایجنٹوں کو چند جگہوں میں جمع ہو جانا چاہئے اور ملک کی سیاست میں حصہ لینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (33)

(ہائی حاشیہ نمبر 30) کر دیا جائے۔ نور جہاں نے عورتوں کے جزو اندام اور خوشامد اور دکھاوے نسوں کی مدد سے بادشاہ پر یہ اثر ڈالا کہ خسرو سے اندیشہ ہے اور اس کا بادشاہ بننے کا حوصلہ پست نہیں ہوا ہے۔ بادشاہ نے بات سنی اور نسلی دی مگر جتنی بات صاف صاف کہی گئی تھی اس سے زیادہ کچھ نہ سمجھا۔ اس ترکیب میں ناکام ہو کر انہوں نے بادشاہ کے شراب سے مست ہونے کا انتظار کیا۔ شہزادہ اور احمد دلدولہ اور آصف خاں نے بادشاہ کو یہ سوچایا کہ سلطان خسرو کی زندگی اور عزت کے لیے یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ بجائے غیر مسلم راجپوت کے کہ اپنے بھائی کی پردگی میں رہے جس کی محبت خوشگوار ہوگی۔ اس لیے انہوں نے عاجزی سے التجا کی اور بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔ اور پھر سوچا۔ ان لوگوں نے خود کو بادشاہ کے حکم سے مضبوط کرنا مناسب سمجھا جس سے سر تابی کی کسی کو جرأت نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی رات کو آصف خاں ایک محافظ فوجی دستے لے کر رائے کے یہاں گیا اور اس سے کہہ کر خسرو کو حاصل کر لیا۔ رائے چارہ ملازم قتل تاہم وہ بغیر شاہی حکم کے کسی اور کے حوالے نہیں دہ کرنا سکتا تھا۔ اب وہ بادشاہ کی پردگی ہوئی ذمہ داری سے آزاد ہو کر آرام کی نیند سونے لگا۔ اس جواب سے سب مطمئن ہو گئے اور فنی رائے کو شہزادہ کے متعلق علم لینے اور اپنے جواب کی اطلاع دینے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو اور کہا کہ بادشاہ نے اپنے لڑکے کو اس کے حوالے کیا تھا اور اسے چار ہزار کا منصب دیا تھا اس لیے وہ محل کے دروازے پر جان دے دیگا مگر شہزادے کو اس کے دشمنوں کے حوالے نہ کرے گا۔ اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے تو وہ اس کی تعمیل کرے گا۔ مگر اپنی بے قصوری ثابت کرے گا۔ بادشاہ نے جواب دیا "تم نے ایمان دہی اور وفاداری سے کام اور مناسب جواب دیا۔ اب اپنا وہ مضبوط رکھو اور کسی کے حکم کی پروا نہ کرو۔ میں اس سے بے خبری ظاہر کروں گا اور تم اپنی رائے نہ بدلو۔ نہ وفاداری سے من موڑو میں دیکھا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔" دوسرے دن شہزادہ اور مخالف گروہ نے بادشاہ کو خاموش پا کر یہ خیال کیا کہ اس نے شراب کے نشہ میں جو کہا تھا وہ بھول گیا ہو گا اور اجازت یا انکار کا لحاظ کئے بغیر معاملہ کو دیں چھوڑ دیا۔

(31) جلد دوم صفحہ 294۔

(32) صفحہ 299 پرچہ جات جلد چہارم صفحہ 404۔

(33) آف سرطاس رد صفحات 383، 295۔

نیز بلکورد کا خط سرطاس اسٹو کے نام خطوط موصولہ جلد ششم صفحات 134، 135۔

نواں باب

ہنگامے اور شور شیں

داخلی امن 1605-1623ء

شہزادہ خسرو اور شہزادہ خرم کی بغاوتوں کے درمیان سترہ سال مغل سلطنت میں بحیثیت مجموعی پورے امن و امان سے گزرے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ملک کے اندر بکثرت آزاد ریاستیں ہیں۔ نقل و حمل کی عظیم مشکلات ہیں حکومت کی فوج اور مسلح جہوم میں برائے نام ہی فرق ہے۔ گاؤں کے لوگوں میں لگان دینے سے انکار کرنے کا رجحان ہے اور سب سے آخر میں لیکن سب سے اہم یہ کہ سرحدوں پر طاقتور دشمن موجود ہیں تو ہمیں مغل حکومت کے معقول نظم و نسق اور طریق کار کی تعریف کیے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ اس زمانہ کے غیر ملکی سیاح متعدد دڈا کوؤں اور لوٹ مار کا ذکر کرتے ہیں مگر یہ سب سرحدوں اور راستوں پر ہوئے۔

ہنگامے اور بغاوتیں

چند ہنگامے اور شور شیں مقامی نوعیت اور مختصر مدت کی ضرور ہوئیں۔

رائے رائے سنگھ

رائے رائے سنگھ اور بیانیر کے دیپ سنگھ کو خسرو کی بغاوت سے یہ جرأت ہوئی کہ ناگور کے قریب شورش برپا کریں۔ (1)

رام چندر بندیلہ

رام چندر بندیلہ نے اس بنا پر علم بغاوت بلند کر دیا کہ اس کے بھائی ابو الفضل کے قاتل بیر سنگھ کے ساتھ بڑی جانب داری ہوئی جاتی ہے مگر اسے کھست دے کر گرفتار کر لیا گیا اور بادشاہ کے ساتھ اپنی لڑکی بیادینے پر مجبور کر دیا گیا۔ (2)

سکرام

بہار کے ایک زمیندار کو شاید خسرو کے واقعہ سے بغاوت کی جرأت ہوئی مگر جہانگیر قلی خاں

(1) مغل باب ہجری۔ مہذون صفحہ 12۔

(2) مغل باب ہجری۔ مہذون صفحہ 14۔

کے گورنر بہار سے مقابلہ میں وہ شکست کھا کر قتل ہو گیا۔ (3)

قطب

قطب کی شہزادہ خسرو کی بیہوشی میں عجیب و غریب بغاوت (4) کے علاوہ دہلی کے جوار میں بھی 1610ء میں شورش ہوئی جسے معظم خاں نے آگرہ سے آکر فرو کیا۔ (5)

قنوج و کالپی

اگلے سال ایسے ہی ہنگامے قنوج اور کالپی میں ہوئے جنہیں خان خاناں نے فرو کیا جس کی جاگیر اسی طرف کے علاقہ میں تھی۔

دلپت کی شکست گرفتاری اور سزائے موت

1613-14ء میں دلپت کو اس کے بھائی راؤ سورج سنگھ نے گدی سے اتار دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بغاوت پر اتر آیا۔ راؤ سورج سنگھ کو اس کی تادیب پر مسترر کیا گیا۔ جس نے اسے سخت شکست دی اور جنوبی پنجاب کی طرف بھاگ دیا۔ اسے خوست کے فوجدار حامی جمال بلوچ نے گرفتار کر کے دربار روانہ کر دیا اور اسے سزائے موت دی گئی۔ (6)

سبحان قلی

ایک معمولی فساد 1618ء میں ہوا جب کہ اکبر کے بہترین شکاری حامی جمال بلوچ کے لڑکے اور اسلام خاں گورنر بھل کے قتل کی سازش کرنے والے سبحان قلی اپنی رہائی اور شاہی شکاری کی ملازمت میں شامل ہونے کے بعد گجرات کے دربار سے بھاگ گیا اور آگرہ کے قریب وجوار میں کاشکاروں سے مکمل مل گیا۔ تعاقب کرنے والی شاہی فوج کی آمد پر کاشکار بھڑک گئے لیکن انہوں نے اطاعت قبول کر لی اور طرز کو خواجہ جہاں گورنر آگرہ کے پیچھے ہوئے ایک فوجی دستہ کے حوالے کر دیا۔ اسے سزائے موت کا حکم ہوا مگر جلد ہی جہاں گورنر نے اسے نرم کر دیا لیکن یہ حکم بروقت نہ پہنچ سکا۔ اس وقت سے جہاں گورنر نے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ موت کی سزا شام تک ملتوی رکھی جلیا کرے۔

گجرات

گجرات میں سب سے زیادہ چھوٹی چھوٹی شورشیں ہوئیں۔

-
- (3) تاج محل باب معظم۔ جہانگیر (راجہ سہجہ رتج) جلد اول صفحات 173-176۔
 (4) جہانگیر (راجہ سہجہ رتج) جلد اول صفحہ 171۔
 (5) جہانگیر (راجہ سہجہ رتج) جلد اول صفحہ 199۔ آثار الابرار (سہجہ رتج) جلد اول صفحہ 57۔
 (6) جہانگیر (راجہ سہجہ رتج) جلد دوم صفحات 27-28۔

مظفر گجراتی کا لڑکا

مظفر گجراتی جو اکبر کے عہد میں اپنی دراشت کا زبردست مددگار تھا اس کے ایک لڑکے نے اکبر کے انتقال پر احمد آباد میں علم بغاوت بلند کیا مگر اسے جلد ہی پکڑ دیا گیا۔ (7)

جیت پور کا رئیس

کالیادو میں جیت پور کے شوروہ پشت رئیس نے 1617ء میں کچھ شورش برپا کی۔ فدائی خاں کے ماتحت جو فوج اس کی تادیب کے لیے مقرر کی گئی اس سے وہ بچ کر جنگلوں میں چھپ رہا۔ اس کے ہمراہیوں نے فدائی خاں کے بھائی روح اللہ پر بے خبری میں ایک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ لیکن روح اللہ کے سپاہیوں نے پاس کے گاؤں میں آگ لگا دی اور اس کے باشندوں کو ذبح کر ڈالا۔

معانی

جیت پور کا رئیس جب بالکل عاجز اور بے بس ہو گیا اور اس نے اطاعت قبول کی اور اسے معاف کر دیا گیا اور درباریوں میں شامل کر لیا گیا۔ (8)

فوجیوں اور کاشتکاروں میں جھگڑا

1612ء میں محمد کے اندر فوجیوں اور کاشتکاروں میں جھگڑا ہو گیا۔ جہانگیر نے محل کے بخشی عبدالرزاق کو بحال کرنے کے لیے بھیجا اور یہ کوشش کی کہ رعایا اور فوجیوں میں میل ہو جائے۔ (9)
لیکن یہ سب مقامی معاملات تھے جن میں جان و مال کا زیادہ نقصان نہیں ہوا اور جنہیں فوراً دبا دیا گیا البتہ سرحدی صوبوں کا حال اس سے مختلف تھا۔

پورنگلی

مغربی ساحل پر پورنگلیوں نے سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ مختلف قوم کے پورچین تاجروں، انگریز، ڈچ اور پورنگلیوں کی سمندر میں باہمی آویزشیں حکام شاہی کے لیے سخت پریشان کن تھیں۔ جہانگیر خود گوا کے پورنگلی حکام سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا خواہاں تھا۔ 1607ء میں اس نے مقرب خاں کو پادری مہمید کے ساتھ بطور سفیر کے گوا بھیجا مگر 1611ء میں سورت کے قریب پورنگلیوں نے سارے ہی جہازوں پر قبضہ کر لیا جن میں مادر ملکہ کا بھی حصہ تھا اور جن میں کم از کم تیس لاکھ کا خرمن تھا بادشاہ سخت برافروختہ ہوا اور مقرب خاں کو زور سورت کو تادان وصول کرنے بھیجا۔ مغل گورنر نے اپنی بحری کزداری کی مدد سے ملتان کے لیے جو مغل دفاعی قوت کا کمزور ترین پہلو تھا بڑی عکسندی اور ہوشیاری سے انگریز بحری کپتان

(7) جہانگیر (راجس دھیرج) جلد اول صفحات۔

(8) جہانگیر (راجس دھیرج) جلد اول صفحات 389، 390، 391، 393 تا 400 (پورنگلی) جلد اول صفحات 560،

561 جیت پور کے رئیس کے لیے دیکھو ث جلد دوم صفحات 258۔ امیریل گزیر آف انڈیا جلد سوم صفحہ 192۔

(9) جہانگیر (راجس دھیرج) جلد اول صفحہ 225۔

ڈاونٹن کو ملا لیا۔ بعد کی جنگ میں پورنگھلی وائسرائے کی سخت گوشلی ہوئی اور بالآخر انگریزی بحری بیڑہ نے اسے سخت شکست دے دی۔ اسی دوران میں شاہی فوجوں نے دمن کا محاصرہ کر لیا۔ مغل سلطنت میں جتنے پورنگھلی رہتے تھے وہ تقریباً سب گرفتار کر لیے گئے حتیٰ کہ پادری چروم زلویر کو بھی مقرب خاں کی حراست میں دیدیا گیا۔ پورنگھلی مشنریوں کو جتنی رعایتیں ملی ہوئی تھیں وہ منسوخ کر دی گئیں اور ان کے مذہب اور عبادت کو ممنوع کر دیا گیا۔ دربار میں پورنگھلیوں کو نظر انداز کر کے ظاہر انگریزوں پر نظر عنایت ہونے لگی۔ اس طرح ہر طرف سے عاجز ہو کر پورنگھلیوں نے صلح کی بات چیت شروع کی۔ دونوں طرف سے کافی بھادتاو اور صلح کے بعد ایک معاہدہ ہو گیا اور جہاںگیر کے عہد میں مغلوں اور پورنگھلیوں کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ (10)

بنگال

پورب کی طرف بنگال میں طویل خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ دو آب کے حکمرانوں کو ہمیشہ لگاتار کے دہان کے شلٹ پر اپنا اثر قائم کرنے میں دشواری ہوئی۔

جغرافیائی حالات

یکڑوں جمنے جو پانی سے لبریز زمین پر بہتے ہیں حملہ آور فوجوں کی نقل و حرکت میں سخت ہارن ہوتے ہیں۔ بارش ساری سرزمین کو سیل آب بنا دیتی ہے اور حملہ آور بے بس ہو جاتا ہے۔ بارش کے بعد طیراکی آفت آتی ہے۔ دوسری طرف دفاع کرنے والوں کے لیے ناقابل گذر جنگل بڑی محفوظ پناہ گاہ ہیں جہاں سے وہ کسی باہر نکل کر غنیم پر چھاپہ مارتے ہیں اور آفات ارضی و سلاوی میں جو کسر رہ گئی ہو اسے پوری کر دیتے ہیں۔

تاریخ

سلاطین کے عہد میں 1206ء و 1526ء بنگال کا بیشتر حصہ عملی طور پر آزاد رہا۔ باہر نے جب بالائی حصہ ملک کو فتح کیا تو بنگال کے معزول افغان شاہی خاندان اور قسمت آزمائوں کا آماجگاہ بن گیا۔ جاہلوں کے عہد میں افغانوں کی تاریخ میں سب سے بڑے ماہر جنگ اور مدبر نے مختلف عناصر کو چھوڑ کر ایک جھٹکا بنالیا۔

(10) جہاںگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحات 255، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

شیر شاہ

جغرافیائی حالات اور اپنے ساتھیوں کے اسلحہ کی مدد سے شیر شاہ نے کھڑے ہوئے مغلوں کو ہندوستان سے نکال باہر کیا اور یادگار خاندان سوری کی بنیاد رکھی۔

انتشار و بربریت

1556ء میں مغل اقتدار بحال ہونے پر بنگال بہت دنوں تک آزاد رہا لیکن انتشار اور خانہ جنگی میں جلا رہا۔ مغل فتوحات کے سیلاب سے بھاگتے ہوئے افغان امرا آپس میں لڑتے جھگڑتے، غارتگری کرتے اور جسے چاہا قتل کرتے رہے۔

اکبر کے عہد میں

1573-74ء میں اکبر کے عہد میں ایک زبردست فوج بھیجی جس نے برائے نام بادشاہ داؤد کو عاجزانہ محکوم قبول کرنے پر مجبور کر دیا اور سارے صوبہ میں مغل اقتدار کا غلبہ ہو گیا۔ لیکن افغان اس جوئے کو اتارنے کی بھرپور کوشش کئے بغیر مایوسی سے بیٹھ رہنے والے نہ تھے۔ 1575ء میں داؤد نے ایک زبردست فوج جمع کی اور مغل گورنر کی موت سے فائدہ اٹھا کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مغل اقتدار کو پھر سے بحال کرنے میں ایک سال سے زیادہ مدت صرف ہوئی اور افغان موقع کے مختصر رہے داؤد کی گدی قتلواں کو ملی اور پھر اس کے دست راست عیسیٰ خاں اور اس کے بعد سلیمان کو جو مغلوں سے لڑتے ہوئے جلد ہی ختم ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے لڑکے عثمان کو گدی ملی۔

عثمان

بنگال میں افغانوں کا آخری نمائندہ عثمان مضبوط اور بھاری جسم کا تھا اور بہت جسمانی قوت رکھتا تھا۔ وہ بہادر اور باہمت تھا اور اس کے ساتھ ہی اس میں بڑی جنگی ذہانت تھی اور اپنے فطری جوش سے اپنے ساتھیوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اپنے نامور پیشرو شیر خاں کی طرح وہ بہت دنوں تک موقع کا انتظار کرتا رہا اور دلی نفرت کے باوجود مغلوں سے میل جول رکھا اور ان سے وفاداری ظاہر کر کے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کی جاگیر حاصل کر لی لیکن 1592ء میں اس نے اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور خواجہ سلیمان سے مل کر لڑیہ پر حملہ کر دیا جو حال ہی میں مغلوں کے لیے راجہ مان سنگھ نے فتح کیا تھا۔ دلیرانہ حملہ تو دبا دیا گیا لیکن بنگال و لڑیہ میں اسن دھان قائم کرنے کی کوشش میں مان سنگھ کو اپنی ساری صلاحیت صرف کر دینا پڑی۔ (11)

بارہ بھیا

افغانوں کے علاوہ مغلوں کو بنگال کے بارہ رئیسوں کا بھی تدارک کرنا پڑا جن میں بارہ بھیا کہتے تھے اور جن کا لیڈر راجہ پر تاپ دتہ تھا۔ بنگالی روایات کے بموجب مغلوں کی مزاحمت کے روح رواں۔ یہی (11) سنوارت (ہسٹری آف بنگال ص 133) بکپاسی پریس کلکتہ ایڈیشن 1910ء ص 214) نے غلطی سے عثمان کو تنویر نام لکھا ہے ویکوڈرن کی تحریک افغانی ص 179۔ جو کین صفحات 520-521۔

تھے۔ لیکن دراصل افغانوں کے مقابلہ میں جو زیادہ مسلح تھے ان کی ماتحت حیثیت تھی۔ تاہم انہوں نے بنگال کے انتشار کو بد سے بدتر بنانے میں کافی حصہ لیا۔ (12)

مکھ

بنگال کی سرحد کے اس پار آسام اور ارکان تھے جن سے مغلوں کا تنازعہ جہانگیر کے انتقال کے بہت دنوں بعد تک نہیں ہوا لیکن ایک نیم وحشی منگول قبیلہ نے جسے مکھ کہتے تھے کچھ شورش برپا کی۔ (13)

عثمان کی بغاوت 1599ء

گورنر بنگال راجہ مان سنگھ اکثر حاضر دربار ہوتا یا راجپوتانہ میں رہتا اور بنگال کا انتظام اپنے لڑکے جگت سنگھ کو سپرد کر رکھتا تھا۔ 1599ء میں جبکہ سلطنت کی بہترین فوجوں کے ساتھ دکن میں تھا۔ مان سنگھ کو سیاہی کی تصویر میں شہزادہ سلیم کی مدد پر مقرر کیا گیا۔ عین اس زمانہ میں جگت سنگھ کا انتقال ہو گیا اور اس کا لڑکا مہا سنگھ جائش ہوا۔ یہ صورت حال تھی جب عثمان نے علانیہ بغاوت کر دی اور محمد ارک کے قریب مہا سنگھ کو تخت شکست دے دی۔ اس نے کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا اور کئی ضلعوں میں اپنی حکومت قائم کر دی۔ گولہ بارود کا بہت بڑا ذخیرہ اس کے ہاتھ لگ گیا اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس کے آدمیوں میں روزانہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مان سنگھ کی فتوحات

راجہ مان سنگھ اپنی فوجوں کو لے کر تیزی سے بنگال پہنچا اور باغیوں کو شکست پر شکست دی اور اس کے قوت خانہ نے بہار اور افغانوں کا قلع قمع کر دیا۔ شاہی وقار و جمال ہو گیا لیکن اسن واماں کی منزل ابھی بہت دور تھی۔

(12) بارہ بھون اور خاں کر پر تپ دجیہ کے حالات میں بہت سا اضافہ ہو کر دیا گیا ہے۔ دیکھو بنگالی تاریخیں۔ کھل رانے ناتھ کی پر تپ دجیہ۔ سچ جن شاستری کی پر تپ دجیہ، ڈی لاسٹ ہندو کنگ آف بنگال جس میں بھار پر تپ دجیہ کے چار نئی سوانح دیے گئے ہیں۔ ایک بنگالی ناول منکا دھپ پرانے اور ایک ڈرامہ بکس پر تپ دجیہ میں بہت سی مروج مقامی روایتوں سے مدد لی گئی ہے۔ نیز دیکھو بنگال کی دو دور تاریخیں کھل رانے کی ہسٹری آف مرشد آباد اور آرڈی ہسٹری کی ہسٹری آف بنگال۔ زیادہ تنقیدی سوا کے لیے دیکھو ریورج جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1904ء صفحات 57-63 تا 63 تا 63 جیس وائز کے مضامین جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1874ء صفحات 194-214 جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1875ء صفحات 181-183۔ فارو ہوسٹن جرنل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1913ء صفحات 437-449 بنگالی تصانیف اور نیز ان مضامین میں پر تپ دجیہ اور لاکھنؤ کے متعلق بھی بعض معلومات ہیں۔

(13) 1613ء میں اسلام خاں گورنر بنگال کا لڑکا ہو شک کھ کے چند آدمیوں دربار میں لایا۔ ان کی شکل و صورت اور اطوار سے جہانگیر کو سخت خیر ہوا اور اس نے لکھا "مختصر یہ کہ وہ انسانی شکل میں حیوان ہیں۔ وہ زمین اور سمندر کی ہر چیز کھا لیتے ہیں اور ان کے مذہب میں کوئی چیز ممنوع نہیں ہے۔ انہیں کسی کے ساتھ کھانے میں عذر نہیں ہوتا اور وہ اپنی سوتیلی ماں کی لڑکیوں کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔ ان کے چہرے تو قرأتیں جیسے ہیں مگر ان کی زبان سچی ہے جو سحر کی سے بالکل مختلف ہے۔ ان کا کوئی باضابطہ مذہب نہیں اور نہ کوئی دستور جسے مذہب کہا جاسکے۔ مسلمانوں سے وہ بہت دور ہیں اور ہندوؤں سے بھی بالکل الگ ہیں۔ (راجہ سوہیر ریج) جلد اول صفحہ 236 مستند خاں، کامکار اور غانی خاں نے بھی یہی لکھا ہے۔

بنگال میں بد امنی

1604ء میں مان سنگھ دربار کو واپس ہو گیا اور افغانوں نے پھر سر اٹھایا۔ اس مرتبہ انھوں نے منظم بغاوت نہیں کی بلکہ شاعی علاقہ میں لوٹ مار کرتے اور شاعی علاقہ کی باشندوں کو پریشان کرتے رہے۔

1605ء تا 1608ء

جہانگیر کے عہد کے ابتدائی تین برسوں میں یہی صورت رہی 1606ء میں مان سنگھ کی جگہ قطب الدین کا تقرر ہوا جو اگلے سال قتل ہو گیا۔ اس کا جانشین جہانگیر قلی خاں سن رسیدہ آدمی تھا اور آب و ہوا کی ناموافقت سے سال کے اندر ہی فوت ہو گیا (14) حکام کی اس جلد جلد تبدیلی کی وجہ سے امن و امان بحال کرنے کی موثر کوشش نہ ہو سکی۔

اسلام خاں گورنر بنگال

اگلے گورنر اسلام خاں (15) کو خاص کر بوجے ہوئے غلہ دار کو دور کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کی کم عمری سے درباری حلقوں میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا (16) مگر اس پر اکتفا کیا گیا جس پر وہ پورا ہوا۔

مستقر کی تبدیلی

سب سے پہلا کام اسلام خاں نے یہ کیا کہ حکومت کے مستقر کو راج محل سے ڈھاکہ منتقل کر دیا اور ڈھاکہ کا نام جہانگیر نگر کر دیا تاکہ وہاں سے صرف عثمان پور اس کے حلیف زمین داروں کا بلکہ مکہ کا کا بھی موثر طور پر تدارک ہو سکے۔ (17)

زمینداروں کا استیصال اور عثمان سے مقابلہ کی تیاری

جیسے ہی زمینداروں کو تقریباً اطاعت شعاری پر مجبور کیا جا چکا اسلام خاں نے عثمان کے

(14) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 78۔ اقبال نامہ 19۔ نیز جہانگیر (راجس و پور رتج) صفحات 192 و 208 اقبال نامہ صفحہ 24۔

جہانگیر قلی خاں جس کا اصلی نام لالہ بیگ تھا۔ محمد حاکم کے ایک غلام کا لڑکا تھا۔ محمد حاکم کے انتقال کے بعد وہ اکبر کی ملازمت میں ہو گیا اور شہزادہ سلیم کے ہمراہیوں میں قیام کیا۔ (دیکھو اقبال نامہ صفحات 33 و 34) آثار الامراء۔

(15) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 32۔

(16) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 208۔

(17) جہانگیر (راجس و پور رتج) جلد اول صفحہ 209 رحمان علی کی تاریخ ڈھاکہ۔ بنگال پوسٹ اینڈ پریزنٹ 1909ء صفحات 212 و 213 سترہویں صدی میں ڈھاکہ کے حال کے لیے دیکھو بیڈرو مسٹر و فرسٹ سائینس ہسٹریک ٹریک جہانگیر پوسٹ اینڈ پریزنٹ 1916ء جلد 13 صفحات 2 تا 3 قیوٹاٹ جلد سوم صفحہ 68۔ باوری صفحات 149 و 150 تاریخ جلد اول صفحہ 128 حصہ دوم صفحہ 55۔ نیز امپیرل گزیٹ آف انڈیا۔

استیصال کی وسیع پیمانہ پر تیاری شروع کر دی۔ شجاعت خاں (18) جو شیخ سلیم چشتی کی اولاد میں تھا اور شہزادہ سلیم کارفین اور دوست اور شاید اسے بغاوت پر ابھارنے والا بھی اور جسے شہزادہ نے تخت نشین ہوتے ہی اعلیٰ منصب پر سرفراز کر دیا تھا۔ اسے اس مہم کا سپہ سالار بنایا گیا۔

دوسرے ماتحت افسران

مقتول قطب الدین خان کا لڑکا کشور خاں اور افتخار خان، سید آدم بارہ، مقرب خاں کا بھتیجہ شیخ ایچے اور اہتمام خاں دوسرے ماتحت افسران تھے۔ مرزا مراد کا لڑکا میر قاسم فوج کا بخشی اور دقائع نویس مقرر کیا گیا۔

اسلام خاں کے قتل کی سازش

قرب و جوار کے کئی زمینداروں کو راستہ بتانے کے لیے ساتھ لیا گیا۔ ٹھیک اسی زمانہ میں عثمان نے سجان قلی کو (جو اکبر کے بہترین میر شکار حاجی جمال بلوچ کا لڑکا اور اسلام خاں کے ہر وقت ساتھ رہنے کا ملازم تھا) اسلام خاں کو قتل کرنے پر اجرت دے کر مامور کیا گیا۔ مگر سازش کا حال قبل از وقت ایک سازشی نے کھول دیا جسے سجان قلی نے ازادار بتلایا تھا۔ (19)

فوج کی ڈھاکہ سے روانگی

نیک ساعت میں فوج ڈھاکہ روانہ ہوئی اور تقریباً سو کوس کا سفر طے کر کے ایک مقام پر پہنچی جہاں سے عثمان کے قلعوں پر حملہ کیا جاسکتا تھا۔

مصالحات کی ناکام کوشش

ایک آخری کوشش افغانوں کو پر امن طور پر ہتھیار ڈال دینے پر آمادہ کرنے کی گئی مگر یہ قطعاً

(18) اس کا اصلی نام شیخ بکیر تھا۔ شجاعت خاں کا خطاب اسے باغی شہزادہ سلیم نے دیا تھا۔ جس نے تخت نشین ہونے پر اسے ایک ہزار کا منصب دار کر دیا (جہاںگیر راجس ویورج جلد اول صفحہ 209) 1607ء میں اسے پندرہ سو ذات اور ایک ہزار سو ار پر ترقی ملی اور دکن پر فوجی خدمت پر بھیجا گیا۔ جہاں اسے ہر اول کا مہمہ ملا جسے سادات بارہ اپنا موروثی حق سمجھتے تھے۔ (ایضاً صفحہ 113 بلوکیں صفحات 519-520) 1611ء میں وہ دکن سے واپس بلایا گیا اور دو ہزار ذات و ڈیڑھ ہزار سوار کے منصب پر ترقی دے کر اسلام خاں کی مدد پر بھیج دیا گیا۔ بادشاہ کا یہ بیان کہ ”میں نے اسے بنگال میں اسلام خاں کی مدد پر بھیجے کے لیے دکن سے واپس بلایا۔ مگر دراصل وہاں مستقل تعینات کرنے کے لیے اور صوبہ کا انتظام ہاتھ میں لینے کے لیے رپورٹ کرنے والے کی غلطی پر جتنی ہے اور اس کے بعد کا فقرہ پڑھنے پر یہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اسلام خاں 1623 تک براہ بنگال کا گورنر شجاعت خاں کی شجاعت و جوانمردی کی بادشاہت بہت زیادہ تعریف کرتا ہے۔ نیز دیکھو تاثر الامرا جلد دوم صفحہ 630۔ بلوکیں صفحات 519-520۔

(19) جہاںگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحات 27، 28 سجان قلی کو فوراً گرفتار کر لیا اور کئی سال بعد رہا کیا گیا۔

ناکام ثابت ہوئی۔ (20)

نیک اجیال کی لڑائی

اتوار 12 مارچ 1612ء (9 محرم) کو شجاعت خاں نے ڈھاکہ سے سوکوس کے قافلہ پر نیک اجیال کے ایک چشمہ کے دلدل کے کنارے اپنی فوج کی صفوں کو ترتیب دیا۔ (21) سید آدم بارہ شیخ اچھے اور چند دیگر نامی افسران ہر اول میں رکھے گئے اور کشور خاں میسرہ پر اور افتخار خاں میمنہ پر قلب میں شجاعت خاں کے لڑکے بھائی دلدل اور خود پہ سالار تھے۔

شای فوج کی تیاریاں دیکھ کر افغان پیدل اور سوار فوج بھی قلعوں اور پناہ گاہوں سے باہر آگئی۔ ان کی قیادت خود عثمان کر رہا تھا جو اپنے غیر معمولی موٹاپے کی وجہ سے ہاتھی کے سوا کسی اور سواری پر نہیں آسکتا تھا۔ باغیوں نے شای فوج پر پوری طاقت سے بھرپور حملہ کیا اور ہر اول فوج کو کاٹ کر رکھ دیا۔ نیز میمنہ اور میسرہ کو سید آدم بارہ، شیخ اچھے، افتخار خاں اور کشور خاں سب قتل ہو گئے۔ شای فوج کا صرف قلب اپنی جگہ ڈھابو تھا اور اب باغیوں نے جم کر پوری قوت سے اس پر حملہ کیا۔ عثمان خود اپنے منتخب ہاتھی باکھلا پر سوار فوج کی قیادت کر رہا تھا (22) شای فوج کے بہت سے آدمی قتل یا زخمی ہو گئے مگر بالآخر افغان فوج کی پیش قدمی روکنے میں کامیاب ہو گئے۔

عثمان نے اپنے بھڑے ہوئے ہاتھی کو شجاعت خاں پر حملہ کے لیے بڑھایا اور باوجودیکہ شجاعت خاں نے ہر بھی ٹکڑ اور تختہ سے مسلسل بھرپور حملے کیے مگر وہ معہ اپنے گھوڑے کے زمین پر گر گیا۔ خوش قسمتی سے گھوڑا اور سوار دونوں زیادہ زخمی نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ شجاعت خاں کے داروغہ اصطبل نے ہاتھی کے اگلے پیر پر دودستی کھوار سے کاری زخم لگایا اور جب ہاتھی آگے کو جکا تو اس نے فیلیان کو ٹھیس لیا۔ شجاعت خاں نے جواب تک پایادہ تھا ہاتھی کی سسک پر بھرپور (20) جہانگیر اور مستر خاں (صفحہ 61) کے بیان کے بموجب اس موقع پر خوش تقریر لوگ رونہ کیے گئے کہ عثمان کو لہجہ کش کریں اور اسے وفا شعار کی کرلوں لگائیں اور بغاوت کی راہ سے ہٹا کر سیدھی راہ پر کریں۔ اسوارانے سزا کے جیسے کا وقت اسلام خاں کے گورنر ہونے کے فوراً بعد بتایا ہے کہا جا رہا ہے سفروں نے فصیح تقریر کر کے افغانوں کو یقین دلانے کی کوشش کر باہر شای فوج کو اپنے خلاف جلا وطنی حفاظت کی بات ہے اور مغلوں کا جراتور پھینکا آسان نہیں ہے اور اس کی امید بھی نہیں اور جو افغانوں کے کانہوں پر اتار کر انہوں کو ہتھارے دوسرے طبقوں پر اور امت غم کی میں دونوں کے ایک ہونے کی وجہ سے بحیثیت لوٹے اللہ کے ان کا فرض ہے کہ اعلیٰ اللہ کے سامنے بھینس اور فالتوں میں گھل مل جانے کی کوشش کریں۔ دیکھو 226 نومبر کا مروجہ ذوال مقرر ہوتا ہے۔ افغانوں نے چھ سو سال تک ہندوستان پر مظاہر حکومت کی۔ مگر اب قسمت نے عساکر مغلوں کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو انہیں چاہئے کہ صبر و سکون کے ساتھ اسے برداشت کریں اور مرضی الہی کے سامنے سر جھکا دیں۔ اسوارانے ہنسی آف بھلا۔ نیلایہ بخش صفحات 237 و 238۔

(21) میدان جنگ کی صحیح جگہ کا قیمن نہ ہو سکا۔ جہانگیر (راجس دیو راج جلد اول صفحہ 210) میں صرف اس قدر ہے کہ لڑائی ایک ہلہ کے کنارے ہوئی تھی جہاں ایک دلدل تھا۔ اقبال (صفحہ 61) میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ محزن افغانی میں جیسا کہ بلوچین (صفحہ 520) میں ہے لڑائی کی جگہ نیک اجیال ہے لیکن بلوچین کا بیان ہے کہ مشرقی بنگال کے پرگنات سرکار محمود آباد پونہ اور سرکار بڑوچ (نہیں سنگھ لوگرہ) میں اسی نام کے کئی مقام ہیں۔ اسوارانے (صفحہ 134) قدمیم ایڈیشن میں صفحہ 238 جو ایڈیشن) نے غلطی سے اس جگہ کو دریائے سونہ دیکھا ہے کنارہ قلعہ ہے جو اڑیسہ میں ہے۔ (22) توڑک کے اصل نسخہ میں ہاتھی کا نام لکھا ہے لیکن جیسا کہ یورپین کاپیاں ہے کہ کہ قتل میزوریم کے خطوط میں باکھلا نام ہے۔ اقبال (صفحہ 61) نے بھی باکھلا بتایا ہے۔

ضرر نہیں لگائیں کہ وہ چانک خود ہی اپنی فوج کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ عثمان اب دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اور عین اس وقت جب کہ شجاعت گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا۔ دشمن کے ایک دوسرے ہاتھی نے شاہی علیبردار پر حملہ کیا اور گھوڑے اور جھنڈے کو گر ادیا۔ شجاعت نے خود علم بردار اور علم کو اٹھا کر دوسرے گھوڑے پر سوار کر دیا۔ ہاتھی پر ہر طرف سے تیروں، خنجر وں اور تھواروں کے وار ہوئے اور لڑائی پوری سرگرمی سے جاری رہی۔

عثمان کو مہلک زخم

عین اس وقت کسی نامعلوم آدمی کی بندوق کی گولی سے عثمان کے سر میں مہلک زخم لگا۔ لیکن یہ جانتے ہوئے کہ زخم مہلک ہے عثمان چو گھٹنے تک اپنی فوج کو لڑاتا اور نقل و حرکت کی ہدایت دیتا رہا۔ میدان خونریز تھا اور لڑائی زوروں پر تھی۔

افغانوں کو شکست

لیکن دن گزرتے گزرتے جنگ کا نتیجہ واضح ہو گیا۔ افغان اپنے لیڈر کی حالت سے سخت بد دل ہو کر ہسپائی پر مجبور ہو گئے اور شاہی فوج نے ان کا تختی سے حاقب کیا۔ افغانوں نے اپنے قلعہ بند استحکامات میں پناہ لی اور فی الحال محکم ہوئی شاہی فوج کے مقابلہ میں بڑی بہادری سے نیزوں اور بندوقوں سے دفاع کیا۔

عثمان کی موت

یہیں انھوں نے رات گزار۔ کاراۓہ کیا اور یہیں آدمی رات کے وقت عثمان کا انتقال ہو گیا اور اپنے پیچھے کوئی لائق جانشین نہ چھوڑا۔

افغانوں کی قلعہ کی طرف ہسپائی

سورج نکلنے سے چند گھنٹہ چھتر افغان عثمان کی لاش لے کر اور خیمہ و خراگہ چھوڑ کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

تعاقب

خبر رسائوں نے فوراً شجاعت خاں کو اطلاع دی اور شاہی فوج کے جھکے ہوئے افسروں میں اس پر غور ہونے لگا کہ آیا تعاقب فوراً شروع کیا جائے یا ذرا ٹھہر کر کہ اتنے میں معظم خاں کے لڑکے عبدالسلام کی ماتحتی میں تین سو سوار اور چار سو بندوقچیوں کی خوش آئند کمک آگئی اور فوراً سختی سے تعاقب شروع کر دیا گیا۔

افغانوں نے اطاعت قبول کر لی

افغانوں نے یہ محسوس کر کے کہ اب فرار کی کوئی صورت نہیں رہ گئی۔ ہتھیار ڈال دینے کا فیصلہ کر لیا۔ سابق افغان لیڈر کے بھائی ولی خاں نے شجاعت خاں کو یہ پیغام بھیجا کہ اب چونکہ شورش کی

اصل بنیاد باقی نہیں رہی اس لیے وہ اطاعت کرنے پر تیار ہیں اور اپنی جانوں کی سلامتی کے وعدہ پر اپنے ہاتھی حوالے کر دیں گے۔ شجاعت خاں نے معتقد خاں اور دیگر افسروں کی رضامندی سے فوراً اس کی ضمانت کر لی اور اگلے مشکل 14 مارچ کو دلی اور نیز عثمان کے لڑکوں، بھائیوں اور دامادوں نے اطاعت قبول کر لی۔ انہوں نے انچاس 49 ہاتھی بطور نذر پیش کیے۔ شجاعت خاں اوحد اور بعض شورہ پشت مفتوحہ مقامات پر معتقد افسروں کو تعینات کر کے دلی اور دوسرے افغان پرغالیوں کو ساتھ لے کر اسلام خاں سے ملنے مستقر کی طرف روانہ ہو گیا۔ (23)

جہانگیر کو اطلاع

ان حالات کی اطلاع 29 محرم 1021ء مطابق یکم اپریل 1622ء کو اسلام خاں کے مراسلہ سے جہانگیر کو ملی جس پر اسے بڑی خوشی ہوئی۔ چند ہی دن بعد عثمان کا سر اس کے پاس بھیج دیا گیا۔

انعامات

اسلام خاں کا منصب چھ ہزار ذات کا کر دیا گیا اور شجاعت خاں کو علاوہ اس کے منصب میں ایک ہزار ذات کی ترقی کے رستم زماں کا خطاب دیا گیا۔ دوسرے افسران جنہوں نے اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں انہیں مناسب انعامات دیے گئے۔ (24) شکست خوردہ غنیم کے لیے جہانگیر نے جیسا کہ اس کا اصول تھا مصالحت پالیسی اختیار کی اور باضابطہ طور سے سلطنت کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی صلاحیتوں سے سلطنت کی خدمت لینے کی کوشش کی۔

افغانوں کی تالیف قلب

عثمان کو یقین آخری افغان کہا جاسکتا ہے۔ اب مغل سلطنت کو کسی منظم افغان سازش یا شورش یا ملک کے اندر بغاوت برپا کرنے کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ برعکس اس کے افغانوں نے سلطنت کے عمال سے اپنا مناسب حصہ حاصل کیا۔ افغان مورخ نے بڑی فراخ دلی سے جہانگیر کی پالیسی کی ترقی پسندی اور ہوشمندی کا اعتراف کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں جو کامیابی ہوئی اس کا ذکر کیا ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ ”نور الدین غازی (جہانگیر) نے ان کے پچھلے قصوروں کو معاف کیا اور انہیں داود دہش سے اپنا گروہ بنا لیا اور ان پر اتنی توجہ کی کہ انہوں نے آئندہ کسی قسم کی غداری کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیا اور خود کو اس کا پابند سمجھا کہ ہمیشہ اس کے مطیع و فرماں بردار رہیں اور اس کے لیے اپنی جان تک قربان کر دیں اور اپنی جفاکشی سے وہ امراے اعظم کے درجہ تک پہنچ گئے اور بادشاہ کے ہم صحبت ہونے کی

(23) بلوچین (صفحہ 520) کا یہ بیان صحیح نہیں کہ راستہ میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ جہانگیر نے دربار میں ان کے پیش ہونے کا ذکر کیا ہے (راجہ سید بیچہ رنج جلد اول صفحہ 320)۔

(24) عثمان کی بغاوت کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجہ سید بیچہ رنج) جلد اول صفحات 208، 215، 230۔ اقبال نامہ صفحات 60، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073،

عزت حاصل کرنے کے قابل ہو گئے اور انہوں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی نظر عنایت حاصل کرنے میں سبقت کی اور اعلیٰ مناصب اور شاندار خطابات حاصل کئے۔ (25)

ملکہ

افغان شورش سے فراغت پاتے ہی اسلام خاں نے سرحد کے نیم وحشی اراکانی قبیلہ مکھ کی سرزنش کی تیاری کی جو بنگال کی شورش سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ پرنگلی بحری ڈاکوؤں سے مل کر وہ دریائوں کا چکر لگاتے اور خضرپور کے دریائے برہم پتر اور ڈھاکہ کے قرب وجوار میں جو مرد و عورت اور بچے ان کے ہاتھ آجاتے انہیں پکڑ کر لے جاتے اور غلام بنا لیتے تھے اور پھر خود اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے تھے۔ ان کی تادیب کی شدید ضرورت تھی۔ یہ شہرت تھی کہ جہاں تکیر کا ارادہ اراکان کا سارا علاقہ فتح کرنے کا ہے۔ (26) یہ بہت اچھا ہوتا کہ اس نے کبھی ایسا منصوبہ بنایا ہو تا مگر بد قسمتی سے اس نے اسی کو کافی سمجھا کہ پرنگلیوں اور مکھوں نے ڈھاکہ پر حملوں کا تدارک کر دیا جائے اور ایک تعزیری مہم بھیج دی جائے جو زیادہ کار آمد ثابت ہو۔ مکھوں نے ایک مرتبہ پھر سر اٹھایا اور 1616ء میں مغل کماندار مروت خاں کو قتل کر دیا۔ (27) چند سال بعد مغلوں نے پھر اس وبا سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ابراہیم خاں فتح جنگ گورنر بنگال 1617-23ء کا ناظم فتح کرنے اور بد معاش مکھوں کو تباہ کرنے کو ایک فوج لے کر گیا مگر یہ مہم ناکام رہی۔ (28)

شمال مغربی سرحد

عین اس وقت جب کہ ہندوستان کے مشرق میں افغانوں کو پورے طور پر دبا دیا کر مطلع کر لیا گیا تھا۔ ان کے قدیم ساتھیوں نے مغرب میں ایسی آگ بھڑکائی جسے جہاں تکیر کے عہد میں انتہائی کوششوں کے باوجود دبا نہ جاسکا۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور ہیبت کی بنا پر شمال مغربی سرحد کبھی پر امن اور پابند قانون نہیں رہی۔

(25) لاورن کا ترجمہ نعمت اللہ کی افغانی کا جلد اول صفحہ 184۔

(26) دیکھو بشپ روم پیڈر ڈاکھا گوا کے دائرے کے نام مورخہ 19 مارچ 1612ء جسے فاروہ سن نے جرنل آف ایشیا ٹک سوسائٹی بمبئی 1930ء صفحہ 438 میں نقل کیا ہے بحری ڈاکو اپنے قیدیوں کی اٹھلی میں سوار کر کے بید اس کے آر پار کر دیتے تھے اور انہیں اپنے جہازوں پر تلے لوہے والے ڈال دیتے تھے جیسے مرغیوں کے آگے دانہ ڈال دیا جاتا ہے۔ ان قیدیوں کے آگے سج دیکھے چاول پیچک دیے جاتے تھے۔ گھروں کو واپس جا کر وہ چند خت جان قیدیوں سے جو ان کے مظالم سے سلامت رہ جائیں کہتے جرتے اور ایسے ہی خت خت کے کاموں میں ان کی طاقت کے مطابق بوی ذلت و رسوائی کے ساتھ لگاتے تھے۔ باقی قیدی دکن کے بندر گاہوں پر بیچ آگریز فرانسسی تاجروں کے ہاتھ بیچ دیے جاتے تھے۔ شاہاب الدین طالش کا اسی زمانے کا فارسی بیان ہڈلین کے مخطوط نمبر 589 میں محفوظ ہے جس کا ترجمہ جادو تاتھ سرکار نے اپنی اسٹیز ان ان مغل انڈیا کے صفحات 123 تا 124 میں کیا ہے۔

(27) جہانگیر (راز س و پور پنج) جلد دوم صفحہ 93۔

(28) شاہاب الدین طالش ترجمہ سرکار کی اسٹیز ان ان مغل انڈیا صفحہ 123 نیز آثار الاسرا بنگال پوسٹ اینڈ پریزنٹ 1909ء صفحات 215 تا 217۔

جغرافیہ

افغانستان اور پنجاب کے درمیان کا علاقہ جو شمال کے برافانی پہاڑی سلسلہ تک پھیلا ہے۔ کئی وادیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے بعض تہیں تہیں میل لمبی ہیں اور سب کی سب تنگ کھائیوں پر جا کر ختم ہوتی ہیں جو یا تو اونچی اونچی ڈھلوان پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہیں یا گھنے جنگلوں میں جا کر غائب ہو گئیں ہیں۔ ایسا علاقہ حملہ اور فوج کے لیے پیچ و پھار اور رکاوٹوں سے بھرا ہے لیکن یہاں کے باشندوں کے لیے جو ایک وادی سے دوسری وادی کو جانے والے دروں سے واقف ہیں ایک دوسرے قبیلہ سے ربط قائم کرنے میں آسان ہیں اور یہ قبائل ایسے ہیں کہ راستہ نہ ہونے پر بھی اپنی راہ نکال لیتے ہیں۔

باشندوں کے حالات

یہاں کے لوگ خوبصورت، جفاکش مضبوط اور مخفی ہیں اور انہیں آزادی اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ان کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور اپنی تقریباً بھر زمین کی بجائے ان کی حریص نگاہیں قریب کے سرسبز علاقہ کی طرف رہتی ہیں چنانچہ اخلاقی اقدار کی نشوونما کا انحصار اس ماحول پر ہے جو سرحدی قبائل جیسے تارتھ میں اور ہائی لینڈرس میں پرورش پاتا ہے جن کے نزدیک لوٹ مار نہایت معزز پیشہ ہے۔ وقتاً فوقتہ دریائے سندھ کے اس پار پنجاب کے اضلاع پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ انہیں مار کر پیچھے بھاگ دینا تو آسان ہے لیکن ان کے پہاڑی مکانوں میں انہیں لقمہ و ضبط پر آمادہ کرنا بے حد مشکل ہے۔ عام طور پر تو وہ آزاد قبیلوں میں رہتے ہیں لیکن عموماً سیاسی خطرہ یا مذہبی جنوک کے ابھار پر یہ سب ایک زبردست متحدہ جماعت بن جاتے ہیں۔

بایزید

سترہویں صدی کی آٹھویں وصالی میں مذہبی جنون سے بھرے ہوئے بایزید نے مغربی کا دعویٰ کر دیا اور اپنی پر جوش تقریروں اور قیادت کی صلاحیت سے سرحدی قبائل کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا اور روشنیہ جماعت قائم کر کے مغلوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

جلال

1558ء میں اس کے انتقال پر اس کا مستعد لڑکا جلال جانشین ہوا اور جلال کو بھی قابل جانشین درجائشیں ملنے رہے جنہوں نے بڑی علاقوں میں مسلسل شورش برپا کر رکھی۔

احمد

1611ء میں احمد نے گورنر خاں اور ان کی عدم موجودگی میں اچانک کابل پر چھاپا مارا۔ معزز الملک جو ایک چھوٹے سے فوجی دست کا کماندار تھا۔ اس نے رضاکاروں کی ایک بہت بڑی جماعت بھرتی کر لی۔ راستوں کو روک دیا اور مکانوں کو قلعہ بند کر کے بڑی بہادری سے مدافعت کی۔ حملہ آواروں کے کم

سے کم آٹھ سو آدمی بشمول اعداد کے خاص لفظت برگی کے قلعہ کے اوپر سے تیروں اور گولوں کی بارش میں مارے گئے۔ اس دوران میں دیہات کے لوگ اپنی حفاظت میں مسلح ہو گئے تھے اور حملہ آور دونوں طرف سے سے گھر جانے کے خوف سے تیزی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔ تھوڑی دور تک نادعلی جو لوہو گر سے چل کر فوراً امید ان جنگ میں آگیا تھا اس کا تعاقب کیا۔ کامل تو فتح گیا مگر شورش نہیں دب سکی۔ معز الملک اور نادعلی کے منصب بڑھا دیے گئے اور بے خبر خاں دوران کا منصب گھما کر معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ضعیف العمر و قادر علی خاں کو مقرر کیا گیا۔ (29)

علی خاں کے انتظام میں سابق گورنر اور دوسرے ماتحت علی کے لوگ مسلسل رخنہ اندازی کرتے رہے۔ چنانچہ بادشاہ نے تحقیقات کے لیے خواجہ جہاں کو بھیجا۔ علی خاں کو درخشہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے پشاور تبدیل کر دیا گیا جہاں 1613ء میں اسی سال کی طویل عمر پا کر اس نے انتقال کیا۔ (30)

علی خاں کی موت اور شاہی افسروں میں باہم پھوٹ نے اعداد کو آگے بڑھنے کا موقع دیا۔ 1614ء میں وہ پانچ ہزار سوار پیادہ فوج لے کر کوٹ تیرہ پر چڑھ آیا اور شاہی فوج کے بہت سے آدمیوں کو قتل یا قید کر لیا اور جلال آباد اور پش بلانچ پر جو قریب ہی تھے حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے اس کی پشت کی طرف خان جہاں پہنچ گیا اور معتقد خاں نے جو ضلع پشاور کے اہم گذر کا کماندار تھا پش بلانچ میں اچانک حملہ کر کے اعداد کو شکست دے دی جن میں اس کے ایک ہزار آدمی پانچ سو گھوڑے، اور بکثرت جانور اور خیمے اور اسلحہ معتقد خاں کے ہاتھ لگے۔ شاہی فوج نے چند میل تک اس کا تعاقب کیا اور رات کو میدان جنگ ہی میں قیام کیا اور اگلی صبح کو پشاور میں تیمور کے نمونے پر چھ سوانسانی سروں کا اہرام بنایا۔ (31)

لیکن اعداد کو فتح کر لکل بھاگا تھا اور اس نے آوارہ گردوں کی ایک بڑی فوج جمع کر لی۔ شاہی فوج کے مسلسل تعاقب سے عاجز ہو کر وہ چرخ قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا جہاں خان دوران نے اس کا سختی سے محاصرہ کیا۔ جانوروں کا چارہ بالکل ختم ہو جانے کی وجہ سے محاصرین اپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو خفیہ راستوں سے پہاڑوں کے دامن کی چڑاگاہوں میں لے جانے لگے اور اطلاع ملنے پر شاہی فوج نے شبنون کا انتظام کیا جس میں شدید جنگ ہوئی اور اعداد کے تین سو آدمی قتل اور ایک سو قید ہوئے۔ قلعہ چرخ پر قبضہ کر کے اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ لیکن اعداد کو فتح کر قندھار کی طرف نکل گیا۔ (32) لیکن وہ جلد ہی بے بسی کی حالت میں پہنچ گیا۔ عین اس وقت بمبئی کی شورش شروع ہو گئی 1617ء کے آخر میں مہابت خاں کو کامل کا گورنر مقرر کیا گیا اور رشید خاں اور راجہ کلیان کو اس کا خصوصی ماتحت کیا گیا۔ مہابت خاں نے اپنے ساتھ جلال کے لڑکے اللہ داد کو بھی ساتھ لے لیا جو اس وقت حاضر دربار تھا اور اس کے بھائی اور بیٹے کو بطور یرغمال چھوڑ دیا لیکن مہابت خاں کو جو یہ امید تھی کہ اللہ داد افغانوں پر اثر ڈال کر انہیں سلطنت کا فرمانبردار بنائے گا اس میں سخت مایوسی ہوئی۔ وہ ایک فوجی دستہ کے ساتھ افغانوں کے خلاف بھیجا گیا مگر اللہ

(29) بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 360 العثمان صفحہ 517 تا 521 جہانگیر (راجہ سہوید راج) صفحہ 197-199 اقبال نامہ

153 جمیریل گزیر۔

(30) جہانگیر (راجہ سہوید راج) جلد اول صفحہ 230، 231، 253 کمپین دن صفحہ 22۔

(31) جہانگیر (راجہ سہوید راج) جلد اول صفحہ 253۔

(32) جہانگیر (راجہ سہوید راج) جلد اول صفحہ 311، 312۔

۱۔ کی وجہ سے اس دستہ کو سخت شکست ہوئی اور شاہی وقار کو سخت دھکا لگا اور پھر وہ کھل کر بغاوت پر اتر آیا۔ مہابت خاں کی انتہائی کوششوں کے بعد وہ اطاعت پر مجبور کیا جاسکا۔ اور 1619ء میں دربار روانہ کیا گیا۔ جہاں اعتماد الدولہ کی سفارش پر اس کا قصور معاف کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے وہ سلطنت کا وفادار رہا اور بلند مراتب تک پہنچا اور شاہجہاں کے عہد میں رشید خاں کا خطاب پایا۔ (33)

لیکن اللہ واہ کی عدم موجودگی میں شورش کی شدت بالکل کم نہ ہوئی اور جہانگیر کے دور حکومت میں ذر ذر اسے وقفہ سے مسلسل سخت آویزشیں ہوتی رہیں۔ کوئی فرق بھی دوسرے کو دم لینے کی مہلت نہیں دیتا تھا۔ مہابت خاں کا پلہ بھاری رہا جس کی وجہ سے سخت کشت و خون ہوا۔ ایک مرتبہ 1619ء میں فصل کٹنے کے موقع پر اس نے تند خور عزت خاں کے ماتحت فوج روانہ کی کہ باغیوں کے علاقہ کو تباہ کر دیا جائے لیکن افغان اس کے لیے تیار نہ تھے اور شاہی فوج کے دستہ کو کاٹ کر رکھ دیا۔ البتہ ایک اور فوج جو اکبر علی کے ماتحت بھیجی گئی اس نے اس کا پورا پورا انتقام لیا اور بکیش کے علاقہ میں لوٹ مار اور خون خرابہ کاراج ہو گیا۔ (34)

1622ء میں مہابت خاں کو شاہجہاں کی بغاوت فرو کرنے کے لیے واپس بلا لیا گیا اور جہانگیر کے باقی زمانہ حکومت میں شاہی اقتدار علاقہ بکیش میں تقریباً بالکل تباہ ہو گیا۔

(33) جہانگیر (راجہ جی و بیورج) جلد اول صفحہ 402 دوم صفحات 245، 215، 153، 120، 85، 82۔ تازہ الاسر، جلد

دوم صفحہ 248۔ دہستان صفحہ 390۔

(34) جہانگیر (راجہ جی و بیورج) جلد دوم صفحات 160، 161۔

دسواں باب

میواڑ

تمہید

پنچس میں مثل فوجی کارروائی اور پالیسی کے بالکل برخلاف راجپوت خود مختاری کی آخری یادگار میواڑ کی تخییر اور تالیف قلب ہے۔ کرنل جیمس (1) ماڈکی ہمدردانہ تحریر نے جو رزمیہ قلم بند کیا ہے اور جو اپنے شاعرانہ نام انگلنڈ اپنڈ اسٹی کوئی ٹیز آف راجستھان کے نام سے مشہور ہے اب تک ہندوستان کے ناول نویسوں اور ڈراما نگاروں کے لیے لرزہ خیز پلاٹ اور واقعات مہیا کرتا ہے۔ راجپوت روایات پر نظر کرتے ہوئے یہ دیکھ کر دماغ ششدر ہو جاتا ہے کہ انسان بہادری جاں نثاری اور ایثار کی کتنی بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔

جغرافیائی حالات

راجپوت اسپرٹ کی پوری پوری روح میواڑ کے شیب و فراز کی تاریخ میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ملک کی جغرافیائی حیثیت اکھڑ اور محنت کش قسم کا مہراج پیداکرنے میں معاون ہے۔ یہ راجپوتانہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور اس کے شمال مشرق اور جنوب مشرق میں زر خیز سیراب میدانی علاقہ ہے جس میں حسب ضرورت بارش ہوتی ہے اور سال میں دو فصلیں غلہ کی ہو جاتی ہیں۔ لیکن میدانی علاقہ میں بھی سچ سج غمزد زمین اور پتھر ملی اور کوہستانی زمین اور ناموار کوہستانی سلسلہ ہے جس میں کہیں کہیں ایک پہاڑی دوسروں سے بلند بھی ہوتی ہے لیکن جنوب مغربی حصہ اور خاص کر سارا شمالی مغربی علاقہ پہاڑی سلسلوں، وادیوں اور گھٹے جنگلوں کی ملی جلی سر زمین ہے۔ (2)

یہاں کے لوگ

مچھلی کئی صدیوں سے اس ملک پر راجپوتوں کے سوسودیا قبیلہ کی حکومت ہے جس نے قبائلی جذبہ آزادی کی محبت اور جنگ سے دلچسپی کو خوب فروغ دیا جو تاریخ اور معاصرین تجربہ دونوں کے مطابق کوہستانی علاقہ کے باشندوں سے وابستہ ہیں۔ علاوہ حکمران قبیلہ اور دوسرے راجپوت اور عام مہذب باشندوں کے اور ولی سلسلہ کوہ کی پہاڑیوں اور وادیوں میں بکثرت قدیم غیر ترقی یافتہ بھیل آباد تھے جو سخت محنت کش نیم مہذب مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھے جو زمین کی قبیل پیداوار یا شکار پر گذرتے تھے یا لوٹ مار پر۔

(1) ڈاکٹر جیمس اینڈ بیٹن وہ جسے رہنما گائیڈ سنزلند نے شائع کیا ہے۔

(2) راجپوتانہ گزٹیر جلد دوم صفحہ 6۔

راجپوتوں کا بھیلوں سے اتحاد

یسو دیا قبیلہ کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ اس نے ان قبائل کو اپنا حلیف بنالیا اور ان کی پر جوش محبت اور جاں نثاری حاصل کر لی۔ ان کی ڈھلوان چٹانوں، تنگ گھاٹیوں، تنگ اور نامعلوم دروں اور چھپے ہوئے پر سرار راستوں سے گہری واقفیت نے راجپوتوں کے برے وقت میں بڑا کام دیا۔ ان کے بغیر میواڑ کی تاریخ کا رنگ ہی دوسرا ہوتا۔

میواڑ اور سلطنت دہلی

میواڑ یا اس کے قرب و جوار سے ہو کر سرسبز گنگا سے سیراب میدانوں اور مغربی گھاٹ کی تجارت کی منڈیوں کے درمیان تجارتی شاہراہ تھی۔ میواڑ کے آزاد رہنے سے سلطنت دہلی کے تاجران شاہراہوں پر جان و مال کی حفاظت یا محصوروں کی لوٹ سے نجات حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ایک وجہ تھی مغل سلاطین کے میواڑ کی آزادی کو اہم نہیں کر سکتے تھے لیکن قدرتی طور پر ایک شہنشاہی مقصد بھی ہو سکتا تھا کہ راجپوتوں کی آزادی کی اس آخری یادگار کو بھی باقی نہ رکھا جائے۔ لیکن مغلوں کے ساتھ بڑی نا انصافی ہو گی اگر اس اقتصادی مقصد کی اہمیت پر بھی زور نہ دیا جائے جسے عام طور پر مورخین نے نظر انداز کر دیا ہے۔

میواڑ کی تاریخ

میواڑ کی تاریخ کا وہ حصہ جو اکبر کے عہد سے پہلے اس کی دوسری راجپوت ریاستوں سے آویزشوں، علاء الدین خلجی جیسے طاقتور بادشاہ دہلی کی بہادرانہ مزاحمت، رانا کبھ کے زمانہ میں مالوہ کی سیاست پر اس کا عمل دخل رانا ساگا کے عہد میں اس کی پورے شمالی ہند پر اقتدار حاصل کرنے کی قابل یادگار کوشش، عجمرات کے بہادر شاہ کے خلاف اس کی جدوجہد اور شہنشاہ ہمایوں سے اس کی چھبیر چھٹا ہمارے کتاب کے موضوع سے الگ ہیں۔

اکبر کے عہد میں

اکبر کی حکومت کے زمانہ میں میواڑ کی طاقتور مغل سلطنت سے جو اس سے بہت بڑی تھی۔ نبرد آزما ہونا پڑا۔ راجپوتانہ کے شعری ادب میں رانا پر تاپ کے کارناموں کا موضوع بہت شاندار ہے۔ اسے خود تو اپنے ملک کا بیشتر حصہ حاصل ہو گیا مگر چٹوڑ کا موروثی قلعہ اور ملحقہ مسلط زمین جس پر مغل فوجوں کے دھاوے ہوتے رہتے تھے انہیں پھر سے حاصل کرنے کے سارے حوصلوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔

پر تاپ بستر مرگ پر

پر تاپ کو تو اطمینان تھا کہ اس نے اپنی عزت اور اپنی آزادی پر آنچ نہیں آنے دیا لیکن اس کی زندگی کے آخری لمحات اس اندیشہ سے فکر مند تھے کہ اس کا لڑکا امر اپنی شہرت کو شرمناک آرام پسندی

میں گم کر دے گا اس آخری لمحہ کی جو تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس سے ہمدردی کا زبردست جذبہ ابھر رہا ہے۔ موت کے قریب یہ بھل حریص ایک حقیر سے مکان میں دکھایا گیا ہے جہاں اس کے سردار و قادر سامع، شاندار ایام کے سامع اس کے گرد حلقہ کیے ہوئے اپنے لیڈر کی روح کے پرواز کرنے کے منتظر ہیں کہ دفعتاً اس کے منہ سے ایک دردناک جھج ٹپک اور سلو بہر آنے پوچھا ”اس کی روح کو کیا صدمہ ہے۔ جو آسانی سے نہیں نکلتی“۔ پر تپ کو ذرا لافاقہ ہوا اور اس نے کہا: ”روح کو یہ انتظار ہے کہ اسے کوئی تسلی دینے والا دھندہ مل جائے کہ اس کا ملک ترک کے حوالہ نہیں کر دیا جائے گا۔“ (3) اور نزع کی حالت میں اس نے ایک واقعہ بیان کیا جس سے اس نے اپنے لڑکے کی حرامی کیفیت کا اندازہ کیا تھا اور اب اس کی اسے روحانی لذت ہے کہ ذاتی آرام میں پڑ کر وہ ان تمام زیادتیوں کو بھول جائے گا جو اس کے ساتھ اور اس کے ملک کے ساتھ ہوئی ہیں۔ واقعہ یہ تھا

”پر تپ اور اس کے سرداروں نے مصیبت کے دلوں میں دریائے پشلا کے کنارے بارش اور دھوپ سے حفاظت کے لیے چند جھونپڑے ڈال لیے تھے (جس جگہ آج لوہے پور کا راج محل ہے) شہزادہ امر کو یہ دھیان نہیں رہا کہ جھونپڑے پست ہیں اور ایک بانس کا ٹکڑا چھپرے باہر نکلا ہوا پر تپ کی گچھری میں پھنس گیا اور اسے کھینٹ لیا۔ اس وقت شہزادہ نے جیسے جذبات کا اظہار کیا اس سے پر تپ کو دکھ ہوا اور اس نے یہ رائے قائم کر لی کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جن مصائب کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے اس کی صلاحیت شہزادہ میں نہیں ہے۔ دم توڑتے ہوئے پر تپ نے کہا ان جھونپڑوں کی جگہ عالی شان محل تعمیر ہوں گے جن سے آرام طلبی اور عیش و عشرت کی عادت پیدا ہوگی اور ایسی مشکلات پیدا ہوں گی کہ جس آزادی کے لیے ہم نے خون بہایا ہے وہ قربان کر دی جائے گی۔ اور آپ میرے سردار ان اسی مضر مثال کی پیروی کریں گے۔“ سرداروں نے قسم کھائی اور شہزادہ کی ذمہ داری لے کر کہا ”ہمارا لول کی تخت کی قسم ہم اس وقت تک کوئی عمل نہ بننے دیں گے جب تک میوڑ کو پھر سے آزادی حاصل نہ ہو جائے۔“ پر تپ کی روح مطمئن ہو گئی اور وہ خوش ہو کر چل بسا۔ (4)

(3) جلد اول صفحات 264-278

میوڑ کے ثقیب و فرزد کی جبرخ میں رٹا پر تپ کا شاندار مہم لیے رنگ رنگ اور حیرت انگیز حالات و حادثات کا حامل ہے کہ جگہ جگہ چھپچھادیں ہزار کی پہاڑی میں بھی جھنجھکھڑ کو اتار دیا اور مولو نہیں مل سکا۔ مگر بد قسمتی سے میوڑ کو کوئی قیوسی وائیں یا سیوٹن نہیں مل سکا جو ”بے خوف چہلچہری، بے لوجہ جواں مردی، عزت و وقار کو تابندہ رکھے، وفاداری کے ساتھ وہ استقلال جو کسی اور قوم میں نہیں مل سکا۔ ان سب کے مقابلہ میں بلند حوصلے، اعلیٰ ذہانتیں، بے شمار وسائل اور بڑی جوش، لیکن سب مل کر بھی ایک ناقابل تغیر دماغ کو قابو میں نہ لائے۔ لڑائی کے سلسلہ کوہ میں کوئی بھی درہ ایسا نہیں ہے جس پر پر تپ کے کسی نمایاں کارنامہ کی جھاپ نہ ہو۔ کوئی شاندار فتح یا جیت ایسی ہی شاندار پہاڑی، بلندی کھات میوڑ کا قریب پالی ہے اور دیوڑاں کا خونریز میدان جنگ“ جلد اول صفحہ 278

بکثرت راجپوت کہانیاں منجمد جہلیں، بھونڈی دھول غصوں میں میوڑ، بونڈی چٹیل اور دوسری راجپوت ریاستوں میں محفوظ ہیں۔ سرگمبائی کو برائے شام داس نے اپنی ہیر نمود میں ان سے استفادہ کیا ہے جو ریاست لوہے پور کے لیے شائع کی گئی تھی اور کہا جاتا ہے کہ لوہے پور ہی نے اس کی اشاعت روک دی۔ لیکن اس قابل قدر کتاب کے لئے کہیں کہیں ملے ہیں۔ میں نے جو دھ پور میں ایک گلی ٹوٹا دیکھا اور پھر مدس کی کاشی ناکری پر چاولی سجا کی لاٹیری میں اس کا پتہ ہوا ٹوٹا دیکھا تھا کہانیاں کا اصلی نسخہ میں جو دھ پور کے قسبی دھمی پر شاکی مہر پالی سے دیکھ سکا جس کا میں ممنون ہوں۔

(4) جلد اول صفحات 177 و 278 کہتے ہیں کہ اکبر کو پر تپ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا جبکہ درساوا حانے فوت شدہ ہیر دکی تفریب میں ایک عمدہ قصیدہ پڑھ کر سلیلا ہیر نمود صفحہ 241۔

جس رستمائے عزم کے ساتھ وہ ساری عمر جدوجہد میں مصروف رہا اس سے سارے ہندوستان کے ہندوؤں میں اس کے خاندان کو بہت بڑی عزت حاصل ہو گئی۔ (5)

امر سنگھ کی تخت نشینی

راتا پر تاپ کے سترہ لاکھوں میں سب سے بڑا امر سنگھ تھا جس کی فطرت کے بارے میں مرتے وقت اس کے باپ نے اس قدر سخت تئوئیں ظاہر کی تھیں وہی 1597ء میں تخت نشین ہوا۔ (6) وہ آٹھ سال کی عمر سے لے کر اپنے باپ کی وفات تک برابر اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ جھانسی اور خطرات کا مقابلہ کیا تھا۔ اس کے محترم باپ نے اسے کھستانی جنگ کے ہر مرحلہ سے آگاہ کر دیا تھا تخت نشینی کے وقت وہ بھرپور جوانی کو پہنچ چکا تھا اور اس کے لڑکے بھی تھے جو اس قابل تھے کہ اپنی وراثت کا بھتا بھی حصہ وہ اپنی تلوار کے زور سے حاصل کریں اور اس کی حفاظت کر سکیں۔ اگرچہ امر کارنگ صاف نہ تھا لیکن میواڑ کے شہزادوں میں وہ سب سے زیادہ بلند قامت اور طاقتور تھا۔ وہ منصف مزاج، فیاض، ہمدردانہ اور بہادر تھا اور اپنے امر اکا احترام اور رعایا کی محبت حاصل کرنے کا اہل تھا۔ گوا اپنے باپ کے اندیشوں کو کسی حد تک حق بجانب ثابت کرنا اسے مقدر تھا لیکن تخت نشینی کے بعد جو کام سب سے پہلے اس نے کیے وہ بالکل معقول اور مدبرانہ تھے۔

اصلاحات

اس نے اپنے ملک کے اداروں کی ندر سر نو تشکیل کی۔ اراضی اور جاگیروں کی تقسیم کا نیا بندوبست کیا اور اور جاگیروں کے ساتھ خدمات بھی وابستہ کر دیں۔ اس نے مناصب کے درجے مقرر کیے جو آج تک رائج ہیں۔ کھانے اور کپڑے کے قانون بنائے حتیٰ کہ پگڑی باندھنے کی بھی (7) اور یہ احکام آج بھی ملک کے مختلف حصوں میں پتھر کے ستونوں پر کندے ہوئے موجود ہیں۔ (8) ہندی ادب پر اس کا سب سے بڑا احسان ہے۔ اسی کی سرپرستی میں چند برہمنی کی کتاب پر تھوری راج راسو کی تدوین کی گئی جو ہندی کی عظیم ترین نفلوں میں ہے۔ اس درمیان شاہکار سے اس کا دعویٰ رشتہ ہے جو خوشنما اس کا ہوسر سے تھا۔

سلیم اور مان سنگھ کا حملہ

لیکن زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ان پرامن کاموں سے اس کی توجہ اس لیے ہٹ گئی کہ اس کے پشتینی دشمن نے اس کے خلاف فوج روانہ کر دی۔ 1599ء میں اکبر نے دکن روانہ ہوتے وقت شہزادہ

(5) ہندوستان کے جو لوگ خدا کے منکر ہیں (ہندو) وہ بھی ہندوستان کے اس منکران کا انہی احرام کرتے ہیں جتنے روم کے لوگ آپ کا دی لانت حرمہ لچہ برنج کلک ریلو نمبر ان 1870ء صفحہ 351۔

(6) ہندوستان کے لوگ 278 و 282۔ امر سنگھ کی تاجپٹی 1653ء مطابق 29 جنوری 1597ء 9 جنوری 1005ء کو ہوئی ہر نمبر صفحہ 241۔

(7) امر شاہی پگڑی اب تک راتا کے خاندان کے افراد اور بعض امر ہمدرد کے سوتھوں پر استعمال کرتے ہیں لیکن دوسرے امر ہمدرد کو حق ہے کہ وہ خود اپنے یہاں کا لباس اختیار کریں۔ ہندوستان کے لوگ 280۔

(8) ہندوستان کے لوگ 280۔

سلیم اور راجہ مان سنگھ کو میواڑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شہزادہ تو آرام کے ساتھ اجیر میں پیش کرتا رہا مگر اس کے ماتحتوں نے پوری قوت سے جدوجہد کی اور انتالہ، موہی، باگور، منڈل، منڈل گنڈھ، چتوڑ اور دوسرے مقامات پر مضبوط چوکیاں قائم کر لیں۔ راجپوتوں نے ہر جگہ بہادری سے مزاحمت کی۔ امر سنگھ نے دشمن کی تمام چوکیوں پر حملہ کیا۔ لڑائی حسب دستور جاری رہی۔ راجپوتوں نے شاہی علاقہ کے بال پور اور کئی دوسرے مقامات کو لوٹ لیا مگر پسپا کر دیے گئے۔ مغلوں نے اس کے انتقام میں راجپوتوں کے کھیت اجاڑ دیے۔ مکانوں میں آگ لگا دی۔ ہزاروں شاہی باشندے قید کر لیے گئے۔ راجپوت پہاڑوں میں چھپ رہے۔

لڑائی میں خلل

لیکن لڑائی کا سلسلہ دفعتاً منقطع ہو گیا۔ اس لیے کہ راجہ مان سنگھ کو فوری طور پر بنگال جانا پڑا جہاں سے عثمان کی بغاوت کی خبر آئی تھی اور شہزادہ سلیم بے دلی کے ساتھ آگرہ کی طرف چل دیا۔ 1603ء میں اکبر سے صلح صفائی ہو جانے کے بعد سلیم کو پھر حکم ملا کہ 1599ء میں جنگ کا جو سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اسے پھر سے شروع کرے لیکن سلیم فوجی سیکری تک پہنچ کر وہیں رک گیا اور آگے بڑھنے سے تقریباً انکار کر دیا۔

خسرو کے ماتحت دوسری مہم

اکبر نے شہزادہ خسرو اور غدار ساگر کے ماتحت ایک اور مہم روانہ کرنے کی تجویز کی۔ ساگر کو اکبر نے اپنی بیماری میں میواڑ کا رانا نامزد کیا تھا۔

مہم کا احوال

لیکن اکبر کے انتقال کی وجہ سے یہ مہم بتوی ہو گئی۔ (9)

جہانگیر اکبر کے نقش قدم پر

تخت نشین ہونے پر جہانگیر نے حکومت کے ہر شعبہ میں اکبر کی خارجہ پالیسی اختیار کی اور اپنی سخت نشینی کے پہلے ہی سال اس نے بیس ہزار کی زبردست فوج میواڑ کے خلاف روانہ کر دی جس کی کمان (9) اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 831 ایٹ، دواؤں جلد ششم صفحہ 99۴۹8 محمد ہادی صفحہ 8۔ ڈی لائٹ رچرچر لٹریچر کلاکٹ ریویو نمبر 7 ل 1873ء نمبر 113 صفحہ 195 خانی خاں جلد اول صفحہ 216 217۴ ڈورن کی ہسٹری آف افغانس صفحہ 183۔ گلہزدن جلد سوم۔ جہانگیر (راجہ سچندر جی) جلد اول صفحہ 16 و 17 نیز صفحہ 243۔ راجپوت روایات میں یہ نکتہ لکھا ہے کہ رانا کو صرف ایک مرتبہ جین اپنے آخری دنوں میں خاں خاں کے فیاضانہ رویہ سے حاصل ہوا جو اس کے کھاناؤں سے بہت متاثر ہو گیا تھا۔ ۱۵ جلد اول صفحہ 276۔ امیر کے راجاؤں اور میواڑ کے راناؤں میں سخت کشیدگی تھی جو ایک دوسرے کی تذلیل اور سب و شتم سے بہت بڑھ گئی تھی۔ دیکھو چکواہنساوی مخطوط ہے جو صفحہ 67 68 سار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ چونکہ رانا نے اس کے ایک تازہ کھانا نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ اسے چھوڑ کر مان سنگھ اور اکبر سے مل گیا۔ نیز صفحہ 245-249۔

برائے نام شہزادہ پرویز کے ہاتھ میں تھی مگر دراصل آصف خاں جعفریگ کماندار تھا جس نے اکبر مہد میں کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ (10)

دیگر ماتحت افسران

عبدالرزاق معموری کو بخشی مقرر کیا گیا اور آصف خاں کے چچا عقیل بیگ کو پرویز کا دیوان مقرر کیا گیا۔ راجہ بھار مل کے لڑکے اور ایک پانچ ہزار منصب کے اعلیٰ امیر جیکتا تھ کو اپنی فوج میں شامل کرنے کا

(10) جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 16۔ اقبل نامہ صفحہ 7۔ آٹھ جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 36 (الف) خانی خاں جلد اول صفحہ 249۔ گہڑ دن کا بیان (صفحہ 2) کہ رٹانے اکبر کے انتقال پر غلامی کا جو اہلاد پیکا قافلہ بھی پر مبنی ہے۔ آصف خاں مرزا قوام الدین۔ جعفر بیگ۔ بدیع الزماں کا لڑکا تھا جو شہ طہساپ صفوی کے مہد میں کاشان کا در پر قتل آصف خاں جواں مری ہی میں 1577ء میں ترک وطن کر کے ہندوستان آیا تھا۔ اور اکبر کی ملازمت میں داخل ہو گیا تھا۔ اکبر نے اسے اس کے ماموں مرزا فیاض الدین علی آصف خاں بخشی کے شعبہ میں جیس کا منصب دے کر مقرر کر دیا تھا۔ اس حقیر منصب سے غیر مطمئن ہو کر اس نے اسے ترک کر دیا تھا اور درہل میں چھتا موقوف کر دیا۔ اس پر اکبر نے ناخوش ہو کر اسے بھل بھیج دیا جس کی آپ ہو اس زمانہ میں غیر صحت بخش تھی اور جو بھرم وہاں بھیجے جاتے تھے وہ زندہ نہیں واپس آتے تھے۔ بھل وہ محض اللہ پر بھروسہ کر کے روانہ ہو گیا اور وہاں محصوم خاں کا بیلی کی بیعت کے سلسلہ میں امتیاز حاصل کیا اور گرفتار ہو جانے پر ایسی ہوشیاری سے نکل آیا کہ کسی جوان یا فدیہ کا کوئی سوال نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ اکبر کے دربار میں بھر حاضر ہوا اور تھوڑے دن بعد اسے وہ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی اور آصف خاں کا خطاب ملا اور بخشی کے مہد پر مقرر کر کے میوڑ کے خلاف مہم پر بھیج دیا گیا۔ بعد کو (93-1587ء) میں سرحدی قبائل کے خلاف مہم میں اس نے امتیاز حاصل کیا۔ 1594ء میں اس نے مفتوحہ ملک کشمیر کے لنگھو نئی کو منظم کیا اور تین سال بعد اس کا گورنر بنادیا گیا۔

1599ء میں اسے دیوان محل کے مہد پر مقرر کیا گیا اور دو سال تک اس نے اس کے فرائض کو بوی قابلیت سے انجام دیا۔ شہزادہ سلیم کی بیعت کے زمانہ میں وہ شہزادہ کا سخت مخالف رہا۔ 1604ء میں جب شہزادہ سلیم کو بھرات کا گورنر مقرر کیا گیا تو اس نے الہ آباد اور بہار کے گورنری کا مہد قبول کر لیا۔ چنانچہ جہانگیر کا بیان ہے کہ "سیری شہزادہ کی کے زمانہ میں آصف خاں نے کئی طاقت کے کام کیے اور بہت سے لوگوں کا خیال قاضی کہ خود خسرو کا کہ میں اس کا مخالف ہوں اور (اس کے حق میں ناخوشگوار احکام دوں گا؟" لیکن سنے باد شہ نے اپنی عام مصالحانہ پالیسی کے تحت خود اپنے لڑوہ اور خیال کے برخلاف بھول خود اس پر عنایت کی اور اس پانچ ہزار منصب ذات و سوار پر ترقی دی اور کچھ دنوں تک وہ پورے اقتدار کے ساتھ دزیر رہا جبکہ شاہی مراعات برابر چل رہی ہیں۔" لیکن 1607ء میں جبکہ جہانگیر کا بل سے واپس آرہا تھا۔ آصف خاں پر خسرو کی بیعت میں شرکت کا شبہ کیا گیا۔ (جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحات 222 و 223) آٹھ الاسرا کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ ان مظل امرائیں قاجان میں وسیع طاقت کے ساتھ فوجی اور انتظامی قابلیت تھی۔ "وہ اپنے مہد کے غیر معمولی افرو میں تھا۔" وہ ہر علم میں اعلیٰ مہارت رکھتا تھا اور ہر قسم کی مصلحت رکھتا تھا۔ اس کی تیز ذہانت اور اعلیٰ صلاحیت شہزادہ آفاق تھی وہ خود کہتا تھا کہ "جو معاملہ فوراً میری سمجھ میں نہ آجائے وہ بلاآخر بے معنی ثابت ہوتا تھا"۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت سی سطروں کو ایک نظر میں پڑھ لیتا تھا۔ خوش تقریریں، اہوشندی اور مالی سیاسی مصلحت کو سرانجام دینے میں وہ فوقیت رکھتا تھا اور ظاہری باطنی خوبیوں سے مزین تھا۔ اس کی شاعری میں بوی قوت تھی اور نیز تہذیبی لوپ میں اکثر دکن کی رائے بھی تھی کہ خسرو اور شیریں کی کہانی کو کھائی گجری کے ہند سے کسی نے اس خوبی سے بیان نہیں کیا۔

خود جہانگیر کی شہادت ہے کہ اس کی سوجھ بوجھ، حاضر جوابی اور عملی صلاحیت بہت بلند درجہ کی تھی۔

آصف خاں کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحات 222، 223۔ اقبل نامہ صفحات ۲۳ و ۲۴ خانی خاں اور معتد خاں نے آٹھ الاسرا میں (جیورج) کی نقل کی ہے۔ صفحات 283 و 287 بلو کہیں صفحات 411 و 412 گہڑ دن صفحہ 26 میں کی اور بھل اور بھل پائیر ایگل ڈکٹری صفحہ 80۔

حکم دیا گیا۔ راتا اس سگھ کے بچا (11) ”راتا“ ساگر کو بھی اس مہم کے ساتھ جانے پر قہینات کیا گیا۔ (12) فوجی سالاروں کو ہدایت کی گئی کہ راتا سے اشاعت شعاری اور خدمات انجام دینے کے لیے کہا جائے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو اس کے ملک کو زیادہ نہ چھیڑا جائے۔ (13)

راجپوت امر اور امر کے پاس گئے

امر سگھ جو اب آسائش و عیش کی زندگی میں مبتلا ہو گیا تھا شاہی مطالبہ قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا اور اپنے ملک کو نقصان سے بچا لیتا مگر ستونی راتا کے ساتھی اپنی ضمیر کا سودا کرنے پر تیار نہ تھے۔ بہار چند اوت شلو مہرا کی سربراہی میں محل گیا اور امر سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے باعظمت باپ کے مرتے وقت کے حکم کی تعمیل کرے۔

محل کا منظر

یورپ کا بتا ہوا ایک شاندار آئینہ محل کی زینت تھا۔ شلو مہرا کے امر نے جب دیکھا کہ ان کا رئیس راہو راست پر آنے کی اپیل پر دھیان نہیں دیتا تو انہوں نے اس قائلین کے (14) غلام کو سنگار کے کھلونے پر بیٹھ دیا اور اپنے آقا کا بازو پکڑ کر تخت سے اتار لیا اور چلا کر کہا ”امیر صاحبان! گھوڑے کی باگ سنبھالو اور پر تپ کے لڑکے کو ذلت سے بچاؤ!“ اس طعنے تو جین پر جذبات بھڑک اٹھے اور وطن پرور رئیس کو خدا کا ناکار لقب دے دیا گیا مگر اپنے مقدس فرض کے پیش نظر اور ہر ممتاز ماتحت رئیس کی حمایت پر اس نے اس تو جین کی پروا نہ کی۔ جبراً گھوڑے پر سوار ہو کر اور میواڑ کے سارے بہادر سواروں کے حلقہ میں امر کا دل بھر آیا اور وہ غم و غصہ کے آنسو بہانے لگا۔

امر کو ہوش آگیا

اس ممکن فضا میں قافلہ پہاڑی سے اترا جس پر جگہ جگہ محل بنے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ اس مقام تک پہنچا جہاں اب جگمگاتہ کا مندر رہے اور یہاں امر نے اپنے جذبات پر قابو حاصل کیا اور اس کے آنسو خشک ہو گئے اور مونچھوں پر تاؤ دے کر اس نے سب کو ادب سے سلام کیا اور اپنی بے رخی کی معافی مانگی اور خاص کر شلو مہرا کا شکریہ ادا کیا اور کہہ ”ہماری رہبری کرو۔ آئندہ تمہیں اپنے سابق آقا سے مایوسی کا کبھی موقع نہ ہوگا۔“ (15)

(11) جہانگیر نے ساگر کو راتا قریبی عزیز کہا ہے مگر راجپوت تواریخ میں صاف لکھا ہے کہ وہ راتا پر تپ کا بھائی تھا اور اس طرح امر کا بچا (ریکھو) جلد اول صفحہ 281

(12) جہانگیر (راجسودج رنج) جلد اول صفحات 16-17۔

(13) جہانگیر (راجسودج رنج) جلد اول صفحہ 26 گھنڈون صفحہ 2۔

(14) ایک جھوٹا سا جیل کا میر فرخ جو قائلین کو دہانے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ بلا کاؤٹ جلد اول صفحہ 280۔

(15) جلد اول صفحات 280، 281۔

غیر فیصلہ کن جنگ

راجپوت گویوں کا دعویٰ ہے کہ راجپوتوں کو مغلوں پر دیوار (16) کے درے پر زبردست فتح حاصل ہوئی لیکن قاری مورخین اپنے سر پرستوں کی فتح بیان کرتے ہیں۔ (17) واقعہ یہ ہے کہ فرہین کو انفرادی کامیابیاں حاصل ہوئیں لیکن کوئی فیصلہ کن جنگ بالکل نہیں ہوئی۔ البتہ سرحدی علاقہ بے دردی سے تاراج کر دیا گیا اور آبادی کو گھروں سے باہر کر دیا گیا۔

عارضی صلح

لیکن عین اس وقت خسرو کی بے شکوت رونما ہو گئی اور شاہی فوجیں واپس بلائی گئیں آصف خاں نے منڈل گڑھ (18) کے پاس عارضی صلح کر لی جس میں امر سنگھ کی نمائندگی پرنس پاکھانے کی۔

ساگر کورانا بتا دیا گیا

لیکن مغلوں نے چوڑ میں ساگر کورانا بتا دیا تھا۔ اگرچہ وہ راجپوت امرا میں پھوٹ ڈالنے میں کامیاب۔ (19)

مہابت خان کے ماتحت فوج

ڈرامہ کے پہلے سین کا یہ انجام ہوا۔ دو سال بعد 1608ء میں بادشاہ نے ایک اور فوج روانہ کی جس میں بارہ ہزار پورے طور پر مسلح سوار پانچ سو اسی، دو ہزار ہندو، ساٹھ ہاتھی اور اسی توپیں اونٹوں اور ہاتھیوں پر تھیں اور بیس لاکھ روپیہ اخراجات کے لیے دیے گئے۔ فوج کی کمان مہابت خان جیسی عظیم

(16) فراغ دلی اور بہلاری کے بھرپور جذبات کے ساتھ وہ (راجپوت) دیوار تک پہنچ گئے جہاں ان کا مکمل فوج سے مقابلہ ہوا جس کا کنارہ خاں خٹاں کا بھائی تھا اور جیسے ہی وہ درہ میں داخل ہوئی طویل اور خورج جنگ کے بعد اسے پورے طور پر شکست دے دی گئی۔ ان دس کا اڑھائی لاکھ خاص طور پر راکٹ کے چھ بہادر کیا تاکہ حاصل ہو اگر ایک برس قبل کا جد اعلیٰ ہے جو اسی کے نام پر کھوات کہلاتا ہے۔ اس لڑائی کی تاریخ 1604ء سے 1608ء چڑھانے دی ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ جلد اول صفحہ 281۔

(17) جہانگیر کا بیان ہے کہ قتل فرمایا واپس بلانے کا ہر ذریعہ پرہیز کوٹے۔ راکٹا تو بیکل ہو گیا تھا کہ اس نے آصف خاں کو پیام بھیجا کہ اس نے خود اپنی حرکت سے خود کو اتنی شرمناک حد تک ذلیل کر لیا ہے اس لیے آصف خاں اس کی طرف سے مدد طلب کرے اور شہزادہ پاکھانے کی نمائندگی کو منظور کرے جو اس کا لڑکا ہے۔ ہدیہ نے اسے منظور کیا اور کہا تو راکٹا خود آئے اور پیالے لڑکے کرن کو بیسے (جہانگیر اور جہانگیر) جلد اول صفحہ 74 مستند خاں کا مگر۔ خانی خاں اور دوسروں نے اس کی تقلید کی ہے۔

(18) منڈل گڑھ 25.30 میل اور 75.7 شرق میں نوے پور سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ 1901ء میں اس کی آبادی 1462 تھی۔ دیکھو راجپوتانہ گزٹیر جلد دوم صفحہ 118۔

(19) جہانگیر (راجپوت) جلد اول صفحات 70 و 74۔ اقبال نامہ صفحہ 17۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 254۔ ہیر ہندو صفحہ 249 جلد اول صفحہ 281 (دیکھو صفحہ 361)۔

شخصیت کے ہاتھ میں تھی۔ (20)

جیسی کہ امید تھی مہابت خاں نے بڑی قوت اور جوش سے لڑائی شروع کی۔ راجپوتوں پر اس کا جو اثر ہوا اس افسانہ کی بنیاد پر ہی کہ مہابت خاں راجپوتی خون سے ہے۔ اس نے میدانی علاقہ کو دیران کر دیا اور نعیم کو پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ راجہ کشن سنگھ نے جو مہابت خاں کا ماتحت تھا بڑا امتیاز حاصل کیا اور راجپوتوں کو ایک سخت شکست دی اور ان کے بیس امر کو قتل کر دیا اور تقریباً تین ہزار سپاہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اگرچہ خود اس کے ہیر میں بھی شدید زخم لگے۔ (21)

اگرچہ کئی لڑائیوں میں راجپوتوں کی کامیابی کا تھا لیکن میواڑ کی پہاڑیوں اور وادیوں میں ان کا زور نہ چل سکا اور نہ وہ چھاپے مارنے والوں کا موثر تدارک کر سکے۔ 1609ء میں مہابت خاں کو واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ خاں کو بھیجا گیا جو بڑا بہادر سپاہی بے دھڑک کماندار اور بے رحم قسم کا آدمی تھا۔ (22)

(20) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 45، اقبل نامہ صفحہ 33، خانی خان جلد اول صفحہ 259، گلیڈون صفحہ 17، حیرت ہے کہ کرل ہٹلر نے اس سال کے بعض واقعات 11-1610ء میں بتایا ہے کہ جہانگیر نے اس ہم کی کمان جو اجیر میں منظم ہوئی تھی اپنے لڑکے پر دیا کہ اس دہانت کے ساتھ دی تھی کہ ”اگر رانا اس کا بیڑا لڑا کرن حاضر ہو جائے تو اس کی مناسب اعزاز کے ساتھ پڑہ کر جائے اور اس کے ملک کو تدارک نہ کیا جائے۔ بالکل سچی دہانت بادشاہ نے 1608ء میں دی تھی۔ شاہی حکم کے بموجب 1606ء میں پر دیا کی واپسی کو 1611ء میں اجیر کی طرف شدید شکست کی پہلی بتایا گیا ہے۔ جہانگیر کا یہ قول کہ میں نے اپنے لڑکے پر دیا کہ وہ چند سپاہیوں کو رانا کی گھرنی کے لیے چھوڑ کر آصف خاں کے ساتھ فوراً آکر واپس آئے وغیرہ (راجہ جہانگیر جلد اول صفحہ 70) کو ٹھنڈے اس طرح بیان کیا ہے ”میں نے اپنے لڑکے کو لاہور اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور دہانت کی کہ اپنے لڑکے کو چند سرداروں کے ساتھ رانا کی گھرنی کے لئے چھوڑ دیا جائے۔“ جہانگیر 1606ء میں تو یقیناً لاہور میں تھا لیکن پر دیا خود 1589ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس لیے 1606ء یا 1611ء میں اس کا کوئی لڑکا نکلتا ہوا نہ ہوتا جو سرداروں کے ساتھ رانا کی گھرنی پر مقرر کیا جاتا لیکن یہ لڑکا جس کی تعلیم معیم مہابت خاں نے کی تھی پر دیا سے بہتر نتیجہ نہ دکھاسکا اسے شکست دے کر قتل کر دیا گیا۔ یہ قطعی غلط ہے۔

(21) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 147، 151، گلیڈون صفحات 17، 18، جلد اول صفحہ 282، مہابت خاں دربار سے میواڑ کے لیے 24 مارچ 1616ء کو روانہ ہوا۔ جہانگیر نے کشن سنگھ کو دو ہزار ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب دے کر انعام دیا۔

(22) خواجہ عبداللہ خواجہ عبداللہ فیصلہ الدین احمد کی ولادت لاہور خواجہ حسن نقشبندی کا بیٹا تھا جو 1592ء میں لاہور آئے جنہوں کے حصار سے نکل وطن کر کے اپنے بھائیوں پلاہار اور بر خوردار کے ساتھ ہندوستان آیا اور اکبر کی ملازمت میں شغف ہو گیا۔ اس نے کچھ دن اپنے عزیز شیر خواجہ کی ماتحتی میں دکن میں کام کیا اور جہاں کہیں بھی جنگ ہوئی اس میں امتیاز حاصل کیا بعد کو امدادیوں کے زمرہ میں شامل ہو گیا اور شہزادہ سلیم کی ملازمت میں شہین کر دیا اور جب شہزادہ نے اپنے باپ سے بغاوت کی تو اسے خان کا خطاب اور ایک ہزار پانچ سو کا منصب دے دیا اور جب شہزادہ کے خاص ملازم شریف سے اس کی ان بن ہو گئی تو وہ اکبر کی طرف ہو گیا اور اکبر نے صفدر جنگ کا خطاب اور ایک ہزار کا منصب دے دیا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہونے پر اس کے منصب اور جاگیر کی توثیق کر دی اور کہا کہ ”بلوچو داچے قصور کے وہ بہادر اور پر جوش انسان ہے۔“ 1606ء میں اسے دو ہزار پانچ سو ذات اور پانچ سو سوار کے منصب پر ترقی ملی۔ اسی سال اس نے باقی رام چندر کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا اور اس خدمت کے صلہ میں اسے تین ہزار ذات اور دو ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ 1607ء کے اوائل میں ایک جماعت کو جو شہرہ پست بدیع الزماں ولہ مرزا شہزادہ کی سربراہی میں میواڑ کے رانا سے لڑنے جا رہی تھی اس نے راستہ روک کر تقریباً سب کو قتل کر دیا۔ عبداللہ خاں کے حالات کے لیے دیکھو جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 27، 72، 82، 87، 127، 140، 155، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 20

راجپوتوں کا قافیہ جنگ کر دیا

عبداللہ خاں نے حسب معمول پوری قوت اور شدت سے جنگ شروع کی (23) اور راجپوتوں کو ان کی جنگی پناہ گاہوں میں سختی سے وبادیا۔ اس نے خود رانا کی پناہ گاہ مہر پورہ پر حملہ کیا اور اگرچہ وہ رانا کو گرفتار نہ کر سکا مگر اس مقام کو چادہ کر دیا۔ اپنی فوجی چوکی مکمل میر سے، اس نے ممتاز راجپوت سردار بھرم دیو سولنکھی کا راستہ کاٹ دیا۔ اس نے امر سنگھ کا پھر جنگوں میں تعاقب کیا اور اسے ایسے حوصلہ شکن خطرات میں جبا کر دیا جس سے رانا پر تاپ کے شاندار کارناموں کی یاد تازہ ہو گئی۔ ایک موقع پر محض تارکی نے امر سنگھ کی جان بچائی۔ (24)

رن پور میں شکست

لیکن رن پور کے مقدس درہ پر عبداللہ کو بھی سخت شکست ہوئی۔ (25) لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ بحیثیت مجموعی اس نے ہم کاسر انجام غیر معمولی خوش اسلوبی سے کیا۔

کرن سنگھ کو شکست

1611ء میں اس نے میواڑ کی دلی عہد نامہ شہزادہ کرن کو جو اپنے چند بہادر ترین راجپوت سرداروں کے ساتھ قلعہ سخت شکست دے دی۔ (26) اور جیسا کہ تاثر الامرا کے مصنف کا بیان ہے کہ عبداللہ نے اپنا تمام پیدا کر لیا اور اس کے آقا نے اسے پانچ ہزار کے منصب اور فیروز جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا۔

(23) میواڑ کو روانہ ہونے کے جلد ہی بعد عبداللہ خاں کو 370 اہل دیوبند کی کمک اور شاہی اصلیل سے سو گھوڑے اور سو اور اہل دیوبند میں تقسیم کرنے کے لیے بھیجے گئے۔ جہانگیر (راجا جس دیو راج) جلد اول صفحہ 156 تا جہانگیری (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 61 (الف) و (ب) 1609 میں راجہ جگناتھ کا منزل میں اغتال ہو گیا۔ اس کی سفید چمکی یادگار چھتری آج بھی موجود ہے پھر نو صد صفحہ 253 چھتری کے گنبد کے لیے دیکھو اپنا صفحہ 299۔

(24) مکمل میر یا مکمل گڑھ 25 میل اور 3.35 مشرق میں دوسے پور سے تقریباً پچاس میل شمال کی طرف واقع ہے اور سح سندھ سے 3568 فٹ بلند چھتری زمین پر ہے جہاں سے لڑائی پڑی کی جنگی اور نامور سر زمین اور میواڑ کے ریگستانی صحرا کا سحر دکھائی دیتا ہے۔ قلعہ رانا کبھو نے 1433ء اور 1445ء کے درمیان قبیلہ راجپوتانہ گنڈر جلد دوم صفحہ 118۔ اس نام کے حالات دیکھو تاثر الامرا (دیو راج) جلد اول صفحات 97 و 98 جہانگیر (راجا جس دیو راج) جلد اول صفحہ 157 گنڈون صفحہ 23۔

(25) ہلا جلد اول 281۔ راجپوتوں کا یہ بیان غلط ہے کہ شاہی فوج تقریباً بالکل چاہ کر دی گئی لیکن اس میں یہ اعتراف ہے کہ راجپوتوں کے چند بھترین اور بہادر ترین سردار ضائع ہو گئے۔ جیسے دودھ سنگاوت، نرائن داس، سورج مل، داسکرو جو لہجے درجے کے ششویا قبیلے کے تھے اور سنگاوت کے سردار کالاکا پورن مل، ہری داس راجپور، سدری کا بھالا بھوپت کیر داس بھوہا، بردلا کا کپور داس چوان، سکندر داس راجپور اور جین مل کا قریبی عزیز جملہ ہلا کاوت

”اس فتح پر بڑے دھوم دھام سے خوشیاں منائی گئیں جس سے میواڑ کے زول کے زمانہ میں بڑی رونق آگئی اور سرخ رنگ کا جھنڈا سارے صوبہ کو دور میں لہرا نہ لگا“

(26) پھر نو صد صفحات 253 و 254 شہزادہ کرن کے ساتھ جو سردار تھے ان کے یہ نام لے گئے ہیں۔ دوسے سنگے کے لڑکے شرد سنگھ، بادھو سنگھ، پرتاپ سنگھ کے لڑکے شہنشاہ سہلسل، رانا امر کے لڑکے ہاکھ سنگھ، ارجن سنگھ، بھالا شردو سنگھ، بھولا سنگھ، گوبال داس کالاکا راجپور، کشن داس، بھولا کالاکا راجپور ہری داس ششویا بادھو سنگھ، مندر مل، بیدو، ساہول داس بدو، راجپور بھیم کر، دیو راجپور، کلاوت، سیندر مل امر بھنڈاوت، سیندر مل ٹوگا بھنڈاوت، چوداوت دودھ سنگاوت وغیرہ۔

گجرات کا تادلہ

لیکن دکن کی ضروریات پر بادشاہ نے عبداللہ کا گجرات تادلہ کر دیا جہاں گورنر کی حیثیت سے اس نے صوبہ کے وسائل کو منظم کیا اور احمد شہر کی زبردست مہم میں مدد دی۔ (27)

راجہ باسو کا تقرر

میواڑ کی کمان پر خود عبداللہ کی سفارش پر اس کی جگہ راجہ باسو کو مقرر کیا گیا جو (28) بہادر مگر بے حد تک کماندار تھا مگر ایک بھی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔

نصیم سے ساز باز کا شبہ

برعکس اس کے اس پر نصیم سے ساز باز کا شبہ کیا گیا۔ (29)

عزیز کو کا کا تقرر

چنانچہ جلد ہی اس کی جگہ عزیز کو کا کو مقرر کیا جو دکن کی صورت حال سے بیزار ہو کر میواڑ میں اپنی بہادری دکھانے کے لیے بیقرار تھا۔ (30)

عزیز کے جہاگیر سے تعلقات

عزیز کے تعلقات بادشاہ سے خوشگوار نہ تھے۔ جسے اس نے تخت سے محروم کرنا چاہا تھا اور اب تک وہ اپنے دلاور خسرو سے دلی محبت رکھتا تھا۔ جب خسرو مغرب کی طرف مغرور ہوا تو جہاگیر نے تعاقب میں عزیز کو بھی لے جانا ضروری سمجھا۔ (31) ان دو دلائل شریف بھی عزیز کے تعلقات اسے کٹیدہ تھے کہ

(27) تائر الہام (پیر ریج) جلد اول صفحہ 98 جہاگیر (راجہ) دیور ریج) جلد اول صفحہ 155 گلیڈون صفحہ 19۔ مہد اللہ خان کی میواڑ کی مہم کے لیے نیرنگیوں کا جہاگیر (خلوٹہ خدائیش) صفحات 62-63۔

(28) راجہ باسو شمالی پڑاؤں کے قریب پنجاب میں ہادی دہ آج کے منوہر پٹھان کوٹ کا ایک زمیندار تھا۔ اکبر کے عہد میں کئی مرتبہ علم ہندوت بلند کیا۔ 1586ء 1596ء 1603ء اور 1604ء میں اس نے باقی ضلعوں سلیم کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ آگرہ گیا اور اپنا خیمہ شہر کے باہر بنانے کے دوسرے کنارے پر نصب کیا جبکہ شہر اس کی معافی کے لیے سفارش کرنے گیا تھا۔ اکبر نے شہرہ پشت راجہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا مگر جہاگیر کو خبر گئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ 1605ء میں وہ جہاگیر کے دربار میں حاضر ہوا جس نے اسے تین ہزار کے منصب پر ترقی دی اکبر کا سالہ سوم صفحہ 833 جہاگیر (راجہ) دیور ریج) جلد اول صفحہ 200 گلیڈون صفحہ 123 تائر الہام (پیر ریج) جلد اول صفحات 392-394۔

(29) کہا جاتا ہے کہ راجہ باسو کو اس سگھ سے اکبھٹ ملا جس کی پندرہویں صدی مشہور چھوڑ کی رانی میراٹلی پر سنس کرتی تھی جو کرشن کو سب کچھ مانتی تھی۔ اس کی کچی پر جوش تھیدی تھیں اب تک شمالی ہند میں گائی جاتی ہیں۔ اس بات کے دہنے کی سند اب تک محفوظ ہے۔ پیر نود صفحہ 254۔

(30) جہاگیر (راجہ) دیور ریج) جلد اول صفحہ 234۔ تائر الہام (پیر ریج) جلد اول صفحہ 329۔ جہاگیر اور شہرہ خور و دونوں کا بیان ہے کہ عزیز نے اپنی درخواست کی بنیاد پر رکھی تھی کہ وہ کفار سے جنگ میں نامیدہ کرنے کا شائق ہے۔ (31) جہاگیر (راجہ) دیور ریج) جلد اول صفحہ 54۔

کہا جاتا ہے کہ شریف نے جہانگیر کو مشورہ دیا تھا کہ عزیز کو قتل کر دیا جائے۔ (32)

خاندیش کے راجہ علی کے نام اس کا خط

اگلے سال لاہور کے کھلے دربار میں عزیز سے وہ خط پڑھوایا گیا جو اس نے چڑے پن میں خاندیش کے راجہ علی کو لکھا تھا اور جس میں اس نے اپنے آقا پر سخت حملہ کیا تھا اور راجہ کے مہتمم کتب خانہ کے ذریعہ سے ایک شاہی ملازم خواجہ ابوالحسن کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس نے اسے دربار روانہ کر دیا تھا۔

جہانگیر کی سرزنش

اس حالت میں عزیز کے متعدد دشمنوں کو اپنے جی کا بخار نکالنے کا موقع ملا اور اس پر طعن و تشنیع اور گالیوں کی بارش ہونے لگی اور خود جہانگیر نے اس موقع پر کھل کر اپنے جی کا بخار نکالا اور گرج کر کہا ”قطع نظر ان غدار یوں کے جو اپنی ناکارہ شخصیت پر اعتماد کی بنا پر تو نے میرے خلاف کیں۔ میرے والد نے تیرا کیا بگاڑا تھا جس نے تجھے خاک سے پاک کیا اور بلندی پر پہنچا کر تجھے معاصرین میں قابل رشک بنایا اور تو نے ان کی سلطنت کے دشمن کو ایسے الفاظ کہے تو نے خود کو جو غداروں کے زمرہ میں شامل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ذلیل طبیعت سے اس کے سوا اور کیا توقع ہو سکتی تھی؟ چونکہ تیرے حراج کی نشوونما غداروں کے ماحول میں ہوئی اس لیے اس سے اور کیا حرکت ہو سکتی تھی؟ میرے ساتھ جو کچھ کیا تو نے کیا اسے نظر انداز کر کے میں نے تجھے اپنے عہدہ پر برقرار رکھا اس خیال سے کہ شاید تری غداروں میرے ہی لیے ہو، لیکن اب یہ معلوم ہو گیا کہ تو نے اپنے دشمن اور دنیاوی آقا کے خلاف بھی وہی کیا۔ اس لیے میں تجھے تیرے ان خیالات اور اعمال کے حوالے کرتا ہوں جو تجھ سے سرزد ہوئے یا اب ظہور پزیر ہوں۔“ (33)

عزیز کو کا کو سزا

اکبری عہد کے پرانے امرا کی حمایت اور خواتین حرم کی سفارش اور خود اس کی ضعیف العمری، شہرت اور سلطنت کی خدمات کی بنا پر خان اعظم کو سزائے موت نہیں دی جاسکتی تھی لیکن اسے (32) آثار الامراء (یورپ جلد اول صفحہ 328) میں عجیب قسم کا قصہ بیان کیا گیا ہے امیر الامراء اور خان اعظم کے درمیان تو تو میں ہونے کا معاملہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور ایک خاص مجلس شوریٰ غالباً غسل خانہ میں منعقد ہوئی۔ امیر الامراء نے اصرار کیا کہ خان اعظم کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ حمایت خاں نے کہا ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بحث کا کیا مطلب ہے۔ میں تو ایک شاہی ہوں اور میری حکومت مضبوط ہے۔ میں اس کی کسر پر ضرب لگاؤں گا اور اگر اس کے دو ٹکڑے نہ ہو جائیں تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ خان جہاں لودی نے اپنی باری میں کہا ”میں اس کی خوش قسمتی پر تعجب ہوں کہ جہاں کہیں اعلیٰ حضرت (اکبر) کا نام آتا ہے۔ اس کا بھی نام آتا ہے۔ مجھے اس کا کوئی قصور نظر نہیں آتا جس کی بنا پر یہ قتل کا مستحق ہو۔ اگر آپ اسے قتل کیا تو ساری دنیا اسے مظلوم سمجھے گی۔ اس اندام پر وہ کے چھ سے ایک آواز آئی ”جہاں پندہ حرم کی تمام بیگمات عزیز کو کا کا سلاطین کے لیے جمع ہیں۔ ہجر ہو گا کہ آپ یہاں آجائیں ورنہ یہ سب باہر آجائیں گی۔“ بادشاہ سلطان سلیم یکم کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ آواز ہی کی تھی اس لیے وہ فوراً زمان خانہ میں گیا۔ خواجہ جی کا لٹھاؤں نے بادشاہ کو خان اعظم کا قصور نظر انداز کرنے اور اسے معاف کرنے پر مجبور کر دیا جی کہ اس نے اپنی خاص گولیوں میں انہوں نے اسے حمایت کی۔

(33) جہانگیر (راہرس دیورج) جلد اول صفحات 79 تا 81۔ اقبال نامہ صفحات 20، 21 خانی خان جلد اول صفحات 256،

2579 آثار الامراء (یورپ جلد اول صفحات 338، 339۔

اپنے منصب اور جاگیر سے محروم ہو، پڑا اور حراست میں رہنا پڑا۔

رہائی

جن اثرات نے اسے موت سے بچایا تھا۔ انہیں کی بدولت وہ رہا ہوا اور اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔ 1608ء میں بادشاہ نے اسے گجرات کا گورنر مقرر کیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ خود دربار میں حاضر رہے اور صوبہ کا انتظام بحیثیت اپنے نائب کے اپنے لڑکے جہانگیر قلی خاں کو سپرد کرے۔ خود جہانگیر نے کبھی اسے نظر عنایت سے نہ دیکھا اس لیے کہ اسی سال کی تحریروں میں اس نے خان اعظم کو پران مکار اور راجہ مان سنگھ جیسا سلطنت کا پران بھیڑیا کہا۔ (34)

دکن کی مہم

لیکن خان اعظم کی اعلیٰ فوجی قابلیت کے لحاظ سے 1610ء میں بادشاہ نے اسے دکن کی مہم پر معزز کیا جہاں خان خاں کی غلط پالیسی اعلیٰ حکام کی شدید باہمی رقابت اور ماتحت افسروں کی بزدلی نے ملک مزید کی قابلیت سے مل کر شاہی افواج کو ذلت اور شکست سے دوچار کر دیا تھا۔ (35) اس کا تقریباً دوہ گورنری پر کیا گیا اور اس افواج کی مدد سپرد کی گئی جو وہاں سے 1611ء میں احمد نگر پر زبردست فوج کشی میں تعاون کرنے والی تھی لیکن عبداللہ خاں کی جلد بازی اور خود غرضانہ حرص نے اس منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔

میواڑ کی کمان کی درخواست اور منظوری

دکن کی صورت حال سے رنج ہو کر عزیز نے میواڑ کی کمان کی درخواست کی اور کمان حاصل کر لی۔ مختصر تجربہ کے بعد اس نے بادشاہ سے استدعا کی کہ وہ اپنا مستقر میدان جنگ کے قرب میں قائم کرے۔ (36)

جہانگیر کا مستقر اجمیر میں

جہانگیر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور اپنا مستقر اور دربار اجمیر میں قائم کر دیا۔ (37) احکام کی پوری تعمیل کے لیے خان اعظم نے یہ بھی استدعا کی کہ شہزادہ خرم کو بھی اس مہم میں مقرر کیا جائے۔

شہزادہ خرم میواڑ کی کمان پر

جہانگیر نے اس مشورہ کو بھی قبول کر لیا۔ مگر یہ شدید غلطی کی کہ بوڑھے چڑچڑے رفیق کار اور نوجوان شہزادہ کے مابین اختیارات کا تعین نہیں کیا حالانکہ شہزادہ نور جہاں کے جتنے کارپرویش اور

(34) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول 153، 138-81 تاثر الاسر (پورج) جلد اول صفحہ 329۔

(35) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 183 تاثر الاسر (پورج) جلد اول صفحہ 329۔

(36) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 258۔ تاثر الاسر (پورج) جلد اول صفحہ 329۔

(37) جہانگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 253، 257 تاثر جہانگیری (مخطوطہ خدائش) صفحہ 89 (الف) اقبال نامہ صفحہ 72 ٹیڈون صفحہ 28۔

حوصلہ مندر کن تھا۔

عزیز کے خلاف شکایت اور تنبیہ

1613ء کے شروع ہی میں شہزادہ دربار سے رخصت ہوا اور اس کے ساتھ بارہ ہزار سوار کی ملک تھی اور بہادر فدائی خان بخشی تھا۔ (38) جلد ہی شہزادہ کی خان اعظم سے ان بن ہو گئی اس لیے کہ وہ خود کو شہزادہ کا سرپرست اور ہم کا اصل کماندار سمجھتا تھا۔ بادشاہ نے باقاعدہ کردہ کے اثر سے شاہی ملازمت کے چردانشمند کو تختی سے تنبیہ کی۔ اسے یاد دلایا کہ خود اس کے اصرار پر اسے میواڑ کی کمان پر مقرر کیا گیا۔ شاہی مستقر اجیر میں قائم کیا گیا اور اسی کی فرمائش پر شہزادہ خرم کو بھیجا گیا غرض کہ سارے انتظامات اسی کے مشورہ کے مطابق ہوئے۔ چنانچہ اسے شہزادہ سے ٹکراؤ اور مخالفت سے احتراز کرنا چاہئے۔ اور اس سے اطاعت شعاری اور خیر خواہی کا اظہار کرنا اور دن رات میں کسی وقت اس کی خدمت سے الگ نہ ہونا چاہئے۔ ورنہ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ نتیجہ برا ہوگا۔ (39)

قید

یہ نہ معلوم ہوسکا کہ اس تہدید اور سرزنش کا بڑے میاں نے کیا جواب دیا لیکن تاریخوں میں یہ درج ہے کہ اس کا جھڑا شہزادہ سے اس وقت تک ختم نہیں ہوا جب تک شہزادہ نے دلیرانہ اور گستاخانہ کارروائی کر کے اسے قید نہیں کر دیا۔ اپنے والد شہزادہ نے یہ وجہ بیان کی کہ خان اعظم خسرو سے قربات کی وجہ سے کام میں بگاڑ پیدا کرتا تھا اور اس کی وہاں موجودگی بالکل مناسب نہ تھی۔

دربار میں طلبی

جہاگیر نے اس توجیہ پر دل سے یقین کیا یا محض ظاہر انگریز نے خان اعظم کو اودے پور سے لانے کے لیے مہابت خاں کو روانہ کر دیا اور محمد تقی کو حکم دیا کہ اس کے اہل و عیال کو لے آجائے۔

دربار میں پیشی 15 فروردین

5 اپریل 1614ء کو خان اعظم دربار میں پیش کیا گیا اور 9 کو اسے آرام دہ گوالیار کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا اور نگرانی پر اس کا سخت ترین دشمن اعتقاد خاں مقرر کیا گیا جواب آصف خاں کے خطاب

(38) جہاگیر کا بیان ہے کہ ”میں نے اسے سنہری زردوزی کی قبا عطا کی اور موتیوں کی جھلک کے مریح پھول اور ایک زردوزی کی پکڑی موتیوں کے ہار کے ساتھ ایک زردوزی کا کر بند موتیوں کی جھلک کا ایک خاص ہاتھی موسوسہ فتح موسوسہ و سلمان کے ایک مخصوص گھوڑا، مریح کھوڑا، مریح کھوڑا پھول کٹار (راجس و پور رنج) جلد لول 256 تا جہاگیر (مخطوطہ خدا بخش) صفحہ 88 (الف) اقبال نامہ صفحہ 72 خانی خان جلد لول صفحہ 277۔

(39) جہاگیر (راجس و پور رنج) جلد لول صفحات 357، 358 اقبال نامہ صفحہ 73۔

سے ملقب تھا۔ (40) نور جہاں کا جتنا جو کامل حصول اقتدار کی دل و جان سے کوشش کر رہا تھا اس میں خان اعظم کی تدبیر بھی ایک تدبیر تھی۔ اسی زمانے میں خسرو کو جسے کچھ دن دربار میں حاضری کی اجازت ملی تھی۔ اس کا دربار میں آنا ممنوع کر دیا گیا۔ (41) اسی زمانہ میں احمد والدہ اور اس کی اولاد نے دن دوئی رات چوگنی ترقی کی اور اپنے کئی ساتھیوں کو سرکاری ملازمت میں داخل کر دیا۔ اسی زمانہ میں شہزادہ خرم نے اپنے حامیوں سیف خاں بارہ، دلاور خاں، کشن سنگھ سرفراز خاں وغیرہ کو ترغیباں دلائی۔ (42)

رہائی

اکبر کی روح پھر اپنے دودھ شریک بھائی کے لیے نمودار ہوئی۔ وہ خواب میں اپنے لڑکے کو نظر آیا اور کہا: بابا؟ میری خاطر سے خان اعظم کا قصور معاف کر دو۔ چنانچہ یہ ضعیف بھیر گوالپد کے شاہی قید خانے سے اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ شاہی دربار میں زبان درازی نہ کرے گا۔ جب تک اس سے کچھ پوچھنا نہ جائے۔ جب وہ دربار میں پیش ہوا تو جہانگیر کا بیان ہے کہ ”میں نے اپنے دل میں اس سے زیادہ شرم محسوس کی جتنی اسے ہوئی ہوگی اور اس کے سارے قصور معاف کر کے خود اپنی مثال جو کمر میں لپیٹی ہوئی تھی اسے دے دی۔“ (43)

شہزادہ خرم

اس اثنا میں شہزادہ خرم اپنی مہم کو بڑی قابلیت، بے رحمانہ سختی اور غیر معمولی خوش قسمتی کے ساتھ چلاتا رہا۔ اسے عبداللہ خاں کی ملک مل گئی اور اس نے پانچ ہزار سپاہیوں کی ایک جماعت محمد تقی کے ماتحت جو بعد کو شہ قلی خاں ہو گیا۔ ملک کو تاراج کرنے کے لیے آگے بھیج دیا۔ کمیتیاں اور باغ جلا دیے گئے۔ دیہات اور شہر لوٹ لیے گئے اور مندر مسمار کر دیے گئے۔ میدانی علاقہ جسے مہابت خاں، عبداللہ خاں، راجہ باسو اور عزیز کوکانے پہلے ہی تاراج کر دیا تھا۔ اب بالکل عی ویران کر دیا گیا لیکن خرم کی مہم کا اصل مقصد یہ تھا کہ راجپوتوں کو ان کے بہادر پناہ گاہوں میں بھوکا مار دیا جائے۔

کئی فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں

سارے ملک میں خاص کر دروں، گھائیوں اور وادیوں کے سروں پر فوجی چھاؤنیاں قائم کر دی (40) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحات 258، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(41) جہانگیر (راجس و پور پنج) جلد اول صفحات 258، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

گئیں تاکہ رسد نہ جاسکے اور نعیم عاجز ہو جائے۔ مغلوں نے جو جاہلی برہمنی تھی اس سے خود انہیں بھی تکلیف ہوئی ایک سب سے اہم چھاؤنی مکمل میر نوازش خاں کے ماتحت کی گئی جس میں جلد ہی قلعہ پڑ گیا اور مغل سپاہی سینکڑوں کی تعداد میں مرنے لگے۔ (44)

پھر بھی جنگ پوری شدت سے جاری رہی۔ پرستش کے مقامات پر لڑائی سب سے زیادہ سخت تھی۔ مغل مورخین صاف صاف اقبال کرتے ہیں کہ راجپوت لڑنے والوں کے گرد ہمیشہ بڑی بے جگری اور بہادری سے لڑتے تھے جس سے اکثر مغل افسروں کے دل پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ رانا امر کے ایک لڑکے کے ماتحت شب خون کو عمر تقی نے بڑی مشکل سے پساکیا۔

شدید حملے

لیکن باوجود راجپوتوں کے بہادرانہ کارناموں کے اور باوجود آب و ہوا کی تباہ کاریوں کے اور موسم کی خرابی کے شہزادہ نے شدید گرمی، موسلا دھند بارش، ناقابل گزر جنگوں اور وبائی دلدلوں کے فوجی کارروائیاں جاری رکھیں۔ 1614ء کے شروع میں اس نے امر سنگھ کے کئی ہاتھی پکڑ لیے جن میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پیارا ہاتھی عالم گمان بھی تھا اور انہیں اپنے والد کے پاس اس یقین دہانی کے ساتھ بھیجا کہ رانا بھی جلد گرفتار ہو جائے گا۔ (45)

امر سنگھ کی حالت زار

امر سنگھ ویسی ہی حالت زار کو پہنچ گیا تھا جیسی 80-1579ء میں رانا پر تاپ کی ہو چکی تھی۔ میدانِ علاقہ نعیم کے قبضہ میں تھا۔ رسد آتا بند ہو گیا تھا اور روز روز کی جہز ہیں راجپوتوں کی صفوں میں رخنہ ڈال رہی تھیں تاکہ بندی سے قلعہ اور ہولناک وبائی بیماریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ مغل سلطنت کے وسیع وسائل اور شہزادہ خرم کی غیر معمولی دلیری اور استقلال کے پیش نظر مصیبت بہت جلد ختم ہونے کی توقع تھی۔ ان مایوس کن حالات میں بھی رانا پر تاپ کے قدم جھے رہے اور وہ اطاعت شعاری پر مر مٹنے کو ترجیح دیتا مگر دباؤ کی شدت نے امر سنگھ کی کمر توڑ دی اور اس کے ہمراہی چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اب سرخ جھنڈے تلے مٹی بھر آدی رہ گئے تھے۔

صلح کا مشورہ

لڑائی سے تھکے ہوئے امر نے انجمن کے ساتھ صلح کا مشورہ خصوصاً اس لیے کہ محض برائے

(44) آثار الاسرا (بیر تنج) جلد اول صفحہ 400 شہزادہ خرم نے حسب ذیل فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ مکمل میر، بھاؤں، گوندہ، انجنو، جئے، چوند، بجاپور، جاور، مدادی، کھلوے، سدھوی۔

(45) بیر بند صفحات 264-266 کا بیان ہے کہ کرن سنگھ امر کے ہر لڑے پر مجبور ہو گیا کہ صلح کر لے۔ راجپوت روایات کا یہ بیان ہے کہ امر سنگھ نے اس مسئلہ پر عبدالرحیم خاں خاں سے غم میں مرسلت کی اور خان خاں ناسے نے رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

نام مغلوں کا اقتدار مان لینے پر صلح حاصل ہو جائے گی۔ شہزادہ کرن نے اسی طرف اپنا اثر ڈالا۔ (46) قوم کے مفاد کا بھی یہی تقاضا تھا۔ تہذیب کے آثار جو نصف صدی کی جنگ میں تباہ ہو گئے تھے۔ ان کی از سر نو تعمیر کے لیے امن کی ضرورت تھی۔

صلح کی گفت و شنید

اس سگھ نے اپنے چچا شہجہ کن اور اپنے معتمد افسر ہری داس جالا کے ذریعہ صلح کی سلسلہ جہانپانی کی۔ اس نے مغل سلطنت کا اقتدار تسلیم کرنے، شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے لڑکے کو دربار میں حاضری کے لیے روانہ کرنے کی پیشکش کی اور خود دربار کی حاضری سے معذوری کی تجویز کی اور یہ کہ کوئی ملاقاتی الحاق یا تاجان کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

جہانگیر نے رانا کے شرائط مان لیے

شہزادہ خرم نے راجپوت پیام بردوں کو خود اپنے سیکریٹری ذی علم ملا شکر اللہ شیرانی اور اپنے ملازم خاص سندھ داس کے ہمراہ بادشاہ کی خدمت میں اجیر روانہ کیا اور مجوزہ شرائط کو قبول کرنے کی سفارش کی۔ جہانگیر نے بخوشی بلا قید و شرط کے یہ شرائط مان لیے اور ایک فرمان نافذ کیا جس پر اپنے دست مبارک کی چھاپ لگائی اور خرم کو صلح نامہ مرتب کرنے کا اختیار دیا۔

چتوڑ کے قلعہ کو صلح نہ کیا جائے

صرف ایک تکلیف دہ شرط لگائی گئی کہ چتوڑ کا قلعہ تو رانا کو واپس کر دیا جائے مگر اسے صلح نہ کیا جائے نہ اس کی مرمت کی جائے۔

اپنے والد کی طرح شہزادے نے حسب موقع عمل کیا اور شکست خوردہ غنیمت کی پورے آداب و احترام سے پذیرائی کی۔ اس نے ملا شکر اللہ اور سندھ داس کو شاہی فرمان لے کر روانہ کیا اور شاہانہ مراعات کا امیدوار کیا۔ یہ طے کیا گیا کہ رانا اور اس کے لڑکے یکشنبہ 26 ربیع الثانی کو ملاقات کریں۔ (47)

اسر سگھ کی شہزادہ سے ملاقات

رانا اپنے چند ہمراہوں کے ساتھ باہر آیا، آداب بجالایا اور ایک مشہور بڑا ہیرا چند مرصع اشیاء

(46) حیرت نواز صفحہ 264 تا 266 کا بیان ہے کہ کرن سگھ اسر سگھ کے معتمد ہونے پر راجپوت روایات کا یہ بیان ہے کہ اسر سگھ نے اس مسئلہ پر عبدالرحیم خان خاناں سے نظم میں مرسلت کی اور خان خاناں نے اسے جیسے رہنے کا مشورہ دیا۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

(47) جہانگیر (راجہ) جلد اول صفحہ 274 تا 275۔ قبل نامہ صفحہ 77 تا 78 جہانگیری (مخلوط خدا بخش) صفحہ 103 (الف) خانی خان جلد اول صفحہ 279 تا 280 (ب) جہانگیر (ب) 412 تا 419 گھنڈون صفحہ 30 جلد اول صفحہ 286 تا 291 حیرت نواز صفحہ 266 تا 267 شکر اللہ کے حالات کے لئے دیکھو تا 280 (ب) جہانگیر (ب) جلد اول صفحہ 149 تا 153 بادشاہ نامہ جلد دوم صفحہ 339 تا 340 حمایت خاناں کا بادشاہ نامہ (البتہ دونوں) جلد ہفتم صفحہ 103 جہانگیر کے انتقال کے بعد چتوڑ کی قلعہ بندی شاہجہاں کی عہد کے خلاف جنگ کا صل سب قلعہ اسر سگھ اور جہانگیر کے باہن صلح نامہ کے فوراً بعد چتوڑ کے محل کے لیے دیکھو صفحہ 102۔

اور سات ہاتھی نذر کیے۔ بس یہی اس کی کائنات رہ گئی تھی اور نو گھوڑے۔ اس نے حسب معمول سلام کیا۔ شہزادہ خرم نے اسے گلے لگایا اور اپنے برابر بٹھا کر بے تکلفانہ گفتگو کی اور اس کی اور اس کے افسروں کی اعلیٰ درجہ کی غلطوں، مرصع کھواروں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں کے تحفہ سے عزت افزائی کی۔ (48)

شہزادہ خرم اور کرن کی ملاقات

راتا کے واپس جانے کے بعد شہزادہ کرن آداب بجالانے کے لیے حاضر ہوا۔ (49) اور اسے اعلیٰ درجہ کی خلعت مرصع کھوار اور خنجر، ایک گھوڑا معہ طلائی ساز اور ایک خاص ہاتھی دیا گیا۔

اجیر کو روانگی

اسی دن شام کو دونوں شہزادے اجیر روانہ ہو گئے۔ (50)

تبصرہ

اس طرح میواڑ کی مہم کا خاتمہ ہوا۔ فارسی مورخین نے خوب بغلیں بجائیں کہ آخری راجپوت حکمران بھی محکوم ہو گیا۔ جہاںگیر بہت خوش ہوا کہ جس اہم کام نے اکبر کو چکر دیا تھا وہ انجام پیا گیا۔ امر سنگھ کی کمزوری اور بزدلی کی اکثر مذمت کی جاتی ہے۔ یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ اس میں راتا پر تاپ جیسا آہنی عزم نہ تھا لیکن پر تاپ بھی اس کے سوالور کیا کرتا کہ چند سال تک اور لڑتا رہتا میواڑ کے لوگوں کے مفاد کا تقاضا تھا کہ آزادی کو قربان کر کے صلح حاصل کی جائے۔ اس لیے کہ اس قربانی کا مطلب صرف اس قدر تھا کہ مغلوں کے اقتدار اعلیٰ کو صرف مان لیا جائے۔ بادشاہ جہاںگیر کا رویہ بہت ہی قابل تعریف ہے کہ اس نے شکست خوردہ غنیمت سے نہایت ہی مصالحتانہ پالیسی اختیار کی۔ میواڑ کے اندرونی نظم و نسق میں کوئی مداخلت نہیں کی، راتا کے احساس خودداری کا پورا احترام کیا کہ اسے دربار کی حاضری سے مستثنیٰ رکھا اور کسی ازواجی رشتہ کا مطالعہ نہیں کیا پھر بھی راتا نے اپنے وقار کو اتنا مجرد سمجھا کہ کچھ دنوں بعد وہ اپنے لڑکے کے حق میں تخت سے دست بردار ہو گیا۔ (51) اس کے بعد سے میواڑ کے راتاؤں نے مغل سلطنت سے وفاداری کا رویہ برقرار رکھا تا آنکہ اورنگ زیب کی پالیسی نے راتا سنگھ کو علانیہ بغاوت پر آمادہ نہیں کیا۔

(48) جہاںگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 276 کا بیان ہے کہ راتا نے خرم کے چر پکڑے اور اپنے تصوروں کی معافی مانگ دی یہ بیان علامہ بذات خود ناقابل قیاس ہونے کے (اس لیے کہ آداب بجالانے کے لیے بادشاہ یا رئیس کے چر پکڑنے کی رسم نہ مغلوں میں تھی نہ راجپوتوں میں) اس کی تائید دوسرے مورخین نے نہیں کی ہے۔ اقبال نمبر 77 غانی خان جلد اول صفحہ 279 گھنڈہ دن صفحہ 30۔

(49) راجپوتوں میں یہ دستور تھا کہ کسی بادشاہ یا شہزادے کو آداب بجالانے کے وقت ولید کو اپنے باپ کے ساتھ نہ جانا چاہیے۔ چنانچہ شہزادہ کرن اپنے باپ کے بعد آیا اگرچہ اسی دن۔ اس لیے شام ہی کو خرم اجیر روانہ ہونے والا تھا۔ میواڑ کے مختصر حالات تاثر الاثر (راجس و پورج) جلد اول صفحات 283، 319، 399، 419، 457، 587 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(50) جہاںگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 176۔ اقبال نمبر 77 غانی خان جلد اول صفحہ 279 گھنڈہ دن صفحہ 31۔

(51) جلد اول صفحات 291، 292۔

اجمیر

شہزادہ خرم اور کرن جلد ہی اجمیر پہنچ گئے۔ اس کار آمد مقام کو 1561ء میں اکبر نے مغل سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اکبر نے قلعہ کی توسیع اور مرمت کی اور شہر کو ایک مضبوط فیصلہ اور گہری خندق سے مستحکم کر دیا۔ شاندار محل تعمیر کیے اور اپنے امرا کو اپنے محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ 1574ء تک شہر کی حالت بالکل بدل گئی تھی۔ یہ اسی نام کے صوبہ کا مستقر بنایا گیا اور اس پاس کی ماتحت ریاستوں کے لئے منارہ مگرانی کا کام دینے لگا۔ یہ مغربی ہندوستان اور گجرات کی سطح سر زمین کے مابین تہذیب کی ایک شاہراہ پر واقع ہے اور ہاتھوں تہذیب کا مرکز رہ چکا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا ایک اولین کارخانہ یہیں قائم کیا تھا۔ (52)

اس کا نام ہی تقدس

لیکن عام طور پر لوگوں کے نزدیک اس کی اہمیت نہ تو اس کی فوجی حیثیت کی بنا پر ہے اور نہ اس کی تہذیبی سرگرمیوں کی بنا پر بلکہ با عظمت درویش حضرت معین الدین چشتی کے حرار کی بنا پر۔

حضرت معین الدین چشتی کا مزار

اکبر نے شہزادہ سلیم کی پیدائش پر یہاں کا مشہور پایادہ سزا کیا تھا جس کا لوگوں کے ذہن پر گہرا نقش ہوا جس کا تمام معاصر مورخین اور یورپین سیاحوں نے ذکر کیا ہے۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں اس وقت اس حرار کی جو حالت تھی اس کی بڑی خوبی سے تفصیل و لہجہ نے بیان کی ہے۔

ولیم فنچ کا بیان

وہ لکھتا ہے۔ قتل اس کے کہ حرار تک پہنچیں آپ کو تین خوبصورت احاطوں سے گزرنا ہوگا جن میں سے پہلا تقریباً ایک ایکڑ زمین پر ہے اور اس میں سفید سیارنگ مرمر کا فرش ہے اور اسی میں "ملاحی" حجر کے کئی عزیزوں کی قبریں ہیں۔ بائیں طرف ایک خوبصورت حوض ہے جو پتھر کی دیوار سے گھرا ہے۔ دوسرے احاطہ کا فرش بھی پہلے ہی جیسے احاطہ کا ہے مگر زیادہ قیمتی اور لنڈن کے اکسچینج سے دو گنا دسٹ ہے اور جس میں ایک عجیب طرح کا شہد ان لکھتا ہے جس میں کئی روشنیاں ہیں (شاید موسم بہار کی کاروشت باجمہل ہوگی۔ حرجم) تیسرے احاطہ میں آپ ایک ٹولے ہوئے دروازہ سے گزریں گے جس کی عجیب ساخت ہے۔ یہ تین احاطوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ خصوصاً مزار کا دروازہ جہاں فرش عجیب طرح کے ٹلے چلے پتھر دوں کا ہے۔ دروازہ بہت بڑا اور سیپ کے کام کا ہے اور حرار کے قریب کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ دروازہ عجیب طرح کی سیپوں اور طلائی کام کا ہے اور حرار کے قریب مہن سنگ مرمر

(52) اکبر نامہ (تاریخ) جلد دوم صفحہ 516 کلام الدین (ابن دلاؤن) جلد پنجم صفحہ 335 فرشتہ (برگس) جلد دوم صفحہ

234 ہادیانی (کو) جلد دوم صفحہ 234۔ اجمیر میر دلا کا موجد صوبہ (25.24) شرقی شمالی عرض البلد اور 75.24 شرقی طول

البد کے درمیان واقع ہے۔ جغرافیائی نقشہ کے لیے دیکھو اجمیر میر دلا گزیر صفحات 94-1 شہر اجمیر آگرہ سے 227 میل دہلی

230 میل سے 48 میل دور بہانپور سے 448 میل کے فاصلہ پر ہے۔

سے چٹا ہوا ہے۔ خود حزار سیمپوں اور طلائی نقوش سے مجیب طرح کا بنا ہے اور حزار کا کتبہ قاری میں ہے۔ ذرا سے فاصلہ پر حضرت چشتی کی نشست گاہ ہے جو بالکل الگ تھلک تاریک جگہ پر ہے جہاں وہ بیٹھ کر آئندہ کی باتیں بتاتے تھے اور اس کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ شرق کی طرف تین اور احاطے ہیں جن میں سے ہر ایک میں ایک خوبصورت حوض ہے۔ شمال اور مغرب کی طرف کئی مختلف قسم کے خوبصورت مکان ہیں جن میں اہل سلسلہ رہتے ہیں۔ یہ ذہن نشین رہے کہ ان میں سے کسی جگہ آپ جو تا پہنچے ہوئے نہیں جاسکتے ہیں۔ (53)

سالانہ عرس

حزار پر جو سالانہ عرس ہوتا ہے اس میں پہلے کی طرح اب بھی کثیر التعداد ہندو اور مسلمان شریک ہوتے ہیں۔

جہانگیر کے زمانے میں

جہانگیر کے عہد میں اگرچہ یہ ”حیر پر ناتھ“ نہ تھا جیسا کہ سر طاس رو نے لکھا ہے (54) تاہم وہ آگرہ، لاہور یا دہلی کی طرح ایسا موزوں نہ تھا کہ مغل سلطنت کا مستقر بن سکے۔ بادشاہ کی آمد کی امید میں چند مالی شان محل تعمیر ہو گئے تھے اور کئی مقرب یا بی ہندی پر کچھ والے تھے۔

شاهی کمپ

بادشاہ اور فوج کا بیشتر حصہ اپنے خیموں میں مقیم تھا جن سے ایک پورا شہر بن گیا تھا۔ سر طاس رو کے پادری ثمری کا بیان ہے کہ ”شاهی کمپ بڑا شاندار ہے جیسا کہ ہر شخص جس نے بکثرت شہ لیشوں اور خیموں کو دیکھا ہو قیاس کر سکتا ہے۔ یہ سب برابر نصب ہیں اور ایک بڑے شہر کا منظر پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب طاقتور بہت وسیع جگہ گھیرے ہیں میرے اندازے میں کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پانچ انگریزی میل کی لمبائی میں ہیں۔ کسی پہاڑی پر سے دیکھنے میں جہاں سے یہ سب نظر آسکیں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔“

”اس فکر میں جو خیمے نصب ہیں..... وہ بیشتر سفید ہیں جیسے ان کی کینوں کے لباس، لیکن مغل سرداروں کے خیمے سرخ ہیں اور بلیوں پر کھڑے ہیں جو دوسروں سے زیادہ بلند ہیں۔ یہ خیمے کمپ کے وسط میں نصب ہیں اور زمین کا وسیع رقبہ گھیرے ہیں اور ہر طرف سے نظر آتے ہیں۔“

”سانے کی طرف صحن کے باہر خیمہ کے اندر ایک بڑا کمرہ سات بیچ اور نوبیج کے درمیان بادشاہ کے قیام گاہ ہے جسے حسل خانہ کہتے ہیں۔“

”بادشاہ کے خیمہ کے گرد قاتیں گھری ہیں جیسے ہمارے یہاں کے پردے جو ایک دوسرے سے

(53) ہرچہ جات جلد چہارم صفحہ 61 نیز دیکھو: مغل کی سلطنت 224 گھڑوں 36 سو جو وہ زمانہ میں اس کی جو صورت ہے اس کی تفصیل کے لیے دیکھو آرکیولوجیکل سروے جلد 23 صفحات 35-39 ہر جاسا داکا انجیر، ہندوستان، اینڈ ڈسکریفٹو انجیر 1911ء

(54) جلد اول صفحہ 113۔

لے ہوئے ہوں۔ یہ قاتل اس وقت لوہنجی ہیں جس کا حاشیہ بھی اسی کپڑے کا ہے اور ہر چوڑان پر بید سے مضبوط کیا گیا ہے۔ لیکن باہر کی طرف ان کی حفاظت مسلح سپاہیوں کا ایک بڑا دستہ کرتا ہے جو رات دن پہرہ دیتا ہے۔ بڑے امرا کے خیمے بھی ایسے ہی بڑے بڑے ہیں اور شاہی خیمے کے گرد نصب ہیں کہ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ بالکل سیدھ میں جاسکتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ہی جگہ کھڑے ہیں۔ مختلف راستوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے ہم اپنا رخ یکساں خیموں کے درمیان بادشاہ کے خیموں کے رخ سے معین کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر مستقل ہیں۔ (55)

کئی امرا نے یہاں آنے کے جلد ہی بعد عارضی عمارتیں کھڑی کر لیں جو چند سال بعد کھنڈر ہو گئیں۔ (56)

جہانگیر نے اجیر میں اپنے تین سال کے قیام میں برابر جھروکہ، دربار اور کونسل میں نشست کی۔ (57) یہاں شہزادہ خرم کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے سر بسجود ہوا تو بادشاہ نے اسے قریب بلا کر گلے لگالیا اور اس پر تحفوں کی بارش کر دی۔ (58) شہزادہ کرن دربار میں حلقہ کی داہنی طرف آگے کھڑا کیا گیا اور ایک اعلیٰ درجہ کی خلعت اور سر صحنہ کھوار سے دی گئی۔ بعد کو اسے طرح طرح کے تحفے ملے۔ اگلے نو روز کو مارچ 1615ء میں اسے پانچ ہزار ذات و سوار کا منصب ملا اگرچہ نئے ماحول سے وہ کسی طرح سے مانوس نہ ہو سکا تھا۔ (59)

(55) نیری صفحات 398، 400، 201 تفصیلی حالات اور شاعر الفطام میں دیکھو برسر صفحات 359، 370۔ آئین جلد اول صفحات 45، 48۔ دیکھو بلوچین کی کتاب کے آخر میں تصویریں مختصر حال منشورات (ہوائے لینڈ و بیری) صفحات 75، 77 میں ہے۔

(56) بیئر منڈی صفحہ 242۔ نیز دیکھو صفحات 105، 133 پرچہ جات چہارم صفحات 440، 60، 61 پیئر منڈی جلد دوم صفحات 242، 244 قیوٹ جلد سوم صفحہ 48۔ تاہم تھیلر جلد اول صفحہ 310، 311 جلد دوم صفحہ 31۔ جلد اول صفحات 606، 613 خلاصہ التورخ ترجمہ سر کد انڈیا آف اورنگزیب میں صفحات 57، 58 آرکیولوجیکل سروے جلد 23 صفحات 39، 40۔

(57) اجیر میں وہ 18 نومبر 1613ء کو پہنچا اور 10 نومبر 1616ء کو وہاں سے روانہ ہوا۔ جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 340 دربار کے متعلق سر طاس رو کی سفارت صفحات 106، 108، 110، 112، 113 نیری صفحہ 389۔ کوریات کی کروڑی نیز ان پیچ پرچہ جات چہارم صفحہ 475۔

(58) جہانگیر (راجس و بیورج) جلد اول صفحہ 277۔

(59) شہزادہ کرن ذرا بے یمن اور پریشان رہتا تھا۔ شاید جیسا کہ بالا خیال ہے کہ (جلد اول صفحہ 291) کا قہقہہ اور ذلت کے احساس کی وجہ سے جس کی عیانی کسی طرح نہیں ہو سکتی تھی۔ جہانگیر نے اسے اس کی جنگی فطرت اور آدمیوں کے مجمع سے وحشت پر محمول کیا اور اس کے ذہن کی ہر طرح کو شش کی۔ وہ بڑی سادگی سے لکھتا ہے۔

”چونکہ کرن کا دل ہاتھ میں لینے کی ضرورت تھی اس لیے میں نے روزانہ اسے طرح طرح کی مہربانی کی چنانچہ اس کی دربار میں حاضری کے دوسرے دن اسے ایک خاص عراقی گھوڑا سدا صبح سدا کا بھی کے دیا جس دن وہ زان خانہ میں گیا تو نور جہاں بیگم کی طرف سے اسے ایک بیش قیمت خلعت، ایک سر صحنہ کھوار، ایک گھوڑا، صبح سدا کے اور ایک ہاتھی دیا گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے ایک نہایت قیمتی موتیوں کی لڑی دی۔ اس کے دوسرے دن ایک خاص ہاتھی صبح سدا کے دیا گیا۔ چونکہ میرا خیال تھا کہ اسے ہر قسم کی کوئی چیز دی جائے۔ اس لیے میں نے اسے تین عقاب، تین شکرے، ایک خاص کھوار، ایک زرہ بکتر اور دو انگوٹھیاں دیں۔ جن میں سے ایک حقیقی اور ایک میں زمرہ درجہ اقلہ مہینے کے آخر میں نے حکم دیا کہ اسے ہر قسم کے کپڑے اور قالین مع نکیوں کے دیے جائیں اور ہر قسم کے عطر، سونے کے برتن، گہرائی کاٹیاں اور کپڑے سونکتیوں میں رکھ کر دیے جائیں۔ یہ سب امدی ہاتھوں اور کندھوں پر لے کر دربار عام میں آئیں اور کرن کے حوالے کریں۔“

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر....

سب سے زیادہ خوشی کی بات جہانگیر کا یہ رویہ تھا کہ اس نے شکست خوردہ غنیم کی ہمت و شجاعت کی سچے دل سے تعریف کی اور آگرہ میں جہرود کے نیچے دوپورے جسم کے بت گھوڑے پر سوار رانا امر سنگھ اور کنور کرن کے نصب کرائے۔ (60)

سر طامس رو کے مشن پر تبصرہ

سر طامس رو 1580ء یا 1581ء میں انگلستان کے مقام لندن میں پیدا ہوا اور اکتوبر 1593ء آکسفورڈ میگزین کالج میں داخل ہوا اور 1597ء میں میڈل فیل میں کچھ دن بعد وہ ملک الزبتھ کے حفاظتی دست میں اسکو ایر کے عہدہ پر مامور ہو گیا۔ اور 1605ء میں جیمس اول نے اسے نائب کر دیا۔ اسے شہزادہ ہنری اور اس کی بہن الزبتھ کی دوستی حاصل ہو گئی۔ 1610ء میں وہ تحقیقاتی سیاحت پر گیا تاہم جیمس میں کہا جاتا ہے کہ وہ غیر معروف دریائے امیزن پر تین سو میل اندر تک چلا گیا اور اس کا کنارہ دہانے سے لے کر ایسوکو تک چھان ڈالا اور جولائی 1611ء میں انگلستان واپس پہنچ گیا تین سال 1614ء میں وہ نیوور تھ کی طرف سے ایڈلڈ پارلیمنٹ کا ممبر ہو گیا مگر اسے محسوس ہوا کہ اس کے سیاسی خیالات جیمس اول سے مختلف ہیں۔

(بقیہ حاشیہ... 59) سر طامس رو نے شہزادہ کرن کو دربار میں دیکھا۔ دیکھو ہمسی (مرتبہ فاسٹر) صفحات 145-149-150۔ شہزادہ کرن کو جو رعیتا دیے گئے ان کے متعلق سفر مذکور نے لکھا کہ رانا کو کو (جسے وہ سکندر اعظم کے غنیم پورس کا سچا جانشین سمجھتا تھا) طاقت سے نہیں بلکہ مراعات سے قابو میں کیا گیا۔ بادشاہ نے اس پر قبضہ نہیں کیا بلکہ اس کی آزادی کی۔ اس کی وجہ سے سلطنت کی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس اس کی ایک بھاری بخش مقرر کی گئی۔ (رو کا خط لارڈ کیریو کے نام بہمسی صفحہ 111) کرن اور دوسرے راجپوت سرداروں کے نام فراہم اور رعیتا جلدی کیے گئے جو اب تک اودے پور میں محفوظ ہیں۔ ان کے ہندی ترے پیر نیو کے صفحات 269، 279، 285، 295 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جہانگیر نے ملہ بہان اور جشن نوروز کے بعد بھی شہزادہ کرن پر رعیتا جلدی رکھیں۔ کبھی وہ کرن کو شکار پر لیا اور اپنی نشانی بڑی کے کارٹے دکھاتا۔ (جلد اول صفحات 286، 287)

9 اردی بہشت کو اس نے کرن کو ایک لاکھ دراب دیے (صفحہ 287) 20 کروڑیں گھوڑے، ایک کشمیری کپڑے کی قبلہ پارہ ہرن اور دس عربی کتے دیے اور دوسرے دن یکم خورد واد کو چالیس گھوڑے اور 2 کروڑاں لیس گھوڑے اور 3 کروڑیں گھوڑے دیے (صفحہ 289) مختصر یہ کہ مہمان اور ظلیق بادشاہ نے میواڑ کے ہونے والے رانا کو اپنا دوست بنانے کے لیے جو کچھ ممکن ہو سکا وہ سب کیا۔ 25 کروڑ کرن اپنے وطن واپس ہوا اور بادشاہ نے رخصتی تحفہ کے طور پر ایک گھوڑا اور ایک خاص ہاتھی، ایک خلع، ایک بیش قیمت موتیوں کی لڑی پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کی اور ایک مرصع خنجر دو ہزار روپیہ کی قیمت کا، جہانگیر نے حساب لگایا کہ کرن کے دربار میں پہلے دن حاضر ہونے کے وقت سے اس کے رخصت ہونے تک اس نے نقد زہرات و جواہرات و مرصع اشیاء یعنی اسے دیں ان کی مجموعی قیمت دو لاکھ روپیہ ہوتی ہے اور 110 گھوڑے اور پانچ ہاتھی دیے علاوہ ان تحفوں کے جو توفیقاً شہزادہ خرم نے اسے دیے (صفحہ 293، 294) شہزادہ اگلے نوروز کے دن 5 فروردین (24 مارچ 1616ء) دربار میں حاضر ہوا اور سومر ایک ہزار روپیہ، ایک ہاتھی مع سداور چار گھوڑے بادشاہ کو تحفہ دیے۔ (صفحہ 317)

(60) جہانگیر (راجس و دیورن) جلد اول صفحہ 332۔ مجھے 8 شہر پور کو تیار ہونے جیمسوں کی تفصیل کے لیے دیکھو کیمبل، جرجل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی کیننگھم 1864ء صفحات 159، 161، 161 جے ایٹ، جرجل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی 1864ء صفحات 375، 377، 378 جیمس جرجل آف ایشیاک سوسائٹی بمبئی الحاقی نمبر حصہ اول نمبر 77، 81 جرجل آف رائل ایشیاک سوسائٹی جولاہک 1909ء صفحات 743، 743 اور آرفروڈ نوکر، جرجل آف ایشیاک سوسائٹی اپریل 1910ء صفحات 490، 494، دو پتھر کے ہاتھی کے مجسمے 1668ء میں لورنگ زیپ نے ہٹا دیے (سر کا جلد سوم صفحہ 97)

نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت ان مجسموں کی موجودگی کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہ لگ سکا۔

1614ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل اعظم کے دربار میں، نٹ جیس کے سفیر کے عہدہ کی پیش کش کی تو اس نے اسے فوراً منظور کر لیا۔

اس کے فاضل روزنامچہ نگار کا کہنا ہے کہ ”اس سے زیادہ خوشگوار انتخاب کوئی اور نہیں ہو سکتا تھا وہ جوان قہا اور تخلیقی ذہانت کا مالک۔ اچھی شہرت کا اعلیٰ علمی قابلیت کا اور محنتی انسان تھا درباری یادداشت 7 ستمبر 1614ء اس کی بارعب شخصیت اور باوقار انداز ایک مشرقی دربار میں سفارت کے لیے بہت موزوں تھے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر اپنی سوجھ بوجھ اور ہوشمندی کے لحاظ سے وہ پوری طرح اہل تھا ایک نامور شہری خاندان کا چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے اس کے دماغ میں عقلندی، خوش تدبیری اور کاروباری قابلیت کا معقول سرمایہ تھا جس نے اس کے اجداد کو بلندی اور ثروت کے نمایاں درجہ تک پہنچایا تھا اور اس کے ساتھ ہی مختلف قسم کی تربیت اور نہایت ہی خوشگوار ماحول نے اسے تہذیب اور شائستگی عطا کر دی تھی۔

2/ فروری 1615ء کو وہ پندرہ ہزار روپوں کے ساتھ ظہری ہو پ کی بندرگاہ سے لائن جہاز پر روانہ ہوا اور 18 ستمبر 1615ء کو سورت کے قریب سوانی روڈ پر پہنچ گیا۔ 29 اکتوبر کو وہ اجیر کے لیے روانہ ہوا اور راستہ میں برہان پور شہر اجوافوج دکن کے رسی کمانڈر شہزادہ پرویز کا مستقر تھا اور 23 دسمبر کو وہ اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا، مگر راستہ میں سخت علیل ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ مغل دربار میں 10 جنوری 1616ء سے پہلے حاضر نہ ہو سکا۔

بادشاہ نے اس کی پندیرائی بڑی مہربانی اور خوش اخلاقی سے کی اور اکثر اس سے یورپ کے حالات کے متعلق گفتگو کی۔ اس نے اپنی سفارت کے مقصد پر فوری کام شروع کر دیا۔ یعنی ہندوستان اور انگلستان کے مابین ایک تجارتی معاہدہ۔ وہ معمولی طرح کے شاہی فرامین سے مطمئن نہ ہوا بلکہ جیسا کہ فاسٹر نے لکھا ہے کہ وہ اس طرح کے خصوصی مراعات چاہتا تھا جیسے ترکی سلطنت میں یورپیوں کو حاصل تھے۔ معاہدہ کا مسودہ اس نے بنایا اس میں یہ شرائط تھیں کہ مغل اعظم کی سلطنت کے ہر حصہ میں بشمول بنگال و سندھ کے انگریزوں کو آزادی سے آنے جانے کی اجازت ہو، ان کا تجارتی مائل معمولی قسم کے علاوہ ہر قسم کے حاصل سے بری ہو۔ انہیں آزادی سے خرید و فروخت کی اجازت ہو اور کرایہ پر کارخانے اور کشتیاں اور گاڑیاں لینے کی اور حسب معمول قیمتوں پر رسد حاصل کرنے کی اجازت ہو۔ دوسری شرائط میں فوت شدہ عہدہ کی املاک کی مضبوطی، ساحل پر جانے والوں کی تکلیف دہ تلاشی، بادشاہ کے لیے تحفوں کو کھولنے اور دیگر ایسی ہی بے ضابطگیوں کی ممانعت شامل تھی۔ انگریزوں کی طرف سے وہ یہ پابندی لینے پر تیار تھا کہ بجو دشمن کے ممالک کے جہازوں کے یا کوئی اور جو انہیں نقصان پہنچانا چاہے وہ دوسرے ممالک کے جہازوں کو نہ ستائیں گے اور یہ کہ ان کے جو کارکن ساحل پر مقیم ہوں گے وہ پراسن اور غلطی ہوں گے اور مغل اعظم کے لیے نواہر مہیا کرنے کی کوشش کریں گے اور مغل اعظم کو جس سامان یا فرنیچر یا اسلحہ کی ضرورت ہوگی وہ (بہ قیمت) مہیا کریں گے اور یہ کہ وہ امن عامہ کے کسی دشمن کے خلاف مغل اعظم کی مدد کریں گے اور پریشانی اگر آباد ہوں گے تو ان سے اس معاہدہ میں شرکت کے لیے کہا جائے گا اور انہوں نے چھ ماہ کے اندر اس میں شرکت پر آمادگی نہ ظاہر کی تو انہیں دشمن قرار دیا جائے گا اور سمندر میں ان سے جنگ کی جائے گی جس سے مغل اعظم کو کوئی بارامنی نہ ہوگی۔

(فاسٹر۔ مقدمہ صفحات 20، 21)

اس قسم کا معاہدہ بادشاہ اور اس کے وزیروں کے خیال میں شاہی وقار کے منافی ہو تا سر طامس رو کی تمام شخصی کشش، اصرار، سفارتی تدابیر اور دھمکیاں انہیں ایسے معاہدہ کو منظور کرنے پر آمادہ نہ کر سکیں۔ سفیر کافی مدت تک دربار میں مقیم رہ کر کوشاں رہا جس سے اسے بڑے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع ملا اور باوجود اس کی فارسی سے ناواقفیت کے اسے دربار کی سیاسی سرگرمیوں اور حالات سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس کی ناکامی نے اسے دربار کے بعض عمائد مثلاً شہزادہ خرم اور وزیر آصف خاں کے متعلق ناخوشگوار رائے قائم کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے دربار کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ذرا مبالغہ آمیز ہے۔ اگر اس میں بعض دلچسپ باتیں اور کچھ نئی معلومات ہیں۔

نومبر 1616ء میں وہ بادشاہ کے ہمراہ ملوہ کے صدر مستقر مانڈو گیا جہاں بادشاہ شہزادہ خرم کی دکن کی مہم میں سہارا دینے اور مدد کرنے کے لیے مقیم تھا۔ اکتوبر 1617ء میں جہانگیر مانڈو روانہ ہو کر احمد آباد گیا جہاں روپلے سے روانہ ہو کر 12 دسمبر کو پہنچ گیا۔ 1618ء کے شروع میں سفیر برہان پور گیا اور وہاں سے شروع مئی میں احمد آباد واپس آگیا۔ ستمبر 1618ء میں وہ دربار سے رخصت ہو کر انگلستان روانہ ہونے کے لیے سورت پہنچا۔ 17 فروری 1619ء کو وہ جہاز این پر روانہ ہو کر اگست میں پلائی ماؤتھ پہنچ گیا۔

رو کے حالات کے لیے دیکھو فاسٹر کا مقدمہ ایبھی میں۔ اسٹیلی لین پول کی ڈکشنری آف ہیٹل یا گرائی جلد 49 صفحات 89، 93۔

دسویں باب کا ضمیمہ

جہانگیر کا سفر آگرہ سے اجمیر

تاجپوشی کا آٹھواں سال سنہ ایرانی	مقام
24 / شہر یورا	آگرہ سے رواجی
25 /	دلناب باغ میں
کیم مہر	باغ سے رواجی
10 /	روپ باس موجودہ امن آباد میں قیام اور شکار
10 / 21 تا 25 مہر	” میں قیام اور شکار
25 مہر	امن آباد سے رواجی
26 / آبان	اجمیر میں داخلہ

گیارہواں باب دکن

شمالی ہند اور دکن میں تاریخی تعلقات

مظلوں کی دکن کی پالیسی ایک ہزار سال کی ہندوستانی تاریخ کا ورثہ تھی۔ دکن کی سطح مرتفع کو دندھیا اور ست پورہ پہاڑی سلسلوں نے گنگا کے میدانی علاقہ سے الگ کر دیا ہے مگر دونوں کے درمیان کا راستہ بالکل ہی بند نہیں کر دیا ہے۔ درمیانی سطح مرتفع کی آبادی کے خون۔ ان کی زبان اور طور طریقوں میں شمالی آریوں اور دراوڑی کے نمونے ملے جلتے ہیں۔ صورت حال میں اختلاف تو بہت ہے لیکن اس کی وجہ سے ہماریلہ سے لے کر سمندر تک ملک کی وحدت میں فرق نہیں پڑتا۔ نیز دونوں میں ایک مذہب، ایک کچھ اور ایک نقطہ نظر کے نشوونما میں جو سارے ملک میں مشترک ہو کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ شمال اور جنوب کی اس یک رنگی نے ہمیشہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے رجحان کو تقویت دی اور اختلافی عناصر نے ہمیشہ اس کی مزاحمت کی۔ یہ عمل فطرت سے اتنا ہم آہنگ تھا کہ ہندوستانی سیاسی مفکرین نے ایک کل ہند عام حکومت کا مقصد ہر حکمران کے سامنے رکھا۔ تاہم سیاسی اختلاط اتنا مشکل تھا کہ دور افتادہ حصہ ملک میں حوصلہ مند حکمرانوں نے زیادہ سے زیادہ محض برائے نام اقتدار تسلیم کرنے کو کافی سمجھا۔ چوتھی اور تیسری صدی قبل مسیح کے مور یہ حکمرانوں نے جو کئی لحاظ سے مظلوں کے پیشرو تھے دکنی حکمرانوں سے اپنا اقتدار تسلیم کر لیا۔ اندھراؤں نے شمال پر اپنا اقتدار مسلط کر کے اس کا انتقام لیا۔ چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی میں گپت بادشاہوں نے پورے براعظم پر اقتدار اعلیٰ حاصل کیا۔ مگر محض مختصر مدت کے لیے ساتویں صدی عیسوی میں شمال کا طاقتور حکمران ہرش وردھن اور جنوب کا پلاکسین ایک دوسرے جنگ کے لئے صف آرا ہوئے مگر بالآخر ملک کی آپس میں تقسیم پر راضی ہو گئے۔ جنگ ایک سے زیادہ مرتبہ تو برابر کی رہی مگر شمال کی آبادی اور دولت میں فوقیت نے اس کا پلہ ہماری رکھا۔ مسلم حکومت نے جیسے ہی شمال میں قدم جمالیے۔ علاء الدین خلجی نے اپنے ہندو پیشروں کی روایاتی پالیسی کو پھر سے زندہ کیا چودھویں صدی کے آغاز میں خود علاء الدین اور اس کے جنرل کافور کی مہمات نے کئی ہندو سلطنتوں کی آزادی پر کاری ضرب لگائی لیکن نصف صدی کے اندر ہی علاحدگی کے عناصر نے جو ہمیشہ موجود رہے تھے پھر سے سر اٹھایا۔ دکن کی مسلم ریاستوں نے دہلی کی ماتحتی سے آزاد ہونے کی جدوجہد کی۔ محمد تغلق 51-1325ء کی مستبدانہ پالیسی نے اس رفتار کو اور تیز کر دیا۔ چونکہ شمال اور جنوب کی طرف سے دباؤ نے اتحاد کی ضرورت پیدا کر دی تھی اس لیے 1317ء میں دکن کے افراد نے حسن سنگھ بھٹی کو بادشاہ منتخب کر لیا۔

بہمنی سلطنت 1347-1498ء

اس طرح بہمنی سلطنت وجود میں آئی جو ڈیڑھ صدی عیسوی تک تاریخ کا ایک عنصر رہی۔ اس کی ماتحتی میں دکن کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہنا سیکھا اور دیسی ادب میں ایک نئے باب کا افتتاح ہوا۔ فارسی ادب کو بیش قیمت جواہر پاروں سے دولت ملی فنون لطیفہ نے دن دوئی رات چوگنی ترقی کی لیکن اس کا تاریک پہلو بھی تھا۔ یعنی فرقہ بندی، سازش، خانہ جنگی، فضول خرچی اور دربار کے اخلاق کی خرابی۔

پانچ آزاد ریاستیں

جواسہاب دوسری سلطنتوں کے زوال کا باعث ہوتے ہیں۔ قریب قریب انہیں اسباب سے تقریباً پندرہویں صدی کے آخر میں بھی سلطنت پانچ آزاد ریاستوں میں بٹ گئی۔ برابر عماد شاہیوں کے ماتحت 1484-1572 بیدر شاہیوں کے ماتحت 1489-1609 احمد نگر نظام شاہیوں کے ماتحت 1490-1637 بھاپور عادل شاہیوں کے ماتحت 1489-1656 اور گولکنڈہ قلعہ کے ماتحت (1489-1686ء) ان کے تمدن کی تاریخ میں کوئی ایسی دلچسپی یا سہمی نہیں ہے لیکن ان کی سیاسی تاریخ بیشتر اندرونی جھڑپوں اور بیرونی حملوں پر مشتمل ہے۔ جنوب میں طاقتور ہندو سلطنت وجے نگر کی موجودگی نے ایک اور پیچیدگی کا اضافہ کر دیا۔ ایک وقت یقیناً ایسا تھا کہ جب کہ کوئی بات خلاف قیاس نہیں معلوم ہوتی تھی کہ بھاپور اور گولکنڈہ کی سیاست جنوب کے زیر اثر ہو جائے گی۔ لیکن رام رائے کی بھپا حوصلہ مندی نے بھاپور، گولکنڈہ اور احمد نگر کو ایک اتحاد میں منسلک کر دیا جس نے جنوبی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ تالی کوٹ کی لڑائی نے 1569ء میں اس کے مقوم پر مہر لگا دی، جو ہندوستانی تاریخ کا ایک فیصلہ کن واقعہ ہے۔ شمالی ہند میں کسی طاقتور حکومت کی عدم موجودگی نے دکن کو سیاسی ترقی کرنے کا بہت اچھا موقع دیا۔

مغلوں سے تعلقات

اکبر کی سلطنت جم جانے کے بعد صدیوں پرانی اور جنوب کی کشش بھر شروع ہو گئی۔ برابر کو احمد نگر نے پہلے ہی ہڑپ کر لیا تھا۔ بیدر کی حکومت بے حقیقت ہو گئی لیکن خاندانیش کی چھوٹی سے ریاست جو 1388 میں قائم ہو گئی تھی۔ قوت دولت اور شہرت میں نمایاں ہو گئی تھی۔

خاندانیش نے مغل اقتدار مان لیا

اکبر نے جب دکن کی طرف توجہ کی تو اسے چار خود مختاری حکومتوں سے سابقہ پڑا۔ یعنی خاندانیش، احمد نگر، بھاپور اور گولکنڈہ۔ اگست 1591ء میں اکبر نے ان سے مطالبہ کیا کہ اس کا اقتدار تسلیم کریں خاندانیش جو بہت چھوٹی سلطنت تھی اور مغل سرحد کے قریب اس نے قبیل کی مگر لوروں نے منہم جواب دیے۔ (1)

(1) ابوالفضل فیضی کو خاندانیش کے راجہ علی خاں کے پاس بھیجا گیا۔ خراجہ عود دہن کو احمد نگر کے برہان الملک کے پاس میر عمر امین بھاپور اور میر مرزا کو گولکنڈہ، نظام الدین (ایٹ ڈولسن) جلد پنجم صفحہ 460 فیضی کی نہایت دلچسپ رپورٹ کے متعلق دیکھو ایٹ ڈولسن جلد ششم صفحات 147-149۔

مظلوں کا احمد نگر پر حملہ

احمد نگر جو مثل سلطنت کی سرحد سے ملا ہوا تھا اس نے بلاشبہ کی طاقت کو سب سے پہلے محسوس کیا۔

شہزادہ دانیال کے ماتحت 1593ء

اکتوبر 1593ء میں ستر ہزار سالہ اور بہت بڑی تعداد پیادہ سپاہ کی برائے نام شہزادہ دانیال کی سربراہی میں لیکن دراصل عبدالرحیم خان خاں، رائے سنگھ - رائے بیل، حکیم عین الملک اور دیگر سرداروں کی ماتحتی میں احمد نگر پر حملہ آور ہوئی۔

شہزادہ مراد کے ماتحت

مگر شہزادہ دانیال کو جلد ہی واپس بلا لیا گیا اور 1595ء میں شہزادہ مراد کو اعلیٰ مکان پر مقرر کیا گیا مگر دونوں شہزادوں نے فوجی کارروائیوں میں رخنہ ڈالنے کے سوا کچھ نہ کیا۔

کمانداروں میں پھوٹ

کماندار ایک دوسرے حسد (2) اور دکن کے روپیہ کے اثر میں آ گئے۔ احمد نگر نے براہ جنگ جہادی رکھی جس کی اسے گراں قیمت دی پڑی مگر اس کا دیوالا نہیں نکالا۔

چاند سلطانیہ

4 اپریل 1595ء کو برہان الملک کا اغتال ہو گیا اور بیجاپور کے سابق حکمران کی بیوہ چاند سلطانیہ اس کی جانشین ہوئی جو برہان الملک کی بہن تھی اور اگرچہ وہ باضابطہ تخت نشین نہیں ہوئی مگر اختیارات سنبھال لیے۔ پرسکون ناقابل شکست ہندوستانی سورما پانہ شجاعت اور حیرت انگیز حاضر دانی کے ساتھ اس میں اعلیٰ درجہ کی حکمت عملی کی صفت تھی اور اندرونی اختلافات کو سلجھانے کی صلاحیت اور اس کی محتاط طبی شخصیت اس کے ہمراہیوں کا دل بڑھانے والی تھی۔

احمد نگر کا دفاع

جب مظلوں نے احمد نگر پر حملہ کیا تو اس نے ایسی مزاحمت منظم کی جس سے اس کے ہام کو شہرت دوام حاصل ہو گئی۔ سرنگوں کو سرنگوں سے لڑایا گیا اور شکست وریخت کی فوراً نمر صحت کی گئی۔

مصالحات

لیکن یہ بات خود چاند سلطانیہ پر بھی واضح ہو گئی کہ احمد نگر کے وسائل بہت جلد جواب دیے

(2) نظام الدین (ایٹ ڈاؤن) جلد پنجم صفحہ 467 - اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 741 - (ایٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحات

جائیں گے۔ فریقین مصالحت پر آمادہ تھے۔ احمد مگر نے برابر مغلوں کو دے دیا اور مغلوں کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کر لیا۔ (3) صلح کے شرائط بہت نرم خیال کیے گئے مگر دکن کی سلطنتوں کے سر پر جو سنگین خطرہ تھا اس سے آگاہ کرنے کے لیے کافی تھے۔

متحدہ محاذ منظم کیا

چاند سلطانہ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر احمد مگر، بیجاپور اور گولکنڈہ کا متحدہ محاذ منظم کیا۔

قتل کر دی گئی

چاند سلطانہ کی آخری کامیابی تھی اس لیے کہ اس کے بعد وہ ایک فرقہ دارانہ حماقت میں قتل کر دی گئی۔

مغلوں کی ایک فتح

جب بھر بنگ شروع ہوئی تو مغلوں میں پھر دہلی دشمنی کی رقاہیں چھڑی ہوئی تھیں۔ شاہی فوجیں دریائے گوداوری پر فردری 1597ء میں اشقی کے قریب سوپاکے مقام پر کامیاب تو ہو گئی مگر بھاری نقصان اٹھا کر اور اس فتح سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں بلکہ غیر فیصلہ کن لڑائی لڑی رہیں۔ (4)

اکبر میدان جنگ میں

اکبر کو جب عبداللہ خاں کی موت سے شمال کی طرف ازبکوں کے طویل خطرہ سے سکون حاصل ہوا تو وہ پنجاب سے روانہ ہوا (5) لیکن قتل ازبکوں میں پہنچے اسے یہ پاپوس کن خبر ملی کہ خاندیش بھی فہم کے متحدہ محاذ میں شامل ہو گیا۔

اسیر گڈھ کی تسخیر

جس وقت وہ اسیر گڈھ کے تقریباً ناقابل تسخیر قلعہ کو تسخیر کرنے میں مصروف تھا اسی وقت اسے سلیم کی بعثت کی دل ہلا دینے والی خبر ملی۔

شمال کو واپسی

قلعہ کی تسخیر ہوتے ہی اسے غلت کے ساتھ شمال کی طرف جانا پڑا اور اس کے اثر سے اس

(3) اکبر نامہ جلد سوم صفحات 42، 43، 74۔

(4) اکبر نامہ جلد سوم صفحات 719، 744 (ایٹ وڈوسن) جلد ششم صفحہ 95۔ آٹا الاسرا (راجس و پور رنج) جلد اول صفحات

54-55 سروکی سرشت کے حقیقی دیکھو یہ ایٹ وڈوسن (ایٹ وڈوسن) جلد دوم صفحات 391، 392 جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحہ 34۔

(5) اسی زمانہ میں مرہٹوں کی فوج نے فوج ہو گیا۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 802، 806 (ایٹ وڈوسن) جلد ششم

صفحات 96، 97، جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحہ 34۔

کے افسروں کی جو کلکش دہی ہوئی تھی وہ پرا بھر آئی اور اس کی اعلیٰ ذہانت سے جنگی کارروائیوں میں جو زور پیدا ہوا اتحادہ ختم ہو گیا۔ لڑائی چارنا چار جاری رہی اور کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو کامیابی ہوتی رہی۔

جہانگیر اکبر کی پالیسی پر

جہانگیر نے تخت نشینی ہونے پر ہر سمت میں اکبر کی پالیسی اختیار کی۔ لیکن خسرو کی بغاوت اور قندھار کے محاصرہ کی وجہ سے کچھ دنوں تک وہ دکن میں شدت کے ساتھ حملہ جاری نہ کر سکا اور جب اس نے ادھر توجہ کی تو وہ زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ اپنی حکومت کی ساری مدت میں وہ دکن کے ایک قابل ترین مکائد اور عقلمند ترین مدبر سے الجھا رہا۔

ملک عنبر

ملک عنبر پیدا انٹی تو جیشی تھا، مگر وطنیت اختیار کر کے وہ پکادکنی ہو گیا تھا۔ اس نے احمد نگر کے ایک عظیم ترین امیر چنگیز خاں فاتح برار کے ماتحت سیاسی زندگی شروع کی تھی اس نے اپنے آقا کی خدمت مثالی عقیدت کے ساتھ کی اور اس کے ساتھ ہر طرح کے مواقع سے مستفید ہوا اور اپنا نام پیدا کیا۔ اس کی اعلیٰ ذہانت اور اخلاقی قوت نے رفتہ رفتہ اسے نظام شاہی حکمرانوں کی مجلس شوریٰ میں بول درجہ تک پہنچا دیا۔ مغلوں کے درباری مورخین جو اسے بُرا بھلا کہنے سے کبھی نہیں چوکتے یہ اقبال کرنے پر مجبور ہیں کہ اس کی مثالی سرگرمی اور انتظامی قابلیت کا کوئی جواب نہ تھا۔ احمد نگر کے سقوط پر اس نے حکومت کا مستقر کھڑکی میں منتقل کر دیا جو ایک پہاڑی سرزمین پر تھا اور شاہی خاندان کے ایک لائق فرد کو مرتضیٰ نظام شاہ کے لقب سے تخت نشین کر دیا۔ اس نے نیامالی نظام رائج کیا جو راجہ ٹوڈر مل کے نظام پر مبنی تھا اور دوسری اصلاحیں کیں۔

مراٹھوں کا چھاپہ مار مار سالہ

لیکن اس کی خاصی توجہ فوجی وسائل کو منظم کرنے اور مغلوں سے مقابلہ کی تدابیر کی طرف تھی۔ (6) روایاتی طریق جنگ کے برخلاف اس نے ایک نیا طریق جنگ رائج کیا جو اس کی زندگی بھر غیر معمولی طور پر کامیاب رہا اور جس نے اس کے انتقال کے بعد ایک صدی کے اندر اندر مغل سلطنت کو چلا کر دیا۔ سبک دومراٹھ سالہ کی قدر سب سے پہلے اسی نے پہچانی اور اسے منظم کر کے مغلوں کے خلاف کھڑا کر دیا۔

مراٹھوں کا ملک

مراٹھے ست پورہ پہاڑیوں اور گوا سے دریائے وار دھا کے کنارے کے مقام چاندہ تک ایک خط کے درمیان کے علاقہ میں آباد ہیں۔ لیکن سترہویں صدی میں ان کی ساری قوت مغربی گھاٹ اور ساحل سمندر کے درمیان ایک پٹی سی سرزمین میں محدود تھی۔ اس شیب و فراز کی سرزمین کو جسے کوکن کہتے ہیں اس کی نمایاں خصوصیت اس کی جغرافیائی ساخت ہے۔

(6) قبل نامہ 271-272 (ایٹ ڈوائسن) جلد ہفتم صفحات 428، 429 گرتھ ڈف کی ہسٹری آف مراٹھا جلد اول، صفحہ -

الفنشن کی تشریح

”سائل سمندر کی طرف چھوٹے چھوٹے سرسبز میدان ہیں جہاں دھان پیدا ہوتا ہے۔ باقی حصہ پہاڑیوں اور جنگلوں کی وجہ سے تقریباً ناقابل گزر ہے۔ البتہ اسے کاٹ کر دریا نکلتے ہیں جو ساحل کے قریب پہنچ کر درختوں اور جھڑیوں کے درمیان دلدلی گھاٹیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پہاڑیوں کی چوٹیاں سپاٹ پتھر کی ہیں جن کی ڈھلان پر بڑے درختوں اور جھڑیوں کے جنگل ہیں۔ جنگل سطح مرتفع پر بڑھتا ہوا مشرق کی طرف دور تک چلا جاتا ہے جس کے درمیان گہری چکر دار گھاٹیاں اور درے ہیں جو جنگلی جانوروں کی بہترین آماجگاہ ہیں اور یہی ان پہاڑیوں میں رہتے ہیں۔ پہاڑی سے پندرہ میل کے فاصلہ پر وادیاں جنگلی اور سرسبز ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ کھلے میدانوں میں کم ہو جاتی ہیں جو ساحل سمندر تک چلے گئے ہیں جہاں کھیت ہیں مگر درخت نہیں ہیں۔ البتہ کہیں کہیں پہاڑیاں ہیں جو زیادہ بلند نہیں ہیں۔ مہینوں بلند مقامات بادل سے ڈھکے رہتے ہیں اور بارش اور طوفان آتے رہتے ہیں لیکن تری بہت جلد بلند یوں سے نشیب میں چلی جاتی ہے اور کوکھن کو مرطوب اور غیر صحت بخش بنادیتی ہے۔ گھاٹ کی ساری بلندیاں اور آس پاس کی پہاڑیاں اوپر کی طرف چٹنی چٹان پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں جن کے سب سے اونچے حصے اور نیز ایک دوسرے سے الگ پہاڑیاں ایک طرح کا قدرتی قلعہ بن جاتی ہیں اور صرف سطح مقام تک پہنچنے کے لیے جو عموماً بلندی پر ہوتا ہے۔ محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مختلف حکمرانوں نے مختلف اوقات میں ان حالات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے چٹانوں تک زینے بنا دیئے ہیں یا چکر کھاتی ہوئی سڑکیں بنادی ہیں۔ داخلہ کا راستہ جانباہانگ بنا کر اور قلعہ بند کر کے مستحکم کر دیا ہے اور مینار کھڑے کر دیے ہیں جہاں سے راستہ پر نگاہ رکھی جاسکتی ہے اور اس طرح گھاٹ اور آس پاس کی پہاڑیوں کے سارے علاقے جگہ جگہ قلعے بن گئے ہیں جو بار بار کے تجربات سے تقریباً ناقابل تغیر سمجھے جاتے ہیں۔“ (7)

مراٹھوں میں بیداری

اس علاقہ میں مراٹھے آباد تھے اور ملک میں جو سیاسی اور ذہنی تحریکیں چلتی تھیں ان سے متاثر ہوتے تھے مگر سولہویں صدی تک وہ الگ ہی الگ رہے۔ انہوں نے ادب عالیہ کی تخلیق کی جو آج تک ذہنوں کو متاثر کیے ہوئے ہے۔ یہیں انہوں نے مذہبی اصلاح کی تحریک شروع کی جو شمالی مذہبی تحریک سے غیر معمولی طور پر ملتی جلتی ہے اور جسے ان کی تاریخ میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہیں ذہنی روشنی اور مذہبی آزادی نے سب سے پہلے ذات پات اور برہمنی تفوق کے قیود ہلکے کیے۔ یہ تحریک سارے مراٹھا علاقہ میں پھیل گئی۔ اس نئی زندگی نے دکن کی سیاست کو متاثر کیا۔ مراٹھے دکن کے حکمرانوں کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ سترہویں صدی کے آغاز میں انھیں احمد نگر کے نظام شاہی دربار میں طاقتور عنصر کی حیثیت حاصل تھی۔ دکن کی افواج میں مراٹھا کا تیز رفتار سال ایک گراں قدر امدادی دست تھا۔ ملک غبر نے ان کی اہمیت کو پورے طور پر محسوس کیا اور انھیں کثیر تعداد میں فوج میں بھرتی کر کے منظم کیا اور مغلوں

(7) الفنشن ہسٹری آف اٹھارویں صدی کا قبل صفحات 600، 601 یعنی گزیر حصہ اول صفحات 2 و 13 راٹاؤے راز آف مراٹھا اور باب اول گزیر ذہن۔ ہسٹری آف مراٹھا۔ باب اول۔

کے مقابلہ کے لیے تیار کر دیا۔ (3)

مراٹھوں کا طریق جنگ

ان کا طریق جنگ دیو تاج پھڑی علاقہ کے بسنے والے ہمیشہ میدان علاقہ والوں کے خلاف اختیار کرتے تھے۔ وہ دو بدو جنگ سے بچتے تھے اور ہمیشہ غنیم کی فوج کے آس پاس منڈلاتے رہتے تھے۔ اس کی رسد کو روک دیتے تھے علاقہ کو تاراج کر دیتے تھے۔ لوٹ مار کرتے اور چھاپے اور شیخون مارتے۔ اکثر وہ اپنی طاقت پر گھمنڈ رکھنے والے غنیم کو لہا کر ناقابل گزر پہاڑوں اور گھاٹیوں میں لے جا کر ان کا برا حال کر دیتے۔ انہیں نے پولین بوتھاڈ کی طاقتور فوج کو تھکا کر بے بس کر دیا تھا اور مغل جو نون جنگ میں ہمیشہ کمزور تھے انہوں نے نئے طریق جنگ کو کبھی نہیں اپنایا اور بالآخر اسی کے مقابلہ میں دم توڑ دیا۔

مراٹھا قوم کی تعمیر

اس نقطہ نظر سے مغلوں کی دکن کی ہم کی خاص اہمیت ہے کہ اس سے مراٹھوں کو فوجی تربیت اور اقتدار حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہو گئے ملک منبر جو چھاپہ مار جنگ میں اتنا ہی استاد تھا جتنا خود شیواجی مراٹھا قوم کی تعمیر میں سب سے آگے نظر آتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد تو اپنے آقا کی خدمت تھا لیکن لاشعوری طور پر اس نے ایک ایسی قوت کی پرورش کی جس نے جنوب کی شکستوں کا پورا پورا انتقام شمالی سلطنت سے لے لیا۔

ملک منبر کی فتوحات

مغلوں نے جو علاقہ چھین لیا تھا بھر سے حاصل کرنے کی ملک منبر نے جدوجہد شروع کر دی۔ مغل سرداروں کی باہمی رنجشوں اور بزدلی کی بدولت اسے فتح پر فتح حاصل ہوتی گئی اور غنیم کا برا حال ہو گیا۔

خان خاناں

1608ء میں جہانگیر نے خان خاناں کو خود اس کی درخواست پر بارہ ہزار فوج کی کمک کے ساتھ اعلیٰ کماندار کی حیثیت سے دکن روانہ کیا۔ (9) لیکن وہ بھی اپنے ماتحتوں کو قابو میں نہ کر سکا۔

شریف خاں

ہم آہنگی اور احکام کی بہتر تعمیل حاصل کرنے کی غرض سے جہانگیر نے درجہ اول کے امیر شریف خاں کو دکن روانہ کیا۔

(8) مرنالے۔ رانز آف دی مراٹھا پاور۔ باب نم

(9) جہانگیر (راجہ جیو راج) جلد اول صفحات 149، 153 تا جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 60 (الف) اقبال نامہ صفحات 34، 35، خانی خاں جلد اول صفحہ 259 کلیدون صفحہ 18۔ خان خاناں نے لکھ کر دیا تھا کہ اگر میں اس کام کو دو سال کے اندر پورا نہ کر دوں تو میں قصور وار ہوں مگر شرط یہ ہے کہ دکن میں جو افواج موجود ہیں اس سے علاوہ بارہ ہزار فوج کو دی جائے اور دس لاکھ روپیہ اخراجات کے لیے۔

(ہے) یہ صاف ظاہر تھا کہ شان و شوکت تو شہزادہ کی ہے لیکن حکومت خان خاناں کی۔ (12)
صورت حال بدستور پرانے دھرے پر چل رہی تھی۔ مغل افسران ایک دوسرے کی برائی کرتے رہے۔ دکنی ہیٹھ سے زیادہ طاقت کے ساتھ جتے تھے۔ آصف خاں نے بادشاہ کی موقعہ پر موجود ہونے کی تجویز کی۔ جہانگیر نے اس تجویز پر غور کیا مگر خود اپنی فوجی قابلیت اور خوشدلی اہل دربار کے اصرار سے مجبور ہو گیا اور دکن کے حالات سدھارنے کے لیے خان جہاں کی پیش کش منظور کر لی۔ (13)

خان جہاں لودی کا تقرر

خان جہاں لودی باپ خان لودی جو اس کا پہلے نام تھا۔ آگرہ کے قدیم حکمران کے خاندان کا تھا اور اکبری عہد کے ایک مشہور جنگی ماہر دولت خاں لودی کا بیٹھلا لڑکا وہ اپنے بچپن میں اپنے باپ سے لڑ گیا اور یکے بعد دیگرہ راجہ مان سنگھ، شہزادہ دانیال اور شہزادہ سلیم کی ملازمت کی۔

اس کی سیرت

اس کی جنگی صلاحیتوں نے جلد ہی اسے نامور کر دیا۔ جہانگیر کی حکومت کے دوسرے سال اسے تین ہزار ذات اور ڈیڑھ ہزار کا منصب اور صلاحیت خاں کا خطاب عطا ہوا اور فرزند کہلانے کا امتیاز حاصل ہوا۔ 1608ء میں اسے خان جہاں کا خطاب اور پانچ ہزار ذات و سوار کا منصب ملا۔ شاہی مقررین میں چند ہی امر ایسے تھے جن کا اتنا سونگ ہو۔ (14)

1610ء میں جب وہ دکن روانہ ہوا تو اس کے ساتھ بھر سنگھ دیو شجاعت خاں اور راجہ بکرماجیت جس کے ماتحت چار ہزار سے زائد سوار تھے اور سیف خاں بارہہ، حامی بی آذربک سلام اللہ عرب اور دوسرے افسران جو تقریباً سات ہزار شاہی رسالہ کے دست کے انچارج تھے اس کے ہمراہ تھے۔ محمد بیگ بطور بخشی کے ساتھ تھا جو آخر اہلبت کے لیے دس لاکھ روپیہ لیے تھا اور فدائی خان کو بطور سفیر بھیجا اور روانہ کیا گیا۔ (15)

مغلوں کو شکستیں

برہان پور پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ مغلوں کو کئی سخت شکستیں ہو چکی ہیں۔ خان خاناں نے 1610ء کے بارش کے موسم میں غنیم پر اچانک حملہ کا منصوبہ بنایا تھا اور برہان پور سے اپنے حملہ کے قلعہ لال قلعہ اب بالکل شکست حالت میں ہے۔

(12) رد صفحات 91، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(13) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 161-163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(15) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 161-163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650،

مقبول مشورہ کے برخلاف ناکافی رسد لے کر تیزی سے روانہ ہوا اور احمد نگر پر یکایک حملہ کر دیا۔ ملک غنبر ایسا بے خبر نہ تھا کہ وہ اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے کھو دیتا۔ اس نے اپنے تیز رفتار اٹھارہ سالہ کو خیم کو پریشان کرنے پر مسلط کر دیا اور مخلوں کو دھوکہ دے کر ناموار پہاڑیوں اور دروں کی طرف لے آیا اور ان کی رسد کا راستہ بند کر دیا اور فوج سے ادھر ادھر جانے والوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ قحط نے بکثرت آدمیوں، گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو ختم کر دیا۔ مغل افسروں نے کھلم کھلا خان خانان پر تالا لٹقی، جلد بازی اور غداری کا الزام لگایا جو انتہائی لچاری میں ایک توپیں آئینہ صلیح نامہ پر دستخط کر کے برہان پور واپس آ گیا۔ (16)

اس شکست سے احمد مگر ہاتھ سے جاتا رہا جسے دکنیوں نے بہت دن سے محصور کر رکھا تھا اور مغل کمانڈر خواجہ بیگ صفوی خان خاناں کی طرف سے کمک آنے کے انتظار میں بڑی بہادری سے مدافعت کر رہا تھا۔ وہ اب بھی جہاز ہتا مگر میدان جنگ کی شکست نے اس کی قلعہ بند فوج کا دل توڑ دیا اور اس نے مجبور ہو کر برہان پور سے بھگافت چلے جانے کی شرط پر قلعہ حوالے کر دیا۔ (17)

خان جہاں نے یہاں پہنچ کر خان خاناں پر اعتراض کرنے والوں کا ساتھ دیا اور اسے واپس بلانے اور اس کی جگہ پر خود مکائد ارمانے پر اصرار کیا اور دو سال کے اندر احمد معمر اور بیجا پور کو فتح کر لینے کا مزہ لیا۔ جہاگیر نے تجویز کو مان لیا اور خان اعظم کو خان جہاں کی مدد کے لیے روانہ کیا اور مہابت خاں کو شکست کے اسباب کی تحقیق اور خان خاناں کو حاضر بار کے لیے بھیجا ہر طرف سے لعن طعن کی پکڑ نے جہاگیر کا دل بھی برا کر دیا۔ اور اس نے اپنے سابق اتالیق خاں خاناں کی پزیرائی بڑی سردمہری سے کی۔ (18)

خان اعظم معقول تعداد کی کمک کے ساتھ جس میں دو ہزار احمی اور دس ہزار سپاہی اور خاں عالم فریدوں خان برلاس، یوسف خاں، علی خاں نیازی، قلیاں جیسے بہادر افسران تھے اور اخراجات کے تیس لاکھ روپیہ لے کر خاں جہاں کے پاس پہنچا۔ (19) لیکن پرانی مشکلات بدستور موجود تھیں جن کا وہی تباہ کن نتیجہ ہوا۔ مثل فوج چھاپہ مار جنگ کے لیے نئے طریقہ کو اپنانے سے قاصر رہی، اس کے افسران دشمن کا مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر الزام لگانے میں زیادہ لطف حاصل کرتے تھے اور ملک غنبر کی ذہانت سے وہ ٹکر نہ لے سکے۔ خاں جہاں نے اپنے حسب معمول جوش اور قابلیت سے جان فشان کی مگر اس کا غرور بہت جلد ٹوٹ گیا۔

زبردست جملہ کا منصوبہ

اب حکومت نے احمد نگر پر حملہ کا زبردست منصوبہ بنایا۔ عبداللہ خاں کو جو میوہ لڑکی مہم کے کارناموں کا تازہ تجربہ لیے ہوئے تھا کجرات کی گورنری پر مقرر کیا گیا اور یہ ہدایت کی گئی کہ چودہ ہزار کی فوج تیار کر کے ناسک اور ترمبک کی طرف روانہ ہو۔ اسے ان فوجوں سے رابطہ رکھنا تھا۔ جو خان جہاں لودھی، راجہ مان سنگھ اور امیر الاسرا کی ماتحتی میں برابر اور خاندیش کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ انہیں غنیم کو چاروں

(۱۶) جہانگیر (راجہ سوہجہ راج) جلد ہول صفحہ ۱۷۹۔ اقبال نامہ ۲۶۱، ۲۶۲ خانی خان جلد ہول صفحات ۲۶۱، ۲۶۲۔

(17) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 182۔ اقبال نامہ صفحات 38-39 غازی خاں جلد اول صفحات 261، 262۔

(18) جہانگیر (راجہ سوہیہ راج) جلد اول صفحات 178-180 گلدان صفحہ 22۔

(19) جمہانگیر (راجہ جیو مورخ) جلد اول صفحات 183-184، اقلہ، ص 45، ج 1، ص 11۔

طرف سے گھیر کر چاہ کر تھا۔ (20)

خان جہاں اور مان سنگھ توروانہ ہو گئے۔ لیکن عبداللہ خاں نے فرور میں سرشار خود اپنے لیے عسکت حاصل کرنے کے شوق میں اپنے ماتحت افسروں کے مشورے کے برخلاف اپنی نقل و حرکت کا شہل کی فوج کے ساتھ رابطہ نہیں رکھا۔ اسے یہ گھمنڈ تھا کہ خود اس کی قابلیت اور اس کی فوج کافی ہے وہ گھاٹ کی پھاڑیاں پار کر کے قنیم کے ملک میں داخل ہو گیا۔ ملک جبر نے فوراً اپنے چھاپہ بردستوں کو روانہ کیا کہ اسے دھوکہ دے کر ناہموار پہاڑیوں اور ناقابل گزر جنگلوں اور گھاٹیوں کی طرف لے آئیں۔ مظلوم نے ابھی تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ تیز رفتور سواروں کی تعداد برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی رسد کا راستہ بند کر دیا گیا اور ان کا سامان لوٹ لیا گیا، ان کے لوٹ پکڑ لیے گئے اور ان پر جتھ پھولوں اور گولیوں کی بارش ہونے لگی۔ بہت سے آدمی قنیم کے ہاتھ لگ گئے جن کے انہوں نے ناک کان کاٹ لیے۔ مراٹھوں کو آنے سانسے لڑائی پر لانا یا ان سے بچنا ممکن نہ تھا۔

عبداللہ خاں کی جلد بازی کا نتیجہ

عبداللہ خاں جب دولت آباد پہنچا جو دکنی افواج سے رابطہ کا مقام تھا تو اس نے اپنی حالت کو ناگفتہ بہ پایا۔ اس کی حماقت کا نتیجہ سب پر ظاہر ہو گیا اور اس نے پسپائی کا ارادہ کیا اور صبح ہوتے ہی اس کی فوجوں نے وہاں شروع کر دی مگر انہیں بری طرح پریشان کیا گیا اور کئی بہادر افسر جیسے علی مردان خاں اور ذوالفقار بیگ راستہ ہی میں ختم ہو گئے اور جب وہ احمد نگر کی سرحد پار کر کے بگلانہ کے دوستانہ علاقہ میں پہنچے تو شاہی افواج نے اطمینان کی سانس لی۔ اور پھر وہاں سے وہ گجرات واپس ہوئے۔ (21)

جہانگیر کی سخت ناراضی

ان واقعات کی خبر پا کر برادر کی فوج شہزادہ پرویز کی جائے قیام عادل آباد کو واپس ہو گئی جو برہان پور سے قریب تھا۔ اس زبردست حملہ کی ناکامی سے جہانگیر سخت غضبناک ہوا اور سارے افسروں اور خاص کر عبداللہ خاں پر سخت ملامت کی۔ ایک مرتبہ پھر اس نے میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کیا مگر یہ ارادہ بدل دیا۔ (22)

خان خاناں کا پھر تقرر

اب ہر شخص کو خان خاناں کی قدر معلوم ہوئی۔ صورت حال پر غور کرنے کے لیے جو مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ اس میں خواجہ ابوالحسن نے کہا کہ جس پرانے افسر پر ناحق غدار کی کاہل م لگایا گیا اس سے بڑھ کر دکن کے معاملات پر کسی اور کو عبور نہیں ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی ان کا حل کر سکتا ہے۔ چنانچہ

(20) جہانگیر (راج سہ پور راج) جلد اول صفحہ 219۔

(21) جہانگیر (راج سہ پور راج) جلد اول صفحہ 219-221 قبل از صفحہ 65، 66 خاں جلد اول صفحہ 273

276 گڈون صفحہ 25۔

(22) جہانگیر (راج سہ پور راج) جلد اول صفحہ 221۔ قبل از صفحہ 67۔ تا الاسر (راج سہ پور راج) جلد اول صفحہ 99۔

جہانگیر نے پھر اسے چہ ہزار کا منصب دے کر دکن کی افواج کی اعلیٰ کمان پر مقرر کیا اور اسے ایک اعلیٰ درجہ کی خلعت، اور ایک سر صبح مخمر، ایک خاص ہاتھی اور ایک عراقی گھوڑا عطا کیا اور اس کے لڑکوں شہ نواز خاں، داراب خاں اور رحمان داد کے منصب بڑھا دیئے۔

آصف خاں اور امیر الامرا کا انتقال

خان خاناں

1612ء میں پھر دکن پہنچا اور اپنا راستہ صاف پایا۔ (23) آصف خان جعفر بیگ کا برہنہ پور میں ایک طویل تکلیف دہ بیماری سے انتقال ہو گیا اور امیر الامرا کا 1612ء میں پرگنہ نہیل پور میں انتقال ہو گیا۔ اگلے سال خاں معظم کو خود اس کی استدعا پر میواڑ کے محلہ پر تبدیل کر دیا گیا اور اگلے سال راجہ مان سنگھ بھی دنیا سے سدھ گئے۔ (24)

خان خاناں نے حالات کو سدھار لیا

ایک طرف تو خان خاناں کو اندرونی خلفشار سے کچھ سکون حاصل ہوا اور دوسری طرف قنیم کے محلہ میں لڑنے والے نکلش سے رخنہ پڑ گیا۔ خان خاناں نے خود ان کی حاصصت کو بھڑکانے میں پوری کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی ممتاز دکنی سردار جیسے آدم خاں، بیاقوت خاں، جادو رائے، باپو کاتیا، شہ نواز سے مل گئے جو بالاپور میں مغل افواج میں کماندار تھا۔ ملک مہر نے بھاپور اور گوکٹنڈہ سے اتحاد کر لیا مگر اس کے اسروں کی غداری نے اسے بہت کمزور کر دیا۔ دوسری طرف مغلوں کو پچھلی شکستوں کے تجربہ پور قنیم کو چھوڑ کر آنے والوں سے بہت قانعہ ہوا۔ شہ نواز خاں احتیاط کے ساتھ آگے بڑھا اور راستہ میں دکن کے ایک چھوٹے سے فوجی دستہ کو شکست دے دی اور پھر حمہ قنیم کی افواج پر ٹوٹ پڑا۔ جنگ سہ پہر کو شروع ہوئی اور دو گھنٹہ تک شدت سے جاری رہی۔ شاہی ہر پول دستہ نے جو داراب خاں کی کمان میں تھا پور جس میں ہیر سنگھ دیو، رائے چند، علی خاں تانار اور جہانگیر علی بیگ جیسے نامی سردار شامل تھے۔ نمایاں کارنامے انجام دیے۔ بالآخر دکنی منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے۔ شاہی فوج نے چند میل کا تعاقب کیا اور ان کے کئی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور سارا توپخانہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور تھو پھول سے لہے ہوئے لوٹ اور اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا اور شام کے اندھیرے میں اپنے کیمپ واپس آگئے اگلے دن انہوں نے کھڑکی پر دھوا کر لیا اور عمارتوں کو ڈھانپا اور شہر کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا چونکہ یہ اندیشہ تھا کہ دکنی دوبارہ منظم ہو جائیں گے اس لیے شاہی فوج روچن کھنڈرے سے ہو کر اپنے کیمپ واپس آگئی۔ (25)

خان خاناں نے اس دوسری جہم میں مغل وقار کو جزوی طور پر بحال کر دیا مگر اس کے انصران اب بھی قتل ہو رہے تھے۔ وہ 1616ء تک اعلیٰ کمان پر قائم رہا اور امرتار کے ساتھ کھارٹا سے انجام دیئے،

(23) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحہ 221۔ اقبل نامہ 67 صفحہ 276۔

(24) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 222، 223، 231، 234، 266۔ اقبل نامہ صفحہ 67 صفحہ 276۔

(25) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 311، 314، 31۔ اقبل نامہ صفحات 83، 87 صفحہ 282۔

285، ناظر الامرا (جیورج) جلد اول صفحہ 57۔ خان خاناں کی جہم کے کھارٹا میں کے ساتھ پور انصاف نہیں کیا ہے۔

پھر بھی دمگی رشوت میں ملوث ہونے کا الزام لگایا گیا۔ شہزادہ خرم کو بڑا اشتیاق تھا کہ وہ دکن کی مہم کو فاتحانہ انجام دے۔ خصوصاً اس خیال سے کہ پرویز نے وہاں سخت بدنامی حاصل کی تھی۔

شہزادہ خرم دکن کی کمان پر

چنانچہ نور جہاں کے گروہ نے یہ انتظام کیا کہ پرویز کو الہ آباد تبدیل کر دیا اور خان خانان کو واپس بلا کر دکن کی مہم شہزادہ خرم کو سپرد کر دی۔ (26)

یہ بھی طے کیا گیا کہ بادشاہ کو اپنا مستقر مالوہ کو دار السلطنت مانڈو میں قائم کرنا چاہئے جو مقام جنگ کے قریب ہے۔ اکتوبر 1616ء کے شروع میں خرم کا ڈیرہ خیمہ اجیر سے دکن کو روانہ ہوا۔ شروع نو مہر میں اسے شاہ کا خطاب دیا گیا جو اس سے پہلے خاندانہ تیمور کے کسی شہزادہ کو نہیں ملا تھا۔ اعزاز اور تحفوں سے لدا ہوا امستراسر کی جماعت اور ایک زبردست فوج کے ساتھ شہزادہ دکن کے لیے روانہ ہوا۔ دربار مورخ معتمد خاں کا ایک ہزار ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب دے کر بخشی مقرر کیا گیا۔ (27)

جہانگیر کی اجیر سے روانگی

شکل 10 نومبر 1616ء (یکم ذی قعدہ 21 آبان) کو ٹھیک درباری منہجوں کی حشیہ ساعت بتائی ہوئی پر بادشاہ اپنے اہل حرم اور لاکھ دربار کے ساتھ روانگی کے لیے تیار ہوا۔ اس دن بھی وہ تھکے لیے

(26) سر طاسر دو (جلد دوم صفحات 278، 279) انگریزی سفر نامی عام خیالات کا حامی ہے کہ "خان خانان یقیناً دکن میں اس کے ساتھ ساتھ کرنا تھا جن سے اسے پیش ملتی تھی" رونے خان خانان کی واپس طلی اور شہزادہ خرم کی دکن میں تینائی کے متعلق ایک عجیب روایت بیان کی ہے جو اس وقت مشہور رہی ہوگی مگر جس کی کوئی مدد بخشی سند نہیں ہے۔

اس نے لکھا ہے کہ "بادشاہ کو شہزادہ خرم کی مدد ملنی اور گروہ بندی اور اس کے دوسرے بھائیوں کی خوشامیختی طم قہور نیز خان خانان کی قوت کا اس لیے اس نے سب کو خوش کرنا چاہا اس طرح کہ صلح نامہ کو منظور کرے اور خان خانان کو اس کے موجودہ منصب پر قائم رکھے۔ چنانچہ اس مقصد سے اس نے ایک عنایت آمیز خط لکھ کر مصالحت کی نشانی کے طور پر خان خانان کو ایک داسکت بھیجی لیکن اس کے رد کرنے سے پہلے اس نے اپنی ایک عزیز خانوں کو جو عمل میں اس کے ساتھ رہتی تھی اس مقصد کی اطلاع دے دی۔ اس خانوں نے خود اپنی مرضی کے خلاف (؟) خود سلطان خرم کے زیر اثر اپنی فراخ دلی سے کہ اپنے خاندان کے بڑے کو تمام خوبیوں کے باوجود اسے مذہب کی حالت میں دیکھ کر صاف صاف جواب دیا کہ خان خانان اس داسکت کو بھیج نہ چاہتے تھے اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ بادشاہ اس سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے زہر دینے کی کوشش کی مگر خان خانان نے اسے اس میں ڈالنے کے بجائے اپنے بیٹے پر اڑا لیا اس لیے کہ وہ یقیناً بادشاہ کی بھیجی ہوئی کوئی چیز استعمال نہ کرے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ اسے بھیجے سے پہلے خود اپنے پورے ایک گھنٹہ تک آواز دے گا اور وہ خط لکھ کر اس کی شہادت دے سکتی ہے۔ خانوں نے جواب دیا کہ وہ اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنے کے لیے دونوں میں سے کسی کا انتخاب نہ کرے گا لیکن اگر وہ سکون کے ساتھ اپنے عہد پر قائم رہے تو صدق دل سے بادشاہ کی خدمت کرے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے لاکھ لاکھ سلطان خرم کو حریف فوج کے ساتھ دکن بھیجے کا فیصلہ کیا۔ "دو جلد دوم صفحات 279، 280۔

(27) جہانگیر (راج سر دیو راج) جلد اول صفحات 338، 339۔ اقبل نامہ صفحات 90، 91 خانانی جلد اول صفحہ 288۔

رونے (صفحات 319، 320) خرم کو جو کھور دی گئی اس کی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ روپے کیا ہے اور جو ٹخڑے اسے دیا گیا اس کی قیمت کا اندازہ پچاس ہزار روپے کیا ہے۔ شہزادہ اسی گاڑی میں روانہ ہوا جو اس کی جہانگیر کو غزنی ہوئی گاڑی کی طرح تھی۔ شہزادہ گاڑی کے بیچ میں بیٹھا جو دونوں طرف کھلی ہوئی تھی۔ اس کے خاص امرا اخیر تک جو چار میل کے فاصلے پر تھا اس کے ساتھ پیادہ چلے۔ شہزادہ کے آگے پیچھے لوگوں کا جھوم تھا ان پر شہزادہ چوٹی کے بکے چمک رہا تھا اور اپنا ہاتھ اس نے ہوا کر کو چان کے ہاتھ میں سورد پے رکھ دیا۔

اور دینے کے لیے جبرودک میں بیٹھا۔ (28) اس کے بعد کا ستر سر طاس رو نے نہایت دلچسپ اور معلوماتی تحریر میں بیان کیا ہے۔ اس عینی شاہد کا بیان ہے کہ دفعہ بادشاہ افشار اور ہم دربار کی طرف چلے گئے اور قائلین پر بیٹھ کر بادشاہ کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں وہ باہر آیا اور قریب نصف گھنٹہ کے بیٹھا جب تک اس کی حرم کی بیگمات ہاتھیوں پر سوار ہو گئیں۔ باقی پچاس تھے اور سب پر نہایت قیمتی ساز تھا۔ خاص کر تین ہاتھیوں پر جن کے اوپر سونے کی بنیادیں تھیں اور باہر دیکھنے کے لیے ہر طرف تاروں کی جالی اور اوپر کھواب کی چھتری۔ اب بادشاہ زینے سے اتر اور بادشاہ سلامت کا اتنا شور ہوا کہ توپ کی آواز دب جائے۔ زینے کے نیچے جہاں میں کھڑا تھا اور ہجوم کی وجہ سے پیچھے ہٹ گیا تھا وہاں ایک شخص بہت بڑی پھللی لایا اور دوسرا شخص ایک کلف کی طرح کی سفید چیز کا برتن (یہ دی ہو گا۔ مترجم) بادشاہ نے اس برتن میں انگلی ڈالی اور پھللی کو چھو اور پھر اپنی پیشانی پر لگا دیا۔ یہ ایک حرکت کے شگون کی رسم تھی۔ ایک اور شخص تھملا لٹکائے تھا جس میں تیس تیر اور ایک کمان تھی۔ یہ تھملا دہی تھا جو ایران کے سفیر نے نذر کیا تھا۔ بادشاہ کے سر پر گڑی تھی جس پر ہنس کے پردوں کی کلفتی تھی۔ پر زیادہ نہ تھے مگر لیے تھے انہیں میں ایک طرف بغیر تر شاہواہر افلتا تھا جو اخروٹ کے برابر تھا۔ گلے میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا موتیوں کا تین لڑی کا ہار تھا جس کے موتی اتنے بڑے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے اس کے بازو بند میں ہیرے جڑے تھے اور کلائی میں کئی طرح کے زیور تھے۔ ہاتھوں میں کوئی زیور نہ تھا مگر ہر انگلی میں ایک انگوٹھی تھی۔ اس کے دستانے انگریزی ساخت کے تھے اور اس کی کمر کی پٹی سے لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے زلف کوٹ میں آستین نہ تھی اور ایک چھتری (شامیانہ) آب رواں میں باریک لون کا۔ (29) اس کے پیروں میں زر کار ہونے تلے کے جوتے تھے جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اور ان کا انکا حصہ نوک دار ہو کر پیچھے کاٹا ہوا تھا۔ اس طرح مسلح اور مرمع وہ کوچ کی طرف گیا جو اس کے لیے تیار تھی۔ اس کا انگریز ملازم ایک نرودان کی طرح نہایت قیمتی اور شوخ رنگ لباس پہنے تھا۔ کوچ میں چار گھوڑے تھے جن کا ساز زر کار عمل کا تھا۔ کوچ کی کلائیوں کا بیٹا ہوا تھا بالکل اسی نمونہ کا تھا جیسا انگلستان سے آیا تھا اور بادشاہ اس پر پہلی مرتبہ سوار ہوا تھا۔ یہ انگلستان کے بنے ہوئے کوچ سے اتنا مشابہ تھا کہ میں اس کے ایرانی عمل کے خلاف سے ہی پہچان سکا۔ (30)

بادشاہ کوچ کے آخری سرے پر بیٹھا جس کے دونوں طرف دو خواجہ سرا تھا جن کے ہاتھوں

(28) سر طاس رو جس نے اس سفر نامے کو فرد دیکھا۔ اس کا بیان ہے کہ بادشاہ جو تختہ دیتا تھا وہ ایک ریشمی تار کے زریعہ سے جو ایک پیپر پر لگا ہوا تھا۔ اس کو دیا جاتا تھا اور اسی طرح کوچ کر دیا جاتا تھا اور ایک بوڑھی بدھل موتی عورت اسے ٹھہرتی رہتی تھی۔ اسی موقع پر رو نے شاہی بیگمات کی جھک دیکھی۔ وہ گھٹتا ہے ایک طرف کھڑکی میں بادشاہ کی دو خاص بیگمات تھیں جنہوں نے باہر دیکھنے کے شوق میں جلن میں سورج کر لیے تھے میں نے پہلے ان کی انگلیاں دیکھیں اور جب انہوں نے ایک آنکھ جلن سے لگا کر دیکھا تو کچھ بعد دیگرے دونوں آنکھیں نظر آئیں۔ ذرا دیر کے لیے میں نے پورا چہرہ دیکھا۔ ان کا رنگ کسی قدر صاف تھا اور ان کے سیاہ ہلکے سے براہ کئے ہوئے تھے اور اگرچہ وہاں کوئی روشنی نہ تھی مگر ان کے ہیرے اور موتیوں کی چمک کافی تھی جب میں نے اوپر دیکھا تو وہ چھپ گئیں۔ وہ اتنی خوش تھیں کہ میں سمجھا کہ وہ میرے اوپر ہنس رہی ہیں۔ "رد جلد دوم صفحات 520-521۔"

(29) جیسا کہ فائر نے کہا ہے سینکڑوں شامیانہ ٹاپ کی گڑی ہوئی ہل ہے جو ایک ہادیک ہلکے کپڑے کا ہوتا تھا جس کی مسلمان قبائلیاں پہنتے ہیں۔ (خطوط موصوفہ لائنٹ اپنی کتب جلد اول صفحہ 29)

(30) فاس زکوہ رفس میوزیم میں کیراج کا ایک خط طاس سے سلطو ہوتا ہے کہ سر طاس رو نے اپنے دربار میں پہلے درجہ میں ہونے کے وقت جو کوچ نذر کیا تھا اس کی انگلستان میں قیمت 151 پونڈ کیلئے شنگ تھی بادشاہ نے کوچ کے ہر حصہ کو بنو دیکھا اور بہت پسند کیا (دیکھو رد جلد اول صفحات 118-119)۔

باقی ماحیرہ اگلے صفحہ پر...

میں چھوٹے چھوٹے عصائے جو حقیقی سے مرصع تھے اور ایک سفید گھوڑے کے بالوں کی چنور کھیاں جھلنے کے لیے تھیں۔ اس کے آگے غارے تھے جو زور زور سے بجائے جا رہے تھے اور کئی چھتریاں اور طرح کے عجیب قسم کے شاہی نشانات تھے جو زربلے کے بنے تھے اور ان میں بڑے بڑے حقیقی گائے تھے۔ بعض میں ہیرے اور زمرے تھے اور بعض میں صرف طبع کیے ہوئے ہیں۔ ایرانی سفیر نے بادشاہ کو ایک گھوڑا نذر کیا پیچھے تین ہائیکیاں تھیں۔ انھیں میں سے ایک کے جوڑوں اور پالوں پر سونے کی چادر چڑھی تھی جس کے سرے پر قیمتی پتھر موتی تھے۔ غلاف سرخ نخل کا تھا اور چھال میں ایک فٹ لمبی موتیوں کی لڑیاں آویزاں تھیں۔ ایک ملازم قیمتی پتھروں سے جڑا ہوا سونے کا پاند ان لیے تھا اور دوسرے پاند ان رنگی زربلے کے حاشے کے تھے۔ ان کے پیچھے ایک انگریزی کوچ تھی جسے نئے سرے سے سہا اور آراستہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ایک تیسری کوچ نخلی ساخت کی تھی جو میرے خیال میں ہند کی نہ تھی۔ اس پر بادشاہ کے چھوٹے لڑکے سوار تھے۔ اس کے پیچھے تقریباً بیس ہاتھی تھے جو بادشاہ کی سواری کے لیے فاضل رکھے گئے تھے۔ ان کا ساز اور زیور اتنا بھاری تھا کہ انھیں دھوپ کی پردہ نہ تھی۔ ہر ہاتھی ہر قسم کے زربلے، گھٹ ساٹن اور کتان کے جھنڈے تھے۔ شاہی امرہ پیدل ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ میں بھی چھانک تک پیدل گیا اور بھر انگب ہو گیا۔ شاہی بیگت جو اپنے ہاتھیوں پر تھیں نصف میل پیچھے چلتی تھیں۔ جب بادشاہ اس دروازہ تک پہنچا جہاں اس کا لڑکا قید تھا تو اس نے کوچر کو انی اور لڑکے کو بلایا جس کی داڑھی بڑھ کر کرک تک پہنچی تھی جو ناراضی کی علامت تھی۔ بادشاہ نے اسے ایک فاضل ہاتھی پر سوار ہونے کا حکم دیا اور اس طرح وہ بادشاہ کے برابر چلا جس پر تمام لوگوں نے خوشی کا غرہ لگایا اور ان کے دل نئی امیدوں سے بھر گئے۔ بادشاہ نے اسے ایک جڑو روپیہ غریبوں میں تقسیم کرنے کے لیے دیا۔ اس کے جیل کا کمرہ آصف خاں اور سارے بڑے بڑے لوگ پیدل تھے۔ میں جھوم کے دباؤ اور زحمت سے بچنے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور لشکر کو پار کر کے بادشاہ سے پہلے پہنچ گیا اور بادشاہ کے اپنے خیمے تک پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ بادشاہ ہاتھیوں کی قطار کے بچے سے نکلا سب ہاتھیوں کی طرف زینے لگے تھے۔ چاروں کوئوں پر کتان کے جھنڈے تھے۔ سامنے ایک گوبچن تھا جس میں ایک گولہ نہیں کے گیند کے برابر لنگ رہا تھا اور اس کے پیچھے تو بچی قتل ہاتھی تقریباً سو کی تعداد میں تھے اور امرہ کے ہاتھی جو ان کے پیچھے تھے ان کی تعداد چھ سو تھی اور سب غل یا

(بڑے صلو حاشیہ..... 30) بادشاہ نے انگریزی کوچ کا سردار بھی کپڑا ہوا اور اس کی جگہ ایک بہت قیمتی زرد کپڑا۔ لمبی پھولوں سے کڑھا ہوا چادر عادی جن کے پھولوں کا رنگ نہایت ہی موزوں تھا اور جو ہر ایک کتے ہونے لگے اور بجائے بھل کی کیوں کے چاند کی کلیں جڑو لٹس میں پر وہ ہر اٹھ قتلہ دونوں کوچوں کو گھوڑوں اور سارے آراستہ کر کے ہدی ہدی ان پر سواری کرتا تھا اور انگریز کوچ ان کو اپنے خیمے کے لیے لے کر لیا اور اسے قیمتی کپڑے اور بھاری بخش دی اور اگرچہ وہ اسے ان میں سے کسی کوچ پر نہیں لے جاتا تھا مگر اسے کم از کم دس پونڈ انعام دیا تھا جس سے کوچہ ان بہت دولت مند ہو گیا تھا۔ اگر اسے جلد موت نہ آجائی تو وہ اس بڑی ملازمت پر برابر قائم رہتا۔ (نہری صلو 305)

کوچہ کا نام قاضی نے قاضی کیراج کے خط کی سند پر دلیم جھیل بتایا ہے۔ وہ پہلے لارڈ کارنل اور لارڈ شپ کو دینری لیلہ کا ملازم تھا اور ہادی بادشاہت مورخ 3 جنوری 1615ء قاضی نے لفظ آفس کے کاغذات کی سند پر اس بڑی بخش کی مقدمہ لڑنے دو روپیہ روزانہ بتائی ہے۔

جہانگیر نے اپنے جنوب کے سفر میں کوچ کی سواری اس بندو رسم کے بموجب کی تھی کہ بادشاہ اور بڑے لوگوں کو فوجی مجب پر جاتے ہوئے مشرق کی طرف راحت والے ہاتھی پر، مغرب کی طرف ایک رنگ کے گھوڑے پر اور شیل کی طرف سپاہی یا دلی پر اور جنوب کی طرف تھ یا بیل پر جانا چاہئے۔ جہانگیر راجس ویجورج (جلد اول صلو 340)۔

زردوزی کی جھول تھی اور ان کے اوپر دو یا مین سنہرے جھنڈے تھے۔ راستہ میں متعدد بستی آگے آگے
 منگلوں سے پانی چمڑک رہے تھے۔ کوئی گھوڑا یا آدمی دو فرلانگ تک بادشاہ کے قریب نہیں جاسکتا تھا۔ بھوجان
 اسراہ کے جو ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چنانچہ میں جلدی سے خیمہ کے پاس پہنچ گیا کہ بادشاہ کے
 سواری سے اترنے پر آداب بجالاؤں۔ خیمہ کے چاروں طرف تقریباً ایک انگریزی میل کے احاطہ میں
 مختلف قسم کی بلند قاتوں کی دیوار کھینچی تھی جو مونے کپڑے کی تھیں اور باہر کھلے سرخ اور طرح طرح
 کے نقوش سے مزین تھیں اور ایک خوبصورت دروازہ تھا۔ ان قاتوں کی بلیوں کے سرے پتیل کے
 تھے۔ مجمع بہت تھا۔ میں نے اندر جانا چاہا مگر کسی کو اجازت نہ تھی۔ ملک کا بوسے سے بڑا آدمی دروازے پر
 بیٹھا تھا۔ مگر میں نے کچھ رقم دی تو مجھے اندر جانے دیا گیا۔ اس دربار کے درمیان میں ایک سیپ کا ٹکا ہوا تخت
 تھا جو دو ستونوں پر زمین سے اونچا کیا گیا تھا اس کے اوپر ایک بلند شامیانہ تھا اور بلیوں کے سرے پر سونے کی
 موٹھ تھی اور زرہت کی چھتریاں تھیں اور فرش پر قالین بچھا تھا جب بادشاہ خیمہ کے قریب آیا تھا تو
 چند اسراہ اور ایرانی سفیر اندر آئے۔ ہم ایک دوسرے کے قریب اس طرح کھڑے ہوئے کہ بیچ میں ایک
 راستہ بن گیا بادشاہ نے داخل ہو کر مجھ پر نظر ڈالی اور میں آداب بجالایا مگر اس نے ایرانی سفیر کی طرف
 اشارہ کیا میں زینہ تک اس کے پیچھے پیچھے گیا سب لوگوں نے مبارک سلامت کی صدا بلند کی اور ہم سب اپنی
 اپنی جگہ پر بیٹھ گئے بادشاہ نے پانی مانگا اور ہاتھ دھوئے اور اندر چلا گیا۔ شاہی عیادت دوسری طرف اپنے خیمہ
 میں چلی گئیں اس احاطہ میں خیموں کے تقریباً تیس قطعات تھے۔ سارے اسراہ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے
 جو نہایت خوبصورت تھے کچھ سفید اور کچھ ہنر اور کچھ لٹے چلے۔ اور سب مکالموں کی طرح آراستہ تھے ایسا
 بے نظیر شاندار منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ساری دواوی ایک خوبصورت شہر مظلوم ہوتی تھی جہاں کوئی
 سامان بے ترہی سے نہیں رکھا تھا اور نہ کوئی پھل پرانہ کپڑا سامان کے ساتھ خللا ملتا تھا۔ میرا لباس وغیرہ
 اس مجمع کے مناسب نہ تھا اور میں اپنے دل میں شرمندہ تھا لیکن میرا بیانی سال کا مشاہدہ بھی مجھے ایک معمولی
 ایسا لباس مہیا نہیں کر سکتا تھا جو دوسروں کے ساتھ کپ سکے کہ ہر ایک کے پاس وہ ہر انسانانہ تھا اور ہر روز
 جب بادشاہ بیدار ہوتا تھا لباس بدلا ہوا ہوتا تھا چنانچہ میں اپنے خیمہ میں چلا گیا۔ (31)

(31) درجہ دوم صفحات 329-328 کے پاری بھری نے جاگیر کے شاہی کپ کا مصلح مل لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے: وہ بیٹیا
 نہایت شاندار تھیں کہ ہر وہ شخص جس نے بے شمار خیموں کو دیکھا ہو اور شہر میں ایک دوسرے کے پاس کبھی نہ ہوئی دیکھی
 ہوں اعتراف کرے گا اس لیے کہ یہ سب مل کر ایک شاندار خوبصورت شہر مظلوم ہوتا ہے۔ یہ سب نیچے جب پاس پاس
 نصب ہوتے ہیں تو اتنی وسیع زمین کا احاطہ کرتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ ایک سرے سے دوسرے تک کم و کچھ انگریزی
 میل کے رقبہ میں ہوں گے۔ کسی پڑی پر سے دیکھنے میں جہاں سے یہ سب نظر آئیں نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔
 اس لشکر میں بادشاہی کپ میں چتے نصب ہیں وہ بیختر سفید ہیں جیسے ان کے کینوں کے پاس لیکن محل کے نیچے
 سرخ ہیں اور جن بلیوں پر وہ نصب ہیں دوسروں سے بہت اونچی ہیں۔ یہ نیچے کپ کے وسط میں نصب ہیں اور دو سجہ پر ہیں
 اور ہر طرف سے نظر آتے ہیں اور بیٹیا وہ بہت کشادہ ہوں گے جن میں بادشاہ اس کی بیگمات اور خیر خواہوں اور خواجہ سراؤں کی
 گھاٹیں ہوگی۔ آگے کی طرف باہر دنی حصہ میں جو بادشاہ کے خیمہ کے اندر مچھن ہے وہ بہت وسیع ہے جس میں بادشاہ رات کو
 سات گھنٹہ توجہ کے درمیان داخل ہوتا ہے اور جسے مصلحانہ کہتے ہیں۔

شاہی خیمہ کے چاروں طرف قاتیں گھری ہیں جو ہلکے پردوں کی طرح ہیں اور لٹنی جاسکتی ہیں۔ یہ قاتیں نو دست
 اونچی ہیں اور مضبوط پھینٹ کی بنی ہوئی ہیں اور ان کا مشیہ بھی اسی کپڑے کا ہے اور جو چوڑی پٹیہ سے مضبوط کردی گئی ہیں لیکن
 باہر کی طرف ان کی حفاظت سسٹا سپاون کا ایک دست کرتا ہے جو رات دن بہرہ دیتا ہے۔ شاہی اسراہ کے نیچے بھی دو سجہ ہیں جو اس
 (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر....)

دیورانی میں مقام

دیورانی (32) دیورانی کے مقام پر سات دن قیام ہوا۔ رام سیر میں جو نور جہاں بیگم کی جاگیر ہے ایک شاندار ضیافت کی گئی۔

بادشاہ کی جد روپ سے ملاقات

دوسرا قابل لحاظ مقام امین کے قریب تھا۔ بادشاہ مشہور ہندو درویش جد روپ سے ملنے چوتھائی میل پیدل گیا۔ درویش ایک کھوہ میں رہتا تھا۔ (33) جہاں نہ چٹائی تھی نہ پیال اور نہ وہ سخت سے سخت سردی میں بجز ستر ڈھانکے کے ایک چھتھرے کے کوئی کپڑا پہنتا تھا۔ وہ تاپنے کے لیے کبھی آگ نہیں جلاتا تھا اور ہمیشہ قریب کے ایک تالاب میں دن میں دوسرے دن نہاتا تھا۔ دن میں ایک مرتبہ وہ امین کے شہر میں جاتا تھا اور سات برہمن خاندانوں میں سے اسے اپنی پسند سے تین خاندانوں میں جاتا تھا اور ان کا تیار کیا ہوا کھانا پانچ لقمے بغیر چپائے ہوئے کھا لیتا تھا۔ اس زمانہ کی ایک تصویر موجود ہے۔ جو شاید اجیر میں بادشاہ کی فرمائش پر تیار کی گئی تھی جس میں اس درویش کو دہلا پٹلا آدمی دکھایا گیا ہے جس کے چہرے پر دماغی قوت اور روحانی بندگی کی چمک ہے۔ وہ غلوت پسند تھا اور شاذ و نادر ہی لوگوں کی صحبت میں باہر آتا تھا۔ علیت اور پاکبازی اور ریاضت میں اس نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی۔ اس نے (فلسفہ کے چھ سلسلوں میں سے ایک سلسلہ) کو یہ انت پر عبور حاصل کر لیا تھا جسے باخبر بادشاہ نے تصوف کا ایک سلسلہ کہا۔ اکبر اعظم نے 1601ء میں دکن سے آگرہ جاتے ہوئے اس درویش سے ملاقات کی تھی اور اسے خوب یاد رکھا تھا۔ جہاگیر نے کئی گھنٹہ تک اس سے گفتگو کی اور اس سے بہت متاثر ہوا۔ (34)

(بقیہ حاشیہ.... 31) کے چاروں طرف نصب ہیں۔ لشکر پھر میں سارے نیچے اس طرح قاعدے سے نصب ہیں اور لکڑی تزیین سے ہیں کہ جب ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں تو ان عارضی مکانوں کے بچے سے سیدھے چلے جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی جگہ موجود ہیں اور مختلف راستوں اور پڑاؤوں سے بادشاہ کے خیموں کے حساب سے راستہ معلوم کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ بھی بٹائے نہیں گئے۔ واضح نوٹ اٹھایا صفحات 398-401۔ (32) متن میں دیورائے ہے لیکن پورنیکا بیان ہے کہ اٹھیا آفس کے مخطوطہ نمبر 305 میں دیورانی ہے۔ یہ قطعی طور پر کہا گیا ہے کہ شہزادہ خرم نے میواڑ کی فاتحانہ ہم سے واپسی میں دیورانی میں قیام کیا تھا۔ یقیناً اس موقع پر جہاگیر نے اسی میدان میں قیام کیا ہوگا۔ تاثر جہاگیر میں دیورانی ہے اور گھڑ دن نے بھی اسی کی نقل کی ہے۔ (صفحہ 111)

(33) اس کھوہ کی گنجائش کے متعلق مختلف بیانات ہیں جہاگیر (صفحہ 1356) کا بیان ہے کہ اس کا دائرہ 5½ گز (ایک گز کے تہائی سے ذرا زیادہ) اور چوڑائی 3½ گز (ایک گز کا چوتھائی پانچواں حصہ)۔

اقبل نامہ (صفحہ 94) نے ذرا اختلاف کیا ہے۔ تاثر الاسرار (صفحہ 574) نے اسی کی نقل کی ہے۔

(34) جرجل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی جولائی 1919ء صفحات 389-393 ذکر کردہ سواری کے خیال میں یہ تصویر منغل فنکاری کا بہترین نمونہ ہے۔ ابو الفضل (آئین جلد اول صفحہ 339) نے اسے دوسرے درجہ کے دردیشوں میں شمار کیا ہے۔ ”جو دل کے اسرار سمجھ سکتے ہیں“ جہاگیر نے چند دن بعد پھر اس سے ملاقات کی اور لکھی گئی اس کی صحبت میں گزراے (راجا سید پور پنج جلد اول صفحہ 359)۔

اقبل نامہ نے اس کا نام اچھا روپ لکھا ہے اور تاثر الاسرار نے بھی یہی نام لکھا ہے۔
روسنے (جلد دوم صفحہ 380) اپنے سفر نامہ 21 فروری 1617ء کی تاریخ میں یہ اندراج کیا ہے۔ ”بادشاہ سوار ہو کر امین کے ایک درویش سے ملے گیا جو ایک پہاڑی پر رہتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کی عمر 300 سال کی ہے۔“
اس بزرگ کے متعلق کئی افسانے مشہور تھے۔ عام طور سے وہ تین سو سال کی عمر کا کہا جاتا ہے۔ (رد صفحہ 380) جرجل

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

مانڈو میں داخلہ

چار ماہ کے آرام کے ساتھ سفر کے بعد شاہی قافلہ 6 مارچ 1617ء تک مانڈو میں داخل ہوا اور ان عالی شان عہدوں میں قیام کیا جو ماہر تعمیرات عبدالکریم نے حال ہی میں تین لاکھ روپیہ کے خرچ سے دوبارہ اس غرض سے تعمیر کیے تھے۔ (35)

مانڈو کی تاریخ

مانڈو 22.30 شمالی عرض البلد اور 7.28 شرقی طول البلد پر سطح سمندر سے 1944 فٹ بلندی پر اچھین سے تقریباً 65 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور وسط ہند کی مسلم اور ہندو سلطنتوں کا تیرہ سو برس تک خاص شہر رہا ہے۔ دلاور خاں غوری 1405ء، 1387ء جو مالوہ کی خود مختار سلطنت کا بانی تھا اس نے اپنا مستقل قدیم ہندو دار السلطنت دھار اور مانڈو میں منتقل کر لیا۔ اس کے لڑکے اپ خاں نے سلطنت کا مستقل مستقل طور پر مانڈو میں منتقل کر دیا اور اس قلعہ کی بنیاد رکھی جو دنیا کے اس حصہ میں مضبوط ترین قلعہ مشہور ہوا۔ (36) اس کے جانشینوں نے باغ اور فوارے نصب کئے اور عالی شان مسجدیں، مدرسے، سرائیں، محلات اور مقبرے تعمیر کئے جنہوں نے مانڈو کو سارے ہندوستان میں خوبصورت ترین شہر بنا دیا۔

(بقیہ حاشیہ... 34) سیاح ہمبریج وان پوز نے یہ واقعہ سنار یقین کیا درویش خویں محنت میں صرف اسی قدر لکھا تھا کہ جتنا غلط اس کی پانچ لکھوں کی گرفت میں آسکے۔

دہلی میں رونے جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1910ء صفحہ 954 میں اسی کی نقل کی ہے۔

(35) جہانگیر (راجا جیو پورج) جلد اول صفحات 363-364۔ اقبال نامہ صفحہ 96۔

اس سفر کے دوران میں بادشاہ نے دو شیر، ستائیس نسل گاؤں، چھ جھیل، ساٹھ ہرن، تیس خرگوش، اور لومڑیاں اور 1200 دریائی جانور شکار کیے۔ اسی زمانہ میں اس نے وقائع نگاروں، شکار کے محاسبوں اور شکاریوں کو حکم دیا کہ اس نے بارہ سال کی عمر 1580ء سے اب تک یعنی اپنی پچاس سال قمری اور اڑتالیس سال شہسپا کی عمر تک جتنے جانور شکار کیے ہیں ان کی مکمل فہرست پیش کی جائے۔ چنانچہ حساب لگایا گیا کہ 28532 شکار کئے ہوئے جانور اس کے سامنے پیش کیے گئے جن میں سے 17167 خود اس کے شکار کئے ہوئے تھے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

چوپائے شیر 86۔ رچھ لومڑیاں اور لور و بلاؤ اور لکڑ بھٹے 9۔ نسل گاؤں 889۔ مہاک (بارہ سٹکے کی ایک قسم 35۔ بارہ سٹکے، چکارے، جھیل، پہاڑی بکریاں وغیرہ 1670۔ مینڈھے اور ہرن 215۔ بھیر پئے 64۔ جنگلی بھینسے 36۔ سور 90۔ رنگ 26۔ پہاڑی بھیریں 22۔ ارغلی 32۔ جنگلی گدھے 6۔ خرگوش 23۔

= میزان 3203

پرندہ کبوتر 10348۔ گلو بھڑ (شکرے کی ایک قسم) 3۔ عقاب 2۔ جیل 23۔ الو (چند) 29۔ جیل (چوہے خور) 5۔ بھان (سنہری چڑیاں) 2۔ گھنگھ 41۔ الو (بوم) 30۔ راجنس وغیرہ 150۔ کوہ 3276۔ میزان 13920۔ دریائی جانور، مگر چھ 10 میزان کل میزان 17142۔

(36) فرشتہ کہیاں ہے کہ "یہ قلعہ دنیا میں سب سے عجیب ہے یہ ایک آگ بھڑکی چوٹی پر بنا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اعداد کوس کے معاملہ میں ہے خندق کی جگہ ایک گھاٹی ہے جو قدرت نے چاروں طرف گھیر دی ہے اور جو اتنی گہری ہے کہ معمولی راستہ سے قلعہ میں پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ قلعہ کے اندر پہلی اور چارہ کی اور متعدد ہے اگرچہ کاشت کے لیے کافی زمین نہیں ہے جو فوج بھی اس کا محاصرہ کرے وہ قلعہ کی سڑکوں کو بند کر کے ہی محاصرہ چلا کر دیکھ سکتی ہے اس لیے کہ اتنے وسیع مقام کا محاصرہ تقریباً ناممکن ہے۔ قلعہ سے آنے والی اکثر سڑکیں دھلوں میں جن پر چٹنا و شولہ ہے جنوب کو جانے والی سڑک جس کا نام بند پور دروہ ہے اسی کا سولہ اور دھلوں ہے کہ اس پر سالہ نہیں لے جلیا جاسکتا شمال کی طرف کی سڑک جو دہلی دروازہ کو جاتی ہے وہ نسبت آسانی سے استعمال ہو سکتی ہے۔"

سولہویں صدی میں جب دوسری پٹھان سلطنت اور مغل سلطنت کے دور میں بلوہ یکے بعد دیگرے میاڑ اور گجرات کا صوبہ بنا تو ماٹو کا زوال تیزی سے شروع ہو گیا۔ چند عالی شان عمارتیں جیسے سلطان ہو شک غوری کی تعمیر کردہ جامع مسجد اور سلطان غیاث الدین کا مقبرہ اپنے تمام حسن و شکوہ کے ساتھ باقی رہیں اور قلعہ جنگ ہمیشہ کی طرح ناقابلِ تسخیر رہا مگر شہر کا بیشتر حصہ کھنڈر ہو گیا۔

ماٹو کا حال

اکبر کے عہد میں اسے قدرے زندگی حاصل ہوئی مگر اسے پہلی سی شوکت کبھی نہ حاصل ہو سکی۔ معاصر یورپین سیاحوں کے بیانات سے کچھ تصور کیا جاسکتا ہے کہ 1617ء میں جب جہانگیر نے قیام کیا تو اس وقت شہر کی کیا حالت تھی۔ ٹیری جو اپنے آقا سفیر کے ساتھ دربار شاہی میں مقیم تھا۔ اس نے لکھا ہے ”یہ شہر... ایک بلند پہاڑ کے اوپر ہے جس کی چوٹی سطح میدانی اور وسیع ہے۔ ایک طرف کے علاوہ ہر طرف چڑھائی بہت بلند اور ڈھلوان ہے اور راستہ ہمیں غیر معمولی طور پر طویل معلوم ہوا۔ اس لیے کہ پہاڑ پر چڑھنے میں ہمیں پورے دو دن لگ گئے اور بڑی مشکل سے ہم گاڑیوں پر وہاں پہنچ سکے... جس پہاڑ پر ماٹو واقع ہے وہ خوبصورت درختوں کے بیچ میں ہے جو ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر ہیں کہ خواہ لوہر سے دیکھا جائے یا نیچے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ یہ پہاڑ... یہ جگہ... جو ہمارے یہاں آنے سے پہلے زیادہ آباد تھی اس میں سالم مکانات سے زیادہ کھنڈر ہیں لیکن جو عمارتیں کھنڈروں سے اوپر کھڑی ہیں ان میں چند غیر آباد مسجدیں ہیں۔“ (37)

ولیم ٹمپکھٹا ہے: ”یہ قدیم شہر پھاگ سے پھاگ تک شمال جنوب میں چار کوس ہے لیکن مشرق مغرب میں دس یا بارہ کوس اور اس کے مشرق میں کئی میل کی چراگاہ ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر کوئی سولہ شفاف تالاب ہیں جو شہر کے مختلف حصوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔“

جو عمارتیں ابھی موجود ہیں وہ سب خوبصورت ہیں اگرچہ پہلی جیسی نہیں۔ یہ سب مضبوط پتھر کی خوبصورت اور بلند دروازوں کی ہیں۔ سارے عیسائی ممالک میں کہیں بھی ایسی عمارتیں نہیں جنوب کی طرف اندر جانے کے دروازے میں اندر شہر کی طرف جواب آباد ہے۔ بائیں طرف ایک خوبصورت مسجد ہے اور اس کے برابر ایک خوبصورت محل جس کے اندر چار بادشاہوں کی نہایت خوبصورت اور بیش قیمت قبریں ہیں۔ اس کے برابر ایک بلند زینہ ایک سو ستر ستر سیوں کا ہے جس کے چاروں طرف برآمدے اور ہر کمرے میں کھڑکی ہے جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہیں اور عمرا میں اور ستون ہیں ساری دیواروں میں سبز پتھر کی بچا کاری ہے جو بے حد حسین ہے۔ جب میں شمال کی طرف آیا تو وہاں زمین میں ایک ڈیڑھ فٹ چوڑا سوراخ تھا۔ دروازہ بہت ہی مضبوط ہے اور نیچے اترنے کے زینے ہیں اور اس کے باہر چھ اور دروازے ہیں۔ سب مضبوط ہیں جن کے پاس دیواروں سے گھرے ہوئے پھاگ سے پھاگ پہرہ داروں کے لیے محن ہیں۔ اسی کے پاس ایک چھوٹا دروازہ بھی ہے لیکن اس کا راستہ بہت ڈھلوان ہے۔ کنارے کے سارے حصہ میں دیوار ہے جس میں جابجا سوراخ ہیں۔ پھر بھی پہاڑی اس قدر ڈھلوان ہے کہ چاروں ہاتھ پیروں سے بھی اس پر چڑھنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ بالکل پوشیدہ راستہ ہے... شہر پتہ کے باہر اس سمت میں چار

کوس تک مضامقات پھیلے ہیں مگر بجز چند قبروں، مسجدوں اور سراؤں کے سب شکستہ حالت میں اور یہ سب آباد ہیں۔ (38)

کرن شاہ خرم سے مل گیا

اس دوران میں شاہ خرم اپنی فوج کے ساتھ دکن کے محلو کی طرف راستہ طے کرتا رہا۔ میواڑ کی سرحد پر دود پور میں راتا ہر سنگھ نے اس کا استقبال کیا اور شہزادہ کرن کی سربراہی میں ڈیڑھ ہزار سوار کا دستہ اس کے ساتھ کر دیا۔ (39) نزدک کے بائیں کنارے پر خان خاناں، خان جہاں اور مہابت خاں طے جن کے ہر اوہ ۱۰ سارے 1687ء کو برہان پور میں داخل ہو گیا۔

شاہ خرم کی صلح کی سلسلہ جنیبانی

شاہ خرم نے حالی ہی میں تقسیم سے صلح کی سلسلہ جنیبانی شروع کی تھی۔ اس نے بیجاپور کے عادل شاہ اور ملک جنر کے پاس افضل خاں اور راجہ بکرماجیت کو صلح کی شرائط لے کر بھیجا۔ ان سفیروں کا استقبال بڑی عزت اور آؤ بھگت سے کیا گیا۔ صلح کی تجاویز میں خراج دینے اور مفتوحہ علاقوں کی واپسی کا مطالبہ تھا۔ دکنیوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ شاہ خرم کی آمد اور بادشاہ کے قریب سے مغل سرداروں کی باہمی مخالفتوں سے انہیں جو موقعہ حاصل تھا وہ فوراً ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے دیکھ لیا ہو گا کہ بلجودان کے چھاپہ مار طریق جنگ کے وہ شاہ خرم کی زبردست فوج اور ساز و سامان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔ مزید برآں ملک جنر نے جو دکنی اتحاد قائم کیا تھا اس میں مغلوں کے روپے اور سفارتی تدابیر سے رخنہ پڑ رہا ہے۔

(38) کوہم چاچہ جات چہدم صفحات 34:37 میں ماٹو کے حالات کے لیے دیکھو جاکیر (راجس پور پنج) جلد اول صفحات 363:367۔ قبل مدہ صفحات 96:97 پر فی مل کوں کے حالات 97:98۔ بدیخی تیرمہانی خاں جلد اول صفحات 289:290۔
فرشتہ اصل کتاب جلد دوم صفحات 468:534 خصوصاً صفحات 504:532۔
ہائٹس آف کیمپریس (ہوائے لینڈ و نیری) صفحات 15:18۔
برکس جلد چہدم صفحات 209:280 نیز دیگر مورخین، ابو الفضل، بدایونی وغیرہ آئین جلد دوم (جرت صفحہ 196) نیری صفحات 181:184۔
ڈیلاویل جلد اول صفحہ 97۔ ہر برٹ کا ستر ماہ صفحہ 84۔
ڈی لانت، ترجمہ لیجے برن کلکتہ ریویو 1870:51۔ صفحات 359:360۔
کوربات کریوئیز جلد سوم، مطبوعات (ان پیچ) جورڈین صفحات 148:149۔
نیز مسٹر جے مالکرم کی سنٹرل ایشیا جلد اول صفحات 29:40 ہنری آف ماٹو ویمین کے ایک غیر معلوم سپاہی کی کتاب کی نقل پکتان سی بیس کی روئیس آف ماٹو۔ جے ایم سکیل کا ماٹو پر مضمون۔ راکل ہسٹریکل سوسائٹی کی ہینٹی شائے کے جرنل نمبر 19:52:53۔ باب 7-1805ء صفحات 154:201۔

پکتان ایف ہائس کا مضمون اسی نمبر 21 صفحات 57:59۔ اینڈا۔ 1901 صفحات 339:392۔ دھلا اور ماٹو دونوں کے متعلق۔ موجودہ زمانہ میں قلعوں کی جو حالت ہے اس کے نہایت ہی دلچسپ بیان کو دیکھو۔ فرگوسن جلد دوم صفحات 246:252۔ نیز آرکیالوجیکل سروے کی سالانہ رپورٹ 4-1903ء صفحات 30:45 نیز ایم بیل گریٹر۔
(39) جاکیر (راجس پور پنج) جلد اول صفحہ 345 خاں جلد اول صفحہ 288۔ تاثر جاکیری کا بیان ہے کہ ملاقات نومبر ۱۸۰۵ء میں ہوئی۔ وریہ کہ جگت سنگھ کو شہزادہ کے ہر اہی پر تھنات کیا گیا۔ جاکیر اور معتد خاں کے بیات زیادہ معتبر ہیں نیز دیکھو نرنو۔

شرائط مان لیے گئے

دکنوں نے صلح کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور عادل شاہ خود دکنی امرا سے وصول کیے ہوئے پچاس لاکھ روپیہ کے قیمتی تحفے لے کر شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بالا گھاٹ کا سارا علاقہ جو حال میں ملک خیر نے فتح کیا تھا مغلوں کو دے دیا گیا۔ اور احمد آباد اور دوسرے قلعوں کی کچیاں بھی حوالے کر دی گئیں۔

صلح ہو گئی

شاہ خرم نے فوراً سید عبداللہ بارہہ کو شاہی مستقر پر خبر پہنچانے کیلئے بھیجا جو پہلے نور جہاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور نور جہاں نے بادشاہ کو اطلاع دی اور اس کے صلہ میں دو لاکھ کی قیمتی جاگیر حاصل کی جشنِ مسرت منانے کا حکم دیا گیا اور نقارے بجتے لگے۔ (40) چند دن بعد بادشاہ کو خرم کا خط ملا جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ افضل خاں اور رائے رلیان عادل شاہ کے سفیروں کے ساتھ جواہرات، زیورات، ہاتھیوں اور گھوڑوں کے تحائف کے ساتھ اور ایسے تحائف کے ساتھ جواب تک کسی حکومت اور کسی زمانے میں نہیں آئے لے کر حاضر ہو رہے ہیں۔ شہزادہ نے استدعا کی کہ عادل شاہ کو فرزند شاہ کے لقب سے ممتاز کیا جائے۔ چنانچہ ایک فرمان لکھا گیا جس میں بادشاہ نے خود اپنے قلم سے تحریر کیا ”شاہ خرم کی استدعا پر فرزند شاہ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔“ (41)

صلح نامہ ہو جانے کے فوراً بعد خرم نے دکن کے صوبوں کے دفاع اور قلم و نقش کے انتظامات شروع کر دیے۔ خان خاناں برار، خاندیش اور احمد نگر کا گورنر مقرر کیا گیا اور اس کے بڑے لڑکے شاہ نواز خاں کو بارہ ہزار سوار کے ساتھ دکن سے حاصل کیے ہوئے علاقہ میں مامور کیا گیا اور ہر عہدہ پر موزوں افسروں کا تقرر کیا گیا۔ تیس ہزار سوار اور سات ہزار پیادہ، بندوچی دکن کے صوبوں میں رکھے گئے۔ (42)

شہزادہ مانڈو پہنچ گیا

باقی بچیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوچیوں اور خان جہاں لودی، عبداللہ خاں مہابت خاں، داراب خاں اور سردار خاں جیسے ممتاز افسروں کے ساتھ شہزادہ برہان پور سے روانہ ہوا اور 12 اکتوبر 1617ء (11 شوال 1026ھ 20 مہر) مانڈو پہنچ گیا۔ اجیر چھوڑنے کے بعد سے وہ پورے سال بھر بھی باہر نہیں رہا تھا اور دکن میں تو اس نے صرف چھ مہینے صرف کیے تھے۔

شاندار استقبال

جیسی کہ امید تھی شہزادہ کا استقبال غیر معمولی شان و شکوہ کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی دادی اور

(40) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 368، 380، 381، 382، اقبال نامہ صفحات 99، 101، فی خاں جلد اول صفحات 201، 200۔

(41) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحات 387، 388، اقبال نامہ جلد سوم صفحہ 101، فی خاں جلد اول 292۔

(42) جہانگیر (راجس و پور راج) جلد اول صفحہ 393، اقبال نامہ صفحہ 102۔

تمام بڑے امرا نے تحفوں کے ساتھ باہر نکل کر استقبال کیا۔ (43) جہانگیر نے لکھا ہے ”جب اس نے آداب اور زمیں بوسی کی رسم ادا کر لی تو میں نے اسے جبر و کد میں بلایا اور انتہائی شفقت اور مسرت سے اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور اسے پیار سے گلے لگایا۔ جتنا جتنا وہ انکسار کا اظہار کرتا رہا میں مراعات میں اضافہ کرتا جاتا تھا اور اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ شہزادہ کو غیر معمولی تیس ہزار ذات و سوار کے منصب پر اور شاہ جہاں کے خطاب سے فائز کیا گیا اور اسے دربار میں بیٹھنے کے لیے تخت شاہی کے پاس کرسی دی گئی۔“

افسروں کے انعامات

شہزادہ کے ہاتھوں خان جہاں لودی، عبد اللہ خاں، مہابت خاں، خان خاناں کے لڑکے داراب خاں، عبد اللہ خاں کے بھائی سردار خاں، شجاعت خاں عرب، دیانت خاں، شہباز خاں، معتمد خاں، بخشی اور غنیمت کو چھوڑ کر آنے والے اودے رام کو بادشاہ سے شرف ملاقات بخشا گیا اور تحفے اور انعامات دیے گئے۔ بیجاپور کے سفیروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ (44)

شاہجہاں کو انعام

خود شاہ جہاں کو ایک مخصوص خلعت دی گئی اور ایک چو عمامہ گریبان کے جس کی آستینوں اور دامن کے سرے پر پچاس ہزار روپے کے قیمتی موتی نکلے تھے اور ایک مرصع تموار اور مرصع خنجر۔ (45)

شاہجہاں کے تحفوں کی نمائش

بحرات 10/1 آپان کو دیوان عام میں جگہ گاہٹ کا منظر تھا جہاں شاہجہاں کے پیش کیے ہوئے تحفوں کی معرور و عرائق گھوڑوں اور ڈیڑھ سو ہاتھیوں کے جن کے ساز سونے چاندی کے اور کالمیاس مرصع تھیں۔ نیز ایک 9½ ٹنکے وزن کا حقیقی غیر معمولی خوبصورتی کا جس کی قیمت کا اندازہ دو لاکھ روپیہ کا تھا، ایک نیلم چھ ٹنکے وزن کا اور ۷ سرخ جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی اور چمکورہ ہیرا (46) ایک ٹنکے 6 سرخ وزن کا چالیس ہزار روپیہ کا قیمتی اور ایک زمرغ غیر معمولی حسن و درنگت اور چمک کا۔ آخری تینوں چیزیں ابراہیم عادل شاہ کا تحفہ تھیں۔ ان کے علاوہ دو موتی 64 سرخ اور 16 سرخ وزن کے بچیس ہزار اور بارہ ہزار روپیہ کی قیمت کے اور ایک ہیرا قطب الملک کا تحفہ ایک ٹنکے وزن کا تیس ہزار روپیہ کی قیمت کا۔

(43) اردو صفحات 419-320۔

(44) جہانگیر (راجرس و بیورسج) جلد اول صفحات 394-395۔ اقبال نامہ صفحات 103-104 فانی خاں صفحات 293-294۔

(45) جہانگیر (راجرس و بیورسج) جلد اول صفحہ 395۔ اقبال نامہ صفحات 103-104 فانی خاں صفحہ 194۔

(46) اس ہیرے کا نام چمکورہ درخت کے نام پر ہے ”جس وقت مرثقی نظام الملک نے برافٹ کیا تو ایک دن وہ اپنی خاتین حرم کے ساتھ ہال میں سیر کرنے لگا وہاں ایک خاتون نے چمکورہ کے درخت کے پاس یہ ہیرا لیا اور نظام الملک کو دید اسی وقت سے اس کا نام چمکورہ ہیرا ہو گیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے احمد نگر کے قیام کے زمانہ میں یہ اس کے قبضہ میں آیا۔“ جہانگیر (راجرس و بیورسج) جلد اول صفحہ 400۔

ہاتھیوں میں سوا لاکھ روپیہ کی قیمت کا نور بخت خود شاہجہاں نے پیش کیا تھا اور مہی جی اور بخت بلند، عادل شاہ اور قدوس خان اور امام رضا قطب الملک کے تحفے تھے۔ جن میں ہر ایک کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی۔ نور جہاں کو شاہجہاں نے دو لاکھ کا قیمتی تحفہ دیا اور اپنی دوسری سوتیلی ماؤں کو ساٹھ ہزار کے قیمتی تحفے۔ تھنوں کی مجموعی قیمت میں لاکھ روپیہ تھی۔ (47)

شاہجہاں نے کیا حاصل کیا؟

جو اہرات کی جگہ گھٹ اور ضیافتوں کا جوش و خروش شاہجہاں کے کارناموں پر نمائشی روشنی ڈال رہا تھا۔ درحقیقت اس نے محض خان خاناں کی فتوحات کا چر بہ اتارا تھا اور محض ایک عارضی صلح حاصل کی تھی۔ اس حقیقت سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ کروڑوں روپیہ خرچ اور ہزاروں جانوں کے نقصان کے باوجود مغل حدود سلطنت میں 1605ء کے مقابلہ میں ایک میل کا بھی اضافہ نہیں ہوا تھا۔ اس کے برعکس کچھ دنوں کے لیے بہت نقصان ہوا تھا۔ احمد نگر ہاتھ سے جاتا رہا۔ بالاکھٹ کا بھی وہی انجام ہوا اور مغل سلطنت کو ایک خطرہ پیدا ہو گیا۔ خان خاناں اور اس لڑکے نے صورت حال کو کچھ سنبھالا۔ شاہجہاں نے صرف اتنا کیا کہ اپنی زبردست فوج کا رعب بٹھا دیا اور جیسا تیس ایک صلح نامہ کر لیا لیکن لوگوں نے اسی کامیابی پر شاندار جشن منایا۔ جس سے اس کے دھار اور شکوہ میں اضافہ ہوا۔

(47) جہانگیر (راجہ جیو رنج) جلد اول صفحات 399 تا 401۔ اقبال نامہ صفحہ 105 خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ دکن کے معاملات پر مختصر بیان تاثر الامرا جلد اول صفحات 185 و 188 میں ہے۔ (جیو رنج) جلد اول صفحات 50، 97، 167، 283۔ 533 تا 532، 483، 450۔

گیارہویں باب کا ضمیمہ

جہانگیر کا سفر اجیر سے ماٹو تک

سنہ ہجری	سنہ الٰہی	سنہ عیسوی	مقام
کیم ذی قعدہ	گیارہویں سنہ جلوس		
	21 / آبان		اجیر سے روانگی
	21 / 28 آبان		دیورانی میں قیام
	29 / "		دسالی
	3 / آذر "		باد محل
	4 / "		رام سیر میں ضیافت
	4 / 12 "		رام سیر میں قیام
	13 / "		بلودہ
	13 / 1 "		بلودہ میں قیام
	16 / "		نہال
	18 / "		چونا
	20 / "		دیو گاؤں
	20 / 22 "		دیو گاؤں میں قیام
	23 / "		بہاسو
	26 / "		موضع کاگل کے باہر
	29 / "	19 دسمبر	بودا کے قریب لاسامیں
	2 / دے "		کوزا کے جوار میں
	4 / "		سورتھ
	6 / "		پرودہ

سنہ جبری	سنہ الہی	سنہ عیسوی	مقام
	7/دے	
	8/	
	9/		خوش تال
	10/		رخصبور
	10/12		رخصبور میں قیام
	12/		کویالا
	14/		اکتورہ
	14/16		اکتورہ میں قیام
	17/		لسایا
	19/		کورا کا
	22/		سلطان پورو چمپراٹ
	25/		باسور
	27/		چندوہا
	27/29		چندوہا میں قیام
12/محرم 1026ھ	کیم بہن	20/جنوری 1617ء	روپاہیرا
	3/		لکھنؤ
	6/		امہر
	8/		خیر آباد کے قریب
	...		سداھارا
	11/	
	12/	31/جنوری	بھجیا
	14/		بیلی
	16/		گیری

سنہ ہجری	سنہ الٰہی	سنہ عیسوی	مقام
	18 / بہمن		امریا
	19 / "		قیام
	20 / "		سفر
	21 / "		قیام
	22 / "		بلغاری
	23 / "		قیام
	24 / "		قاسم کھنڈہ
	25 / "		قیام
	27 / "		ہندو درال
	28 / "		کلیا دھا
	2 / اسفند رموز		سفر
	4 /		جراو
	6 /		دہلی پور بھریا
	11 /		دولت آباد
	13 /		علچاوساگر
	17 /		حاصل پور
	22 /	اتوار	قلعہ رنڈو کے دامن میں جمیل
	23 /	دوشنبہ	مانڈو میں داخلہ

بارھواں باب جہانگیر گجرات میں

وبائیں

جہانگیر کی گجرات کے دورہ پر روانگی

دکن کا مرحلہ طے ہوتے ہی جہانگیر نے گجرات کے دورہ کا قصد کر دیا تاکہ وہاں کے حالات ہمیشہ خود دیکھے۔ جنگلی ہاتھیوں کا قتل کرے اور وسیع سمندر کے مٹھر کا لطف حاصل کرے۔ بڑی بیگمات، ملازم اور کچھ سامان آگرہ سے روانہ ہو گیا اور خود جہانگیر، نور جہاں اور شاہجہاں کے ساتھ کھمبیاں کی طرف روانہ ہوا جہاں آرام سے سفر کرتے ہوئے دو دنوں میں پہنچا۔ (1)

کھمبیاں

کھمبیاں جو مغربی ساحل پر سب سے قدیم سب سے بڑا مشہور بندرگاہ تھا اب بڑے جہازوں کی آمد و رفت کے قابل نہیں رہا تھا چنانچہ جہاز اب قریب کی گوا بندرگاہ پر اپنا سامان اتارتے تھے۔ اس مصروف بندرگاہ کے حاصل گجرات کی خود مختار سلطنت کی آمدنی کا خاص ذریعہ تھے۔ جب یہ مغل سلطنت میں شامل ہوا تو اکبر نے اس بندرگاہ اور بازار کو کچھ ترقی دی اور شہر کے گرد تقریباً بارہ فٹ اونچی ایک دیوار تعمیر کر دی جس میں جگہ جگہ عینہ تھے۔ بادشاہ کی طرف سے تجارت کی سرگرمی بہت افزائی کی وجہ سے یہ شہر بھول پائی رارڈ ڈی لاؤل کے ہندوستانی شہروں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ دولت مند شہر ہو گیا تھا۔ جہاں دنیا کے تمام حصوں سے تاجر آتے تھے۔ سڑکیں کشادہ تھیں جن کے سرے پر پھاٹک تھے جو رات کو بند ہو جاتے تھے۔ عمارتیں بلند اور پختہ تھیں ہوتی تھیں جن پر کچھروں کی چھتیں تھیں اور بارش کا پانی روکنے کے لیے حوض تھے۔ ہاتھی دانت کی چوڑیاں، پتھر کے پیالے، ہلدی اور انگوٹھیاں بکثرت بنتی تھیں۔ اکثر دوکانوں میں خوشبودار صبر، مسالے، روغن اور ہاتھی دانت کی بکثرت مصنوعات کا ذخیرہ تھا۔ شہر سے بھی بڑے مضامقات چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ تفریحی باغوں نے گرد و پیش کو بہت خوبصورت بنا دیا تھا۔ آبادی بیشتر ہندوؤں کی تھی۔ (2)

(1) جہانگیر (راجا جیو پورج) جلد اول صفحات 201، 202، اقبال نامہ صفحہ 106، آثار جہانگیری (مخطوطہ ندرائنش) صفحہ 139 (الف) خانی خاں جلد اول صفحہ 294، گھوڑون صفحہ 42۔

(2) جہازات جلد دوم صفحہ 241، جہانگیر (راجا جیو پورج) جلد اول صفحات 17، 416۔ ڈی لانت ترجمہ لیتھ برج کلکٹر یو یو نمبر 1870ء صفحہ 350، پیروڈی لاؤل جلد اول صفحات 66، 67، پائی رارڈ ڈی لاؤل جلد دوم حصہ اول صفحہ 250، تصویحات جلد سوم باب ششم صفحات 12، 13، اور دلیہ گج برکس شیز آف گجرات صفحہ 281۔

پرنندوں کا اسپتال

سب سے زیادہ عجیب چیز پتھر اپول یا جانوروں کا اسپتال ہے۔ ان میں سے ایک پرنندوں کا اسپتال ہے جس میں ہر قسم کی چڑیاں جو بیماری انگیزی یا بے سہارا یا کمزور ہوں وہ رکھی جاتی ہیں اور ان کی بڑی احتیاط سے نگہداشت کی جاتی ہے۔

عیر

عیر کا بیان ہے کہ "...اسپتال کا مکان چھوٹا سا ہے۔ چھوٹا سا کمرہ بہت سی چڑیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔ تاہم جب میں نے اسے دیکھا تو وہ ہر قسم کی چڑیوں سے بھرا ہوا تھا جن کا علاج ہوتا تھا۔ جیسے مرغ، مرغیاں، کبوتر، مور، بلی اور چھوٹی چڑیاں جو انگیزی یا بیماریاں سہارا ہونے کی وجہ سے یہاں رکھی جاتی ہیں اور تندرست ہونے پر اگر جنگلی ہوتی ہیں تو چھوڑ دی جاتی ہیں اور پالتو ہوتی ہیں تو کسی نیک آدمی کو گھر پر پالنے کے لیے دے دی جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ عجیب چیز جو میں نے دیکھی وہ چھوٹی چڑیاں تھیں جو بغیر ماں باپ کے ہونے کے یہاں رکھی جاتی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اسپتال میں ایک بوڑھے بزرگ شخص سفید واٹر می کے۔ انہیں روٹی میں لپیٹ کر کس میں رکھتے ہیں اور چڑیوں کے پر سے انہیں دودھ دیتے ہیں۔ ان کی ناک پر ٹیک ہے۔ یہ چڑیاں اتنی چھوٹی ہیں کہ کوئی اور چیز نہیں کھا سکتی ہیں اور ان بزرگ نے کہا کہ جب یہ بڑھ جائیں گی تو چھوڑ دی جائیں گی کہ جہاں چاہیں جائیں۔ (3)

چوہا یوں کا اسپتال

اگلی صبح کو ڈیلاویل نے ایک اور اسپتال دیکھا جس میں بکری کے بچے بھیڑیں اور مینڈھے تھے جو یا تو بیمار تھے یا انگڑے اور اسی میں چند مور، مرغ اور دوسرے جانور تھے جنہیں کچھ مدد کی ضرورت تھی اور یہ سب نہایت احتیاط سے ایک وسیع احاطہ میں رکھے تھے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے کمروں میں مور تھیں اور مرد بھی تھے جو ان کی نگہداشت کرتے تھے۔ ایک اور جگہ یہاں سے ذرا فاصلہ پر ہم نے ایک اور اسپتال دیکھا جس میں گائیں یا گاؤں کے بچے تھے جن کے یا تو بھڑوٹے تھے یا بہت کمزور و بے پٹے تھے اور اس لیے علاج کے لیے یہاں رکھے گئے تھے۔ انہیں جانوروں میں ایک مسلمان چور بھی تھا جس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے تھے اور چونکہ اب یہ اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں رہا تھا اس لیے رحم دل کھانڈنے اسے یہاں غریب جانوروں میں رکھا تھا اور اس کی ساری ضروریات پوری کرتے تھے۔ (4)

کشمیر میں بادشاہ دکن شہر اور دلچسپی کے مقامات دیکھے۔ تاجروں سے ملاقات کی اور فیاضی سے خیرات تقسیم کی اور جہاز پر سوار ہو کر سندھ پر گیا۔

احمد آباد

کشمیر سے 30 دسمبر 1617ء کو روانہ ہو کر 5 جنوری 1618ء کو احمد آباد پہنچا یہ شہر

(۳) ڈی لاویل جلد اول صفحات 67 و 68۔

(۴) پیر ڈی لاویل جلد اول صفحہ 71۔

ایک سرسبز علاقہ کے درمیان دریا سنگسار مٹی پر واقع ہے اور مدتوں ہجرات کا دار السلطنت اور حرفت و تجارت کا مرکز رہا ہے۔ قریب کے سرسبز اور دوسرے دیہاتوں میں نہایت اعلیٰ قسم کی بکثرت نیل بنتی ہے جو ہندوستان کی تجارت میں بہت اہم سمجھی جاتی ہے خود شہر زریفت، کنو اب، کھل اور طرح طرح کی حرفتوں کا مرکز تھا جنہیں سارے ملک میں اور باہر شہرت حاصل ہو گئی تھی۔ ہندو مسلم اور عیسائی تاجر اور اہل حرفہ کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے تھے۔ ایک پوری سڑک درزی سرائے کے نام سے مشہور تھی اور تاجر کاروانوں کے لیے مخصوص تھی جو رات کو بند ہو یا جایا کرتی۔ دوسری سڑکیں کشادہ صاف اور سیدھی تھیں اگرچہ خاک آلود۔ سارا شہر جو ہمارے لندن کے برابر تھا ایک پختہ مضبوط اینٹ اور پتھر کی دیوار سے گھرا تھا جس کے گوشوں پر مینار اور مورچے مقررہ فاصلے پر تھے اور بارہ بڑے بڑے خوبصورت پھانگ تھے۔ شاہی محل میں ایک جھروکہ کی کھڑکی تھی جو ایک چوکور صحن کی طرف کھلتی تھی اور تختوں سے بلند کر دی گئی تھی اور اس کے گرد لکڑی یا کھرنج تھا۔ دیوان عام بہت ہی وسیع صحن تھا جو پاش کی ہوئی سفید دیواروں سے گھرا تھا۔ خوبصورت مسجدوں، مندریوں اور وسیع باغات اور دوریہ درختوں کی قطاریں، فرانسیسی سیاح کو عیس کی کورڈیلارین کی خوبصورتی کی یاد دلاتی تھیں جن سے یہ شہر ہندوستان کا خوبصورت ترین شہر ہو گیا تھا۔ اگرہ، مانڈو اور لاہور کے ساتھ یہ سلطنت کے چار بڑے شہروں میں تھا۔ شہر پناہ کے باہر وسیع مضافات پھیلے تھے جنوب مشرق میں ایک مشہور مصنوعی جھیل کنکریا تالاب کے نام سے تھی جس میں سورت کی جھیل کی طرح نیچے جانے کے لیے زینے بنے تھے اور بیچ میں ایک خوبصورت عمارت اور بارگ تھے جس کے درمیان میں ایک حوض تھا جو ایک طویل محراب داریل کے ذریعہ سے کنارے کی زمین سے ملایا گیا تھا۔ رات کو جب اس میں روشنی ہوتی تھی تو نہایت ہی دلکش منظر ہوتا تھا۔ (5)

بادشاہ نے احمد آباد میں ساڑھے تین ماہ قیام کیا اور اہل فن اور اہل حاجت میں فیاضی سے روپیہ تقسیم کیا۔ (6)

انفلوئنزا

جہانگیر نے ایک دن شکار سے واپس آکر دیکھا کہ ہر شخص ایک وبائی مرض میں مبتلا ہے جیسی

(۵) آئین جلد دوم صفحہ 240 و 241 جہانگیر (راجس وچورج) جلد اول صفحات 419، 423، 424، 425، 429۔ اقبال نامہ صفحات 107، 108 خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ ڈی لائٹ، ترجمہ لیوہ برج صفحات 350، 351۔ نیری صفحہ 179، تمکین پرچہ جات چہارم صفحہ 167۔ جورڈین صفحات 171، 172۔ ڈیلاویل جلد اول صفحات 95، 96، 97 ہر برٹ صفحات 61، 62 بیڑ منڈی جلد دوم صفحہ 266 تھیمڈٹ جلد سوم باب حجم صفحات 8، 10 تاکن تعمیر جلد اول صفحات 374 تا 379 نمبر نمبر جلد اول صفحہ 72 منزل سلو صفحہ 20 خلاصہ التواریخ ترجمہ سر کلا، اظیا آف لورنگ زیب صفحات 59، 62 برکس سٹیز آف جہانگیر صفحہ 313۔ گھڈنڈ صفحہ 22 ہوپ اینڈ فرگوسن، آر کی پلیر آف احمد آباد۔

(۶) جہانگیر کا بیان ہے کہ "احمد آباد کے قیام کے دوران میں میری رات دن کی مصروفیت ضرورت مندوں سے ملنا اور انہیں روپیہ اور جاگیر دینا تھی۔ میں صدر شیخ احمد اور چند دیگر ہوشیار ملازمین کو ہدایت کی کہ وہ جن لوگوں کو حاجت مند سمجھیں انہیں میرے پاس لائیں۔ اسی طرح میں نے شیخ محمد غوث کے لڑکوں اور دیگر ممتاز شیوخ کو ہدایت کی کہ وہ جن لوگوں کو حاجت مند سمجھیں انہیں میرے پاس لائیں۔ نیز چند لوگوں کو بھی مقرر کیا کہ وہ عورتوں میں بھی کام کریں۔ میری ساری کوشش یہ تھی کہ چونکہ میں بحیثیت بادشاہ کے کئی سال بعد اس ملک میں آیا اس لیے کہ کسی شخص کو عروہ نہ رہا چاہئے۔ خدا کو وہ ہے کہ میں نے اس میں کوتاہی نہیں کی اور اس غرض سے میں نے بھی آرام نہیں کیا۔" جہانگیر (راجس وچورج) جلد اول صفحہ 440۔

وہاں ایک مرتبہ 1590ء میں آئی تھی اور جیسی 1779ء میں اور 1824ء میں سارے ہندوستان میں پھیل گئی جسے اس وقت انفلونزا کہا گیا تھا تقریباً ہر شخص سو جن کے بخار یا در و میں جھلارہا۔ بیشتر لوگ صحت یاب تو ہو گئے لیکن کئی ہفتہ تک ضعف میں مبتلا رہے۔ خود جہانگیر پر بھی حملہ ہوا۔ وہ دو دن میں صحت یاب ہو گیا مگر کئی دن تک کمزوری محسوس کرتا رہا۔ شاہجہاں دس دن تک بیمار رہا اور بعد کو چند ہفتہ بہت کمزور رہا۔ دبا کا سبب شدید گرمی اور اس کی وجہ سے ہوئی آلودگی تھا لیکن اس وقت کی طرح اس وقت بھی اصل سبب معلوم کرتا بھی طبی سائنس کے بس میں نہ تھا۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ یہ دبا جنگ کے اور قحط کے بعد پھیل۔ (7) یہاں کے رہنے والے یورپیوں کے لیے یہ مہلک ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ اس آب و ہوا کے عادی نہ تھے اور جو شدید گرمی سے سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ (8) احمد آباد کی آب و ہوا اور گرد اور دبا سے سخت عاجز ہو کر (9) بادشاہ نے جمعرات 18 اگست کو نجیوں کی بتائی ہوئی شہ گھڑی میں آگرہ روانہ ہونے کی تیاری کی مگر شدید گرمی کے بعد موسلا دھار بارش کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔

(۷) جہانگیر (راجس و دیورج) جلد دوم صفحات 10، 13، 14۔ اقبال نامہ صفحہ 115۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 294۔ کھڈون صفحہ 44۔

(۸) اس دبا نے سرطاس رو کے سفارت خانے میں جو تباہی برپا کی اس کی ہولناک تفصیل ایک بچے ہوئے ایڈورڈ ٹیری نے حسب ذیل بیان کی ہے

”یہ دبا ایسی حالت کر دیتی ہے کہ جیسے کسی مکان کو دھن آگ لگ جائے اور سارے مکان میں پھیل جائے۔ احمد آباد شہر جہاں ہم بادشاہ کے ساتھ ٹھہرے ہیں وہاں مٹی کے عینے میں یہ دبا نازل ہوئی اور ہمارا سارا خاندان اس نہایت تکلیف دہ دبا میں مبتلا ہو گیا۔ اس لیے کہ ہمارے خاندان میں سات آدمی تھے۔ ان میں سے جو انگریز تھے وہ مر گئے اور مرنے والوں میں کوئی چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیمار نہ رہا بلکہ بیشتر توبہ ہی گھنٹہ کے اندر ختم ہو گئے۔ ہمارے سر جن جو اس گروہ میں تھا سب اس نے سب پر سختی کی اور دوپہر کو بیمار ہو کر آدھی رات کو چل بسا۔ اس کے بعد ہی تین آدمی یکے بعد دیگرے اور سر جن ہی کی طرح چٹ پٹ ختم ہو گئے اور باقی لوگ بھی جلد ہی ختم ہو گئے۔ اسی وقت میں نے بیان کی ہے اتنی مدت میں ختم ہو گئے اور جیسا میں نے پور بیان کیا ان سب کے جسوں میں بیمار ہوتے ہی جیسے آگ لگ گئی اور جب دوسرے لگے یا مر گئے تو ان کے سینوں پر بڑے بڑے سیاہ یا نیلے رنگ کے آبلے نمودار ہوئے اور ان کا جسم بخار سے اس طرح جھٹکا تھا کہ ہم لوگ جو بچے ہوئے تھے ہاتھ نہیں رکھ سکتے تھے۔“ یہ بڑا دکھ بھرا وقت تھا۔ آگ پر چلنے کی آزمائش تھی۔“

”ہمارا سارا خاندان (بجز اکیلے سفر صاحب کے) اس بخار میں مبتلا تھا اور ہم سب جو خدا کے فضل سے بچ گئے تھے ان کے جسم پر بڑے بڑے آبلے تھے جن میں ایک زرد رنگ کا کڑوا مادہ بھرا تھا اور جب یہ ٹوٹتے تھے تو جہاں یہ بہہ کر نکلتے تھے جلد میں جلن اور خراش پیدا کر دیتے تھے۔ سفر نامہ ایسٹ انڈیا صفحات 226، 227۔

(۹) مجھے سخت حیرت ہے کہ اس مقام میں جو خدا کی مہربانی سے بالکل محروم ہے آباد کرنے والوں کو کیا خوبی یا آسائش نظر آتی کہ یہاں شہر بسایا۔ اس کی تعاضل آلود ہے اور اس کی زمین چپائی کی قلت ہے اور گرد و لور رگ کی کثرت۔ اس کا پانی بہت خراب ہے اور پینے کے قابل نہیں ہے اور دریا جو شہر کے پاس ہے وہ طلاء بارش کے زمانہ کے ہمیشہ خشک رہتا ہے اس کے کنوؤں کا پانی کھاری کی طرح اور شہر کے آس پاس جو تالاب ہیں وہ دھوپوں کے کپڑے دھونے کی وجہ سے صابن کے جھاگ سے بھر جاتے ہیں۔ شہر کے باہری ہری گھاٹ اور پھولوں کے بجائے چھیل میدان ہے جس میں غار درخت ہیں اور ہوا ان کے کانٹوں کو اڑا کر پھیلا دیتی ہے اور اس کی حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے۔ ”اے خداوند کریم میں تجھے کس نام سے پکاروں“ اب میں کہہ نہیں سکتا کہ احمد آباد گرد و آباد کیوں یا مسوستان پدارستان یا زقوم زار یا جنیم آباد اس لیے کہ اس شہر میں یہ ساری صفات ہیں۔ جہانگیر (راجس و دیورج) جلد دوم صفحہ 13۔ اقبال نامہ صفحہ 115۔ لور مائر جہانگیری نے بالکل سنی خیالات ظاہر کئے ہیں۔ خانی خاں جلد اول صفحات 294، 295 نے اس پتھر سے شہر کی تعریف بھی کی ہے اور ابو الفضل (جلد دوم صفحہ 240) نے بڑے پر جوش الفاظ میں اس شہر کی آب و ہوا کی تعریف کی ہے۔

جہانگیر کی احمد آباد سے روانگی

2 ستمبر 21 شہر پور، 22 رمضان 1027 کو جو شمس 1619ء کے حساب سے جہانگیر کی پچاسویں سالگرہ تھی۔ بالآخر وہ سونے چاندی کی بارش کرتا ہوا روانہ ہوا اور ننگر پاتالاب پر جو خوب روشن کر دیا گیا تاخیر زن ہوا۔ (10)

اورنگ زیب کی پیدائش

اتوار 24 اکتوبر 1618ء ۱۲ آپان، 15 رذی القعدہ 1027ء دودھ میں ممتاز محل کے بطن سے برج حلا کے 19 ویں درجہ پر تیسرا لڑکا پیدا ہوا جس کا کچھ دن بعد اس کے دادا نے اورنگ زیب نام رکھا اور انسانی خواہشات کی بے بنیادی کا اس سے بڑا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ جہانگیر نے یہ دعا مانگی ”اس کی (اورنگ زیب کی) پیدائش اس ابدی سلطنت کے لیے مبارک و مسعود ہو“ اٹھارہ دن بعد جب شاہی خیمہ اوجین میں نصب ہوا تو شاہجہاں نے لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں شاندار ضیافت کی اور زیور و جواہرات سے بھری ہوئی ایک کشتی اور پچاس ہاتھی بادشاہ کو نذر کیے۔ (11)

گنلی کا طاعون

شاہی کارواں ابھی آگرہ سے بہت فاصلہ پر تھا کہ سردی کا موسم آیا اور دارالسلطنت سے خبر آئی کہ دو آب میں طاعون کی وبا پھر آگئی ہے۔ یہ مہلک وبا جو 1897ء سے ہندوستان میں مانوس ہے سب سے پہلے پنجاب کے مغربی اضلاع میں نمودار ہوئی اور شاید 17-1616ء کے شروع میں وسط ایشیا سے یہاں آئی۔ جہانگیر کا مختصر بیان کہ ”بغل میں جاگمہ میں یاگلے کے نیچے گنلی نکلتی ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔“ آج بھی ویسے ہی صحیح ہے جیسا اس وقت تھا (12)

یہ وبا بڑی تیزی سے لاہور میں اور وہاں سے سارے دو آب میں پھیل گئی۔ معاصر مورخ مستند خاں لکھتا ہے ”جب یہ وبا پھیلنے کے قریب ہوتی ہے تو ایک چوہا دوڑتا ہوا اپنے سوراخ سے نکلتا ہے اور گھر کے دروازہ یا دیوار سے ٹکراتا مر جاتا ہے۔ اگر اس اشدہ کے ملنے ہی گھر کے لوگ مکان چھوڑ کر جنگل میں چلے جائیں تو ان کی جان بچ جائے گی ورنہ بستی کی ساری آبادی ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص اس بیماری سے مرے ہوئے آدمی کو چھو لے یا اس کے کپڑے کو ہاتھ لگادے تو اسے بھی یہ مہلک بیماری لگ جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس وبا کا اثر زیادہ ہوا۔ لاہور میں اس کی تباہ کاریاں اتنی شدید تھیں کہ ایک ایک گھر میں دس دس بیس بیس آدمی مر جاتے تھے اور بڑوس کے لوگ قطن سے عاجز ہو کر اپنے مکان چھوڑ دیتے تھے۔ مردوں سے بھرے ہوئے مکان منتقل کر دیے گئے اور کوئی شخص اپنی جان کے خوف سے ان کے قریب جانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ کشمیر میں بھی اس کی شدت تھی جہاں یہ حالت تھی کہ (مثلاً کے طور پر)

(۱۰) جہانگیر (راجس پور راج) جلد دوم صفحات 25، 27۔ اقبل نامہ صفحہ 117 جلد اول صفحہ 296۔

(۱۱) جہانگیر (راجس پور راج) جلد دوم صفحہ 47۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 296۔ گلیڈن صفحہ 45۔ اقبل نامہ صفحہ 119 میں

اورنگ زیب کی پیدائش 11 رذی القعدہ 20 اکتوبر 1618ء دی ہے۔

(۱۲) جہانگیر (راجس پور راج) جلد دوم صفحہ 65۔

ایک درویش جس نے اپنے دوست کے جنازہ کو غسل دیا دوسرے ہی دن اپنے دوست سے جا ملا اور ایک گائے جس نے اس جگہ کی گھاس کھائی تھی جہاں مردہ نہلایا گیا تھا وہ بھی وہیں مر گئی۔ ہندوستان میں کوئی جگہ اس دبا سے محفوظ نہ تھی جو آٹھ سال تک ملک میں جانی برپا کیے رہی۔“

اس مدت میں 1616ء تا 1624ء میں طاعون موسم سرما میں کسی نہ کسی جگہ ابھر چلا اور عموماً گرمی کے موسم میں ختم ہو جاتا۔ کبھی کبھی جیسا کہ 18-1617ء میں ہول سردی میں کچھ دنوں کے لیے دبا کم ہو جاتی اور موسم بہار میں بھر آ جاتی۔ 19-1618ء میں اس نے آگرہ اور آس پاس کے علاقہ کو چاہ کر دیا لیکن مغرب کی طرف دواغدارہ میل کے فاصلہ پر اسن آباد سے آگے نہ بڑھی اور فتح پور سیکری بالکل محفوظ رہا۔ شاید ہندوستان کا یہ سابقہ دارالسلطنت اور امن کے لوگوں کے گھر چھوڑ کر جانے سے محفوظ رہے۔ (13)

بد قسمتی سے ہر سال ہر علاقہ میں اس دبا سے اموات کی تعداد کے متعلق کوئی سرکاری اندراجات موجود نہیں ہیں۔ سب سے پہلے جب یہ دبا اکتوبر 1616ء میں نازل ہوئی تو سال بینک نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو لکھا تھا کہ یہ عجیب و غریب ہولناک طاعون کبھی کبھی دن میں ایک ہزار جانیں لیتا تھا۔ مبالغہ کو نظر انداز کرنے کے بعد موتیں یقیناً اوسطاً روزانہ سیکڑوں تک پہنچتی ہوں گی۔ سر طامس روئے 25 نومبر 1616ء کو لکھا کہ ماسٹر کر دقر نے آگرہ سے آکر اطلاع دی کہ وہاں طاعون شدت سے پھیلا

ہوا ہے۔ پھر 15 دسمبر 1616ء کو ماسٹر فنی پلس آگرہ سے لشکر آیا اور چونکہ اس کا کاروبار بند تھا اس لیے اس ماسٹر سال بینک کو سلمان کے ساتھ چھوڑ دیا جس نے یہ قصد کر لیا کہ وہ مکان کو منتقل کر کے فتح پور چلا جائے گا۔ اس لیے آگرہ میں طاعون بہت شدت سے پھیلا ہے۔ 14 جنوری 1617ء کو روئے آگرہ کی یہ خبر درج کی ہے کہ آگرہ میں طاعون روزانہ سو جانیں لیتا ہے اور شہر میں مٹائی ہوئی کی امید ہے۔ (14) جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ بچنے والے ممبروں میں بہت موتیں ہوئی ہوں گی۔ 19-1618ء کی دبا جیسا کہ موجودہ صدی میں اکثر ہوا ہے۔ 1619ء کے سارے موسم بہار میں پھیلی رہی۔ (15) آگرہ کے سرکاری افسروں نے بادشاہ کو جو رپورٹ بھیجی اس میں دارالسلطنت کے اندر روزانہ سو اموات کا تخمینہ کیا ہے۔ (16) اور اس سال کے متعلق اس تخمینہ کو صحیح مان لینا چاہئے۔ غریب لوگوں کو قدرتِ خناس و با سے نسبت زیادہ نقصان پہنچا لیکن امروہ کے گھر بھی محفوظ نہیں رہے۔ آصف خاں جعفر بیگ کی لڑکی اور خان اعظم کے لڑکے عبداللہ خاں کی بیوی نے ایک واقعہ بادشاہ سے نقل کیا جو عجیب و غریب ہونے اور مفصل ہونے کی وجہ سے عجیبہ نقل کرنے کے قابل ہے۔

(۳) جہاگیر (راجہ جیورج) جلد اول صفحات 330، جلد دوم صفحات 16، 65، قبل 89-88 (ایسٹ وڈون) جلد ششم 405-408۔ یہ بات سمجھ میں نہیں کہ لوگ مردوں سے بھرے مکان کو منتقل کیوں کر دیتے تھے۔ شاید مورخ نے کچھ غلطی کی ہے۔ (۳) رد جلد دوم صفحہ 307، 308، 352، 366، 375 نیز دیکھو خطوط موصول ایسٹ انڈیا کمپنی 5 مئی 104 خطوط موصول ایسٹ انڈیا کمپنی جلد ششم صفحات 198، 199 نیز دستاویزات انڈیا آفس (اوی نمبر 568) جسے فائز نے نوٹ، صفحہ 307 میں اپنے رد کے جرنل کے ایڈیشن میں نقل کیا ہے۔ 29 اکتوبر 1616ء کے خط میں روئے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنا سامان قلعہ زد مقام کو نہیں بھیج سکتا جہاں کبھی کا کوئی سامان نہیں چا سکتا اور کبھی کے ملازموں سے لینا مشکل ہے۔ (۱۵) طامس کیرج، دیم بلف، طامس شیل اور گلس نے سورت سے 12/13 مارچ کو کم ہو جانے کے خوف سے نقل کے ساتھ خط بھیجا اور اسے آئی ہوئی اطلاع پر لکھا کہ وہاں یہ دہائزی سے پھیل رہی ہے۔ انگلش فیکٹریز انڈیا 1618-21ء صفحہ 82۔ (۱۶) جہاگیر (راجہ جیورج) جلد دوم صفحہ 65۔ فرانس فنی پلس نے یکم دسمبر 1618ء کو صرف اس قدر لکھا کہ آگرہ میں طاعون کا زور ہے۔ انگلش فیکٹریز انڈیا 1618-21ء صفحہ 47۔

ایک واقعہ

اس کا بیان ہے کہ ایک دن صحن میں ایک چوہا شرابی کی طرح لڑکھڑاتا ہوا اور گرتا پڑتا نکلا جو ہر طرف دوڑ رہا تھا اور معلوم نہیں کہ کدھر جانا چاہتا تھا۔ میں نے ایک لڑکی سے کہا کہ اس کی دم پکڑ کر ملی کے سامنے ڈال دے۔ ملی نے بہت خوش ہو کر اسے دیوچ لیا۔ لیکن فوراً ہی کراہیت ظاہر کر کے اسے چھوڑ دیا۔ رفتہ رفتہ اس کے چہرے سے درد تکلیف کے آثار ظاہر ہوئے۔ دوسرے دن جب وہ میرے گھر آئی تو قریب مردہ تھی۔ میرے جی میں آیا کہ اسے تھوڑا سا تریاق دے دوں۔ جب اس کا منہ کھولا گیا تو اس کا تالو اور زبان بالکل سیاہ تھے۔ تین دن اس نے تکلیف سے گزارے اور چوتھے دن اسے ہوش آیا۔ اس کے بعد لڑکی کے طاعون کی گھٹی نکل آئی اور بخار اور درد کی شدت سے وہ سخت بے چین تھی۔ اس کا رنگ بدل گیا۔ پہلے زرد ہوا پھر کالا ہو گیا۔ اور بخار سخت تیز تھا۔ دوسرے دن اسے تے ہوئی اور دست آئے اور وہ مر گئی۔ اسی دن گھر میں سات یا آٹھ آدمی مر گئے اور کئی بیمار ہو گئے تو میں گھر چھوڑ کر باغ میں چلی گئی جو لوگ بیمار تھے وہ باغ میں مر گئے مگر ان کے گھٹی نہیں نکلی تھی۔ مختصر یہ کہ آٹھ نو دن میں سترہ آدمی دنیا سے سدا جدا ہو گئے۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ ”جن لوگوں کے گھٹی نکلی انہوں نے اگر کسی اور سے پینے یا منہ دھونے کے لیے پانی مانگا تو اسے بھی بیماری لگ گئی اور آخر کار صورت یہ ہوئی کہ سخت ڈر کی وجہ سے کوئی بیمار کے قریب نہیں جاتا تھا۔“ (17)

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بیماری کی کسی حد تک کامیابی سے تدارک کرنے سے بیسویں صدی کی طبی سائنس کا سرور ہی۔ اس سے سترہویں صدی کے لوگ یقیناً بوکھلا گئے ہوں گے ”جس کی مثال انہوں نے پہلے زمانہ میں کبھی دیکھی یا سنی نہ تھی۔“ (18)

انہوں نے یہ تو اچھی طرح دیکھ لیا کہ چوہوں سے یا بیمار آدمی کو چھونے سے یہ بیماری لگ جاتی ہے مگر بظاہر وہ علم جراثیم جیسی چیز سے واقف نہ تھے اور اس کا موثر علاج انہیں معلوم نہ ہو سکا تھا۔ صرف ایک ہی سنجیدہ اور مفید حفظ مانتقد کم کی صورت جو انہیں معلوم تھی اور جس پر بڑے پیمانہ پر عمل ہوا وہ گھر چھوڑ دینا تھا۔ چنانچہ اس آباد جیسے پورے پورے شہر خالی ہو گئے۔

دہرا ستارہ

1616-17ء میں اس دہاکا سبب پچھلے دو برسوں کا قحطی اس کی وجہ سے جو ہوا مسموم ہو گئی تھی یا اس کوئی سبب سمجھا گیا۔ (19) لیکن جب معقول بارش اور وافر پیلہ اور کے زمانہ میں بھی یہ وبا چلتی رہی تو

- (۱۷) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحات 66، 67۔
 (۱۸) انبال نامہ صفحہ 118 ایٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 407 متد خاں نے حریف لکھا ہے ”نہ کوئی ایسی چیز ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔“ جہانگیر (ایٹ وڈون) جلد اول صفحہ 330 میں ہے کہ ”زیادہ عمر کے لوگوں سے یہ معلوم ہوا اور نیز قدیم ہندوؤں سے یہ بیماری اس ملک میں کبھی نمودار نہیں ہوئی۔ 121۔ اور ہماری صفحہ 393 میں ہے۔
 (۱۹) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحہ 230 اور ہماری صفحہ 393 میں ہے کہ 98-1595ء کے ہولناک قحط کے بعد بھی ایک قسم کا طوفان آیا جس نے بڑے بڑے شہروں کو مٹا دیا۔ دیکھو شیخ نور الحق کی زیادہ التفات (ایٹ وڈون) جلد ششم صفحہ 193 طاعون کی حرہ ہواؤں کے متعلق دیکھو تازہ عالمگیری، جلد ہاتھ سرکار کی اورنگ زیب جلد چہارم میں صفحہ 291 میں معقول (پچھلے 1658ء میں) سنوٹی جلد چہارم صفحہ 97 (دکن میں 1703-4ء میں)

لوگوں نے اسے خدا کے غضب یا آسمان پر غصے آثار ظاہر ہونے سے منسوب کرنے پر قناعت کر لی۔ ایک غبار جیسی چیز ایک کالم کی شکل میں سورہ راتوں تک پھیلے برج معرب میں اور پھر برج میزان میں ظاہر ہوئی جو کھفتی بڑھتی تھی جیسا کہ نجوموں کو مختلف زاویوں سے پیمائش پر معلوم ہوا اور اس کے بعد ایک عجیب شکل کا دھار ستارہ نمودار ہوا۔ (20)

آگرہ میں داخلہ

آگرہ میں دبا جھیل ہوئی ہونے کی وجہ سے جہاگیر نے 1619ء کا موسم بہار فتحپور سیکری میں گزارا اور وسط اپریل (یکشنبہ یکم اردی بہشت) کو ساڑھے پانچ سال کی فیر ماضی کے بعد دارالسلطنت میں داخل ہوا۔ (21)

(۲۰) اس علامت کی پوری تفصیل کے لیے دیکھو اقبال نامہ صفحات 117 118 (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم صفحات 406 و 406 نیز خانی خاں جلد اول صفحہ 207۔ تیری صفحہ 393 گھنڈہ دن صفحہ 44۔

(۲۱) جہاگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 78 84۔ اقبال نامہ صفحات 125 147 تا 147 جہاگیر (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 129 (الف) خانی خاں جلد اول صفحات 297 298۔^۱

بارہویں باب کا ضمیمہ

(1)

جہانگیر کا سفر مانڈو سے احمد آباد تک

مقام	دن	سنہ الٰہی
مانڈو سے روانگی	جمعہ	1 آبان
ٹمھامیں قیام
قائد حسن گاؤں	دوشنبہ	14 "
حاصل پور تنہا شکر کھیلا	اتوار	20 "
کابل پور	سنچر	26
پرگنہ دیکھن	جمعہ	3 آذر
دھاد	سنچر	4
سادل پور	چهارشنبہ	8
بلوات	سنچر	11
پرگنہ بد نور	یکشنبہ	12
سیل گڈھ	سہ شنبہ	14
رام گڈھ کے قریب	چهارشنبہ	15
سفر اور قیام	جمعرات	16
دھاول	جمعہ	17
باکوریانا گور	سنچر	18
موضع شریا کا تالاب	یکشنبہ	...
پرگنہ دوہ کا ستقر	دوشنبہ	20
ریناویار پتہ	چهارشنبہ	22
موضع جالوت	جمعہ	24 آذر
موضع نمده	یکشنبہ	26
ایک تالاب کے کنارے	دوشنبہ	27
قصبہ سہرا	سہ شنبہ	28

مقام	دن	سنہ الحی
محمودہ	جمعہ	کیم دے
دریائے ماہی کے کنارے	سنچر	12/ "
موضع بردلہ	یکشنبہ	13/ "
چتر سین	دوشنبہ	14/ "
موغڑا	سہ شنبہ	15/ "
پرگنہ زیاد	چہار شنبہ	16/ "
پرگنہ پتلاد	جمعرات	17/ "
ساحل کھمبیاٹ	جمعہ	18/ "
کھمبیاٹ میں قیام	...	1878/ دے
کھمبیاٹ سے رواجی اور سولامی قیام	سہ شنبہ 30/ دسمبر 1610ء	19/ "
بہرہ پرگنہ سے گزر کر دریا کے کنارے	چہار شنبہ	20/ "
برچا	جمعہ	22/ "
کنکر یا تالاب	سنچر	23/ "
قیام	یکشنبہ	24/ "
احمد آباد میں داخل	دوشنبہ	25/ "
احمد آباد سے رواجی	دوشنبہ	کیم اسفند روز
کنکر یا میں قیام	...	کیم 45/ "
احمد آباد کے دربار پر قیام	جمعہ	5/ "
موندا (مہوندت 4 1/2 کوں)	دوشنبہ	8/ "
جریمہ 5 1/2 کوں	سہ شنبہ	9/ "
براسینو (ہال سینور) 6 کوں	چہار شنبہ	17/ اسفند روز
دریائے ماہی کے کنارے 2 1/2 کوں	...	18/ "
جھر مود تالاب 3 1/2 کوں	سنچر	20/ "
بیاب کے کنارے 3 1/2 کوں	سہ شنبہ	23/ "
ہمد 1 1/2 کوں	چہار شنبہ	24/ "
موضع جلودہ 3 1/2 کوں	جمعہ	26/ "
بود 31 کوں	سنچر	27/ "
دودہ 5 کوں	یکشنبہ	28/ "

سنہ الہی	دن	مقام
11 / فروردین	سنجر	کراپارہ (گربارہ)
12 /	یکشنبہ	موضع سجارا (سجوارہ)
13 /	...	ہاتھی کا شکار
16 /	جمعرات	کراپارہ
18 /	سنجر	برگنہ دود
21 /	سہ شنبہ	احمد آباد کی طرف روانہ
23 /	...	جلود
27 /	...	موضع بدودالا پرگنہ سہرامیں
29 /	چہار شنبہ	دریائے مانی کا کنارہ
کیم اردی بہشت	سہ شنبہ	سفر میں
4 /	سنجر	محمود آباد دریا پر
6 /	جمعرات	کنگر یا تالاب
7 /	جمعہ	احمد آباد میں داخلہ

جہانگیر کا سفر احمد آباد سے آگرہ

سنہ الہی	دن	مقام
7 / شہر یوہر	1618ء	اکلاخیمہ رولہ مگر بدش کی وجہ سے ٹھہر گیا
21 /	جمعرات	اصل خیمہ بھی دولت پور کنگر یا تالاب پر نصب
26 /	...	کنج یا گنج
27 /	چہار شنبہ	محمود آباد
8 / مہر	دو شنبہ	مودا
10 /	...	ایٹا یا الہیتا
22 /	...	سفر میں
23 /	...	(ایضاً)
28 /	یکشنبہ	مانی سے روانہ
29 /	دو شنبہ	پھر روانہ
30 /	سہ شنبہ	دریائے تاس

مقام	دن	سراپی
سفر میں	جمعہ	3/ آبان
"	سہ شنبہ	7/ "
"	چار شنبہ	8/ "
"	جمعہ	10/ "
دودھ	سنچر	11/ "
سرنا تمرنا	چار شنبہ	15/ "
باخور	جمعرات	16/ "
سفر	جمعہ	17/ "
رام گڈھ	سنچر	18/ آبان
ستلی کھیرہ	دو شنبہ	20/ "
مدنپور بدھنور	چار شنبہ	22/ "
نواری یا نولائی	سنچر	25/ "
دریائے جمل	یکشنبہ	26/ "
دریائے کمار یا گھبار	دو شنبہ	27/ "
او جین (اور نگزیب کی پیدائش کی خوشی میں ضافیتیں)	سہ شنبہ	28/ "
قاسم کھیرہ	یکشنبہ	3/ آذر
سفر	دو شنبہ	4/ "
"	سہ شنبہ	5/ "
"	چار شنبہ	6/ "
تالاب کے کنارے	جمعرات	7/ "
سفر	جمعہ تا چار شنبہ	8/ 13/ "
سندھرا	جمعرات	14/ "
گھاٹی چنداپار کیا	یکشنبہ	17/ "
سفر	چار شنبہ	20/ "
"	جمعہ	22/ "
"	سنچر	23/ "
تھمبور	یکشنبہ	2/ دے

سہالکی	دن	مقام
5/ دے	چار شنبہ	5 کوس کاسفر
7/ "	جمعہ	5 کوس کاسفر
8/ "	سنچر	4 1/2 کوس کاسفر
10/ "	دو شنبہ	3 1/2 کوس کاسفر
11/ آذر	سہ شنبہ	5 3/4 کوس کاسفر
12/ "	چار شنبہ	3 1/2 کوس کاسفر
14/ "	جمعہ	5 1/2 کوس کاسفر
15/ "	سنچر	بیانہ 3 کوس
16/ "	یکشنبہ	بادعا
18/ "	سہ شنبہ	دیادمان
19/ "	چار شنبہ	فتحپور جمیل
28/ "	...	فتحپور میں داخلہ
یکم اردی بہشت	...	آگرہ

تیرھواں باب چھوٹی چھوٹی فتوحات

اور

سلطنت میں الحاق

چھوٹے تبت پر ناکام حملہ

جہانگیر نے نارائے جیون کا خیال پہلے ہی ترک کر دیا تھا۔ 1612ء میں چھوٹے تبت پر حملہ کیا گیا جو تہاکن تابت ہوا۔ اور پھر جہانگیر کے عہد حکومت میں اس کی کبھی کوشش نہیں کی گئی۔ (1) دکن میں اس کی فوجیں کامیاب نہیں ہوئیں۔ سلطنت میں اضافہ صرف سواڑ کا ہوا اور چند منتشر علاقوں کا جو اکبر کے عہد میں سلطنت میں شامل ہونے سے روکے گئے تھے۔

کھوکھرہ کا الحاق

کھوکھرہ جو بہار کے جنگلوں میں تھا اور اس کے دریا کی تہہ کے ہیرے مشہور تھے اس جنگل اور دادیوں سے اس کی قدرتی حفاظت تھی اور اس کے ہیروں نے کئی مغل سرداروں کو رام کر لیا تھا۔ لیکن 1615ء میں بہار کی رشوت سے نہ متاثر ہونے والے گورنر نور جہاں بیگم کے بھائی ابراہیم خاں نے اس کے رئیس درجن سال پر یکایک حملہ کر دیا اور نہ جنگلوں نے ناقابل گزار راستے اور نہ ہاتھیوں اور ہیروں کی رشوت اس کی راہ میں حائل ہوئے۔ درجن اور اس کے اہل خاندان جنگل میں چھپ گئے مگر وہاں بھی دیکھ لیے گئے اور پوری طرح لوٹ لیے گئے۔ تیس ہاتھی مظلوم کے ہاتھ آئے۔ کھوکھرہ سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس کے ہیرے حکومت کی اجارہ داری میں لے لیے گئے۔ ابراہیم خاں کو فیروز جنگ کا خطاب اور چار ہزار کے منصب پر ترقی ملی اور اس کے ماتحتوں کو بھی معقول انعام دیے گئے۔ (2)

(1) عبدالحمید کاہا شاہنامہ جلد اول حصہ دوم صفحہ 281 (ایٹ وڈوسن) جلد ہفتم صفحہ 62۔

(2) جہانگیر (راجہ رس وڈوسن) مستند خاں، کامنگ اور خانی خاں نے اس کی نقل کی ہے۔ کپڑوں صفحات 34، 35۔

جہانگیر نے لکھا ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا دریا ہے جس سے نادر ہیرے نکلے ہیں جس موسم میں پانی کم ہو جاتا ہے تو اس میں نالے سوراخ بن جاتے ہیں اور جو لوگ اس کام پر مقرر ہوتے ہیں۔ ان کا تجربہ یہ ہے کہ جس سوراخ میں ہیرے ہوتے ہیں ان کے اوپر تیزی سے جانور اڑتے رہتے ہیں جہاں دریا کے پیچ میں پہنچا جاسکتا ہے ان سوراخوں سے پتھر چن لیے جاتے ہیں اور پھر چوڑے سے ان سوراخوں کو گزریزہ گزنگہرا کھودا جاتا ہے اور اس میں پتھروں کے درمیان چھوٹے گزنگہرا ہیرے لگتے ہیں جو نکال لئے جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انکا ہزار اہل جاتا ہے جو ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کا ہوتا ہے۔

کھردا

اڑیسہ اور گوکنڈہ کی سرحد پر ایک غیر ترقی یافتہ ضلع ہے جسے کھردا کہتے ہیں۔ یہ پہاڑوں اور جنگلوں سے بھرا ہوا ہے جس پر اکبر کے عہد میں مغلوں نے کئی بار حملے کیے مگر اسے کبھی زیر نہ کیا جاسکا۔ یہ علاقہ ساحل سمندر تک پھیلا ہوا ہے جس میں پوری کا مشہور جنگن ناتھ مندر بھی ہے جہاں آج کی طرح اس وقت بھی ہندوستان کے ہر حصہ سے یاتریوں کے ہجوم آتے تھے۔ یہاں کا کھراں ہزاروں کی تعداد میں پیادہ اور سوار کی فوج میدان جنگ میں جمع کر سکتا تھا اور ایسی گاڑیاں جو چلتے پھرتے قلعوں کی طرح ہوتی تھیں۔ جس وقت اڑیسہ کا مغل گورنر ہاشم خان کھردا کی فتح کا منصوبہ بنا رہا تھا؟ تو اس کے راجپوت افسر کیشو داس بادو جس کی اپنی ذات سے اور بادشاہ کی عقیدت نے اس کے دل سے مذہب اور صداقت کے جذبات کو بالکل بادیاتھا۔ معاملہ کو نزاکت کی حد تک پہنچا دیا اور یاترا کا بہانہ کر کے جتنا تھ مندر تک گیا اور دھوکہ سے اس پر قابض ہو گیا اور اس کی ساری املاک کو جس کا اندازہ دوپاتین کروڑ روپیہ کیا جاتا تھا۔ اپنے قبضہ میں کر لیا اور چھپے ہوئے خزانہ کو نکھوانے کے لیے برہمن پجاریوں پر تشدد کیا اور انتہایہ کہ اس مقدس عمارت کو قلعہ بنادیا

جنگ ناتھ مندر کا محاصرہ

اس بے رحمی کی اطلاع جب پرشوتم دیو کو ملی تو وہ پیادہ اور سوار کی بہت بڑی فوج اور گاڑیوں کے ساتھ جنہیں سیکڑوں آدمی کھینچ رہے تھے پہنچ گیا اور مندر کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن کیشو داس نے راجپوتی شجاعت سے دفاع کیا اور باسوں میں سمی اور تیل لگا کر ان اونچی گاڑیوں میں آگ لگا دی لیکن پھر بھی لڑائی میں پرشوتم دیو کا پلہ بھاری رہا اور کیشو داس کے ساتھ صرف سو راجپوت رہ گئے۔ لیکن اس خبر سے کہ اسلام خاں گورنر بنگال نے ہاشم خاں وغیرہ کی سرکردگی میں بڑی کمک تیزی کے ساتھ موقع پر پہنچنے کے لیے روانہ کر دی ہے۔ پرشوتم دیو ہراساں ہو گیا اور دہلی ہوئی شرائط پر صلح کر لی۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی بادشاہ کے ساتھ اور اپنی بہن کی شادی کیشو داس کے ساتھ کرنا منظور کر لیا اور شاہی خزانہ میں تین لاکھ روپیہ بطور خراج جمع کرنے اور اپنے ہونے والے بہنوئی کو ایک لاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ کیشو داس کی شادی تو کھردا میں ہو گئی لیکن اس تقریب کے بعد ایک جھگڑا ہو گیا جس کی وجہ سے اسے فوراً وہاں سے روانہ ہو جانا پڑا۔

راجہ کلیان کا حملہ

پرشوتم دیو نے پھر خود مختاری حاصل کر لی لیکن تھوڑے دن بعد راجہ نوڈر مل کے لڑکے کے راجہ کلیان نے جواب اڑیسہ کا گورنر تھا اس کی ریاست پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ ایک بار پھر ایترہ حالت میں پہنچ کر پرشوتم نے صلح کر لی اور اپنی لڑکی شاہی حرم میں بھیج دی اور مقررہ خراج کی رقم کے ساتھ مشہور بائیس شیش ناگ بھی تحفہ میں دیا۔

مکرم خاں نے سلطنت میں شامل کر لیا

ہندوستان نے پھر خود کو دہریا اور پرشوتم نے پھر خود بخود کی کا اعلان کر دیا۔ 1617ء میں جواب لکھنے کا گورنر قاضی کر کے ریاست کو چلا کر دیا اور کھردا کو سلطنت میں شامل کر کے اس کے حکمران خاندان کو زمیندار کی حیثیت میں کر دیا لیکن چند ہی سال بعد اس نے پھر بغاوت کی اور کافی پریشان کیا۔ اس مرتبہ مغل فوج کو لکھنؤ سے ہو کر گزری جس پر وہاں کے حکمران قطب الملک کو سخت تشویش ہوئی اور اس نے شاہجہاں سے جواب دکن کا گورنر قاضی کا نام لکھ کر اس کے ملک کے اندر ہو کر نہ گذرے۔ (3)

جام اور بہار کا قبول اطاعت

اسی سال دو مہاجر بیسوں نے جنھوں نے اب تک کسی مغل حکمران کی اطاعت نہیں کی تھی اب اطاعت قبول کر لی۔ جام کی ریاست سورجھ اور ساحل سمندر کے درمیان تھی جہاں ہندوستان کے سب سے بہتر گھوڑے پیدا ہوتے تھے اور پانچ ہزار سے چھ ہزار تک رسالہ کی فوج رکھتی تھی جو ضرورت کے وقت اس سے دو گنی ہو سکتی تھی۔ بہار ساحل سمندر پر ایک چھوٹی سی ریاست ساحل سمندر کے کنارے پر حکمران قاضی سندھ کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ دونوں ایک طرح سے خود مختار تھے۔ شاہجہاں کے نائب راجہ بکرماجیت گورنر مہارات نے دونوں کو شکست دی۔ چند سال بعد دونوں جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آداب بجالائے۔ (4)

کشتوار

تین سال بعد شمال میں ایک اس سے زیادہ اہم فتح حاصل ہوئی کشتوار ایک چھوٹی سی ریاست کشمیر کے جنوب میں پنجاب کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ تیز رو دیائے چناب کو پار کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ دور سیوں میں بندھے ہوئے تھنے دونوں کناروں کی پہاڑیوں پر باندھ دیے جاتے تھے اور اسی سے اس کی ہر دونی حلوں سے حفاظت تھی۔ دو تیز روں کے نشانے کے واسطے پر ایک پہاڑی چشمہ بارہ قاجو اس کی دوسری حفاظتی لائن تھی۔ گیہوں، جو، مسور، جوار اور دالیں یہاں کی خاص زرعی پیداوار تھیں۔ عمدہ قسم کے سنترے، لمبوں، خربوزے، انگور اور خوبانی بکثرت پیدا ہوتی تھیں۔ یہاں کا زعفران کشمیر کے زعفران سے بھی بہتر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کا سن ہندوستانی دوسیر کے برابر تھا اور چالوہ کا سکہ سنہاڑی روپیہ کے دو تہائی کے برابر تھا۔

(3) جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 433 کھردا کے خلاف مغل کارروائیوں کا سال بہارستان بھی (مخطوطہ فرانس) پر لکھا ہے جس کا خلاصہ جلد دوم صفحہ 53 تا 56 میں لکھا ہے۔ بہارستان فیضی نے پرشوتم کو قلعہ میں دس لاکھ سوار فوج، تین چار لاکھ پیادہ فوج اور بہت سی گھڑیاں اور قہارتانی ہائی جی، جن میں سے ہر ایک میں پانچ سو سے ایک ہزار سپاہی سوار تھے، مولانا فتح مبارک کا بیان ہے کہ ہر گھڑی میں ایک ہزار سپاہی تھے جنہیں ایک ہزار آدمی سمیٹے تھے۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 491 (ایبٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 80 تا 80ف میں لکھی ہے کہ کھردا کا نام کو کو کر لکھا ہے۔

(4) جہانگیر (راجا جیورج) جلد اول صفحہ 442۔ اقبال نامہ صفحہ 110، 111 تا 112 (جیورج) جلد اول صفحہ 413۔ جہانگیر (مخطوطہ راجا جیورج) (ایبٹ ڈاؤن) جلد ششم صفحہ 519، 521۔

کشتوڑی کا مالی نظام عجیب قسم کا قتلہ کاشت پر من جعہ کوئی لگان نہ تھا بلکہ ہر گھر سے تقریباً چار روپیہ سالانہ وصول کیا جاتا تھا۔ ہر خریدنے والے کو دو ہندستانی سیر زعفران کی قیمت چار روپیہ دینا ہوتی تھی۔ لیکن ریاست کی سب سے بڑی آمدنی وہ ہماری جرمانے تھے جو خاص کر دو لاکھ لوگوں سے ذرا ذرا سے قصور پر وصول کیے جاتے تھے۔ ریاست کی مجموعی آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی۔ زعفران سے جتنی آمدنی ہوتی تھی اس کے خرچ سے راجپوت بندو لٹھوں کا ایک دستہ رکھا جاتا تھا۔ گھوڑے بہت ہی کیاب تھے لیکن لڑائی کے وقت راجہ سات ہزار پیادہ فوج جمع کر سکتا تھا۔ (5)

اس قسم کا ملک تھا جسے فتح کرنے کا جہانگیر نے قصد کیا۔ 1616ء میں احمد بیگ کابلی نے کشمیر کا گورنر مقرر ہونے پر یہ ذمہ لیا تھا کہ وہ دو سال کے اندر کشتوڑ اور تبت کو فتح کرے گا۔

دلاور خاں گورنر کشمیر

احمد خاں چونکہ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا اس لیے اسے معزول کر کے اس کی جگہ دلاور خاں کو مقرر کیا گیا اور اس نے بھی تحریک لکھ کر بھی وعدہ کیا۔ (6)

کشتوڑ پر چڑھائی

اسی زمانہ میں کشمیر کے قدیم حکمران خاندان کے دو افراد گھر چک اور ایسا چک نے جو کشمیر کی حکومت کے دعویدار تھے کشتوڑ کے راجہ کے یہاں پہنچی تھی اور اپنے ہمراہیوں سے راجہ کو تقویت پہنچائی تھی۔ (7)

چنانچہ دلاور خاں نے بڑے پیمانے پر تیاریاں کیں۔ اپنے لڑکے حسن کو گرد علی امیر بحر کے ساتھ اس نے سری نگر میں حکومت کے انتظام پر مقرر کیا اور اپنے بھائی بیٹ کو بیچہ منگیل کے درہ کے پاس دیو کے مقام پر اچانک حملوں سے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور خود دلاور خاں دس ہزار آدمیوں کو لے کر جو بیچہ سب بیدل تھے کشتوڑ پر چڑھائی کی جہاں بیٹہ تینا ت تھا۔ دلاور نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک کو اس نے اپنے لڑکے جلال کو نصر اللہ عرب علی ملک کشمیر کی کو اس کا ماتحت بنا کر ایک راستہ سے روانہ کیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ جس کی کمان خود دلاور خاں کر رہا تھا تیزی سے سڑک کے ذریعہ سے سنگین پور روانہ ہوئے۔ جوانوں کی ایک جماعت دلاور کے دوسرے لڑکے جمال کی سربراہی میں

(5) جہانگیر (راجہ سہجہ راج) جلد دوم صفحات 137-139۔ اقبل نامہ صفحات 143-146۔ بڑا لاسر (لاہور) جلد اول صفحہ 490۔

نیر دیکھو امیر ل گنزف کشتوڑ 33.18.30۔ شمالی طول البلد۔ اور 75.48۔ شرقی عرض البلد پر پنجاب کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔

(6) براہم دلاور خاں نے راجپوتانہ کی راج کے تین لڑکوں کے ساتھ میں جنہوں نے 1605ء میں رانا سے مل جانے کا ارادہ کیا تھا اور جنہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا تھا تیار حاصل کیا اور اس طرح بادشاہ کی نظر حمایت حاصل کرنے پر وہ پنجاب کا گورنر مقرر کر دیا تھا جہاں باقی خیرہ خرد کے ستارے میں قلعہ لاہور کے دفاع میں اختیار حاصل کیا جس پر اسے حرید ترقی ملی 1613ء میں وہ بیلا کی کامیاب مہم میں خیرہ خرم کے ساتھ گیا کیا۔ پانچ سال بعد وہ احمد بیگ خاں کابلی کی جگہ کشمیر کا گورنر مقرر ہوا۔ جہانگیر (راجہ سہجہ راج) جلد اول صفحہ 29۔ جلد دوم صفحات 65-6۔ اقبل نامہ صفحہ 114۔

(7) جہانگیر (راجہ سہجہ راج) جلد دوم صفحہ 135۔ بڑا لاسر (لاہور) جلد اول صفحہ 488۔

اس دست کے ہر لول پر قیادت ہوا۔ قہوڑے فاصلہ پر دانے اور ہائیں طرف دو اور دستے روانہ ہوئے۔ جلال اور جمال کے فوجی دستے کشتور کے ایک مضبوط قلعہ مار کوٹ کے پاس ایک دوسرے سے مل گئے۔ راجہ کو اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس لیے کہ اس کے آدمیوں نے قلعہ چھوڑ دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ راجہ نے اپنی فوج کی مارو کے ہائیں کنارے پر صف بندی کی جہاں ایک جھڑپ ہوئی۔ ایسا چمک مارا گیا اور راجہ دریا کے اس پار پہاڑی پر مجبور ہوا جہاں اس نے عموماً دریا کے کنارے اور خاص کر ہل کی حفاظت پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی۔ یہاں وہ چند دن تک غیر معمولی طور پر کامیاب رہا۔ بیس دن اور رات مغلوں نے دریا پار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ہار کر دیے گئے ہل کے سرے پر کشتور کی فوجیں برابر کامیاب رہیں اور اپنے دشمنوں کو سخت نقصان پہنچایا۔

لیکن بیس دن جب دلاور خاں جو متحدہ ملاقہ میں فوج قیادت کرنے اور رسد کا مقول انتظام کرنے کے لیے بھیجے رہ گیا تھا جلال کی فوجوں سے آکر مل گیا تو راجہ کا دل ٹوٹ گیا اور اس نے صلح کی سلسلہ جینیائی کی اور اپنے بھائیوں کو فوراً انھوں کے ساتھ روانہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ صلح مکمل ہو جانے پر وہ خود بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گا لیکن دلاور نے اپنے شکوک پوری طرح قابو کرنے کی امید میں صلح کی پیش کش کو رد کر دیا اور اپنی ساری کوشش مارو کو پار کرنے پر صرف کر دی۔ جو لوگوں کا ایک دستہ لے کر جمال نے دریا کے بہت اوپر کی طرف ایک مقام پر دریا کو پار کر لیا اور اچانک دشمن کو بے خبری میں جا لیا اور باقی فوج نے ہل کے سرے پر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ قہوڑی سی جہد و جد کے بعد کشتور و لولوں نے اپنی ہتھ حالت کا اندازہ کر لیا اور انھوں نے ہل کو پار کر لیا۔ شہنشاہ فوج نے ہل پھر سے ہٹا لیا اور دریا پار کر لیا۔ دشمن ان کی آمد پر فرار ہو گیا اور بھندہ مار کوٹ میں مضبوطی سے قلعہ بند ہو گیا۔ اگلا اور سب سے مشکل کام دریائے چناب کو پار کرنا تھا جس کے اس طرف قنیم نے پڑاؤ ڈال لیا تھا اور جہاں کہیں اس کا ہل بتانے یا کشتی استعمال کرنے کا موقع تھا وہاں بند و بستی، تیر انداز اور فوج قیادت کر دی تھی۔ دلاور نے رات کی تاریکی میں اسی جہاز سپاہیوں کو کشتی میں سوار کر کے دریا پار کرنے اور صبح کو دشمن پر اچانک حملہ کی کوشش کی لیکن کشتی تیز دھارے میں بہہ گئی اور ٹوٹنے لگی۔ دس بہادر جوان جان پر کھیل کر تیرتے ہوئے واپس آئے اور دو دوسری طرف پہنچ گئے تھے وہ بکڑ کر قید کر دیے گئے۔

شاهی فوج نے دریا پار کر لیا

چار مہینے دس دن تک شاهی فوج کی ساری کوششیں کشتیوں کے ذریعہ سے پارسی کا ہل بنا کر دریا پار کرنے کی ناکام رہیں۔ بالآخر ایک مقامی زمیندار نے ایک ایسی جگہ بتائی جو کشتیوں کے استعمال کے لیے موزوں تھی اور جو کشتور کے لوگ دیکھ نہیں پاتے تھے اور محفوظ نہیں کر سکے تھے۔ چنانچہ یہیں ایک رسی کا ہل بنایا گیا اور رات کی تاریکی میں جمال دو سو اٹھاونوں اور کچھ اور لوگوں کو لے کر چپکے سے اور حفاظت کے ساتھ دریا کے پار ہو گیا اور ملی العباس جو دشمن پر پوری قوت سے حملہ کر دیا اور اچانک راجہ کے کیمپ کو گھیر لیا۔

اچانک حملہ

اس اچانک حملہ میں راجہ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے بھاگ گئے۔

راجہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا

کشتوار فتح تو ہو گیا لیکن شاہی حکام نے وہ صلح نامہ ردش اختیار نہیں کی جس سے ہندوستان کی دوسری جنگوں پر اسنے خوشگوار نتائج ظاہر ہوئے تھے۔ اس کے برعکس نعر اللہ نے لوگوں کو اتنا تگ کیا کہ انہیں بغاوت کی حد تک پہنچا دیا اور جب وہ اپنی امدادی فوجوں کے اصرار پر اپنی ترقی کی امید اور اپنے خانگی معاملات کا انتظام کرنے حاضر دربار ہو تو اس کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ شاہی افواج کی تخفیف نے چاروں طرف آگ بھڑکادی۔ ہل توڑ دیے گئے اور راستوں پر رکاوٹیں ڈال دی گئیں اور نعر اللہ کو قلعہ میں محصور کر دیا گیا چھ دن کے بعد شاہی افواج کے پاس نہ خوراک سامان رہ گیا اور نہ کسی فوری کمک کی امید تو انہیں زیر کر کے قتل اور قید کر دیا گیا۔

جلال پھر تعینات ہوا

(8) جہانگیر (رازی سہیورج) جلد دوم صفحہ 135 تا 138، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 98

جلال کی ناکامی

جلال اپنا فرض انجام دینے سے قاصر رہا تو اسے معزول کر کے لڑوٹ خاں کو ملک میں امن قائم کرنے کے لیے سفارتی اختیارات دے کر روانہ کیا گیا اور باغیوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ (11) لیکن دو سال بعد ملک میں پھر بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ کشمیر کا گورنر لڑوٹ خاں ایک زبردست فوج لے کر پہنچ گیا اور بغاوت کو فرد کر کے فوجی لحاظ سے موزوں مقامات پر قلعہ بند فوجیں تعینات کر دیں۔ (12)

کاٹھڑہ

جہانگیر کے عہد میں چھوٹی چھوٹی فتوحات میں سب سے بڑی قلعہ کاٹھڑہ کی تیسرے تھی جواب تک کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں رہا تھا۔

کاٹھڑہ کا علاقہ جو شمال مغربی پنجاب میں واقع ہے متوازن پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے جو ساتھ ساتھ کی وادیوں میں منقسم ہے۔ مناظر کی خوشنمائی اور شکوہ میں کشمیر کے بعد ہی اس کا شمار ہے۔ اس میں بکثرت قدرتی قلعے ہیں جنہیں دشمنوں سے مدد و نفع کے لیے معمولی سے خرچ اور فن کاری کی ضرورت ہے۔ ان سب میں محکم ترین کاٹھڑہ کا قلعہ ہے جو 1905ء کے زلزلہ میں جہاں ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا تھا جو نصف میل لمبا اور تقریباً دو میل کے احاطہ میں اور تقریباً ساٹھ گز اونچا تھا۔ اس میں تیس سو سو روپے اور سات دروازے تھے قلعہ کے اندر دو وسیع تالاب تھے جن سے برابر تازہ پانی حاصل ہوتا تھا۔ آس پاس کی پہاڑیوں سے قلعہ کے صرف ایک حصہ کو زیر کیا جاسکتا تھا اس کے آس پاس ہی اور پہاڑی قلعے تھے جیسے دھیری، بری پور، پہاڑی، ہڈو، بکروتہ، سور، جولی، تارا گڑھ وغیرہ جو سب پہاڑی ریسوں کے قبضہ میں تھے۔

قریب کا جوالا کھی یا آتش پہاڑ کہا جاتا ہے کہ اسی مقام پر جہاں پارٹی کا سینہ مگر تھا۔ جب اس نے اپنے شوہر کی توہین پر اپنے باپ سے ناراض ہو کر خودکشی کی تھی۔ یہ قدیم ترین زمانہ سے پرستش کا مقام رہا ہے۔ مگر کوٹ جو اس علاقہ کا خاص مقام ہے۔ اس کے مندر کا فرش خالص چاندی کا تھا۔ چھت چکدر جگمگت کی تھی۔ چھوٹا سا پتھر کا بت جو درگاہ یا برہمچور دیوی کے نام پر ہے اسے عالمگیر احترام حاصل ہے۔ اکثر عقیدت مندوں نے اس سوہوم امید پر کہ وہ دوپہر تک تندرست ہو جائیں گے اپنی زبان یا طلق کاٹ کر اس پر بیعت چڑھا دی تھی۔ (13)

1009ء میں محمود غزنوی نے اس کی بے شمار دولت کو لوٹ کر اس کے آس پاس کے علاقہ کو چلا

(11) جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 209-210 گلیڈون صفحہ 54۔

(12) جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 235-238 گلیڈون صفحہ 54۔

(13) موجودہ ضلع کاٹھڑہ میں عرض البلد 31.20، 32.58 اور مشرقی طول البلد 75.39، 75.75، 78 کے درمیان واقع ہے۔ قلعہ آتش نشان پہاڑ اور مندر کے حالات کے لیے دیکھو آئین جلد دوم (جلد 1) صفحہ 314۔ جہانگیر (راجس دہراج) جلد دوم صفحات 223، 224، 225۔ اقبال نامہ نے اسی کی نقل کی ہے۔ قلعہ کاٹھڑہ (خطوط رام پور۔ ایٹ ڈائون) جلد ششم صفحہ 526۔ خانی خاں صفحات 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2

کر دیا تھا لیکن ایک نسل کے بعد ہندوؤں میں بیداری پیدا ہوئی اور قدیم راجاؤں کا خاندان پھر سے سے حکمران ہو گیا۔ دہلی کے حکمرانوں نے بار بار اس قلعہ کو فتح کرنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ ہپسا کر دیے گئے۔ دوسروں کے علاوہ فیروز تغلق 1351ء و 1388ء نے ایک زبردست فوج سے حملہ کیا لیکن ایک ناکام محاصرہ کے بعد راجہ کے برائے نام قبول اطاعت پر قانع ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت سے لے کر اکبر کی تخت نشینی تک دہلی کے حکمرانوں نے 52 ناکام محاصرے کیے۔ (14)

اکبر کے عہد میں چند سال بعد اکبر نے حسین علی خاں کی سربراہی میں ایک فوج کا گھڑہ کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ کیا لیکن ابراہیم حسین سرزاک بنات کی وجہ سے اس میں غلط پڑ گیا۔ 1582ء میں ایک اور کوشش دوسری مصروفیتوں اور حکمران راجہ بے چند کی رضا کارانہ اظہار اطاعت اور ایک افسانوی زوایت کے بموجب دیوی کے دخل دینے پر ملتوی ہو گئی۔ بعد کی مہم نے پہاڑی علاقوں کو توجہ کر دیا مگر خود قلعہ کا گھڑہ کے سامنے شکست کھا گئی۔ (15)

پنجابگیر کے عہد میں

مروجہ 1615ء میں جہانگیر نے مر تقی خاں گورنر پنجاب کو حکم دیا کہ وہ راجہ پاسو کے لڑکے سورج مل کو بطور ماتحت ساتھ لے جا کر قلعہ کا گھڑہ کو فتح کرے۔ سورج مل کو قدر شاہی موروثی ریاست سے اس قدر قریب اقتدار کی توسیع گوارا نہ تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے سردار کے کاموں میں رخنہ ڈالا اور شاید دشمن سے ساز باز بھی کی۔ مر تقی خاں نے پادشاہ سے شکایت کی اور سورج مل نے شہزادہ خرم کو بیچ میں ڈالا۔ شاہی فرمان کی تعمیل میں مروجہ 1616ء میں حاضر دربار ہو اور شہزادہ کو اپنی بے قصوری کا یقین دلادیا۔

اگلے اکتوبر کو وہ شہزادہ کے دکن کی مشہور مہم میں گیا اور اپنے سرپرست کے دل میں جگہ کر لی مر تقی خاں کے اعتقاد پر اسے سر اقتدار گروہ نے خود جہانگیر کی معقول رائے کے برخلاف کا گھڑہ کی سربراہی سپرد کی گئی۔ اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ ایک سال کے اندر قلعہ فتح کر لے گا لیکن میدان کارزار میں جیتنے پر وہ اپنے شریک کماندار تقی سے لڑ پڑا اور شہزادہ خرم سے اس کی برطرفی کا پروانہ حاصل کر لیا اس لیے

(14) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم 184 فتح کا گھڑہ (ایبٹ ڈاؤن) جلد ختم 526۔ (ایبٹ ڈاؤن) جلد دوم صفحات 34، 444، 445 (ایبٹ ڈاؤن) جلد سوم 407، 405، 515، 570 (ایبٹ ڈاؤن) جلد چہم صفحات 67، 415، 416، 544۔ بلو کین، اٹوٹن، اشٹی کو بری 1872ء صفحہ 264۔ جرنل آف انڈیا ک سوسائٹی بمبئی 1875ء صفحہ 192 کا گھڑہ سترک گزیر جلد اول صفحات 24، 29۔

جہانگیر اور اس کے درباری مورخین نے ایک روایت نقل کی ہے کہ سلطان فیروز تغلق نے راجہ کی طرف سے قلعہ کے اندر ایک نیابت قبول کی۔ سلطان نے سب طرف دیکھ کر اور قلعہ کا سائے کر کے راجہ سے کہا کہ قلعہ کے اندر کسی پادشاہ کو بلا احتیاط کے خلاف ہے اگر اس کے فیروز کے ساتھ جو آدمی ہیں وہ راجہ پر حملہ کر دیں اور قلعہ پر قبضہ کر لیں تو وہ کیا کرے گا۔ راجہ نے اپنے آدمیوں کو اشدہ کیا اور دفعہ خیرہ مقلات سے بہت بہادر مسلح سپاہی کھل آئے اور سلطان کو سلام دی۔ سلطان کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا تو راجہ نے آگے بڑھ کر زمین بوسی کی اور کہا کہ اس کے دل میں اطاعت شہادی اور خدمت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن کہیں کہیں شہ کرنے والوں نے کہا ہے کہ میں دور اندیشانہ احتیاط کرتا ہوں اس لیے ہر موقع ایک جیسا نہیں ہوتا سلطان نے راجہ کی قریب کی اور راجہ چند منزل تک سلطان کے ساتھ آیا اور پھر رخصت لے کر واپس آ گیا۔

(15) اکبر نامہ جلد سوم صفحہ 348۔ فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایبٹ ڈاؤن) جلد ختم صفحات 125، 129۔ جہانگیر (ایبٹ ڈاؤن) جلد دوم صفحہ 184، آثار الاسر (پیر پت) جلد اول صفحات 414، 415۔

کہ اس شہزادہ کا گھڑہ کے معاملات کا مختار کل تھا۔ اب سورج مل نے سپاہ پر طرف کردی اور علم بغاوت بلند کر دیا اور پہاڑی رئیسوں سے مل گیا۔ اس نے شاہی علاقہ کو تاراج کر دیا اور سید صفی بارہہ کو جو شاہی کماندار تھا شکست دے دی مگر راجہ بکرماجیت نے جو ترقی کو معزول کر کے اس کی جگہ مقرر کر کیا گیا تھا جلد ہی اس کے باغیانہ منصوبوں کو شکست دیدی۔ سورج مل کی جاگیر تاراج کر دی اور شاہی قبضہ میں لے لی گئی خود سورج مل نے بھاگ کر پہاڑی قلعوں میں پناہ لی جن پر راجہ بکرماجیت نے یکے بعد دیگرے حملہ کیا۔ لڑائی کے دوران میں ایک شاہی فوج کا دستہ ناقابل گزر گھاٹیوں میں بہت دور تک اندر چلا گیا اور اسے کاٹ کر رکھ دیا گیا۔ مگر بحیثیت مجموعی مغلوں کا پلہ بھاری رہا۔ سورج مل شکست دل ہو کر ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے میزبان راجہ چپانے بلا شرط اطاعت قبول کر لی اور سورج مل کی ساری املاک بشمول چودہ ہاتھیوں اور دو سو گھوڑوں کے شاہی فوج کے حوالے کر دی اور جواب بحق سرکار ضبط کر لیے گئے۔ قلعہ اور راجہ باسو کی بیٹی عمارتیں ڈھادی گئیں۔ سابق رئیس کے بھائی بھت سنگھ کو ایک ہزار ذات اور پانچ سو سوار کا منصب دے کر اس شرط کے ساتھ گدی پر بٹھادیا گیا کہ وہ کاغزوہ کی مہم میں راجہ بکرماجیت سے تعاون کرے گا۔ (16)

محاصرہ اب پورے زور کے ساتھ جاری کیا گیا۔ رسد کی قطعی بندش کر دی گئی اور قلعہ کے چاروں طرف مورچے کھڑے کر دیے گئے۔ محصورین کو فاقہ کی نوبت آگئی اور کئی دن تک انہوں نے اہلی ہوئی گھاس پر بسر کی اور قلعہ بند فوج کو موت کا سامنا تھا۔ بالآخر چودہ ماہ کے محاصرہ کے بعد 16 نومبر 1620ء کو محاصرین نے ہتھیار ڈال دیے۔ (17) قلعہ میں جمع شدہ بہت بڑا خزانہ شاہی فوج کے ہاتھ آیا۔ (18)

جہاگیر کو اس فتح پر بہت بڑی خوشی ہوئی اس لیے کہ ہندوستان کسی مسلمان بادشاہ کو جتنی کہ اکبر کو بھی یہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی تھی۔ (19) ایک سال بعد وہ قاضی القضاۃ، میر عدل اور کئی راجہ العقیدہ مسلم علاقہ کے ساتھ وہاں گیا اور ایک ایسا احتضار فعل انجام دیا جو اس کے عہد میں بہت کم ہوا تھا یعنی قلعہ میں ایک تیل ڈنک کر دیا اور ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ (20)

(16) جہاگیر (راجہ جی و جی راج) جلد اول صفحات 283، 311، 324، 325، 388، 392، 393 جلد دوم صفحات 54، 74، 75، 166، 167، 120، 117، 121، 122، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(17) جہاگیر (راجہ جی و جی راج) جلد اول صفحات 283، 311، 324، 325، 388، 392، 393 جلد دوم صفحات 54، 74، 75، 166، 167، 120، 117، 121، 122، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

چودھواں باب

نور جہاں کے گروہ میں پھوٹ

جہانگیر کی صحت گرنے لگی

قدرت نے جہانگیر کو اعلیٰ درجہ کی جسمانی ساخت عطا کی تھی جسے شراب، افیون، آرام طلبی اور عیاشی نے بگاڑ دیا۔ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ کر وہ بالکل معذور ہو گیا اور اس کا حال بد سے بدتر ہو گیا۔ 1618ء میں مہجرات کی اس کی گرمی اس سے برداشت نہ ہوئی اور وہ انفلوینزا میں مبتلا ہو گیا اور دمہ کی شدید شکایتیں رونما ہو گئیں (1) طبیبوں کے مشورہ سے اس نے شراب ذرا کم کر دی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ (2) 1619ء میں خون کے انجماد سے اس کی آنکھوں میں سخت تکلیف ہو گئی اور ایک رگ میں نشتر دینے سے اس میں کچھ کمی ہوئی۔ (3) وہ ہر سال کشمیر جاتا رہا مگر اس سے کوئی مستقل فائدہ نہ ہوا۔ مارچ تا اکتوبر 1620ء کو اس کا پہلا سات ماہ کا قیام اس لحاظ سے خاص کر دلچسپ ہے کہ اس دوران میں اس نے کشمیر کے قدرتی حسن کی بڑی دلکش تصویر کشی کی ہے۔ (4) مگر اس سے اس کے مرض میں کچھ افادہ نہ ہوا۔ اس کے برخلاف اس پر بار بار دمہ کا دورہ پڑتا رہا۔ حکیم روح اللہ کے علاج سے اسے کافی فائدہ ہوا لیکن نومبر

- (1) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 12، 13، 35۔
 - (2) ”پہلے ہر شام کو ساڑھے سات تولہ شراب کے چھ جام ہوتے تھے سب ملا کر 45 تولہ۔ شراب میں عموماً پانی ملایا جاتا تھا۔ اب میں نی جام چھ تولہ 3 ماشہ شراب کے چھ جام پیتا ہوں۔ گویا کل 37٪ تولہ“ جہانگیر جلد دوم 35۔
 - (3) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 77۔
 - (4) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 97، 98، 139۔
- اقبال نامہ صفحات 127 تا 128 تا جہانگیری (مخطوطہ خدائیش صفحہ 122) (الف) پرائس جہانگیر (139 تا 140) میں اس سفر کا عجیب و غریب حال لکھا ہے۔
- باد جو صحت کی غربلی کے جہانگیر یہاں کے قیام سے بہت لطف اندوز ہوا اس نے یہاں کے جتنے تفریح اور خوبصورتی کے مقامات تھے وہ سب دیکھے تھے کہ ایک فطرت کا گہرا مطالعہ کرنے والے دل اور حسن پرست سے توقع تھی۔ وہ کشمیر سے بہت مسرور ہوا اور دلی مسرت کے جوش کے ساتھ لکھا ہے ”اگر کوئی کشمیر کی تعریف لکھتا ہے تو پوری کتاب کی ضرورت ہوگی“ کشمیر ایک سدا بہار باغ ہے پاشای محل کا ایک آہنی قلعہ، درویشوں کے لیے ایک پھولوں سے لدہا ہوا لفریب درش، اس کے خوبصورت مرغزار اور دلکش چشمے اور بے شمار فوارے تعریف سے بالاتر ہیں۔ یہاں بے شمار جیتے ہوئے دریا اور آبشار ہیں۔ جہاں تک نظر جاتی ہے سبزہ زار اور پھول ہیں۔ سرخ گلاب، بنفشہ اور زکس از خود آگے ہیں۔ میدان میں طرح طرح کے پھول اور خوشبودار گھاس ہے جس کا شہر نہیں ہو سکتا۔ روح پرور موسم بہار میں پہلا اور میدان پھولوں سے بھر جاتے ہیں اور دروازے دو دیواریں اور صحن لالہ زار ہو جاتے ہیں جہاں ضیافت کا دسترخوان سجائے والے گل لالہ جھلکاتے ہیں۔ ان دو صحن مرغزاروں اور خوشبودار چٹان پھولوں کا ہم کیا بیان کریں۔“ جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 142 تا 144۔
- طاس سورانی لالہ رخ میں لکھتا ہے
- دلاوی کشمیر کا حال کس نے سنا ہے۔
- اس کے بہترین دیکھتے ہوئے پھول جو خورد ہیں مارے پھولوں سے زیادہ شوق رنگ ہیں۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ...)

1620ء میں جب وہ میدانی علاقہ میں آیا تو بیماری پھر عود کر آئی اور اس نے خود کو قریب المرگ محسوس

(ہائی مائیک... 4)

اس کے مندر اور کنار اور شفاف چشمے

جن کے لہرانے پر محبت بھری نظر جم جاتے

جہانگیر کا بیان ہے "اس پھولوں سے بھری ہوئی سر زمین کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ جہاں تک نظر جاتی ہے ہر رنگ کے پھول لہہاتے ہیں۔ میری موجودگی میں پچاس قسم کے پھول پتے گئے۔ شاید ان کے علاوہ اور بھی ہوں گے۔ جو میں نے نہیں دیکھے۔ ایسا جلد دوم صفحات 162، 163۔ ایک اور علاقہ کوری مارگ کے متعلق اس نے بالکل شاعرانہ انداز میں لکھا ہے۔ "میں اس کی تعریف کہاں تک کروں جہاں تک نظر پہنچ سکتی ہے رنگ برنگ کے پھول لہہاتے ہیں اور سبزہ زار کے درمیان پانی کے خوبصورت چشمے رواں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب تقدیر کے تخلیقی قلم سے ایک دلربا نقش منسج دیا ہے اسے دیکھ کر دل کی کلیاں کل جاتی ہیں۔ چنگ اس علاقہ کا دوسرے علاقوں سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کشمیر میں دیکھنے کے لائق اس سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے۔" ایسا جلد دوم صفحہ 164۔ نیز بھی بیون کے خوبصورت چشمہ کا حال بیان کرنے کے بعد اس نے ایک اور چشمہ اجواہل (انجی مل) کا حال لکھا ہے "اس کا چشمہ (چچی بیون) چشمہ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے اور اس میں ایک خوبصورت جھرا بھی ہے۔ اس کے گرد لٹک بوس چند سے درخت کھڑے ہیں جن کے سر باہم مل کر خوشنما سستان کی جگہ بناتے ہیں۔ ایک خوبصورت باغ میں جہاں تک نظر جاتی ہے۔ جھفری کے پھول کھلے ہیں۔ گویا یہ بالکل جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ ایسا جلد دوم صفحہ 173۔

پھر ویرانگی کے چشمہ کا ذکر ہے جو دریائے جہلم کے سرے پر ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جہاں اپنی شہرہ کوئی کے زمانہ میں جہانگیر نے ایک خوبصورت عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا۔ "تالاب کا پانی اتنا شفاف ہے کہ بلا جو دیکھ چار گز (بارہ فٹ) گہرا ہے تاہم اس میں اگر ایک سرول دی تو وہ صاف نظر آئے گی۔ نہری خوبصورتی اور چشمہ کے نیچے جو گھاس اگتی ہے اسکی سرسبزی کی کیا تک نظر آتی ہو۔ یہ مور کی دم کی طرح مختلف رنگوں کی تھی وہ چشمہ کی لہروں میں مل کھاتی تھی اور کہیں کہیں اس میں پھول بھی تھے۔ مختصر یہ کہ سارے کشمیر میں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی اور جگہ نہیں جو اتنی دلربا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں ولایت کا وہ پر ہی حصہ جتنا خوبصورت ہے اس کا شبیہ کسی خوبصورتی سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ ان علاقوں میں جگہ دن قیام کرنا چاہے اور قریب و جوار کے مناظر دیکھنا چاہئے۔ میں نے حکم دیا کہ اس چشمہ کے دونوں طرف چہار کے درخت لگائے جائیں" ایسا جلد دوم صفحہ 174۔

مناظر، دریاؤں، چشموں، دیہاتوں، ولاؤں، پہاڑیوں، پودوں، پھولوں، پرندوں، جانوروں اور نیز لوگوں کا جو حال اس نے لکھا ہے وہ نہایت رواں شستہ اور خوبصورت قاری میں ہے جسے تقریباً لفظ بہ لفظ محاصرہ مور تھیں جیسے محنت خانہ اور کامگار اور نیز بعد کے مور تھیں جیسے خانی خاں، بکھانہ اسے اور دوسرے نقل کیا ہے اور آج بھی وہ دلچسپی اور لطف سے پڑھا جاسکتا ہے۔

دیکھو چڑیوں اور جانوروں کی وہ فہرست جو کشمیر میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ (جہانگیر جلد دوم صفحات

168، 169، 170 دوسری چیزوں کے علاوہ دیکھواندھی مچلی کا حال جو لودھ ٹاگ میں پائی جاتی ہے۔ جہانگیر (راجہ سوہی رنج)

جلد دوم صفحہ 174۔ نیز اقبل نامہ، آثار جہانگیری۔ گلہزدن صفحہ 49۔ خانی خاں جلد اول صفحات 302، 304۔ سہانہ رائے۔

کشمیر کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھو آئین (جلد دوم صفحات 337، 368 حال کا نہایت ہی دلچسپ بیان سر چرڈنیل

کے جرنل جو حیدر آباد، کشمیر، سکمل اور نیپال میں محفوظ ہیں۔) مرتبہ آر۔ سی۔ ٹیل، لندن 1887ء کشمیر کے لیے جلد اول صفحات

267، 314 (مقدمہ) اور جلد دوم صفحات 149، 149۔ خصوصاً نقشے بہت اہم ہیں۔ برٹیز (مرتبہ کاشنیل) صفحات 390، 391

428 ڈیو کی جوں اینڈ کشمیر سر فرانسس یک مسیڈ کی کشمیر والٹر ڈیل کی روانٹک (ایسٹ) برما، آسام اور کشمیر، سر ڈیو لارنس

کی دہلی آف کشمیر نیز لوری ڈن کشمیر، اینڈ رانس مغل مہر ڈس کلکٹ ریویو نمبر 288۔ اپریل 1917ء۔ جے بی مودی کا

مضمون مغل ایچورس ان کشمیر جرنل آف۔ بمبئی ایشیاٹک سوسائٹی جلد 25 نمبر 18، 1917ء صفحات 26، 75۔

جہلم کے ٹکاس کی جگہ کو جہانگیر کے حکم سے پہلے ایک خوبصورت اور ایک باغ سے خوبصورت بنا دیا گیا۔ جہانگیر (راجہ سوہی رنج)

جلد دوم صفحات 141، 142۔ اب اسے شالاد باغ کو جنت کے ایک گوشہ کا نمونہ بنادیا۔ جہانگیر کے منظر کی خوبصورتی

کیا۔ مفرور اور بر خود اعتماد حکیم رکن اور ایرانی حکیم سدرہ جو اس عہد کا مسیحا مشہور تھا اور حکیم ابو القاسم جس کی دور دور تک شہرت تھی اس کے علاج سے مایوس ہو گئے۔ اس نے شراب کی کڑت سے اپنے درد کو دبانا چاہا مگر ہمیشہ سے زیادہ بتر حالت میں ہو گیا۔ شہزادہ پرویز جلد ہی اس کے بستر کے پاس پہنچ گیا۔ نور جہاں کی محبت بھری تیار داری ہی نے اس کی جان بچائی۔ اس نے آہستہ آہستہ اس کی شراب کم کرادی۔ مضر صحت کھانوں سے پرہیز کر لیا اور مناسب دواؤں کے استعمال پر آمادہ کیا۔ اسے شفا تو ہو گئی مگر کمزوری برابر رہی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اگرچہ چھوڑ دے اور گنگا کے کنارے پہاڑ کے دامن میں اپنے لیے نیا شہر بسائے لیکن پھر یہ ارادہ ترک کر دیا اور سالانہ کشمیر جانے پر قناعت کی۔ 1623ء کے شروع میں وہ اپنا روزنامہ لکھنے پر قادر نہیں رہا اور یہ کام معتد خاں کو سپرد کر دیا۔ پہلی سی صحت اور قوت اسے پھر کبھی نہ حاصل ہو سکی۔ (5) حکومت کا سارا انتظام نور جہاں کے ذمہ ہو گیا۔

نور جہاں کو اگرچہ اب کامل اختیارات حاصل تھے مگر بادشاہ کی تیزی سے گرتی ہوئی صحت سے اسے سخت پریشانی تھی۔ مطلقانہ اختیارات برتنے کی وہ بالکل عادی ہو گئی تھی مگر اس کے مضطرب دماغ اور حاکمانہ جذبات کسی کی دہل اندازی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے دماغ اور جسمانی قوتی پوری طرح کام کر رہے تھے لیکن اس کے شوہر کا کسی وقت بھی انتقال ہو سکتا تھا اور سوال یہ تھا کہ کیا شوہر کے انتقال کے بعد اس کا یہی اقتدار قائم رہے گا؟ اس کا جائز شاہجہاں ہو گا جس نے اب اپنی عمر کے تیس سال پورے کر لیے تھے اور جو ایسے اعزازات اور مناصب کے ساتھ جو کسی اور شہزادہ کو حاصل نہیں ہوئے تھے تخت نشینی کے لیے تیار دیکھا گیا ہے۔ پوری فکر و کوشش کیا گیا ہے کہ وہ اسی کو اپنا مستقبل کا آقا سمجھے۔ کئی صوبوں میں اور کئی ممتاز فوجی کمانداروں اور فوجی دستوں پر اس نے اپنا اثر قائم کر لیا ہے۔ نور جہاں کا اس سے بہت دنوں تک اور بہت قریبی رابطہ رہا ہے۔ اور اسے پورا احساس ہے کہ شاہجہاں مفرور اور بہت طاقتور ہے اور چاہے پندی اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور نیز اس میں حکومت اور اقتدار کی بھرپور صلاحیت ہے۔ وہ جہانگیر جیسے کمزور اور آرام پسند بادشاہ سے بالکل مختلف قسم کا ہو گا۔ وہ اپنی مرضی کا خود عقیدہ ہو گا اور کسی بھی دہل اندازی کو برداشت نہ کرے گا اور خاص کر نور جہاں جیسی حکم چلانے والی کا ایک ہی سلطنت میں نور جہاں اور شاہجہاں جیسے دو اقتدار پسند افراد کا گذر نہیں ہو سکتا۔ دونوں ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے اور کسی طرح کے مخالطہ کی گنجائش نہ تھی۔ معاملہ بالکل صاف تھا۔ نور جہاں کو کیا سیاست سے بالکل کنارہ کش ہو جانا چاہئے اور شاہجہاں کی جگہ کسی ایسے بادشاہ کو بنانا چاہئے جو

(بقیہ حاشیہ... 4) کی واضح شہادت ان مقالات کے انتخابات سے بھر نہیں ملتی جہاں عدلیہ عوامی اور بدلتے ہوئے اور آرام گاہیں قبیر کہیں۔

دہ لکھتا ہے: "میں نے اکثر کشتی میں محنت لگایا اور چاک اور شالار کے پھولوں کا غلہ کیا۔ چاک جمیل (دل) کے قریب دوسرے کنارہ پر ایک پرگنہ ہے۔ شالار جمیل کے قریب ہے جہاں ایک دھنک جڑ ہے جو پتوں سے لٹکا ہے اور دل جمیل میں کرتا ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ یہاں ایک جھربا بنوے جو دیکھنے میں دلکش معلوم ہو۔ جہانگیر کی تحریر کردہ عمارتیں شکستہ حالت میں آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

نیز دیکھو شالار کی موجودہ حالت کا خوبصورت رنگی نقشہ جمیل کے جرس میں جلد دوم مقابل صفحہ 117۔

(5) جہانگیر (راجرس و دیورنچ) جلد دوم صفحات 176، 178، 212، 213، 214، 215، 217، 246، 248۔۔۔ قبل نامہ صفحہ 184۔۔۔ آثار الاسرار جلد اول صفحہ 577۔۔۔ بادشاہ نامہ عبدالحیہ جلد اول حصہ دوم صفحہ 347۔

اس کی مرضی پر جھک سکے اور اس کا آکر کار بن سکے۔ اپنی فطری جرأت اور جاہ پسندی کے جذبہ سے اس نے ایک دوسرے طریقے کا انتخاب کیا۔ مشکلات بہت بڑی تھیں مگر نور جہاں ایسی نہ تھی جو مشکلات سے خائف ہوتی۔ اس نے اپنے چاروں طرف نظر ڈالی اور جانشینی کے لیے شہریار کو طے کر لیا۔

شہریار

شہریار جہانگیر کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا اور ابھی اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی اور اس سے کبھی کسی قابلیت کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ ہاکنس نے البتہ اس کی شدید درد میں غیر معمولی قوت برداشت کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ اگر سچ بھی ہے تو اس سے کوئی مفید مطلب بات ثابت نہیں ہوتی۔ اس میں کبھی اخلاقی قوت کی نشوونما نہیں ہوئی وہ عظمت حاصل کرنے کا اہل نہ تھا اور نہ اس میں یہ اہلیت تھی کہ اگر عظمت اس سے زبردستی وابستہ کر دی جائے تو وہ اسے نہا سکے۔ جب وہ چار ناچار شہرت کی رودہنی میں لایا گیا تو اس کے متعلق جو عام خیال تھا وہ ابھر آیا اور ”شاہدنی“ کا لقب اس کے ساتھ لگ گیا۔

اس کی جانشینی کے لیے نور جہاں کی کوشش

یہی وہ آگے کلہا تھا جس کی نور جہاں کو ضرورت تھی۔ خسرو زیادہ قابل اور جاہ پسند تھا اور عوام میں بہت مقبول تھا اور اس کے ساتھ نور جہاں نے اپنی زیلتیاں کی تھیں کہ وہ اب اس کے کام کا نہیں رہا تھا۔ پرویز سخت شرابی و شراب کا بندھوٹی نہایت کلہا اور قابلیت سے بے بہرہ تھا۔ اگرچہ جاہ پسندی اور غرور کے جذبات سے بھر ا ہوا تھا اور جیسا کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ جلد ہی قبر میں جانے والا تھا۔ شہریار کی کم عمری، تربیت پذیر طبیعت، کمزور ذہنیت اور ضعیف انضباط مزاج نے اسے ایک انتہا پسند خاتون کا آکر کلہ بننے کے لیے بالکل موزوں بنایا تھا۔ (6)

نذہبی عنصر

ان ہیر پھیر کی سازشوں اور انقلابی منصوبوں کا فیصلہ تو سیاسی ضرورت کے ماتحت کیا گیا لیکن اس میں خود اس اثر نذہبی عنصر کا بھی تھا۔ خسرو اپنی تربیت کے لحاظ سے کال نذہبی مساوات کا حامی تھا لیکن (6) نور جہاں کی اپنی لڑکی خسرو سے بیانیے کی جو بڑ جس کی 17-1616ء میں شہرت تھی اور جسے سر طاس رو نے قتل کیا ہے اس کی کوئی خاص نیچا نہ تھی۔

12 دسمبر 1616ء کو رونے خلاصہ لکھا اس میں یہ ذکر کیا ”سلطان خسرو کی نور محل کی لڑکی سے شادی اور وہ قید سے آزاد ہو جائے گا۔ اور سب جہاتیں اس کا ساتھ دیں گی۔ پھر 21 اگست 1617ء کو اس نے لکھا ”نور محل اور آصف خاں اپنے والد کے حضور سے خسرو کے ساتھ صلح اور احملا کرنے آئے اور بڑی خوشی سے خسرو کی رہائی کی توقع ہے۔“ 25 اگست کو اس نے پھر لکھا ”آج نور محل اور شہزادہ سلطان خسرو کی نیافت تھی اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ احملا کے حیدر اسحاق کے بعد خسرو ایک بی بی لے کر آئے گا جس کا مطلب اس کی پوری آزادی اور ہمارے حکمران (آقا) کی تپاں ہوگی“ دیکھو در صفحات 263، 404، 407 ایسے ہی اشارات خطوط موصولہ اور انگلش ریکارڈز افشا میں ملتے ہیں۔ دیکھا دیل جلد اول صفحات 56-57 میں صاف صاف لکھتا ہے کہ نور محل نے کئی مرتبہ اپنی لڑکی کی خسرو سے شادی کی پیشکش کی اور یہ کہ خسرو کی بی بی سے خود اسے حضور دیا کہ اس رشتہ کو منسوخ کر لے جس سے اسے آزادی اور علاج و بہود حاصل ہو جائے گی لیکن اس کی اپنی بی بی سے محبت نے ہمیشہ اس تجویز کو رد کر دیا۔ یہ آدہ کیا۔ یس ہو کر نور محل نے اپنی لڑکی شہریار سے بیوا دی۔ ان افواہوں میں صداقت صرف اس قدر ہے کہ شاید نور جہاں نے ایک مرتبہ خسرو کی جماعت سے احملا کا خیال کیا ہو گا لیکن یہ جتنی ہے کہ اس نے اس معاملہ کو آگے نہیں بڑھایا۔

شاہجہاں پر جیسے جیسے دن گزرتے گئے سنی عقیدہ کا غلبہ ہوتا گیا اور وہ زیادہ سے زیادہ رائج اعتدال کی طرف مائل ہوتا گیا اور اپنے شیعہ ساتھیوں سے بیزار ہوتا گیا۔ نور جہاں بھی متعصب تونہ تھی مگر پھر بھی شیعہ تھی اور شیعوں کی حمایت پر زیادہ سے زیادہ بھروسہ کرنے پر مائل ہوتی گئی۔ شاہجہاں کے سنی جتھے کے بڑھتے ہوئے عروج میں ایرانی مفادات نے اپنے لیے خنزیرہ محسوس کیا۔ بالآخر سنیوں نے اپنے اقتدار کو مسلط ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس فضا میں غلط فہمیوں، ناچاقیوں اور چھٹیکوئیوں کی پرورش ہوئی۔ طلحہ دن بدن بڑھتی گئی اور بالآخر پرانی گروہ بندی پاش پاش ہو گئی۔

نئی گروہ بندی

دربار باب تین پارٹیوں پر منقسم ہو گیا تھا جو تین شہزادوں خسرو، شاہجہاں اور شہریار کی طرفدار تھیں۔ جہاںگیر کے عہد حکومت کے آخری سات سال کے جوڑ توڑ کا سر رشتہ نور جہاں کی اپنے امیدوار کے لیے راستہ صاف کرنے کی کوشش میں ملتا ہے۔ اس کا یہ انتخاب نامزد اور ثابت ہوا اس لیے کہ اس سے صحیح الحیال افراد کی ہمدردی جاتی رہی۔ شہریار جیسے نااہل انسان کے لیے کسی کے دل میں الفت یا احترام باجوش و خروش کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا مگر نور جہاں اپنے منصوبہ پر برابر کام کرتی رہی۔ اس نے اپنے راستہ سے یکے بعد دیگرے کئی رکاوٹیں دور کیں۔ اس نے ایک کے بعد دوسرے رقیب کو ختم کیا۔ مگر بالآخر اس کی کوششوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

شہریار کی لاڈلی بیگم سے منگنی

سیاسی جماعتوں کے اول بدل کی پہلی علامت دسمبر 1630ء میں ظاہر ہوئی جبکہ شہریار کی منگنی نور جہاں کی شیرازگاہ سے لڑکی کی لاڈلی بیگم سے ہو گئی۔ لاہور جیسے جہاںگیر کی کشمیر سے واپسی کے لیے نئی عمارتوں سے آراستہ کیا گیا تھا وہیں حسب معمول تزک و احتشام سے یہ رسم منائی گئی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ روپیہ کا ہنجر دیا اور ضیافت میں بذات خود شریک ہوا۔

شادی

اگلے اپریل کے مہینے میں شادی کی تقریب شان و شکوہ اور طعشق کے ساتھ آگرہ میں منعقد ہوئی۔ بادشاہ اور حرم شاہی کی بیگمات لڑکی کے نانا احتیاد الدولہ کے مکان پر گئے۔ قسمت کی نیرنگی یہ تھی کہ جہاںگیر نے اپنی اس توقع کو روزنامچہ میں درج کیا کہ یہ شادی ”اس روز افزوں سلطنت کے لیے مبارک ثابت ہوگی“۔ اسی وقت شہزادہ کو آٹھ ہزار ذات اور چار ہزار سوار کے منصب پر فائز کیا گیا اور تحائف و اعزازات کی بارش ہوئی۔ (7)

نور جہاں کی والدہ کا انتقال

جس خطرناک مہم کو نور جہاں نے شروع کیا تھا اس میں اسے اس بد نصیبی سے دوچار ہونا پڑا کہ

(7) جہاںگیر (راجہ سچندر جی) جلد دوم صفحات 183، 188، 199، 202، 203۔ اقبال نامہ صفحہ 171۔

وہ اپنے والدین کے تجربہ کار اور قابو میں رکھنے والے اثر سے محروم ہو گئی۔ اس کی والدہ عصمت بیگم کا 1621ء میں انتقال ہو گیا۔ (8) اس کا انتقال اس ضعیف العمر عقیدت شعار شوہر کے لیے صدمہ جا کسل تھا۔ اس کے زخمی دل کو اس کے لڑکے یا لڑکی یا داماد کوئی بھی تسلی نہ دے سکے۔ وہ دن بدن ضعیف سے مضعل ہو تا گیا۔ 21-1920ء کے موسم سرما میں جہانگیر اسے اپنے شہلی ہند کے دورے پر ساتھ لے گیا مگر راستہ میں بھل دان کے مقام پر وہ بیمار ہو گیا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اپنا کاٹھڑہ کی طرف کا سفر جاری رکھا۔ لیکن اگلے دن انہیں اس اطلاع پر واپس آنا پڑا کہ اعتماد الدولہ کی حالت خراب ہے اور وہ زندگی سے مایوس ہے۔ اسی روز شام کو دونوں اس کے بستر کے پاس تھے۔ نور جہاں نے بادشاہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا ”آپ انہیں پہچانتے ہیں؟“ ”قریب المرگ اعتماد الدولہ نے عرفی کے شعر میں جواب دیا جس کا مطلب یہ ہے

مادر زاد اندھا بھی ، اگر یہاں ہوتا
سو وہ جہان زیب کی عظمت کو پہچان لیتا
چند ہی گھنٹوں کے اندر سب کچھ ختم تھا۔ (9)

اعتماد الدولہ کا انتقال جنوری 1622ء

اپنے عہد کی ایک سب سے زیادہ نمایاں ہستیوں میں سے ایک کا اس طرح خاتمہ ہو گیا۔ مطلب ہے خانہ قسمت آزما کی حیثیت سے ترقی کر کے وہ دنیا کی شاندار ترین سلطنت کی اولین منزل تک پہنچ گیا اور ہو شمدی اور عیلت میں اپنا نام چھوڑ گیا۔ اس کا لڑکا اعتقاد خاں اس کی لاش لے کر آگرہ آیا اور جہانپار اس کے باغ میں سپرد خاک کر دیا۔ مشہور ہے کہ نور جہاں نے اس کا مقبرہ خالص چاندی کا بنوانے کی تجویز کی تھی مگر زیادہ پائیدار سنگ مرمر پر راضی ہو گئی۔ یہ عمارت جواب تک موجود ہے اور جس پر اس کا نام نقش ہے۔ کثیر اخراجات سے 1628ء میں مکمل ہوئی۔

مقبرہ اعتماد الدولہ

مشہور نقاشین فرگوسن نے لکھا ہے یہ دریا کے بائیں کنارے پر ایک باغ میں ہے جس کے چاروں طرف دیواریں ہیں۔ ہر طرف 540 فٹ لمبی ہیں۔ اس کے وسط میں اصل قبر ہے جو مربع ہے اور ہر طرف 69 فٹ کی ہے۔ عمارت دو منزلہ ہے جس کے چاروں گوشوں پر ہشت پہل مینار ہیں۔ جس کے گرد کھلی ہوئی شہ نشیں ہیں لیکن مینار پست ہیں اور عمارت کا عمومی نقشہ اس سے کم حیثیت کی قبروں کے مقابلہ میں اتنا خوشگوار نہیں ہے اگر اسے سنگ سرخ سے بنایا گیا ہو تاخو لا مقبرہ 70 پاؤں کی طرح اس میں سنگ مرمر کی بچی کاری ہوتی تو بھی اس کی طرف توجہ نہ ہوتی۔ اس کی اصلی خوبی یہ ہے کہ ساری عمارت سنگ

(8) جہانگیر (راجس ویجورج) جلد دوم صفحہ 216۔

(9) جہانگیر (راجس ویجورج) جلد دوم صفحات 221 تا 223 قبل نامہ صفحات 187، 188 خانی خاں جلد اول صفحہ 335 خلاصہ انوار صفحہ 469۔ گولڈن سن صفحہ 55 بلو کین صفحہ 59۔

جہانگیر کے سفر کاٹھڑہ کے حلقہ غزوہ نکو انکس جیکریزان اضیاء 23-1622ء صفحات 44-53-91-92۔

مرمر کی بنی ہے اور سارے میں پککاری ہے جو اس قسم کی آرائش میں ہندوستان کے اندر پہلی اور شاندار مثال ہے

اعتماد الدولہ کا مقبرہ اس قسم کے سنگ مرمر کی چچی کاری کا پہلا اور یقیناً کترین کامیابی کا نمونہ ہے۔ اکثر نقوش جہاں بتائے گئے ہیں وہاں کے لیے موزوں نہیں ہیں اور فاصلے ہمیشہ مناسب نہیں ہیں۔ لیکن دوسری طرف اس کی کھڑکیوں کی سنگ مرمر کی جالی دار سلیس، فتح پور سیکری میں شیخ سلیم چشتی کے مزار کے مشابہ ہیں۔ اس کی سنگ مرمر کی دیواروں کی خوشنائی اور اس کی آرائش کے شوخ رنگ اسے حسین ہیں کہ ان کا نقص شاہجہاں کی عمارتوں سے مقابلہ کرنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ (10)

اعتماد الدولہ کے سارے اعزازات، تقاریر، شہنائی، اختیارات سب نور جہاں کو دے دیے گئے۔ اگر وہ مصعد اردوں کے زمرے میں شامل ہو سکتی تو اس کا منصب میں ہزار کا ہوتا۔

جسٹا ٹوٹ گیا

وہ جس نے دس سال سے لوہر سلطنت پر حکمرانی کی تھی، بالآخر ٹوٹ گیا۔ اعتماد الدولہ ختم ہو چکا تھا اور نور جہاں اور شاہجہاں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ آصف خاں دل سے اپنے دہلا کا ہمدرد تھا اور اپنی بہن کے دہلو کے عروج کا مخالف تھا مگر اپنے خیالات دل ہی میں رکھتا کہ یہ لوگ اسے نقصان نہ پہنچائیں۔ وہ بظاہر بلا شہلور ملکہ کا طرفدار رہا اور ملکہ کی چاہ پسندي پر آخری ضرب لگانے کی جرأت کو محفوظ رکھا۔

(10) فرگوسن ہسٹری آف انڈین آرکیالوجی جلد دوم صفحات 307-306 عبد اللطیف کی آگرہ صفحات 182، 184، 184 کتی کی آگرہ۔ مرے کی ہند بک فاؤنڈیشن 1882ء ایڈیشن) صفحات 294-295۔

چودھویں باب کا ضمیمہ

(I)

جہانگیر کا سفر آگرہ سے کشمیر تک

مقام	دن	سنہ الٰہی
نور منزل	جمرات	13 / شہریار
نور منزل میں قیام	...	16 / 13
سکندریہ	جمرات	"
اگلی منزل	...	کیم آباد
بندرا بن	جمرات	3 /
دہلی سے رواجی	یکشنبہ	8 /
پرگنہ کیرنہ	جمعہ	16 / آذر
اکبر پور سے رواجی	جمرات	21 /
		5 / بہمن

یہاں تک 34 دن سفر میں اور 17 دن قیام۔ کل ملا کر 70 دن۔

مقام	دن	سنہ الٰہی
مسلسل سفر	جمرات یا چار شنبہ	5 / 11
کلا نور	جمرات	3 /
جہلم کے کنارے کروڑی میں	دوشنبہ	28 /
روہتاس	سنچر	4 / 1
حسن ابدال	سہ شنبہ	14 /

اکبر سے حسن ابدال 178 میل تھا اور جہانگیر نے اسے 69 دن میں طے کیا جس میں 48 سفر کے اور ۳۱ دن قیام کے تھے۔

جہانگیر کا واپسی کا سفر کشمیر سے آگرہ

کشمیر جانے اور آنے کے سفر کے متعلق دیکھو نقشہ نمبر 1 کے جرس جلد دوم میں

مقام	دن	سزائی
سری نگر سے رداگلی اور پام پور میں قیام	دوشنبہ	27/ مہر
خان پور	جمعہ	یکم آبان
کلام پور	سنچر	2
پیر محل	دوشنبہ	4
پوشانہ	سہ شنبہ	5
بہرام گولا	چہار شنبہ	6
تھانہ	جمعرات	7
راجور	جمعہ	8
نوشہرہ (1)	یکشنبہ	10
چوکی ہٹی (1)	دوشنبہ	11
جیم	سہ شنبہ	12

شاید یہاں ایک غلطی ہو گئی ہے چوکی ہٹی موجودہ سرائے چنگیز کو شاید نوشہرہ سے پہلے آتا چاہئے جہانگیر کے سفر کا حال کے سیاہوں کے سفر سے مقابلہ کرو جیسا کہ نمبر 1 کے اپنے جرس کے جلد دوم صفحات 1 و 2 میں دیا ہے۔

مقام	دن	سزائی
میر جیک کی طرف رداگلی	سنچر	16/ آبان
سفر	سنچر تا جمعرات	16/ 21 تا
مٹھالا کے شکار گاہ میں شکار	دوشنبہ	25
جہانگیر آباد	جمعرات	5/ آذر
ضمیمہ شوق باز کا باغ	جمعہ	6
لاہور میں داخلہ	دوشنبہ 20/ نومبر 1920ء	9
لاہور میں قیام		9/ 20 تا
جہانگیر کا قیام	چار دن

سنہ الٰہی	دن	مقام
21 ر آذر	اتوار	انگلینڈ لاہور سے روانہ
4 ر دے		جہانگیر کی لاہور سے روانگی اور نوشہرہ میں قیام
6 ر		راجہ نوڈر مل کے تالاب کے کنارے
10 ر 1		دریائے گوندوالی پر قیام
13 ر دے		قیام
17 ر 3	..	نور سرائے
21 ر		قیام
23 ر 21		سرہند کے باہر
کیم بہمن	جمعرات	شہر مصطفیٰ آباد کے جوار میں
7 ر		اکبر پور
8 ر		پرگنہ کیرانہ
1/3/8		دہلی
22 ر 21		سلون گڑھ میں قیام
23 ر		شیشے تالاب کے کنارے
30 ر 22	سنہ	سلون گڑھ کے جوار میں شکار وغیرہ
کیم اسفند روز		سلون گڑھ سے روانگی
9 ر 3		ہندوستان
10 ر		مکوکل
11 ر		باغ نور افغان
13 ر 11		باغ میں قیام
14 ر		آگرہ

لاہور سے آگرہ تک کا سفر 70 دن میں طے ہوا۔ (49 دن سفر اور 21 دن قیام) حصہ دوم
صفحہ 197 میں دولہ اور دو دن کا سفر غلط لکھا ہے۔

پندرھواں باب

دوبارہ دکن میں

سلطان خسرو کی وفات

مغل فوجوں کی ناکامیاں

جیسے ہی دکن میں جہانگیر اور شاہجہاں کا بیٹھا ہوا وہاں کی سرحد پر پہلے جیسے حالات پیدا ہو گئے۔ مغل فوجی افسران آپس کی کشمکش اور الزام تراشیوں میں لگ گئے۔ ملک حبیبر نے بیجاپور اور گولکنڈہ سے اتحاد کر کے ایک جھڑپا لیا اور اپنے مراد مستوں کو طلب کر کے پوری ساتھ ہزار کی فوج جمع کر لی 1620ء میں اس معاہدہ کو ختم کر دیا جو بڑور قوت اس پر عائد کیا گیا تھا اور جس سے اس کی قوت میں کوئی رخنہ نہیں پڑا تھا۔ اس نے طوفان کے سامنے گردن جھکا دی تھی مگر اب پھر سر اٹھایا۔ اسے بہترین موقعہ بھی مل گیا وہ وہ سیلاب کی طرح مغل فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ تنجیر خاں کو قلعہ کے اندر بھاگ کر محصور ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ دوسرے مغل سردار دراب خاں کی فوج سے ملنے کے لیے پیچھے بچے جن کا مرادگار سالہ نے سختی سے تعاقب کیا۔ تین آئے سامنے کی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں مغلوں کو فتح ہوئی مگر ایسے نعیم کے مقابلہ میں اس قسم کی فتوحات سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ مغل چوکیوں پر یکے بعد دیگرے نعیم کا قبضہ ہوتا گیا یہاں تک کہ لڑائی کے شروع ہونے سے تین ملہ کے اندر احمد نگر اور برادر کا بیشتر حصہ اپنے سابق حاکموں کے پاس چلا گیا۔ مغل فوجیں روہن گڑھ درہ سے ہو کر پسپا ہوئیں اور بالا پور میں جمع ہوئیں جہاں یہ پتہ چلا کہ ہر جہانی دشمن سے وہ کسی جگہ محفوظ نہیں ہیں۔ بالا پور کا قریب و جوار پورے طور پر لوٹ کر چل کر دیا گیا۔ مغل فوجیں اور پیچھے ہٹیں اور اب دو بدو جنگ کی صورت پیدا کر کے دکنوں کی ایک پہلے سے بڑی فوج کو شکست دے دی اور ان کے کیپ کو تاراج کر دیا۔ لیکن جیسے ہی مغل فوج اپنے کیپ کو روانہ ہوئی اور اس پر چاروں طرف سے حملہ ہو گیا اور کئی آدمیوں کی قربانی کے بعد وہ اپنے کیپ تک پہنچ سکی۔ بالا پور کو اب محاصرہ کی ساری مصیبتوں کا سامنا تھا۔ خطرے اور سلمان کی کمی سے بکثرت لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ نعیم کی روزانہ بڑھتی ہوئی قوت اور کسی طرف سے کمک نہ آنے پر باجوہ کی وجہ سے مغل فوجیں شیل کی طرف اور پیچھے ہٹ کر برہان پور کے قلعہ میں پہنچ گئیں۔ دکنوں نے تعاقب کیا اور خود برہان پور کا محاصرہ کر لیا اور گرد و پیش کا سارا علاقہ نعیم کے ہاتھ میں چلا گیا جس نے زبدا کو عبور کر کے خود مانڈو کے گرد کے علاقہ کو تاراج کر دیا۔ اگر رسد کی دافر مقدار پہلے سے جمع نہ کر لی گئی ہوتی تو مغل فوجیں قلعہ سے نکل آکر ہتھیار

ڈالنے پر مجبور ہو گئی ہو تھی لیکن موجودہ صورت میں وہ چھ ماہ کے محاصرہ کو جمیل گئیں۔ (۱)

شاہجہاں کو دکن جانے کا حکم

خان خاناں نے ملک بھیجنے کی اشد ضرورت پر بار بار صدر مستقر سے استدعا کی تھی۔ اب جہانگیر نے شاہجہاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجیں لے کر دکن جائے لیکن اس کی فوج کے بہت سے آدمی کاغذ کے محاصرہ میں لگے تھے اور اس قلعہ کے فتح ہو جانے کے بعد بھی سیاسی صورت حال کے متعلق اسے جو اندیشے تھے ان کی وجہ سے وہ اپنی روانگی ملتوی کر تا رہا۔

محاطات نازک ہوتے جا رہے تھے مگر شاہجہاں نے اپنی روانگی کے متعلق یہ شرط لگائی کہ اس کا بھائی خسرو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ شاہجہاں کو اپنی قوت معلوم تھی۔ وہ سلطنت کا سب سے بڑا فوجی کماندار تھا اور دوسروں کے مقابلہ دکن کے حالات سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا۔ اس کی شہرت اور وقار کی فوج میں جان اور دشمنوں پر رعب بٹھانے کے لیے ضرورت تھی۔ اسی کے ساتھ وہ خود اپنے خطرات سے بھی باخبر تھا۔ دال السلطنت سے اس کی غیر حاضری پر اسے محروم کر دینے کا زہرین موقع ہاتھ آجائے گا۔ دور روانگی سے صاف انکار تو نہیں کر سکتا تھا اس لیے اس کا مطلب بغاوت ہوتا۔ لیکن اس نے یہ تنبیہ کر لیا کہ کم از کم اپنے ایک رقیب کو بطور پر خیال اپنے ساتھ لے جائے۔ پرانے امرا میں ابھی کچھ خسرو کے طرفدار تھے۔ عوام میں وہ بہت ہر دلعزیز تھا اور وہ شہریار کی طرح بے وقوف بھی نہ تھا۔ اگر جہانگیر کی نازک محنت نے جواب دیدیا تو یقیناً خسرو کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ مزید برآں اس کا بھی امکان تھا کہ نور جہاں اس کے ساتھ عارضی طور پر اتحاد کر لے جس کی افواہیں گذشتہ چار سال سے اڑ رہی تھیں۔

خسرو ساتھ کر دیا گیا

جہانگیر کا اپنے بڑے لڑکے کو اس کے رقیب کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا یقیناً بہت ہی ناگوار ہو لیکن نور جہاں کو یہ صورت حال ناپسند نہ ہوئی کہ اس کے دور قیوبوں میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ خاتمہ ہو جائے۔ اگر سرطاس رو کچھ دنوں اور دربار میں رہتا تو ہمیں پتہ چلتا کہ حرم شامی میں کتنا دواویلا اور سوگ برپا ہوا ہو گا اور عوام پر کتنا خوف طاری ہوا ہو گا۔

لاہور میں شاہجہاں جہانگیر سے رخصت ہوا۔ دونوں کو اس کے بعد پھر کبھی ملنا نصیب نہ ہوا۔

جنگی کارروائیوں کا آغاز

1620-21ء ایک ہزار احمادی، ایک ہزار ترک ہندو، پانچ ہزار توڑے دار بند و قوتوں والے سپاہی، 650 منصوبہ دار اور ان کے ہزاروں اہل عملہ اور توپخانہ اور ہاتھیوں کی کثیر تعداد کے ساتھ شہزادہ دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اوچین میں اس نے پانچ ہزار رسالہ کا ایک دستہ الگ کر کے مدار الہام خواجہ ابو الحسن کی ماتحتی میں روانہ کیا کہ ماٹو کے قرب وجوار میں مراٹھوں کا امتیصال کرے۔ اس فوج نے ماٹو کی

(۱) جہانگیر (راجس و پورسج) جلد دوم صفحات 155 تا 157، 188، 190، 206، اقبل نامہ صفحہ 181۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 314۔ انگلش ٹیکسٹ برائے اناطیا 21-1618ء صفحات 207، 210، 211، 217، 287، 333۔ بحوالہ خسرو صیجک کی وجہ سے تہذیبی کاروبار میں غفل۔ گھنڈون صفحات 50 تا 52۔

قلعہ بند فوج کی مدد لے کر مراٹھوں کو مار بھگایا اور ان کا تعاقب کر کے سخت ہلاکت برپا کی اور انہیں زبردستی کے پار بھگا کر شاہجہاں کے حکم کے بموجب دریا کے جنوبی کنارے پر ذریعہ ذال دیا۔ شہزادہ خود پوری فوج لے کر پہنچ گیا اور تیزی کے ساتھ برہانپور کی طرف بڑھا۔ دکنی خوف زدہ اور سرعوب ہو کر محاصرہ سے دست بردار ہو گئے۔ شاہجہاں نے جٹائے مصیبت قلعہ بند فوج اور خود اپنی تھکی ہوئی فوج کو نو دن آرام لینے کا موقع دیا اور پھر چالیس ہزار فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

دکنیوں نے راہ فرار اختیار کی اور احمد نگر کے نئے دارالسلطنت کمز کی تک ان کا تعاقب کیا نظام شاہی فرمانروا اور اس کے اہل خاندان مغل فوج کے ہاتھ آ گئے ہوتے مگر دور اندیش ملک مغرب نے یہ نظر احتیاطاً انہیں ایک ہی رات پہلے دولت آباد کے قلعہ میں روانہ کر دیا تھا۔ کمز کی میں شاہی افواج نے تین دن قیام کیا اور شہر کو مع ان خوبصورت عمارتوں کے جو گزشتہ عمارتوں کے جو گزشتہ بیس سال میں تعمیر ہوئی تھیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ یہاں سے شاہی فوج احمد نگر کی مخلصی کے لیے روانہ ہوئی۔ جہاں خنجر خاں رسد کی کی وجہ سے جٹائے مصیبت ہونے کے باوجود بڑی بہادری سے جہاد ہاتھ۔ یہ فوج ابھی پن تک پہنچی تھی کہ ملک مغرب نے جو دولت آباد میں خیر زن تھا اور قلعہ اس کی پشت پر تھا اور دلدل سامنے تھا۔ قبول اطاعت کی پیش کش کی۔ شاہجہاں سیاسی وجوہ سے لڑائی جلد سے جلد مناسب موقع پر ختم کر دینا چاہتا تھا۔ مزید برآں اس کی فوج نے برہانپور میں جو رسد کا سامان لیا تھا اس کا بیشتر حصہ صرف ہو چکا تھا اور علاقہ میں جو تباہ کاری کی گئی تھی اس کی وجہ سے فوج میں فاقہ کی نوبت آ چلی تھی۔ عین اس وقت یہ خبر آئی کہ دکنیوں نے خوف زدہ ہو کر احمد نگر کا محاصرہ اٹھا دیا ہے۔

صلح

چنانچہ شاہجہاں صلح کرنے پر اور غنیم کو تسلیات پر مجبور دینے کے لیے آمادہ ہو گیا۔ سارا شاہی علاقہ جو گزشتہ دو سال میں دکنیوں نے فتح کر لیا تھا اور چودہ کوس کا مجتمعہ علاقہ مغلوں کے حوالہ کیا جائے اور پچاس لاکھ روپیہ بطور خراج دیا جائے۔ اٹھارہ لاکھ بیجاپور سے، بارہ لاکھ احمد نگر سے اور بیس لاکھ گوکنڈہ سے۔ ایک ملک کا دستہ اور کچھ رقم خنجر خاں کو بھیجی گئی اور بارش ختم ہونے پر شہزادہ نے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ (2)

جس شاندار طریقہ سے دکن کا معاملہ چھ مہینے سے کم کی مدت میں فیصل ہو ا اس سے شاہجہاں کے اعزاز اور وقار میں بہت اضافہ ہو گیا لیکن جو صورت حال تھی اس کے لحاظ سے پائیدار صلح کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ دکنی ایک مرتبہ پھر طوفان کے دباؤ سے جھک گئے تھے مگر بہت نہیں ہارے تھے۔ مغلوں سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ جارحانہ منصوبوں سے باز آجائیں گے اور نہ دکنیوں سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ وہ بغیر شدید جدوجہد کے اپنی آزادی سے دست بردار ہو جائیں گے۔ مراٹھوں کے عروج نے ایک نیا عنصر پیدا کر دیا گیا تھا اور کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس پیچیدہ صورتحال پر اس کا کیا اثر ہو گا۔

بادشاہ کو فتح کی خبر ملی 1621ء

لیکن اس وقت فاتح کے کیمپ اور سارے ملک میں خوشیاں منائی گئیں۔ شاہجہاں کا دیوان افضل حاکم جو اپنے آقا کی فتوحات کی خبر بادشاہ کے پاس لے گیا اسے انعام میں ایک خلعت ملی اور ایک ہاتھی، ایک مرصع قلمدان دیا گیا، مخبر خاں کو چار ہزار ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا۔ دوسرے بیس افسروں کو خلعت اور اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔ خواجہ ابوالحسن چند مہینوں میں دیوان اعلیٰ کر دیا گیا۔ خود شاہجہاں کو ایک قیمتی زیورات کی کٹنی دی گئی جو شہلایران کی دی ہوئی تھی اور ایک شاندار گھوڑا دم و تن نامی جو شہلایران کو ترکی کے مال قیمت میں ملا تھا۔ (3)

اگلے چند مہینے شہزادہ نے دکن میں صرف کیے اور ملک جو حال ہی میں دشمن کے ہاتھوں بری طرح چلا ہوا تھا اسے پھر سے آباد کرنے اور خود اپنی قوت مستحکم کرنے میں لگا رہا۔
یہیں پر اس نے اگست 1621ء میں جہانگیر کی اندیشہ ناک بیماری کی خبر سنی۔ تھوڑے ہی دن بعد اس نے برہان پور میں اپنے بڑے بھائی خسرو سے نجات حاصل کی اور اس کی موت کو کچھ دنوں پوشیدہ رکھا اور پھر یہ اعلان کیا کہ اس کا انتقال دروگرہ کی بیماری میں ہوا۔ (4)

(3) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 205 تا 211، 228 اس گفتی کی تحصیل کے لیے دیکھو جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحات 195 و 196۔ قبل نمبر صفحہ 178۔

(4) جہانگیر (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 228 میں صرف اس قدر ہے کہ اسی زمانہ میں (یعنی 4 اور 19 اسفند موز کے درمیان) فرم نے یہ اطلاع دی کہ "اسی دن کی میں پورج کو (نہ کہ 8 پورج کو جیسا کہ قزک کے مطبوعہ متن میں ہے) خسرو کا دروگرہ کی پندی میں اغفل ہو گیا۔" قبل نمبر 191 میں بالکل یہی لکھا ہے کہ دونوں میں سے کسی نے اس واقعہ کے مہینہ کا قیمن نہیں کیا ہے۔ پورج (راجس و پورج) جلد دوم صفحہ 228) نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مہینہ بہن کا قیمنی اسفند موز سے پہلے۔ بہن 22-16220ء (جیسا کہ پورج نے حساب لگایا ہے۔ 29 جنوری 1622ء کے مطابق ہے۔ برہانپور کا خط مورخہ 5 فروری جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے کفایت میں محفوظ ہے اور جس کا پورج نے ایڈورڈ کاسٹر کی سند سے (جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 602) حوالہ دیا ہے اس میں خسرو کی موت کو حال کا واقعہ بتایا گیا لیکن یہ اس لحاظ نظر سے متصادم نہیں کہ واقعہ دنیا میں نہ پیشتر کا ہے۔

مگر پورج کی اس دلیل سے (جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 599) کہ اس بات کا کوئی مستند ثبوت نہیں ہے کہ خسرو کو زہر دیا گیا انکا محنت دیا گیا مجھے اتفاق نہیں ہے۔ اس معاملہ میں جہانگیر یا مستند خاں سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ جہانگیر کو کسی ایسے عمل کا شاید یقین نہ کہ جس کی ضروری ذمہ داری پالا خراسی کی قریب پائی اور مستند خاں شاہجہاں کا درباری تھا۔ خانی خاں جس کی نسبت راجس و پورج سلطنت تک رسائی تھی جو بگم ہو گئے ہیں اس کا بیان ہے کہ شاہجہاں نے خسرو کو قتل کر دیا۔ یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسے شاہجہاں سے نصب تھا اور اس کے خلاف ہر قسم کی افواہ پر یقین کرنے پر آمادہ تھا۔
پھر نصب شہی (جس کا حوالہ تل نے اپنی اور ٹیلر ہائیگر انجیل ڈسٹری کے صفحہ 220 پر دیا ہے) اس میں بھی یہی ہے کہ اس ایک شخص کی مرضی سے شاہجہاں کے حکم سے خسرو کا گھونٹ دیا۔

مستند رائے جلد کا اتفاق یہی یقین تھا کہ شاہجہاں خسرو کے قتل کا مجرم تھا۔ چنانچہ ڈی لانت کا بیان (جس کا خلاصہ وی لے اسٹو کی آفسور ڈسٹری آف انڈیا صفحہ 358 میں ہے) یہ ہے کہ اس وقت شاہجہاں نے جو برہانپور میں آرام لینے کے لئے غمراہوا تھا کسی بدنامی کے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ خان خاں اور دیگر امرا کی چشم پوشی سے وہ قتل کر چلا گیا تاکہ موقعہ واردات سے دور رہے۔ غلام سکی راجا جو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا اس نے رات کی ایک تاوقت گزری میں شہزادہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ بھانے کیا کہ اس کی آزادی کے لیے بادشاہ کا حکم پوری حکم اور خلعت لایا ہے۔ جب شہزادہ نے دروازہ کھٹکھٹے سے انکار کیا تو زبردستی کھٹکھٹایا اور شہزادہ کا گھونٹ دیا گیا اور لاش جہاں پڑی تھی وہیں چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کی وفات اور بے حد محبت کرنے والی بیوی نے صبح کو جب اسے دیکھا اور شور سے دھوا دھوا مچایا۔ شاہجہاں نے اسے درباروں کی دستخطی تحریر سے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر۔۔)

اس طرح ایک اپنے عہد کی سب سے زیادہ قابل رحم ہستی کا خاتمہ ہو گیا۔ عوام کے خیالات انسانیت اور شہزادگی کی تمام خوبیاں اس سے منسوب کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ صرف ایک بیوی پر قانع

(باقی حاشیہ 4....) لفظ اطلاع صحیحی مگر نور الدین غلی نے بادشاہ کو صحیح واقعہ بتایا اور جہانگیر بظاہر بہت رنجیدہ ہو۔ ایک انگریز کتبچی کے ملازم نکولاس سنگھم کا خط برہانپور سے جو اس نے 5 فروری 1622ء کو سورت کے کارخانہ کو لکھا اس میں ایسے ایک ہنگامہ کا ذکر ہے کہ جو یکایک خسرو کی موت پر رونما ہوئے جس کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں ہیں خرم اس وقت کئی کوس کے فاصلہ پر تھا اور اس میں کیا ہوا تھا (انگلش کیلنڈر اپریل 23-1622ء صفحہ 30) ایک اور خط مورخہ 23 فروری 1622ء میں اس افواہ کی اطلاع ہے کہ بادشاہ نے اسے اور حکیم عظیم الدین اور بکرما جیت کو اپنے لڑکے خسرو کی موت کے سلسلہ میں طلب کیا تھا یعنی غیر قطعی افواہیں پھیلی ہیں اس شہزادے کو لوگوں کے خیالات کا خوف نہیں ہے۔ (ایضاً صفحہ 41)

ایک عطا رایت مجلس نور جان پادکر کا سورت کے کارخانہ کے نام مورخہ 23 فروری 1622ء میں صاف صاف لکھا ہے کہ حال میں سلطان خسرو کے قتل کا ذکر ہے جس سے وہاں اور نیز یہاں آگرہ میں کچھ غوغا ہے (ایضاً صفحہ 44) ولیم بیچولڈ، میچوڈ پوک، فرانسس فیلر نے پمپلی ہٹم سے 10 مارچ 1622ء کے سورت کے کارخانہ کے نام خط میں لکھا ہے کہ ”میں تازہ ترین خبر یہ ہے کہ سلطان خرم نے اپنے (سب سے بڑے بھائی کو قتل کر دیا لیکن ہمیں یہ علم نہیں کہ کس طرح قتل کیا (ایضاً صفحہ 59)

طاس رسل گائر جیسے اور جوزف ہانکلس نے سورت سے اپنے صدر رور کو نسل کو 17 مارچ 1622ء کو اپنے خط کے آخر میں یہ لکھا:

ان تمام غیر متوقع اسباب میں اس مشتبہ واقعہ اور بغاوت کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے جو ملک میں بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے کی موت سے ملک میں پھوٹ پڑے جو بادشاہ کی دور دراز ستر میں غیر موجودگی کے زمانہ میں واقع ہوا کہ برہانپور میں خرم نے اپنے بھائی کا گھاکھونٹ دیا۔ (ایضاً صفحہ 65)

پمپلی ہٹم کے فیلر نے اپنے 30 جون 1622ء کے خط میں صدق دلانہ غیض کے ساتھ خسرو کی غیر فطری برادر کشی کا حوالہ دیا ہے۔ (ایضاً صفحہ 98)

نکولاس سنگھم نے احمد آباد سے سورت کے کارخانہ کو 30 جون 1633ء کے خط میں پورے یقین کے ساتھ بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے کے قتل کا حوالہ دیا ہے جس نے بادشاہ کے حراج کو بہت بدحوہ کیا۔ (ایضاً صفحات 244 و 245)۔

پہلا ڈاویل 1623ء میں بظاہر عام افواہ کی سند پر لکھا ہے

جب اس نے (خرم) نے خسرو کو اپنے قبضہ میں حاصل کر لیا تو وہ اپنی حکومت پر گیا اور وہاں اسے عزت کے ساتھ سال دو سال رکھا لیکن بعد میں اس کا ارادہ تھا کہ سلطنت کی چاشنی کے سلسلہ میں اسے رامت سے ہٹا دے تو اس نے اپنی غیر موجودگی میں (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) اسے زہر ملا کر گوشت بھیجا اور اپنے بعض باقت فسادوں کو مقرر کیا کہ جس طرح ممکن ہو سکے مناسب یا غیر مناسب طریقہ سے اسے یہ گوشت کھلا دے۔ ان فسادوں نے حکم کی تعمیل کی لیکن ان کے اس گوشت کھلانے کے اصرار پر سلطان خسرو کو شہ ہو اور اس نے گوشت کھانے سے قطعی انکار کر دیا اور صاف صاف کہا کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے اور جیسا کہ شاید ان فسادوں کو حکم دیا گیا تھا وہ اس پر چڑھ چکے۔ خسرو نے بڑی بہادری سے مدافعت کی لیکن اسے زمین پر گر کر ایک کمان کی تانت سے اس کا گھاکھونٹ دیا گیا۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ سلطان خرم نے علانیہ اسے خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ بہر حال جو صورت ہو سلطان خسرو کا انتقال اپنی موت سے نہیں ہو بلکہ زبردستی جان لی گئی اور سلطان خولہ رور است یا واسطہ اس کا قاتل ہے۔ (ڈیلاویل جلد اول صفحہ 58) پیٹر منڈی نے (سفر نامہ جلد دوم صفحات 104 و 105) میں یہ تحریر کیا:

”برہان پور میں اسے ایک کردیا گیا اور ایک بھتیجی ایک دربان اور ایک نوکر ملی اس کی خدمت اور کپڑے پہنانے اور کھانا کھلانے پر مقرر کی گئی۔ ہاں خرم اپنے بھائی سلطان خرم کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔ سلطان خرم کے آگے کار و شاہدار وغیرہ اس کے کمرے پر گئے اور پہلے دربان کو قتل کیا جس نے انہیں اندر جانے سے روکا تھا اور پھر زبردستی اندر گھس کر اس پر حملہ کر دیا جبکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ خسرو نے حملہ آوروں میں سے ایک کا آفتابہ مار کر خاتمہ کر دیا مگر دوسرے اس پر چڑھ دوڑے اور اسے بے قابو کر کے بڑی بے رحمی سے ایک رسی سے گھاکھونٹ دیا اور اس طرح جہانگیر کے سب سے بڑے لڑکے کا (بقیہ خاتمہ ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کی طرف نہیں دیکھا تھا اور اس بیوی سے ایک لڑکا تھا جس کا نام باقی تھا، باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر۔

رہا اور پھر یہ بھی تمام نمونائی کمالات اور جذبہ ایمان کی دیوی تھی۔ (5)

عام طور پر خیال تھا کہ جہانگیر غلوں کے ساتھ خسرو سے محبت کرتا تھا اور اس کے گوشہ دل میں یہ خواہش تھی کہ اسے سلطنت کا جانشین نامزد کر دے۔ یہ امید تھی اور اسی کی پیروی کی جاتی تھی کہ اس کا عہد حکومت امن و امان اور خوشحالی کا زرین دور ہو گا اس لیے اس کی موت پر نہ صرف رنج و غم اور ہمدردی ظاہر کی گئی بلکہ ساری سلطنت لرزہ بر اندام ہو گئی اور اس وقت ساری نگاہیں بادشاہ پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ قاتلوں کو سزا دے۔ لیکن جہانگیر نے ظاہر خسرو کی موت کے متعلق کہ وہ درگروہ کی بیماری میں

(حاشیہ..... 4) اپنی زندگی میں بہت ہر دوسری قتلاور کرنے پر اس کا بڑا کھم مٹایا گیا۔
نعمری (صفحہ 412 پر) صاف صاف لکھتا ہے کہ خرم نے اس بہادر شہزادہ کو جو اس کا بھائی تھا گلا گھونٹ دیا۔ پلہ مدت (تبرہ صفحہ 18) 1627ء میں لکھتا ہے کہ "سلطان خسرو کو اس کے بھائی سلطان خرم نے 1621ء میں قتل کر دیا۔
ہر برٹ نے شاید ڈی لائن کی سند پر لکھا ہے اور اس کا بیان ہے کہ "شاہجہاں کی عدم موجودگی سلاش کا ایک فرد تھی جس کے مطابق خان خاناں نے "رضاشاہ اچھے نامور ملکوتیتات کیا کہ رات کے وقت اس کا گلا گھونٹ دے (چند سال کے سفر 1638ء صفحہ 80)

مختار شہزادہ جس کی تل نے اپنی اور علی گڑھ کے مغل بادشاہ کی دشمنی میں (صفحہ 420 پر) قتل کی ہے اس بیان کی تائید کی ہے۔
معاشرہ جرمین سیاح وان پور نے بھی صاف الفاظ میں خرم کی برادر کشی کا ذکر کیا ہے۔ (جس کا اردو نے جرنل آف رائل ایشیاک سوسائٹی 1911ء کے صفحہ 949 پر حوالہ دیا ہے)

آخر میں لیکن کافی اہم راجت تہذیبیں ہیں جن میں خرم کو خسرو کے قتل کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ جلدی کہات کا بیان ہے۔ "اسی سال سبہ 1678ء کے چاگن کے اندر میرے پاس کہ میں رات کے وقت برہان پور میں شہزادہ خرم (شہزادہ خسرو کو جو قید میں تھا قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی بادشاہ کا اطلاع دی گئی تو وہ بدراض ہوا۔"

ایل بی ہنسی لوزی کے ترجموں میں "ہڈ ڈک اینڈ ہسٹریکل۔ سروے آف راجت تہذیب" کے مضمون جرنل آف رائل ایشیاک سوسائٹی نیو سیریز جلد 15، 1919ء نمبر 1 صفحہ 59 میں لکھا ہے:

"یہ بات واضح ہے کہ شاہجہاں نے خسرو کے قتل کا سباب سلاش کی اگرچہ اس میں خود اپنی شرکت کو چھپانے کے لیے وہ اس دن برہان پور سے دور تھا پر چلا گیا اور ظاہر یہ کیا کہ شہزادہ کا انتقال درگروہ کی بیماری میں ہوا مگر بہر حال جہانگیر کو اس واقعہ کی صحیح تفصیل معلوم ہو گئی اور وہ کچھ دیر کے لیے بہت غمگین ہوا اور عوام الناس کو اصل صورت واقعہ کے متعلق کبھی کوئی مبالغہ نہیں ہوا۔"

لورنگ زیب نے شاہجہاں کے قید کے زمانہ میں اسے اپنے ایک خط میں واضح طور پر خسرو اور ہونہ کے قتل کی یاد دلائی۔ سرکار کی ہسٹری آف لورنگ زیب جلد سوم صفحہ 55) الفائن کی یہ رائے "اگرچہ ہمیں آسانی سے یقین نہیں آتا کہ جو زندگی کسی اور جرم سے واقعہ نہ ہوئی ہو وہ اسے ممکن جرم سے واقعہ ہو" شاہجہاں کی صفائی میں کوئی معقول دلیل نہیں ہے اپنے والد کے انتقال پر اپنی باضابطہ تخت نشینی پر اس نے یقین الدولہ آصف خاں کو ایک فرمان بھیجا کہ مناسب ہو گا کہ دلوں بخش خسرو کا لاکھ اور اس کا ہشتی بھائی شہزادہ شہزادہ ویتال کے لڑکے یہ سب اس دنیا سے ختم کر دیے جائیں۔ اقبال نامہ 300 (ایٹ ڈائون جلد ششم صفحہ 438) نیز شہزادہ جلد اول صفحہ 330 شاہجہاں کے عہد کی کوئی اور تاریخ جو شخص اپنے پورے اقتدار کی حفاظت میں دلوں بخش جیسے لڑکے کو اپنے لیے اتنا خطرناک سمجھے وہ مذہب کی حالت میں اس شخص کے لیے جو واقعی خطرناک تھا وہ کم کر کے جذبات کیسے کر سکتا تھا؟

(5) (جلد اول صفحات 57، 56) اور جہاں کی اپنی لڑکی کی شادی خسرو سے کرنے کی پیش کش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "... جس زمانہ میں وہ قید میں تھا اور بادشاہ بھیج کر اس سے کہا گیا کہ اگر وہ نور محل کی لڑکی سے شادی کرے تو وہ فوراً رہا ہو جائے لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوا حتیٰ کہ اس کی بیوی بھی جو اس سے محبت کرتی تھی اور وہ خود بھی اس سے محبت کرتا تھا اور اس نے تیل خانہ میں خدمت گاہ کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہنے کی اجازت حاصل کر لی تھی اور جب تک وہ قید رہا اس کے ساتھ رہی۔ اس نے بھی مسلسل ہمدردی کیا کہ نور محل کی لڑکی سے شادی کر لے تو تمام مصیبتوں سے نجات مل جائے اور وہ خود شخص خاندان کی حیثیت سے رہنے پر راضی ہو جائے گی بشرطیکہ وہ اسے آزاد اور خوش حال دیکھ لے مگر خسرو بھی راضی نہ ہوا۔

ہوئی۔ شاہجہاں کے بیان پر یقین کر لیا اور کسی قسم کی سرکاری کارروائی نہیں کی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ اس واقعہ سے سخت براہ فرود تھیں اور لور جہاں کو اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے کا خاص موقع حاصل ہو گیا۔ اس نقطہ نظر سے یہ خونین کارنامہ صرف محض ایک جرم تھا بلکہ ایک شدید ظلمی جس کے کلک کا نیکہ مدت بعد شاہجہاں کی پیشانی پر رہا۔

خسرو کا مقبرہ

خسرو کی لاش جلدی سے برہان پور میں دفن کر دی گئی لیکن چند ماہ بعد مئی 1622ء میں جہانگیر کے حکم سے وہاں سے نکال کر (6) آگرہ لائی گئی جہاں وہ 20 جون 1622ء کو پہنچی (7) اور وہاں سے اسے الہ آباد پہنچایا گیا۔ (8) جہاں وہ غلط آباد میں اپنی ماں کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ راستہ بھر جہاں جہاں جتہہ مظہر وہاں یادگار کے طور پر قبر کے نمونے اور مکان بنا دیے گئے اور 1627ء میں پلہاٹ نے لکھا کہ ”کئی فقیروں نے ان جگہوں کو اپنا زیروہ بنالیا اور عام لوگوں کو یقین دلایا کہ انہیں خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی جس نے انہیں حکم دیا کہ جو لوگ ان سے مشورہ کرنے آئیں انہیں چند نصیحتیں کریں اور اس ترکیب سے وہ بہت روپیہ کما لیتے تھے۔“ (9)

خسرو باغ

خسرو باغ جو شہزادہ کے دفن کے مقام کا نام ہے۔ آج بھی غلط آباد میں موجود ہے اور ایسٹ انڈین ریلوے اسٹیشن سے ذرا فاصلہ پر شہر سے تقریباً ایک میل پر واقع ہے۔ اس کے وسیع باغ کو دیوار سے گھیر دیا گیا ہے جسے جہانگیر نے غلط آباد کے بچے ہوئے مال سالہ سے تعمیر کرایا تھا۔ (10)

سرائے

اس کے پاس ہی ایک سرائے جس میں اب پھلی بازار ہے جسے 1825ء میں اس کی شکستہ حالت میں بھی دیکھ کر ہشپ ہیر نے لکھا ”یہ ایک شاندار چوکور احاطہ ہے جس میں چار خوبصورت نوکدار محراب کے چھاؤں ہیں جس کے چاروں طرف شہر پتہ کے طرز کی دیوار ہے جس میں مسافروں کے قیام کے لیے (6) گولاس بنیم اور جمنی مین آٹے برہان پور سے 9 مئی 1622ء کو سورت کے کارخانہ کو لکھا ”سلطان خسرو کو قبر سے نکال کر دہلی لے جایا گیا جیسا کہ بادشاہ کا حکم تھا“ (انگلش ٹیکسٹ 23-1622ء صفحہ 79) آگرہ کی بجائے دہلی کا نام غلط ہے۔ بنیم منڈی نے بھی جلد دوم صفحہ 105 میں لکھا ہے کہ خسرو کی لاش پر برہان پور سے آگرہ لے چلی گئی۔ (7) اسی تاریخ کو آگرہ کے ٹیکسٹ ریڈر ایمرٹ ہنس نے سورت ٹیکسٹری کو لکھا ”آج یہاں خسرو کا لاہوت (جتہہ) برہان پور سے آیا اور کل ایک انچ (الہ آباد) لٹ کیا جائے گا جہاں وہاں کی قبر کے پاس دفن کیا جائے گا۔“ (انگلش ٹیکسٹ 23-1622ء صفحہ 94) (8) منڈی نے (جلد دوم 105-106) ایک عامیانہ روایت نقل کی ہے کہ خسرو کو دراصل آگرہ میں دفن کیا گیا جہاں عام لوگ بطور ولی اس کا احترام کرتے تھے۔ لور جہاں جو اس کی زندگی میں ہمیشہ اس سے نفرت کرتی تھی مرنے کے بعد اس امر کو گوارا نہ کر سکی اور بادشاہ سے اس کو اسے اسرار کیا کہ وہ اس پر راضی ہو گیا کہ اسے دہلی سے ہٹا کر مر دیا جائے اور (جودر اصل الہ آباد سے) لے جایا جائے۔

(9) کلمہ تہ ترجمہ صفحہ 18۔ نیز بنیم منڈی جلد دوم صفحہ 106۔

(10) ہنل کی ملاح انوار باغ متھوہ پور، جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 608 نمبر 2۔

قطار در قطار حجرے ہیں۔“

باغ

یہی معتبر راوی لکھتا ہے ”سرائے کے متصل ایک بے حرمت باغ ہے جس میں خوشنما آم کے درخت لگے ہیں اور اس میں تین مقبرے ہیں جو دو شہزادوں کے اور ایک شہزادی کی قبر پر بنے ہیں۔ ہر ایک میں بڑے بڑے چھوترے ہیں جن کے نیچے محراب دار کمرے ہیں درمیانی مقبرہ جس کے اندر قبر چتر کے تابوت کی طرح ہے بہت معقل ہے اس کے اوپر ایک بہت بلند مرکزی کمرہ ہے جس کے اوپر گنبد ہے۔ جس کے اندر بڑی خوبصورت نقاشی ہے اور باہر کی طرف تراش کے نقش ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں۔ یہ سب نہایت سبک اور چلاؤ نظر ہیں مگر مزین یا شوخ نہیں ہیں اور انگلستان میں جو عام خیال ہے کہ مشرق کی ساری عمارتیں بدذوقی اور بربریت کا نمونہ ہیں اس کی تردید کرتی ہیں۔ (11)

باؤلی

باغ کے پاس ہی ایک خوبصورت باؤلی ہے جس میں اوپر سے ۱۲۰ ازیںے ہیں، اور خوبصورت حجرے اور عمارتیں ہیں اور گرمی کے موسم کے لیے ہوا دار کمرے نیچے اوپر تک اس طرح بنے ہیں کہ ایک بچہ بھی تیزی سے نیچے اتر کر پانی پی سکتا ہے۔ بیڑ منڈی لکھتا ہے کہ جہاں پانی ہے اس کے بالکل اوپر کنویں کا دہانہ ہے جہاں سے پانی ڈول میں یا رھٹ وغیرہ سے نکالا جاتا ہے۔ (12)

شاہ بیگم کی قبر

شاہ بیگم کی قبر باغ کے مغربی سمت میں ہے۔

سلطان النساء کی قبر

باغ کے وسط کی عمارت میں خوبصورت چھانک کے مقابل خسرو کی بہن سلطان النساء کی قبر ہے جسے اس نے 1625ء میں اپنی زندگی میں بنوانا شروع کیا تھا لیکن 1632ء میں جب اسے بیڑ منڈی نے دیکھا وہ مکمل نہیں ہوئی تھی۔ (13)

خالی قبر

شہزادی کا قبر کی تیاری سے پہلے ہی انتقال ہو گیا اس لیے وہ کہیں اور دفن کر دی گئی اور یہ قبر

(11) ایلر کا جرنل جلد اول صفحہ 443۔

(12) منڈی جلد دوم صفحہ 101 سرے کی ہندیک فار بنگال صفحہ 364۔

(13) ایلر منڈی (جلد دوم صفحہ 101 میں) وہ لکھتا ہے کہ قبر بنی ہے جو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ فقہہ تاریخ اردو صفحہ ۱۰۳۴ ۱۶۲۵ء کی تاریخ نقلی ہے۔

خالی ہے۔ (14)

خسرو کی قبر

مشرق کی طرف جہاں آج کل میونسپلٹی وائرور کس اور پانی صاف کرنے کے حوض ہیں۔ اس کے قریب اصل عمارت ہے جو باغ میں سب سے زیادہ شاندار ہے۔ اس میں خسرو کی قبر ہے۔ 1632ء میں جب منڈی نے اسے دیکھا اس وقت اس کے اوپر ایک لکڑی کا کٹہرہ تھا جس پر سیپ کا کام بنایا ہوا تھا اور ایک محل کے شامیانہ کی چھتری تھی جس پر اس کی دستار رکھی تھی اور اس میں وہ مصحف (یعنی قرآن) رکھا تھا جو اس سیاح کے نزدیک وہ قتل ہوتے وقت پڑھ رہا تھا۔ (15)

کتابتہ

لیکن اب بجز ایک سادی سی لمبی قبر کے کچھ نہیں ہے۔ البتہ ایک فارسی میں درود آمیز کتابتہ پڑھا جاسکتا ہے۔ جس سے 1031ھ 1622ء کی تاریخیں نکلتی ہے۔ (16)

نور جہاں کی چال

خسرو تو ہمیشہ کے لیے آرام کی نیند سو گیا لیکن جس سلطنت پر حکومت کرنے کی اس نے امید کی تھی وہ ہمیشہ سے زیادہ گروہ بندی اور سازشوں کا مرکز ہو رہی تھی۔ نور جہاں نے ان تھک سرگرمی کے ساتھ شاہجہاں کو بالکل چاہ کرنے کی کوشش کی اور اسے موقعہ بھی جلد ہی مل گیا۔ قندھار کو ایرانیوں نے محاصرہ کر کے فتح کر لیا تھا۔ اگر شاہجہاں کو اس طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا جائے اور وہ قہقہے کرے تو وہ اپنے اقتدار کے مرکز سے دور ہو جائے گا اور ایک ایسی مہم میں لگ جائے گا جو تقریباً پانچ سو کن ہے اور جس میں طویل مدت صرف ہوگی اور اس کا وقار اور شہرت برباد ہو جائے گی اور اگر اس نے حکم عدولی کی تو گستاخی اور باغی قرار پائے گا اور بغاوت کرنے پر ہمیشہ چل دیا جائے گا۔

(14) تمل کی متلاحذ تاریخ صفحہ 355۔ اس عمارت کی دیواروں پر عام مسلم عداوتوں کی طرح بہت سے کتبے ہیں جن میں سے بعض وقت کی چند کھدائیوں سے ملتے ہیں۔ پورتنے (جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحہ 619) ان کتبوں کو پڑھا ہے مگر بہت سی غلطیاں کی ہیں جن کی آرپی ڈیو ہرسٹ نے (جرنل رائل آف ایشیاٹک سوسائٹی جولائی 1919ء صفحات 746 تا 749) میں تصحیح کی ہے۔

(15) ملیر منڈی جلد دوم صفحہ 100۔

(16) دیکھو پورتنے جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1907ء صفحات 605، 606 ڈیو ہرسٹ جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی 1909ء صفحات 46 تا 49 علاوہ ان میں مقبروں کے جن کا یہاں ذکر ہے۔ باغ میں ایک چوتھی عمارت بھی ہے جسے تینوں کا مقبرہ کہتے ہیں اور جو انیسویں صدی میں بہت دنوں تک رہائشی مکان کے طور پر استعمال ہو تا رہا۔ لیکن لارڈ کرن کے حکم سے اسے بحال کیا گیا۔

سولہواں باب

قندھار۔ شاہجہاں کی بغاوت

ایرانی سفارت

ایرانی اگرچہ 1606ء میں تھام رہے تھے مگر قندھار کے متعلق وہ اپنے منصوبوں سے دست بردار نہیں ہوئے تھے لیکن یہ قلعہ اس قدر مستحکم قلعہ بند فوج سے آراستہ اور سامان رسد سے کافی بھرا ہوا تھا کہ مدتوں اس پر حملہ کرنے کا کوئی سوال نہ تھا۔ شاہجہاں نے مغل کماندار کو رشوت دینے کی کوشش کی مگر اس نے اپنے پیش رو ایرانی کی طرح جال میں چھپنے سے انکار کر دیا۔ (۱) اب شاہجہاں نے اپنی سفارتی چالوں کا جال اور وسیع کیا اور خود جہانگیر کے اندیشوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔ شروع 1611ء میں ایک سفیر یادگار قلی کو روانہ کیا جو اپریل میں مغل دربار پہنچا اور کئی جاندہ اور بے جان تحفے پیش کیے اور اپنے آقا کا ایک خط پیش کیا جس میں اکبر کی وفات پر دل سوز ماتم کیا گیا تھا اور جہانگیر کی تخت نشینی پر مبارکباد دی گئی تھی۔ یہ خط پر شکوہ الفاظ اور لمبے دار تعریفی جملوں سے بھرا ہوا تھا جسے اس زمانہ میں آداب شاهی کہا جاتا تھا۔ (2)

دوسری ایرانی سفارت

یادگیر کا استقبال بہت شاندار ہوا اور وہ دو سال تک دربار میں حاضر رہا۔ 1613ء میں جب با

(1) آئز لاسر (بیورن) جلد اول صفحات 582-583 مرزا تھری کا انتقال 1609ء میں ہوا۔ وہ علوم کا بڑا پرمست سرپرست تھا مگر ضرورت سے زیادہ میاش قلم

(2) اس خط کا پورا مضمون فارسی تاریخوں نے دیا ہے جہانگیر (راجس و بیورن) جلد اول صفحات 193-196۔ اقبال نامہ صفحات 48-53۔ خانی خاں جلد اول صفحہ 263 دیکھو گھنڈون صفحہ 22۔ اس خط کا ایک جملہ (دوسرا) راجس کے انگریزی ترجمہ کے مطابق ذیل میں دیا مناسب ہوگا۔

”بادشاہی اور حکمرانی کے پھولوں کا بہتر نہیں اور آسمانی و قدر کی اعلیٰ مسرت اور شان و شکوہ کا سبزہ زار لائق احترام سورج کی روشنی والے بادشاہ جس کا طالع جو دن ہے اور جس کی سلطنت زمیں کی مثال ہے، شجرہ آفاق رفس الملاک پر اقتدار رکھے والے خدیو جہانگیر فاتح ممالک بادشاہ سکندر عظمت و دراکا پر چہرہ رکھے والے جو عظمت و مسرت کے تحت پر جلوہ گر ہے اور عظمت و شان کے جز کے سایہ میں مالک ہفت اکھیم مسرت و اقبال و خوش حالی کے پوچھانے والے شیخ مسرت کی خوشگن، بلخ گل کی آرائش صاحب قرآن مسعودین غیب رخ افشانے والے کمال شاہنشاہی الملاک کے رولہائے سرستہ کھولنے والے علم دور اندیشی کے چہرہ و زیبا کتاب تحقیق کے حرف اولین انسانی کمالات کا مجموعہ شان کبریائی کا آئینہ بلند روح کو بلندی دینے والا، خوش بختی پوچھانے والا اور فیاض پھیلانے والا، شکوہ الملاک کا آفتاب، خالق کائنات کے رحم و کرم کا سایہ، جسے سیدائے ملک میں عظمت جشیہ حاصل ہے۔ مالک قرآن مسعودین جہاں پناہ درمائے نعمائے الہی پاکیزگی کے میدان کی سرسبز آبادی رحمت کے سرچشمہ، اللہ آپ کی سر زمین کو نظربد کی معیت سے محفوظ رکھے۔ اللہ آپ کے محمد کمال کو صداقت کے ساتھ باقی رکھے۔ آپ کی نواہشات اور ملاطعات اور آپ کی خوبیاں اور فیاضیاں تحریر میں نہیں آسکتی ہیں۔“

آخر وہ رخصت ہوا تو اسے قیمتی تحفوں سے نوازا گیا اور ایک مغل سفیر خان عالم اس کے ساتھ کیا گیا۔ مارچ 1615ء میں ایران کی دوسری سفارت مسطیفیک کی سربراہی میں آئی جس کے ساتھ حسب معمول بکثرت تحائف گھوڑوں، اونٹوں، جواہرات، موتیوں اور ترکی اور حلب کے نوادرات اور جہانگیر کے مطلوبہ یورپین شکاری کتے اور حسب معمول انتہائی اعلیٰ ملاطفت اور احترام کا مراسلہ قلم سلام و پیام اور تحفوں کے تبادلے ہوتے رہے مگر اس تمام مدت میں عام طور پر خیال تھا کہ شاہ ایران مغربی طاقت کے کچھ حصہ کا خواستگار ہے اور جنگ چھڑ جانے کا بھی امکان ہے۔ لیکن شاہ عباس جہانگیر کی برابر دل جوئی کر جا رہا اور یعنی حقیقت کی شبیہیں دیکھیں کام کے پیالے اور دوسرے تحفے بھیجتا رہا جو اگر قیمتی نہ تھے مگر شاندار تھے۔ (3)

محمد رضا بیگ کی سفارت 1616-17ء

19 اکتوبر 1616ء کو ایران کی سب سے زیادہ شاندار سفارت محمد رضا بیگ کی سربراہی میں اجیر کے دربار شاهی میں وارد ہوئی جس کا استقبال شہر سے باہر نکل کر سو اچھیوں کے جلوس اور طبل و نقارہ کے ساتھ شاهی افسروں نے کیا اور ایسے تزک و احتشام کے ساتھ دربار شاهی میں داخل کیا گیا جو صرف ایران کے نمائندوں کے لیے مخصوص تھا۔ (4)

شاہ عباس کا خط جو 28 اکتوبر 1616ء کو جہانگیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس میں کوئی قابل ذکر بات نہ تھی۔ عام خیال یہ تھا کہ سفارت کا مقصد ترکی کے خلاف ایران کو مالی امداد دینے کی گفت و شنید تھا اور جہانگیر اور دکن کے شیخہ حکمرانوں کے مابین جو شاہ کے ہم مذہب تھے مصالحت سمجھوتہ کرانا تھا یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اس میں قندھار کا بھی ذکر ہوا۔ بہر نوع جو صورت بھی ہو محمد رضا شاہ دربار کے ساتھ باغ و تک گیا اور وہاں سے بدول اور مالوس ہو کر اپریل 1617ء میں واپس ہوا اور راستہ میں فوت ہو گیا۔ اور

(3) جہانگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحات 237، 238، 248، 249، 282، 283، 284، 298، 299، 310۔ اقبال نامہ صفحہ 69 غلامہ التوحید صفحہ 450۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو موصولہ خطوط جلد اول صفحہ 278۔

(4) جہانگیر (راجس ویورج) جلد اول صفحات 336، 337۔ اقبال نامہ صفحات 89، 90۔ ملا حسن در صفحات 295 تا 297۔ 300، 301۔ رونے اس کے استقبال کا یہ حال بیان کیا ہے۔ دوپہر کے قریب (دو) بہت سے عمرانیوں کے ساتھ شہر میں آیا۔ بادشاہ نے اس کے استقبال کے لیے سو باغیچہ فقہ کے روانہ کیے مگر بجز ایسے افسروں کے جو مومنا غیر ملکیوں کا استقبال کرتے ہیں۔ کوئی بڑا آدمی نہ تھا خود اس کے ساتھ تقریباً پچاس آدمی تھے جو زرق برق لباسوں میں لباس تھے۔ ان کے اسطے شفاف اور چمکدار تھے اور سلمان کے لیے کئی محل تھے۔ اسے آرام سے لے جا کر محل شاهی کے باہر ایک مکان میں ٹھہرایا گیا جہاں اس نے شام تک آرام کیا اور پھر دربار میں حاضر ہوا اور اس قریب کو دیکھنے کے لیے میں نے اپنے سرکاری کو بھیجا۔

محمد رضا کا دربار میں اس وقت حال بیان کیا ہے۔ دوپہر کے قریب پہنچ کر پہلے کمرے کے پاس تین سلام کیے اور سجدہ کیا اور اسی طرح اندر پھر شاہ عباس کا خط پیش کیا جسے بادشاہ نے ذرا جھک کر وصول کیا اور صرف اتنا کہا ”بھائی صاحب کیسے کیسے ہیں؟“ اس نے اعلیٰ حضرت بھی نہیں کہا اور چند الفاظ کے بعد اسے ساتویں درج میں کمرے کے برابر دروازہ کے پاس کھڑا کیا۔ شاهی ملازمین جو دروازہ طرف کھڑے تھے ان سے کئی درجے نیچے جو میرے خیال میں اس سفیر کے آقا کی توہین تھی۔

تحفہ: اس کے تحفے جو کئی کتوں میں کئی دن تک پیش ہوتے رہے۔ ان میں ستائیس ایرانی اور عرب گھوڑے، نو بہت خوبصورت اور بڑے بچر، سات لونٹ قتل سے لہے ہوئے۔ آٹھ ریشمی قالین، دو جوڑے یورپین راس کے دو اعلیٰ ریا ایرانی کمپنیوں کی ایک ریشمی الماری، دو چھتی کے زیور، اکس لونٹ شراب انگوری کے لہے ہوئے جو دواؤں شربت سے لہے ہوئے اور سات قرع گلاب سے لہے ہوئے، سات مرغیہ پانچ مرغیہ کھولیں، سات دھنیں آئینے نہایت شفاف اور اتنے قیمتی کہ میں خود اپنے تحفوں سے شرمندہ ہو گیا۔ رو کے برخلاف اس سفیر نے تمام قدیم شاهی آداب کی پابندی کی۔

اس کا جہانگیر کے ایک تاجر کے ہاتھ اس کے وطن بھیج دیا۔ (5)

زنبیل بیگ کی سفارت

دو سال بعد مغل سفیر تحفوں، نوازشوں اور آداب و تسلیمات کی فراوانی کے ساتھ واپس آیا۔ (6) دسمبر 1620ء میں اس کا ہم سفر زنبیل بیگ آیا جو ایران کا چوتھا سفیر تھا اور جو راستہ میں رک گیا تھا۔ وہ بھی بہت سے تحفے لایا اور بہت سے تحفے اسے دیے گئے اور دوستی اور خیر سگالی کے وعدے و وعید ہوئے۔ (7) تحفوں اور وعدے و وعید سے دھوکہ کھا کر مغلوں نے قندھار کی مدافعت پر توجہ کم کر دی۔ 1621ء میں پرانے گورنر بہادر کی جگہ عبدالعزیز خاں کو مقرر کیا گیا جو کانگڑہ کی مہم میں کارہائے نمایاں سے تازہ دم تھا اور دو لاکھ سات ہزار کی رقم سامان رسد کے لیے دی گئی لیکن قلعہ بند فوج کی موثر قوت کو چند سو افراد تک گھٹ دیا گیا۔ مغل سلطنت کے اندرونی خلفشار سے فائدہ اٹھا کر شاہ عباس نے قندھار کو فتح کرنے کے لیے زبردست فوج جمع کی۔ اس منصوبہ کی خبریں مغل دربار تک بھی پہنچیں مگر وہ اونچے درجہ کی سیاست میں اتنا مصروف تھا کہ اس دور افتادہ قلعہ کی ضروریات کا خیال نہ کیا۔ (8)

شاہ عباس نے قندھار کا محاصرہ کر لیا 1622ء

مغل دربار جب غفلت سے بیدار ہوا تو اس نے ایک باہری دشمن کو شکست دینے کے معاملے کو ایک گھر کے قریب ہی کے دشمن کو تباہ کرنے کے مقصد سے منسلک کر دیا۔ مارچ 1622ء میں شاہجہاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری فوج کو لے کر قندھار پر دھاوا کرے۔ عین اس وقت گورنر بلتان خاں جہاں کا سر اسلہ آیا کہ شاہ عباس نے واقعی قلعہ قندھار کا محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ افواہ بھی تھی شاہ نے ایک فوج حصہ بھی روانہ کر دی ہے۔ اب بالآخر نور جہاں اور جہانگیر کشمیر کی خوشگوار وادی سے روانہ ہوئے اور اس خطرناک صورت حال سے مقابلہ کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ قندھار جلد ہی مفتوح ہو جائے گا اور اس

(5) جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحات 337، 374، 398۔ رد، صفحات 296، 300، 323، 325، 326، 331،

336، 337، 347، 351، 353، 357، 358، 373، 374، 400، 405، 409، 422۔

(6) ”بھائی صاحب نے جن حلیات و نووہات سے خان عالم کو نوواہان کی تفصیل اگر میں بیان کروں تو مبالغہ سمجھا جائے گا۔ مغلکو میں ہمیشہ خان عالم کے خطاب سے مخاطب کیا اور کبھی اپنے سامنے سے جدا نہیں ہونے دیا۔ اگر وہ کبھی اپنی مرضی سے اپنے کمرے میں چلا گیا تو وہ (شاہ عباس) خود وہاں بغیر شاہی آداب کے چلا گیا اور اسے زیادہ سے زیادہ مٹاؤں سے سرفراز کیا۔“

ایک نادر موقع: یہ سفر علاء شاہ کے بیٹے بہادر حسین تحفوں کے ایک دفعہ تصویروں کا مرقع لے کر آیا جس میں تیمور کی نقوش خانی سے جنگ کی تصویر تھی اور نیز تیمور کے لوگوں اور امریکی شہس، کل 240 تصویریں جس میں سب پر نام لکھے تھے۔ مرقع پر مغل مرزا شاہ رخ کد خط تھے۔ ورنہ یہ مشہور ہنر والا کارنامہ سمجھا جاتا۔

خان عالم کے ساتھ مسوریشن داس بھی واپس آیا جس نے شاہ اور اس کے خاص خاص امر کی تصویر کشی میں کامیاب محنت کی تھی۔ جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد اول صفحات 115، 117۔

(7) جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد دوم صفحات 178، 186، 187، 198، 201، 211۔

(8) جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد دوم صفحات 230 میں صاف لکھا ہے کہ قلعہ میں صرف تین سو چار سو سپاہی تھے۔ اقبل نامہ (صفحہ 192) نے تین ہزار کی تعداد لکھی ہے لیکن اس میں شاید یکپ کے کارکن بھی ہوں گے۔

نیز دیکھو جہانگیر (راجس و پور رنج) جلد دوم صفحات 192، 230، 233، انگلش فیکٹری ان انڈیا 21-1618ء صفحہ 333۔

کے دوبارہ واپس لینے سے سلطنت کے وسائل اور فوجی استعداد پر بہت بڑا بار پڑے گا۔

مغلوں کی تیاری

تیار یوں کی بہت بڑے پیمانہ پر ضرورت تھی ملک کی فوجوں کے نئے کا مقام ملتان مقرر کیا گیا۔ شہزادوں اور منصب داروں کو حکم دیا گیا کہ وہ جلد سے جلد سپاہ اور سامان لے کر وہاں پہنچ جائیں۔ خواجہ ابوالحسن دیوان اور صادق خاں بخشی کو ہر طرف کی فوجیں جمع کرنے کے کام پر تعینات کیا گیا۔ قطار در قطار ہاتھی اور سامان رسد اور اسلحہ اور توپ خانہ جمع کیا گیا۔ ہم کے اخراجات کے لیے بہت بڑی رقم منظور کی گئی۔ (9) یہ تجویز کی گئی کہ رسد رسائی کے لیے خانہ بدوش غلہ بیچنے والے بجاوردوں کے ایک لاکھ تیل کام میں لگائے جائیں۔ (10)

فوجوں کی نقل و حرکت نے قدر تا کافی وقت لیا۔ خان جہاں نے تجویز کی کہ وہ اس خطرہ کا مقابلہ کرنے اور اپنی فوج لے کر فوراً روانہ ہو جائے لیکن اسے سختی سے روک دیا گیا کہ بڑی فوج کے آنے کا انتظار کرے جو ایران کے دار السلطنت اصفہان تک بڑھتی چلی جائے گی۔

(9) جہانگیر (راجا سومبرج) جلد دوم صفحات 233، 234۔ اقبال نامہ صفحات 191، 192، خانی خاں جلد اول صفحات 326 تا 327۔ انگلش ریکارڈز ان افیڈیا 23-1622ء صفحات 112، 99۔

(10) جہانگیر (راجا سومبرج) جلد دوم صفحہ 233 میں بجاوردوں کے حعلق لکھا ہے:

ہنجامارے: ہنجامارے ایک قبیلہ ہیں جن میں سے بعضوں کے پاس ایک ہزار تیل ہوتے ہیں اور بعضوں کے پاس اس سے بھی زیادہ۔ یہ مختلف اضلاع سے غلہ لے کر فروخت کرتے ہیں۔ یہ فوجوں کے ساتھ چلتے ہیں گویا ایک طرح سے فوج کے رسد رسال ہیں۔ لوٹ وہ شلاد نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔ پورچین سیاحوں کو جب بھی اتفاقاً ان کے کھردوں کا سامنا ہوا تو وہ ان کی لمبی قطار دیکھ کر حیران ہو گئے۔ منڈی (صفحات 95، 96) کا بیان ہے کہ یہ لوگ بیشتر خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے اور اپنے بھری بچوں کو ساتھ رکھتے تھے۔ خاص طور پر ان کا غلہ دہلہ کا تھا لیکن کبھی کبھی تنگ و کشور بھی وغیرہ بھی زیادہ تر خود اپنی طرف سے اور کبھی دوسرے تاجروں کے ایجنٹ کی حیثیت سے لے جاتے تھے۔ بجاوردوں کے ایک گھم پائینڈا میں چھ سات سو مرد عورت اور بچے ہوتے تھے۔ ان کے مرد لالچی اور عورتیں سختی ہوتی تھیں اور لڑائی کے وقت مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھیں۔ "نڈر (مرتبہ پال جلد اول صفحہ 39 تا 43) نے ان پر ایک طویل نوٹ لکھا ہے جو دراصل منڈی ہی کے مطابق ہے۔ سیاحوں نے سترہویں صدی سے انیسویں صدی تک ان کی لمبی قطاریں دیکھی ہیں۔ چنانچہ جیمز منڈی نے 14 دسمبر 1630ء کو لکھا "آج میں نے بہت سے بجاوردوں کو دیکھا جو بکثرت تیل اور بھینسے رکھتے ہیں اور یہاں پور کی رسد کے لیے غلہ وغیرہ لے جا رہے تھے۔ جلد دوم صفحہ 54-18 دسمبر 1630ء اس نے لکھا "آج بھی ہم نے بہت سے بجاوردوں یا ٹھیلوں کو دیکھا جو غلہ بھی وغیرہ برہنہ طور کے گھمپ میں لے جا رہے تھے جہاں پلاشلاد کن کی ہم کے لیے ٹیم ہے (صفحہ 55)

22 دسمبر کی تاریخ میں: "راستہ میں ایک پھلائی کی چوٹی پر ہم نے ایک ہنجامارہ (یعنی ان کی قطار) کو دیکھا جس کے ساتھ رسد سے بھرے ہوئے کئی ہزار تیل تھے اور بہت سے دوبارہ لاد کے لیے خالی دھلیں جا رہے تھے۔" (صفحہ 56)

23 اگست 1632ء کی تاریخ میں "مجھ میں بجاوردوں کا ایک غلہ ملا جس میں 14000 تیل تھے۔ سب پر غلہ جیسے کیچوں چاول لدا تھا اور ایک دوسرا غلہ جس میں ہر ایک چار من لادے ہوئے تھا ایک من اگر بڑی تقریباً 16 گیلن یا 12000 شل ناپ کا ہے۔" (صفحہ 95) مگر 25 اگست 1932ء کی تاریخ میں آج صبح 2000 بیلوں کے ایک موٹا اکے پاس سے گزرے جس میں ہر تیل پر یا 2 ہنڈر ڈیوٹ غلہ لدا تھا۔ پارٹی کی وجہ سے سلمان ایک جگہ ڈھیر تھا جس پر بڑے بڑے سرخ پال پڑے تھے جو میرے خیال میں 150 سے کم نہ ہوں گے۔ یہ سب ایک لشکر کا گھمپ جیسا معلوم ہوتا تھا۔ (صفحہ 98)

دس ہزار تیل ایک قطار میں جن پر غلہ لدا تھا۔ 18 نومبر 1615ء کو سر طاس رو کو ملا اور نیز اس سے کم کے قافلے جو اس نے اور دونوں میں دیکھے یہ سب بجاوردوں کے ہوں گے۔

دس ہزار بیلوں کی قطار چاول اور دوسرے غلہ کے لدے ہوئے دیکھا عجیب سطر ہے۔ نڈر (مرتبہ پال) جلد اول صفحہ 39۔

شاہجہاں کا قہار جانے سے انکار

لیکن یہ ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ شاہجہاں نے اپنے خیمہ ڈیرہ کو 24 مارچ 1622ء کو برہان پور سے روانہ کر دیا اس کے جلد ہی بعد خود بھی روانہ ہو گیا لیکن اس نے ماٹو سے آگے بڑھنے سے عملاً انکار کر دیا اس نے یہ اہلات چاہی کہ برسات کا موسم ماٹو کے قلعہ میں گزراوے اور یہ تجویز کی کہ جب وہ قہار کے لیے روانہ ہو تو اسے فوج پر پورا اختیار ملنا چاہئے اور پنجاب پر اس کا پورا اقتدار ہونا چاہئے اور اس کے متعلقین کے لیے رخصتوں کا قلعہ ملنا چاہئے۔ (11)

معاصر مورخوں نے شاہجہاں کے اس بدول حکمی کاروبار یہ اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں لکھی ہے لیکن وجہ آسانی سے قیاس کی جاسکتی ہے اگر دکن سے اس کا اثر ختم ہو گیا جہاں اس نے اپنی قوت مستحکم کر لی تھی تو اسے ایک بڑی فوج کی کمان حاصل ہونا چاہئے جس سے وہ اپنی پوزیشن پھر سے حاصل کر سکے اور نقصان کے امکانات کی طمانی ہو سکے۔ اسے بخوبی علم تھا کہ محاصرہ کے معاملے میں مثل کتنے کمزور ہیں اور قہار کا دوبارہ حاصل کرنا جو مشرق کا مستحکم ترین قلعہ ہے اور جس پر یہ طاقتور ایرانی قلعہ بند فوج تھی۔ سرتوں کے ساتھ قابض ہے اور اس حال میں جب کہ افغانستان اور سرحدی علاقے بغاوت سے بھڑک رہے ہیں بہت سی دیر طلب اور مشکل بلکہ تقریباً ناقابل عمل کام ہو گا اس کی عدم موجودگی میں نور جہاں اپنے امیدوار شہزاد کو پیش پیش کر دے گی اور اس کے (شاہجہاں کے) حامیوں کی جگہ اپنے طرفداروں کو لانچے مجدد پر مقرر کر دے گی اور اپنے شوہر کے احساسات و تصورات پر حاوی ہو کر اور اس دوران میں جو مواقع بھی ملیں ان سے فائدہ اٹھا کر خود اس کی (شاہجہاں کی) قوت کو کمزور کر دے گی اگر جہاگیر کی کرنی ہوئی صحت نے جواب دے دیا تو نور جہاں یقیناً شہزاد کی بادشاہی کا اعلان کر دے گی اور امر کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرے گی ان چالوں کا توڑ وہ اسی طرح کر سکتا ہے کہ بڑی فوج اس کے ماتحت ہو کابل کے گورنر مہابت خاں جس کی نور جہاں اور اس کے بھائی سے عدولت مشہور ہے وہ اپنے ساتھ ملا سکے گا جس پر وہ مجبور رہے کہ اسے گاؤں اور اس وقت اس کی کامیابی کے کچھ امکانات ہو جائیں گے۔ جس وقت ختب شای افواج اس کے جھنڈے کے نیچے ہو گی اور وسائیل کے ذرائع اور فوجی مستقر کے طور پر افغانستان اور پنجاب اس کے ہاتھ میں ہوں گے تو وہ ہندوستان کی کسی مخالف جماعت کا مقابلہ کر سکے گا۔ نیز بحیثیت ایک خوددار اور اپنے لوہے پر اعتماد رکھنے والے انسان کے اس نے یہ سوچا ہو گا کہ جس فوج کی کمان اس کی طرح اعلیٰ سوچ بوجھ والے آدمی کے ہاتھ میں نہ ہو قہار کے سامنے ہار جائے گی اور خود اس کی شہرت اور وقار میں داغ لگ جائے گا۔ نور جہاں اپنی چالوں سے اس کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے گی یا جنگ کو اس انداز سے چلائے گی جس میں اس کی (شاہجہاں کی) چاہی ہو یا جنگ کو غیر مجددیت تک طوالت دے گی ان امکانات کے مقابلہ میں شاہجہاں کا واحد سہارا فوج کی اعلیٰ کمان ہے۔ تجویز یہ تھی کہ قہار کی فتح کے بعد شای فوجیں ایران میں داخل ہوں اور اصفہان پہنچ کر اپنی شرائط منوائیں۔ قہار کی طرح یہ ہم بھی طویل اور خطرناک ہو گی اور جتنی شکست اور ذلت پر ختم ہو گی۔ انہیں وجوہ کی بنا پر شہزادہ نے فوج کی اعلیٰ کمان پنجاب کی حکومت اور دستہ موجود کے قلعہ پر قبضہ کی شرطیں رکھی تھیں۔ علاوہ برائین دکن میں اپنے سارے معاملات استوار

(11) جہاگیر (راہ) س و ہیر (ج) جلد دوم صفحات 233-234 انگلش ٹیکسٹ ان انڈیا۔ 23-1622ء صفحہ 69۔ آئز الہام (ہیر) جلد اول صفحہ 418۔ گنڈون صفحہ 57۔

رنے اور جس قدر بھی ہو سکے وہاں اپنی قوت مضبوط کرنے کے لیے اسے وقت کی ضرورت تھی جس کی وجہ سے اس نے بارش کا موسم ختم ہونے تک ماٹو میں قیام کی اجازت کی درخواست کی تھی۔

لیکن باوجود اپنی تمام احتیاط پسندی اور ہوشیاری کے وہ یہ انداز کرنے سے قاصر رہا کہ درجہاں کبھی ایسی تہلویز سے دھوکہ کھانے والی نہ تھی اور وہ اپنے شوہر سے جواب دہنی طور پر بالکل اس کے قابو میں تھا یہ کہہ سکتی تھی کہ ان تہلویز کی پس پشت باغیانہ منصوبے ہیں۔ پچھلے چند برسوں سے شاہجہاں ایک طرح کا نائب شاہ تھا۔ اس کی قابلیت حوصلہ مندی اور تکبر کا حامل سب کو معلوم تھا۔ اس کا اقتدار یقیناً استحکام سلطنت کے لیے خطرہ کا باعث تھا۔ (12)

نورجہاں کو جو موقع ملا اسے اس نے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ جہانگیر کو شہزادہ کے خلاف سخت برافروختہ کر دیا گیا اور شہزادہ کے اقتدار و اثر کو کھٹانے کی ضرورت کا پورے طور پر یقین دلایا گیا۔ اس کی استدعا کے جواب میں اسے صاف صاف لکھا گیا کہ چونکہ اس کا بارادہ برسات کے بعد آنے کا ہے اس لیے اسے شاہی افسروں اور فوجوں کو فوراً بھیج دینا چاہئے۔ یعنی سادات بارہہ و بخارا و شیخ زادگان، افغان و راجپوت گویا سلطنت کی بہترین افواج قندھار کی مہم میں کام کرنے کے لیے جلد دربار روانہ کر دی جائیں۔ کوکب اور خدمت گار خاں اور دس دوسرے دکنی افسروں کو شمال کی طرف روانگی میں مجلت کرنے کے لیے بطور سزا مقرر کیا گیا۔

دھول پور میں جھڑپ

ابھی شاہجہاں شاہی حکم کی تعمیل میں پس دیش ہی کر رہا تھا کہ ایک ایسا معمولی واقعہ پیش آیا جو اکثر معاملہ کو خطرناک حد تک پہنچا دیتا ہے اور مدت سے بھرے ہوئے جذبات اور جوش کو بھڑکا دیتا ہے۔ کچھ دن پہلے شاہجہاں نے استدعا کی تھی کہ دھولپور کا پرگنہ اسے جاگیر میں دیدیا جائے (13) اور اپنی کامیابی پر یقین کر کے اس نے دریا خاں افغان کے ماتحت کچھ لوگوں کو اس کا چارج لینے کے لیے روانہ کر دیا مگر نقل اس کے کہ یہ لوگ وہاں پہنچیں نورجہاں نے یہ پرگنہ شہریار کے لیے حاصل کر لیا تھا اور شہریار کے ملازم کی حیثیت سے شریف الملک کو وہاں کا فوجدار بنادیا تھا۔ چنانچہ جب دریا خاں موقع پر پہنچا تو شریف نے اس کی مسلح مزاحمت کی۔ نتیجہ میں ایک جھڑپ ہوئی جس میں دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے اور شریف الملک کی آنکھ تیرے زخمی ہو گئی۔ (14)

جہانگیر کی ناراضی

نورجہاں نے اپنی پوری چالاکی سے اس واقعہ کو اپنے مقصد کے لیے بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور جہانگیر کو یقین دلایا گیا کہ ”میں نے جو نوازشات اور نوازشیں شاہجہاں کے ساتھ کی ہیں اس کا وہ اہل نہ

(12) اگر رد و کھنڈ کیا جائے تو جہانگیر 1617ء میں شاہجہاں کے اقتدار سے مستحکم ہو گیا تھا۔ کیمو آسٹھوال اور چودھو ہاں بابہ۔

(13) آئینِ ہدایت جلد دوم صفحہ 96۔

(14) جہانگیر (راجس و پیرتاج) جلد دوم صفحات 235، 236، اقبال نامہ صفحات 193، 194، خانی خاں جلد اول صفحہ 331

تائز الامر جلد اول صفحات 162، 163، پیرتاج جلد اول صفحات 149، 150، انگلش کینزیر ان انڈیا 23-1622ء صفحہ 99

کلیڈن صفحہ 58۔

تھا۔ "اور یہ کہ اس کا داغ چل گیا ہے۔ اسے سخت فہمائش کی گئی اور کہا گیا کہ آئندہ وہ ہوش اور ادب کا واضح راستہ اختیار کرے۔ اسے دربار میں حاضری سے قطعاً منع کر دیا گیا اور مکرر سخت تائید کی گئی کہ افسروں اور فوجوں کو جلد روانہ کرے۔ اگر اس کے خلاف کوئی بات معلوم ہوئی تو اسے چھتتا پڑے گا۔

ایک خفیف الحمر کاتی

ایک خفیف الحمر کاتی سے جہانگیر کی ذہنیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پانچ سال جوشراپنے نوزائیدہ پوتے شجاع کی تشویشناک علالت پر اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر بچے کو شفا ہو جائے تو وہ ہندو سے شکار کرنا چھوڑ دے گا چنانچہ پانچ سال تک اس نے اس قسم کی پابندی کی لیکن اب جب کہ بچے کے والد سے ناراضی ہو گئی تھی تو نہ صرف جہانگیر نے جی بھر کر شکار کھیلنے پر اصرار کیا بلکہ محل کے ملازموں کو بھی شکار کھیلنے کے لیے ہندو قیں دے دیں۔ (15)

شاہجہاں کو شمال کی جاگیروں سے محروم کر دیا گیا

نیم شہر یو اور کو شہریار کا منصب بڑھا کر بارہ ہزار ذات اور آٹھ ہزار سوار کا کر دیا گیا اور اسے قندھار کی ہم کا کماندار بنادیا گیا۔ سرزاد ستم کو اس کا تالیق اور مہم کا حقیقی کماندار مقرر کیا گیا۔ سرزاد ستم اور اعتقاد خاں کو پہلے ہی جنگی تید یوں میں مدد دینے کے لیے ایک لاکھ روپیہ پیشگی دے کر لاہور روانہ کر دیا گیا تھا۔ (16) دوسری فیصلہ کن کارروائی یہ کی گئی کہ شاہجہاں کی شمالی جاگیریں شہریار کو منتقل کر دی گئیں اور شاہجہاں سے کہا گیا کہ وہ اپنے لیے اسی کے برابر جاگیر دکن میں منتخب کرے۔ (17) ہر شخص یہ قیاس کر سکتا تھا کہ اگر وہ شاہی حکم کی تعمیل میں اپنی فوجیں قندھار بھیجے تو اسے دکن کی جاگیروں سے کتنی آسانی کے ساتھ محروم کیا جاسکتا تھا۔ اس کے برخلاف اگر وہ قبیل نہیں کرتا ہے تو باقی قرار پائے گا اور سخت سزا پائے گا۔

افضل خاں کی سفارت

حالات کا یہ رخ دیکھ کر شاہجہاں خوف زدہ ہو گیا۔ اپنے والد کو راضی کرنے کی اس کی دلی خواہش تھی اس لیے اسے اپنے لائق اور معتمد سفارتی افضل خاں (18) کو ایک عاجزانہ خط کے ساتھ روانہ کیا اور لکھا کہ وہ ساری عمر سلطنت کی اطاعت شعارانہ خدمت کرتا ہے اور اسے افسوس ہے کہ بغیر اس کے

(15) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحات 236-237۔

(16) جہانگیر (راجس دیورج) جلد دوم صفحات 224، 225، 236، 337۔ اقبل نامہ صفحات 164، 165، انگلش ٹیکسٹز ان انڈیا 23-1622ء صفحات 94۔

(17) خانی خاں جلد اول صفحات 330-331۔ آثار الہام (دیورج) جلد اول صفحہ 150، گھڑون صفحہ 58۔ اقبل نامہ صفحہ (196) کا بیان ہے کہ شہریار کی فوجوں کا خرچ خرم کی جاگیر سے وصول کرنے کا حکم جس کا قصد محمد اکرم کا ہوا تھا۔ جہانگیر نے نہیں بلکہ نور جہاں نے دیا تھا۔ ان زمانہ کے تقریباً تمام شاہی حکام کی یہی صورت تھی۔

(18) ملا شہر شیرازی ایران کے ایک علمی مرکز شیراز میں طالب علم و مدرس تھا۔ ہندوستان آکر اس نے برہان پور میں خان خاں کی ملازمت کرنی اور تھوڑے دن بعد وہ شیرازہ خرم کی ملازمت میں شامل ہو گیا۔ 14-1613ء میں صواذ کی مہم اس کے سرنیری کی حیثیت سے کام کیا۔ رانا سے صلح کی گفت و شنید میں وہ بھی شریک تھا اور اپنی خدمات کے صلہ میں افضل خاں کا خطاب ملا۔ شروع 1622ء میں وہ ایک سفارت کا جوبھیلا پور بھیجی گئی سر برہنہ تھا۔ دربار شاہی میں اس کی ناکامی کے بعد شاہجہاں نے اسے

(پانی حاشیہ اگلے صفحہ پر)۔

کسی تصور کے وہ شاہی عنایت سے محروم ہو گیا۔ اس نے جہاگیر سے عرض کیا کہ وہ معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ایسا نہ ہو کہ سلطنت کو نقصان پہنچ جائے۔ اسے بذات خود معاملات کو سرانجام دینا چاہئے اور محض غورتوں کی رائے پر نہ چلنا چاہئے۔ اگر نور جہاں کے کہنے سے وہ (شاہجہاں) اپنی جاگیر سے محروم کر دیا گیا تو اس کی گزر کیسے ہو گی جبکہ وہ چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے۔ مگر اس نے یہ تجویز بھی کی کہ اسے دکن سے نکال دیا جائے اور مکہ معظمہ میں جا کر فقیرانہ زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے۔ (19) لیکن جہاگیر نے افضل خاں کی بات نہ سنی اور اسے معمولی خلعت دے کر رخصت کر دیا۔ (20)

اب شاہجہاں اپنی باقی مال کی جاگیروں شمول حصار کے جو ولیعہد کی جاگیر تھی اور اب شہریار کو دے دی گئی محروم کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ اس سے پھر کہا گیا کہ وہ اسی کے برابر دکن میں اپنے لیے جاگیر منتخب کرنے اور ایک بار پھر اسے تاکید کی گئی کہ وہ اپنی فوجیں دربار روانہ کر دے اور یہ کہ اسے خود اپنی ذمہ داریوں پر نظر کرنا چاہئے اور شاہی حکم سے سر تابلی نہ کرنا چاہئے۔ (21)

آصف خاں کا رویہ

اس تمام گفت و شنید کے دوران آصف خاں بڑی ہوشمندی سے بالکل خاموش رہا۔ دل سے تو اپنے والد کا طر فہ انداز تھا لیکن وہ اپنی ماکلہ طبیعت کی بہن کو اس کے طے شدہ ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا تھا اور بادشاہ کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوئی توقع نہ تھی۔ نور جہاں کو اس پر اعتبار نہ تھا مگر اسے دربار میں حاضر رہنے دیا۔ مزید مشکلات کے اندیشہ سے نور جہاں نے قابل ترین جنگی سپہ سالار کو اپنی مدد کے لیے بلایا جو

(بانی حاشیہ... 18) چچا پور کے دربار میں حصول لدلو کی کوشش پر تعینات کیا۔ وہ اپنی خوش تقریری کے لیے عام طور پر مشہور تھا اور ہمیشہ ریاضی داں محاسب اور محکم کے اس کی بہت بڑی شہرت تھی۔ اخلاقی حیثیت سے وہ بالکل بے دروغ تھا۔ شاہجہاں نے اکثر کہا کہ اٹھائیس سال کی ملازمت میں اس نے افضل خاں کی زبان سے کسی کو برا بھلا کہتے سنی نہیں سنا۔ دیکھو آثار الامرا صفحہ 162، 163 (بیورج) جلد اول صفحہ 149، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

اس کے حرار کا حال جو چھٹی کاروفہ کہلا ۲ ہے اور اگر وہ کے قریب دریائے جنا کے کنارے پر واقع ہے۔ دیکھو کہین کی گائیڈ نو آگرہ میں۔

(19) خانی خاں جلد اول صفحہ 331 گھنڈن صفحہ 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000

(20) جہاگیر (راجا) جلد دوم صفحہ 23، 24، 25، 26، 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 50

اب تک اس کے گردہ کا سخت دشمن رہا تھا۔ گذشتہ چند سال سے مہابت خاں افغانستان میں ایک طرح کی جلاوطنی کی حالت میں رہا تھا اور سلطنت کے کسی معاملہ میں اسے بولنے کی اجازت نہ تھی۔ سلطنت کے پس پشت جو طاقتیں تھیں ان سے عدولت اسے بہت گراں ثابت ہوئی تھی۔ 1622ء میں جب کہ ایک طرف قندہار کا قبضہ تھا اور دوسری طرف شاہجہاں کی حکم عدولی تو نور جہاں کو یہ محسوس ہوا کہ وہی ایک شخص ہے جو سلطنت کو بچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے ایک فرمان کے ذریعہ سے جس پر نور جہاں کی مہر تھی، چھ ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کے منصب پر ترقی دے کر دربار میں بلا دیا گیا۔ لیکن مہابت خاں نے اس بلاوے کو فرجی آصف خاں کی چال سمجھا کہ وہ اسے اپنے قابو میں کر کے جلا کر دے اس لیے اس نے اس کی تحصیل سے صاف انکار کر دیا۔ جب تک کہ اس کے دشمن کو باہر نہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس کے اندیشہ کو رفع کرنے کے لیے نور جہاں نے اپنے بھائی کو آگرہ بھیج دیا کہ وہاں سے شاہی خزانہ لے آئے۔ (22)

شاہ عباس کے سفر

اس دوران میں ایرانیوں نے بیتالیس روز کے محاصرہ کے بعد قندہار کو فتح کر لیا تھا۔ (23) چند ہی دن بعد ایرانی سفیر حیدر خاں اپنے آقا کا خط لے کر آیا جس میں قندہار کے معاملہ پر اس نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا اور قندہار کے محاصرہ اور تسخیر کو اس بنا پر حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ اتفاقاً قندہار ایرانی حکمران خاندان کا ہے اور جہانگیر کو اسے بڑا امن طریقہ پر ایران کے حوالے کر دینا چاہئے تھا اور یہ نیک توقع ظاہر کی گئی تھی کہ (دونوں حکمرانوں کے مابین) امن و اتحاد و ملامت کے سدا بہار پھول ہمیشہ شاداب رہیں گے اور باہمی اتحاد کی بنیاد کو مستحکم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جہانگیر نے شاہ کی فریب دہی اور کہینہ پن کی علامت کی اور ایک انتہائی مہم بھیجنے کا تہیہ کیا۔ (24) خاں جہاں کو ہر لول پر متعین کیا گیا اور علی قلی بیگ درمان کو ڈیڑھ ہزار منصب پر ترقی دے کر اس کا ماتحت کماندار بنایا گیا اور اللہ دلا خان افغان، محمد یحییٰ ترخان، حکرم خاں، اکرام خاں اور دیگر دکنی امرا کو بطور ماتحت کمانداروں کے مقرر کیا گیا۔ مرزا ستم خاں جو مہم کا اصلی کماندار اعلیٰ تھا اسے پانچ ہزار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ پر دیز جو سال گذشتہ سے بہار کا گورنر تھا اسے اس کے وکیل شریف کے ہاتھ اشد ضروری پیام بھیجا گیا کہ وہ بہار کی فوج لے کر جلد سے جلد دربار حاضر ہو جائے۔ (25)

لیکن عین اس وقت خبر آئی کہ شاہجہاں نے علم بدعت بلندہ کر دیا ہے اور بہت بڑی فوج کے ساتھ ماٹو سے شمل کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ (26)

(22) جہانگیر (راجہ سنجو راج) جلد دوم صفحات 240، 245۔ گلیڈون صفحہ 60، بادشاہ نامہ، عبدالمہد جلد دوم صفحہ 24۔ ایبٹ و ڈاؤسن جلد ہفتم صفحہ 64۔

(23) بادشاہ نامہ، عبدالمہد جلد دوم صفحہ 24۔ ایبٹ و ڈاؤسن جلد ہفتم صفحہ 64، انکس فیکٹریز ان انڈیا 23-1622ء صفحہ 108۔

(24) یہ دو خطوط جو شاہ عباس اور جہانگیر نے ایک دوسرے کو لکھے۔ جہانگیر (راجہ سنجو راج) جلد دوم صفحات 240، 245 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(25) جہانگیر (راجہ سنجو راج) جلد دوم صفحہ 245 پر دیز کی بہار کی گورنری پر تقرر کے متعلق دیکھو انکس فیکٹریز ان انڈیا 21-1618ء صفحات 236، 248، 253، سنڈی جلد دوم صفحہ 363-364۔

(26) جہانگیر (راجہ سنجو راج) جلد دوم صفحات 246، 247۔

سترھواں باب

شاہجہاں کی بغاوت

شاہجہاں کے حمایتی

شاہجہاں نے نور جہاں کی عدول حکمی کا جو رویہ اختیار کیا تھا اس میں اس کی حمایت میں دکن، گجرات اور مالوہ میں ماسور بیشتر امرا تھے۔ بزرگ خان خاناں اور اس کا لڑکا داراب خاں اور ہمت خاں، سر بلند خاں، شہزادہ خاں، عابد خاں، جلاورائے، اودے رام، آتش خاں، رستم خاں، ہیرم بیگ، دریا خاں قلی اور منصور خاں جو سب کے سب نانی فوجی سردار تھے شاہجہاں کے منصوبہ میں اس کے ساتھ تھے اور سب سے بڑھ کے رائے رلیان بکرماجیت سندرا اپنی بہادر راجپوت فوج سمیت شہزادہ کے ساتھ تھا جس نے میواڑ کی تسخیر، کانگڑہ کی فتح اور دکن کی شورش دبانے میں نمایاں حصہ لیا تھا اور سلطنت کا ایک عظیم جزل اور مدبر شاہجہاں کا دست راست تھا اور جہانگیر کے بیان پر احماد کیا جا۔ نہ تو شہزادہ کو حکومت کے خلاف بہادری سے جبرے رہنے پر اسی نے اکسلیا تھا۔ دکن کے امرا میں سے کچھ تو حاضر دربار ہوئے لیکن بیشتر اپنی فوجوں کے ساتھ شاہجہاں کے ساتھ تھے اور حکومت کی بار بار طلبی کی پروا نہ کی۔ خوش قسمتی سے اس وقت عارضی طور پر دکن کی سرحدوں پر بالکل سکون تھا۔ دربار شاہی میں ہوشمند آصف خاں اور بے باک عبداللہ فیروز جنگ کی حمایت پر شاہجہاں بھر دسہ کر سکتا تھا۔ مورخ معتد خاں کلاسی طرف رہنما تھا اور عمر خاں غلیل بیگ اور فدائی خاں پر مفید معلومات بہم پہنچانے کا کام دیکھا جاسکتا تھا۔

شاہجہاں کی صورت حال

افضل خاں نے اپنے آقا کے پاس مانڈو واپس آکر اطلاع دی کہ جہانگیر پر نور جہاں کا پورا پورا قابو حاصل ہے اور معاملہ اس خطرناک حد تک پہنچ گیا ہے کہ اگر شاہجہاں نے سرگرمی نہ دکھائی تو اس کی مثال کی جاگیریں ضبط ہو کر رہیں گی اور فوری کارروائی پر جاں بخشی کی امید ہے۔ فرامین شاہی کالب دلہجہ۔ خفیہ اطلاعات اور جواہر اہل اڑری تھیں ان کا بھی یہ تقاضا تھا کہ فیصلہ کموار کے زور پر ہو گا۔

نور جہاں کی تیاریاں

شاہجہاں نے اپنے تجربہ کار فوجی دستوں کے ساتھ مانڈو سے اس امید پر روانہ ہوا کہ وہ شاہی فوجوں کو بے خبری میں لے لے گا مگر نور جہاں بھی اس موقع کے لیے تیار تھی۔ شہزادہ پر دیز کو خصوصی احکام بھیجے گئے تھے کہ وہ بہار سے اپنی فوجیں لے کر جلد سے جلد حاضر دربار ہو جائے۔ راجپوت بان گزار رڈسا سلطنت کی مدد کے لیے طلب کیے گئے۔ امیر، ملہواڑ، کونہ بوندی اور دوسری ریاستوں کے فرمانرواؤں

نے وفاداری اور فیاضی سے قسمل کی۔ راجہ ہیر سنگھ دیوانے سرپرست کے حکم کی قسمل میں کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ یوزھے خان اعظم کو سات ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار کا منصب دے کر ہموار کر لیا گیا۔ بہت سے دیگر ہموار جو عہدہ کم کرنے یا شای خوف کی وجہ سے ناخوش تھے۔ انہیں معافیاں اور ترقیاں دی گئیں۔ سب سے بڑھ کر عظیم مہابت خاں کو اس طرح راضی کیا گیا کہ آصف خاں کو دور دراز بنگال میں مقرر کر دیا گیا اور اسے فوراً روانہ کرنے کے لیے آگرہ سے شای خزانہ لانے پر متعین کر دیا گیا۔ مہابت خاں جنوری 1623ء کو شای دربار پہنچا اور شای افواج جو قتل و حرکت کر رہی تھیں ان کی اعلیٰ کمان سنبھال لی۔ جہاگیر اپنی صحت کو خطرہ میں ڈال کر لاہور سے روانہ ہو گیا اور نور سرانے ہوتا ہوا فروری 1623ء میں دہلی پہنچ گیا۔

ناکام گفت و شنید

اس دوران میں شای حکومت نے شاید کچھ وقت لینے کے لیے موسوی خاں کو شاہجہاں سے گفت و شنید کے لیے روانہ کیا گیا۔ موسوی خاں نے شہزادہ کو آگرہ کے قریب فتحپور سیکری کے دروازہ پر پایا۔ اس ملاقات کا صرف یہ نتیجہ نکلا کہ شاہجہاں نے خود اپنے ملازم قاضی عبدالعزیز کو تعینات کیا کہ وہ اس کے مطالبات بادشاہ کے سامنے پیش کرے۔ قاضی نے جہاگیر سے ملاقات کی مگر اس کا پیام اتنا ناگوار ہوا کہ اسے قید میں ڈال دیا گیا۔ پرامن مصالحت کے سارے مواقع پہلے ہی ختم ہو چکے تھے۔

آگرہ پر تاخت

فتحپور سیکری کا دروازہ تو باغی شہزادہ پر بند کر دیا گیا تھا مگر راجہ بکماجیت نے آگرہ کے بے شمار پتلہ شہر پر تاخت کی اور ہر ایک دولت لوٹ لوٹ دوسروں کے ساتھ لشکر خاں کے دولاکھ روپے بھی لوٹ لیے۔⁽¹⁾

شاہجہاں کا دھاوا

شروع مارچ 1623ء میں شاہجہاں ستائیس ہزار رسالہ فوج کے ساتھ جتنا کے کنارے شای فوج سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ شہ پور میں اس نے تھوڑی سی فوج راستہ پر چھوڑ دی اور خود تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر کوشلا کی طرف پوری فوج کے ساتھ رخ کیا اور بلوچ پور میں خیمہ زن ہو گیا۔ اس نے چھاپہ مار جنگ کا تجربہ کیا اور غنیمت کی رسد کا راستہ بند کرنے کی کوشش کی مگر معلوم ہوا کہ دکن کا طریق جنگ میدان سر زمین کے لیے موزوں نہیں ہے۔

شای فوج مہابت خاں کی ماتحتی میں آگے بڑھیں اور عبداللہ خاں فیروز جنگ دو میل آگے بڑھ کر جنوب کی طرف گیا اور 28 مارچ کو قلعہ پور میں قیام کیا۔ اسی دن ایک جھڑپ ہو گئی جس میں باقر خاں کے ماتحت شای دست کو فتح ہوئی۔

(1) جہاگیر (راجہ جیو رنج) جلد دوم صفحات 246، 247، 249، 250۔ اقبال نمبر 194 تا 200 جہاگیر (مخطوط خدائے بخش) صفحات 164 (الف) 168 (ب) خانی خاں نے مستند خاں کی قتل کی ہے۔ جلد دوم صفحات 32، 33، 385، 386، نیز ہیر سنگھ دون صفحات 62، 63 آگرہ پر حملہ میں شاہجہاں کی فوجوں نے جو معاملہ کیے ان کی تفصیل کے لیے دیکھو ڈیلا دیل جلد اول صفحہ 121۔ نور سرانے کا نام لور جہاں کے نام پر رکھا گیا تھا اور جن مقامات کا نام اس کے نام پر رکھا گیا تھا ان کا ذکر غیر منطقی جلد دوم صفحات 250، 251، 252 تا 254 اقبال نمبر صفحہ 123۔

بلوچ پوری کی جنگ

اسکے دن فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ شاہی فوج 26000 ہزار رسالہ کی تعداد میں تین حصوں میں بٹ گئی: آٹھ ہزار خواجہ ابوالحسن کے ساتھ اور اتنی ہی تعداد آصف خاں کے ساتھ اور ایک دس ہزار کی منتخب جماعت عبداللہ خاں کے ماتحت لیکن ہر اول کے دھوکے باز کماندار نے پہلے شاہجہاں سے سازش کر لی تھی کہ وہ اپنی پوری فوج کے ساتھ شاہی فوج کو چھوڑ کر اس سے مل جائے گا۔ راستہ میں اس نے شاہی فوج کو اس ترکیب سے گزند کرنے کی کوشش کی کہ کئی وفادار قابل افراد پر غداری اور فریب کا الزام لگایا۔ مگر نور جہاں اس جال میں نہیں آئی اور کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی۔ (2)

دونوں فوجوں میں لڑائی کو زیادہ دیر ہوئی تھی کہ عبداللہ خاں اپنے سازشیوں اور نیز نوازش خاں جیسے اور لوگوں کے ساتھ جنھوں نے یہ خیال کیا کہ وہ رسالہ کے ساتھ حملہ کرنے جا رہا ہے نعیم کی صفوں میں چلے گئے اور چونکہ سازش کا حال خفیہ رکھا تھا اور صرف شاہجہاں اور بکر ماجیت کو معلوم تھا۔ اس لیے داراب خاں نے اسے دشمن سمجھ کر مزاحمت کی۔ بکر ماجیت گھوڑا دوڑا کر داراب کے پاس صورت حال بتانے کے لیے پہنچا لیکن جب وہ اپنی جگہ واپس آیا تو اس کی کپٹی پر نوازش خاں کی گولی لگی اور وہ وہیں پر ڈھیر ہو گیا۔ عبداللہ خاں کی مدد سے ہمتا فائدہ ہوا تھا اس سے زیادہ بکر ماجیت کے ختم ہونے سے نقصان ہو گیا۔ باقی فوج خلفشار میں پڑ گئی اور صرف سیوا کے شہزادہ کنور بھیم سنگھ کی بہادری نے اسے ذلت آمیز بھگدڑ سے بچایا۔ انھوں نے جنگ اس وقت تک جاری رکھی جب تک رات کی تاریکی نے دونوں فوجوں کو الگ نہیں کیا۔ شاہجہاں نے ہوشمندی سے ماٹھو کی طرف رخ کیا لیکن یہ احتیاطی کارنامہ کی توجہ بٹانے کے لیے راجہ باسو کے لڑکے پہاڑی رئیس جگت سنگھ پنجاب پر حملہ کرنے کے لیے مامور کر دیا۔

ایک شاہی فوجی دستے نے جو اتفاقاً اس جگہ پہنچ گیا یہاں راجہ بکر ماجیت کی لاش جلانے کے لیے آئی تھی اور اس کا سر کاٹ لیا اور جہانگیر کے سامنے پیش کیا جو اسے دیکھ کر اتنا خوش ہوا جیسے واقعی فتح پر خوش ہو تا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں پر شاہانہ فیاضی کے ساتھ ترقیوں، خطابات اور اعزازات تقسیم کیے۔ (3)

(2) جہانگیر (راجہ سید پور پنچ) جلد دوم صفحات 250، 251، 252، 253، 254۔ اقبل نامہ صفحات 200 تا 202 گھڑ دن صفحات 63، 64۔ آصف خاں کے ماتحت افراد میں قابل ذکر قاسم خاں، لشکر خاں، مروت خاں اور فدائی خاں تھے۔ خواجہ ابو الحسن کے ماتھوں میں باقر خاں، نور الدین علی اور ابراہیم حسین خاں کا شغری شامل تھے اور عبداللہ خاں کے ساتھ نوازش خاں عبدالعزیز خاں، عزیز اللہ اور کئی بارہ دوسرے کے سادات تھے۔

(3) جہانگیر (راجہ سید پور پنچ) جلد دوم صفحات 253، 256 تا 259۔ اقبل نامہ صفحات 203 تا 204 آثار الاسر (بلوچ پنچ) جلد اول صفحات 99، 419 گھڑ دن صفحہ 64 تا جہانگیر کی کا بیان ہے کہ شاہجہاں مہابت خاں کے اس وعدہ پر اعتبار کر کے ماٹھو کی طرف واپس ہوا کہ اگر وہ کن کی طرف واپس چلا جائے تو اسے معافی مل جائے گی اور اس کی جائیں جی رہیں، بحال ہو جائیں گی مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے۔

اس لڑائی کے بعد جہانگیر نے جو ترقیاں دیں ان میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں۔ خواجہ ابوالحسن کا منصب پانچ ہزار تک بڑھا دیا گیا۔ نوروز خاں کا چار ہزار ذات تک اور تین ہزار سوار تک۔ باقر خاں کا تین ہزار ذات اور پانچ سو سوار تک۔ نور الدین حسین، عزیز اللہ اور راجہ رام داس کا دو ہزار ذات اور ایک ہزار سوار تک، نور الدین علی کا دو ہزار ذات اور سات سو سوار تک۔ لطف اللہ و پرورش خاں ایک ہزار ذات و پانچ سو سوار تک اگر ساری ترقیوں کا ذکر کیا جائے تو بہت طویل ہو جائے گا۔ جہانگیر (راجہ سید پور پنچ) جلد دوم صفحہ 246۔

شاہی افواج کی پیش قدمی

ایک دن بعد شاہی افواج نے جن کے ساتھ کچھ عبداللہ کے ہمراہی شامل ہو گئے تھے پھر پیش قدمی شروع کر دی اور آہستہ رفتار سے بڑھتی ہوئی کیم اردی بہشت (اپریل 1623ء) کو فتح پور کی جھیل پر پہنچ گئیں۔

یہاں آگرہ کے گورنر خواجہ سر اعتبار خاں کو اس کی اعلیٰ خدمات پر چھ ہزار ذات اور تین ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور ممتاز خاں کا خطاب دیا گیا اور بھی بہتوں کے منصب بلند کیے گئے۔ (4) حالات چونکہ تشویشناک تھے اس لیے یقیناً اس کی ضرورت تھی کہ افسروں کو خوش رکھا جائے کہ شاہجہاں کا تعاقب شہزادہ پرویز کے اپنی فوجوں کے ساتھ آنے تک ملتوی رکھا گیا۔ اس لیے عبداللہ خاں کی حرکت کی وجہ سے آصف خاں، ابوالحسن اور دوسروں پر شبہ ہو گیا تھا۔

پرویز کی آمد

11 کو شہزادہ پرویز دریائے ہٹن پر پہنچ گیا۔ ابھی تک شاید وہ حالات کی رفتار کا منتظر تھا اس کا استقبال شہزادوں، امیروں اور اعلیٰ افسروں نے بڑے شاندار طریقے سے صف بہ صف کھڑے ہو کر کیا اور پورے شان و شکوہ کے ساتھ دربار شاہی تک پہنچایا۔ بادشاہ نے معمولی رسوم کے بعد اسے عام مجمع میں گلے لگایا اور زیادہ سے زیادہ ضیافت سے نواز اور اس کا رتبہ شاہجہاں سے زیادہ بلند کرنے کے لیے اٹلے اسے چالیس ہزار ذات اور تیس ہزار سوار کا غیر معمولی منصب دیا۔ (4)

شاہجہاں کا تعاقب

پندرہ روز کے بعد 25 مارچ 1623ء (مئی 1623ء) کو شاہی افواج شاہجہاں کے تعاقب پر روانہ ہوئیں اس میں چالیس ہزار سوار اور خان عالم خان، مہاراج گج سنگھ، رشید خاں، راجہ گردھر، راجہ رام داس کچواہر، پردوش خاں، اکرام خاں خواجہ میر عبدالعزیز عزیز اللہ، اسد اللہ خاں سید ہر خاں لطف اللہ خاں اور نرائن داس جیسے افسران شامل تھے اور بہت بڑا توپ خانہ اس کے ساتھ تھا۔ اعلیٰ کمان برائے نام پرویز کے ہاتھ میں تھی مگر دراصل مہابت خاں کے ہاتھ میں۔ شاہی بخشی فاضل خاں بخشی اور وقائع نگار مقرر ہوا اور میں لاکھ اخراجات کے لیے دیا گیا۔ (5)

(4) سید ہوا کو دو ہزار اور ایک ہزار سوار کے منصب پر ترقی دی گئی۔ کرم خاں کو پانچ ہزار دو ہزار پر خواجہ قاسم کو ایک ہزار چار سو، پر، منصور خاں کو چار ہزار و تین ہزار پر اور نوبت خاں کو دو ہزار ایک ہزار پر۔ اس سے ذرا پہلے مہابت خاں کے لڑکے لان اللہ کو تین ہزار ذات سوار پر ترقی دی گئی تھی اور ملو نقارہ صطا ہوا تھا۔ جہانگیر (راجہ جیو راج) جلد دوم صفحات 257-258۔

(5) ویسے ہی اہم الزامات جو پہلے شاہجہاں کو دیے گئے تھے اب فیاضی کے ساتھ پرویز کو دیے گئے۔ پرویز کو رخصت ہوتے وقت بادشاہ نے ایک خصوصی خلعت اور ایک زرد دوزی کی تاجوری گلے اور دامن میں موٹی گئے ہوئے جس کی قیمت 41000 روپیہ تھی اور جو شاہی کارخانوں میں تیار ہوئی تھی اور ایک رتن سج نام کا باقی ہوا ایک خصوصی گھوڑا اور ایک 77000 روپیہ کی سرمست تلواری گئی اور نور جہاں نے ایک خلعت ایک گھوڑا اور ایک باقی دیا۔ جہانگیر (راجہ جیو راج) جلد دوم صفحہ 260۔ اقبل نامہ صفحہ 204 کلپڑ دن صفحہ 65۔

اسی کے ساتھ خسرو کا لڑکا اور بخش جسے اب آٹھ ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب دیا گیا تھا اور جواب تک اپنے فراموش کیے ہوئے اور ستائے ہوئے نانا خاں اعظم کی اتالیقی میں ہجرت کی گورنری پر مامور تھا۔ اس کی برائے نام کمان میں ایک فوج احمد آباد کی طرف روانہ کی گئی تاکہ گجرات کو سلطنت کے لیے پھر سے حاصل کرے۔ (6)

جہانگیر اجیر میں

میدان جنگ سے قریب قیام کے خیال سے حسب معمول جہانگیر اجیر کی طرف روانہ ہوا اور 9 غورداد، 19 رجب 1032ھ، 9 مئی 1623ء کو وہاں پہنچ گیا۔ (7) یہیں اس نے میواڑ کی مہم میں شاہجہاں کو مدد دینے کے لئے قیام کیا تھا۔ اور اب اسی جگہ شاہجہاں کے خلاف مہم میں مدد دینے کے لیے قیام کیا تھا۔

شاہجہاں اور مہابت خاں کے مابین جھڑپیں

اس دوران میں شاہجہاں نے ماٹو کے قلعہ میں پناہ لی تھی مگر جب اس نے سنا کہ پرویز اور مہابت خاں نے گھاٹی چاندہ کو عبور کر لیا تو وہ بیس ہزار سوار تین سو ہاتھی اور توپوں کی بڑی تعداد لے کر آگے بڑھا اور مراٹھا سواروں کا ایک دستہ چادرائے اور دسے رام کی ماتحتی میں شاہی فوج کو پریشان کرنے کے لیے آگے بھیج دیا لیکن مہابت خاں اس کے لیے تیار تھا اور اس نے چھاپہ مار فوج کا موثر طور پر تدارک کر دیا۔ اسی کے ساتھ اس نے کوشش کر کے خفیہ طور پر شاہجہاں کے بعض قابل ترین اور سب سے زیادہ طاقتور حامیوں جیسے برقداز خاں اور سب سے بڑھ کر رستم خاں کو بلایا۔ ان کی مدد کے بغیر وہ مہم کو برسات کے بعد تک ملتوی رکھنے پر مجبور ہو جاتا۔ مراٹھوں نے شاہی فوج کے ایک دستہ کو جو شراب میں بدست کماندار منصور خاں کی حماقت سے حملہ کے لیے بہت آگے بڑھ گیا تھا کاٹ کر رکھ دیا لیکن بحیثیت مجموعی مہابت خاں نے انہیں دور ہی رکھا۔ شاہجہاں نے اپنے غدار لفظ رستم خاں کی سربراہی میں برقداز خاں کو نائب کمانداروں میں مقرر کر کے بطور ہر اول کے آگے روانہ کیا اور خود اصل فوج لے کر بعد کو روانہ ہوا۔ جب کلیاوا کے قریب جنگ کی نوبت آئی تو رستم خاں، برقداز خاں کئی دوسرے افسروں کے ساتھ غنیم سے جا کر مل گئے جس سے شاہجہاں کا سارا انتظام درہم برہم ہو گیا۔

شاہجہاں کے افسروں کی غداری

ان واقعات کے بعد شاہجہاں کو کسی پر اعتبار نہیں رہا اور نرہ اکوپار کر کے پسپا ہو گیا۔ صرف اتار کی جگہ قابل اعتبار آدمیوں کے ذریعہ سے حفاظت کر لی اور ایک دستہ حیرم بیگ اور چند مراٹھوں کی سربراہی میں مہابت خاں کے دربار کرنے میں مزاحمت کے لیے چھپے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اور لوگوں نے

(6) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد دوم صفحات 260-261 اقبل نامہ صفحہ 205 تاثر الامرا (جیورج) جلد اول صفحات 549، 570 فاضل خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا (جیورج) جلد اول صفحہ 548-550۔ راجہ گج سنگھ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا (جیورج) جلد اول صفحات 570-572۔
(7) جہانگیر (راجہ جیورج) جلد دوم صفحہ 261۔

بھی بے وفائی کی۔ شاہجہاں کے ایک ہمراہی نے مہابت خاں کا ایک خط پکڑ لیا جو زاہد خاں کے نام اس کے خط کے جواب میں تھا اور جس میں زاہد خاں نے مہابت خاں سے مل جانے کی پیش کش کی تھی۔ اس غدار کو حراست میں لے لیا گیا اور اس کی ایک لاکھ تیس ہزار کی جائداد ضبط کر لی گئی۔

خان خاناں کا خط

اس سے زیادہ تشویش انگیز بات یہ ہوئی کہ تقی نے ایک قاصد کو پکڑ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کیا جو خان خاناں کا خط مہابت کے پاس لے جا رہا تھا۔ شاہجہاں نے ان بزرگ کو مع ان کے لڑکوں کے طلب کیا اور خط دکھا کر انہیں شرم دلائی اور پھر حکم دیا کہ ان سب کو اس کے خیمہ کے پاس حراست میں رکھا جائے۔ (8)

شاہجہاں کا قلعہ اسیر پر دھاوا

اب شہزادہ نے قلعہ اسیر کی طرف رخ کیا جو دنیا کے مضبوط ترین قلعوں میں شمار ہوتا تھا۔ (9) اور جو اس وقت نور جہاں کی بیٹی کے شوہر میر جمال الدین کے لڑکے میر حسام الدین کی حفاظت میں تھا بلوچ پور کی لڑائی کے بعد نور جہاں نے اسے لکھا تھا ہوشیار! ”ہزار بار ہوشیار رہو کہ وہ بے دولت (پہلے کے بادشاہ عالم کا اب بھی سرکاری لقب ہو گیا تھا) اور اس کے آدمی قلعہ کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ بلکہ قلعہ کے مورچوں اور دروازوں کو خوب مضبوط کر لو اور ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا کہ ایک سید کی پیشانی پر گنگ کا ٹیکہ لگ جائے۔ حسام الدین نے قلعہ کو تو مضبوط کر لیا لیکن اس نے اسے بلا کسی مزاحمت شاہجہاں کے حوالے کر دیا اور شاہجہاں سے مرتضیٰ خاں کا خطاب اور چہار ہزار کا منصب معہ نقارہ و علم حاصل کر لیا۔ (10) اس کا قلعہ کا حاصل کرنا شاہجہاں اور اس کے اہل خاندان اور خزانہ اور سامان کی حفاظت کے لیے بہت بیش قیمت تھا مگر بحیثیت جنگی مورچہ کے یہ زیادہ دن کام نہیں دے سکتا تھا۔ گجرات میں شہزادہ کے مقصد پر ناقابل طاقی ضرب پڑی تھی۔

گجرات میں شہزادہ کی شکستیں

1612ء میں دکن روانہ ہوتے وقت شاہجہاں نے اس صوبہ کو اس کے مستقل گورنر راجہ بکر ماجیت کے بھائی کسبر داس اور شاہجہاں کے سپرد کر دیا تھا۔ بلوچ پور سے پساپا پر اس نے عبداللہ خاں کو گورنری پر مقرر کیا اور کسبر داس اور شاہجہاں کی نیگم ممتاز محل کی ایک بیٹی کے شوہر دیوان صفی کے ساتھ سارا خزانہ اور سونے کا سر صحت پانچ لاکھ روپیہ قیمت کا اور تلواریں بیٹی دو لاکھ روپیہ کی یہ سب لے کر

(8) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحات 271 تا 274۔ گھڑون صفحات 65، 66۔

(9) اسیر 28، 21 شمال اور 76، 18 مشرق پر واقع ہے۔ اس قلعہ کی دلچسپ تفصیل کے لیے دیکھو فیضی سرہندی کا اکبر نامہ (ایٹ وڈاؤٹن) جلد ششم صفحات 138 تا 141 نیز ڈی لانت ترجمہ لیجہ برج کلکتہ ریویو نمبر 1870، 51ء صفحہ 359۔ بیسی ترجمہ۔ خاندیش جلد 12 حصہ دوم 1880ء اور کنکیم کی آرکیالوجیکل سروے جلد 1879، 9ء میں اس کا خاکہ ہے۔

(10) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد دوم صفحات 277 تا 278۔ گھڑون صفحات 65، 66۔

مانڈو آجائے۔ یہ خبریں پہلے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بنوائی گئی تھیں۔ عبد اللہ خاں شاہجہاں کے ساتھ مانڈو ہی میں رہا اور اپنے نائب خواجہ سروا فادار کو اپنی جگہ روانہ کیا جس نے احمد آباد میں اپنا عہدہ سنبھال لیا۔

لیکن شاہجہاں کی قسمت کا ستارہ اب قطعی طور پر مائل بہ زوال تھا۔ اس کی پسپائی کے نتائج اب ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے اور اس کے گجرات کے اکثر افسران اور نیز اس کے ساتھ کئی افسران ہاری ہوئی جماعت سے الگ ہو کر فاتح جماعت سے مل جانے کے لیے بیقرار تھے۔ اس وقت صفی کو موقع ہاتھ آگیا۔ وہ کسب سے یہ بہانہ کر کے وہ شاہجہاں سے ملنے جا رہا ہے۔ چند دن پہلے احمد آباد سے روانہ ہو کر محمود آباد پہنچا اور ناہر خاں، سید دلیر خاں، نانو خاں افغان اور دوسرے افسران سے مل کر ایک انقلاب لانے کی کوشش میں خفیہ گفت و شنید شروع کی۔

اس منصوبہ کی کچھ ہنگ شاہجہاں کے وفادار ملازم صالح فوجدار پتلاد کے کانوں میں پہنچ گئی اور وہ تقریباً دس لاکھ کا خزانہ لے کر تیزی کے ساتھ مانڈو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد کسب تلوار کی پٹی بھی لے کر روانہ ہو گیا۔ اگرچہ بھاری تخت وہ نہ لے جاسکا۔ (11) ان کی اس کارروائی سے شہزادہ کو معقول رقم حاصل ہو گئی جس کی اسے شدید ضرورت تھی لیکن ان لوگوں کی روانگی سے سازشیوں کا کام اور آسان ہو گیا۔

صفی تیزی سے ناتوا خاں کے مستقر کرنگ پہنچا اور وہاں اپنے گھروالوں کو چھوڑ کر اپنے سازشیوں سے یہ طے کیا کہ علی الصباح مختلف سمتوں سے احمد آباد میں داخل ہوں۔ وفاداری نالایقی اور غفلت سے یہ منصوبہ پورے طور پر کامیاب ہو گیا اور شہزاد شاہ کی فتح کے اعلان سے گونج اٹھا۔

وفادار نے ایک شخص حیدر کے مکان میں پناہ لی تھی جس نے اس سے دعا کی اور وہ پکڑا گیا اور دیوان محمد تقی اور بخشی حسین بیگ کے ساتھ جو اپنے گھروں میں پکڑے گئے تھے جیل میں ڈال دیا گیا۔ شاہجہاں کے کئی اور ساتھی بھی اپنی جائیدادوں سے محروم کر دیے گئے اور قید کر دیے گئے۔ سازشیوں کو خزانہ سے دو لاکھ روپیہ نقد اور طلائی تخت اور شاہجہاں کی املاک سے جو کچھ بچ رہا تھا وہ سب حاصل ہو گیا۔ انھوں نے یہ احتیاط کی کہ قلعہ کے مورچوں اور دروازوں کو مضبوط کر لیا۔

ان واقعات کی خبر سن کر عبد اللہ خاں پانچ ہزار کی فوج لے کر مانڈو سے نکلا، اس کی ماتحتی میں است خاں، سرزہ خاں، سر فراز خاں، قابل بیگ، رستم بہادر اور صالح بدخشی جیسے کئی بہادر افسر شامل تھے۔ غنیم پر اچانک حملہ کے قصہ سے وہ تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور آٹھ دن میں بدودہ پہنچ کر خیمہ زن ہو گیا۔ مگر یہ سن کر وہ حیرت زدہ ہو گیا کہ صفی بہت بڑی فوج کے ساتھ کنگریا جھیل کے کنارے اس کا منتظر ہے۔

شاہی افواج نے ایدر کے راجہ کلیان اور دوسرے رئیسوں کو ان کی فوجوں کے ساتھ طلب کر لیا تھا اور پرانے سپاہیوں کے علاوہ بہت سے نئے رگھوڑ بھرتی کر لیے تھے۔ ان لوگوں میں فیاضی سے روپیہ تقسیم کیا گیا اور طلائی تخت بھی توڑ کر اس کا سونا تھوڑا ہوں میں دے دیا گیا۔ البتہ اس کے جواہرات نکال کر ہوشیاری سے جیبوں میں رکھ لیے گئے۔

کنگریا جھیل پر تیاریوں کی خبر سن کر عبد اللہ نے طے کیا کہ بدودہ میں ملک کا انتظار کیا جائے

(11) خزانہ کے مانڈو منتقل ہو جانے سے منڈیوں کا نرخ گھٹ گیا اور روپیہ کی کمی ہو گئی۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا 1922-23ء

صفحہ 181 مانڈو کا خزانہ سورت فیکٹریز جلد 102 صفحہ 236۔

اور کمک آجانے پر وہ چند میل کے فاصلہ پر محمود آباد پہنچا اور 10 جون 1623ء کو اپنی فوجیں جنگ کے لیے صف بستہ کیں۔ اس اثنا میں شاہی فوجیں بنوہ کے مقام پر قطب علیم کے مزار کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ مناسب مقام حاصل کرنے کے لیے عبداللہ نے یہ طے کیا کہ اپنی فوج کو سرکھچ پہنچا دے اور اس طرف روانہ ہو گیا اور اپنے آدمیوں سے یہ کہا کہ غنیم نے آگے کی طرف زمین کے نیچے بارود کی سرنگیں بچھادی ہیں لیکن غنیم نے آگے اس کا راستہ روک دیا اور وہ زرنجا میں ٹھہر جانے پر مجبور ہو گیا جہاں خاردار جھڑیاں اور تنگ راس کے حق میں کار آمد بھی تھے اور نقصان دہ بھی۔ شاہی فوج کا بڑا حصہ تین کو س فاصلہ پر بلوڈ پہنچ گیا۔

اصلی صبح کو چو لڑائی ہوئی اس میں شہزادہ کے ہر اول حصہ کی کمان ہمت خاں، رستم بہادر اور صالح بیگ کر رہے تھے اور شاہی فوج کے ہر اول دستہ کے کماندار ناہر خاں اور راجہ کلیان تھے جن سے پہلے جنگ ہوئی۔ ہمت خاں بدوق کو گولی سے مہلک طور پر زخمی ہو گیا اور صالح کو ایک ہاتھی نے گھوڑے سے گرا کر پیروں سے روند ڈالا۔ ایک اور زبردست ہاتھی توپ کے گولوں کی آواز سے خوف زدہ ہو کر پیچھے لوٹ پڑا اور باغی فوج کے بہت سے آدمیوں کو کچل ڈالا۔ لیکن بحیثیت مجموعی شاہی افواج نقصان میں رہیں۔ ان کے ہر اول دستہ کو عبداللہ خاں نے بالکل منتشر کر دیا اور اگر قلب کی کماندار ہوشیاری سے فوراً ان کی مدد کو نہ پہنچ گیا ہو تا تو ان کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ عین اس وقت ہمت خاں اور صالح بیگ کی موتوں کی خبر نے عبداللہ خاں اور اس کی فوج کو سخت دل شکستہ کر دیا اور وہ پیچھے ہٹا۔ سید دلیر خاں نے ایک کوس تک اس کا تعاقب کیا اور کشتوں کے پستے لگا دیے۔

شرزہ خاں جس کے اہل خاندان شاہی فوج کے قبضہ میں تھے وہ چھوڑ کر صفی سے مل گیا شاہی فوجوں نے اپنی وفاداری کا بھرپور صلہ پایا۔ صفی خاں کو سیف خاں جہانگیر شاہی خطاب ملا اور علم و تقارہ اور تین ہزار ذات اور دو ہزار سوار کا منصب۔ ناہر خاں کو بھی یہی منصب ملا اور شیر خاں کا خطاب۔ سید دلیر خاں کو دو ہزار ذات اور بارہ سو سوار کے منصب پر ترقی دی گئی اور نانوا خاں کو بیڑہ ہزار ذات اور بارہ سو سوار کے منصب پر۔ دوسرے افسروں کو بھی مناسب اخراجات دیے گئے۔

عبداللہ خاں کی پسپائی

عبداللہ خاں بروہہ سے بھاگ کر بھڑوچ پہنچا اور ہمت خاں کے لڑکوں سے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن انھوں نے ایک بے یار و مددگار پناہ گزین کا ساتھ دینا کسی طرح منظور نہ کیا اور اس کی درخواست سختی سے رد کر دی اور پانچ ہزار محمودی دے کر اسے رخصت کر دیا۔ وہاں سے عبداللہ خاں سورت گیا اور شاہجہاں کے عمال سے تقریباً چار لاکھ روپیہ وصول کیا اور کچھ روپیہ اور لوگوں سے لیا اور اس روپیہ سے ایک نئی فوج بھرتی کی اور برہان پور جا کر اپنے آقا سے مل گیا۔ (12)

یہاں شہزادہ ابھی اپنے چند ساتھیوں، تین بیگمات اور اپنے بچوں اور چند باندیوں کے ساتھ پہنچا (12) جہانگیر (راجہ) دہلی (راجہ) جلد دوم صفحات 261، 267، 268، 269۔ اقبال نامہ صفحات 206، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 21

اور اپنے باقی متعلقین کچھ ملازموں اور ضرورت سے زیادہ سامان راجپوت گوپال داس کی سپردگی میں قلعہ امیر گڑھ میں چھوڑ آیا تھا۔ گوپال داس اس سے پہلے سر بلند رائے کا ملازم تھا اور پھر کئی سال سے خود شہزادہ کا جاں نثار ملازم تھا جس نے اسے قلعہ کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔ (13) پہلے شہزادہ کا خیال تھا کہ خان خٹاں اور داراب خاں کو قلعہ میں قید کر دے لیکن پھر یہ طے کیا کہ اسے اپنے ساتھ حراست میں برہان پور لے جائے۔

مغل دکن کے اس مستقر میں شہزادہ نے مدتوں ایک بادشاہ کی طرح حکومت کی تھی یہیں سے اس نے بڑی بڑی فوجیں دکن کے حکمرانوں سے جنگ کے لیے روانہ کی تھیں اور اگلے اپنے شرانگہ منوائے تھے۔ موجودہ حالت اور سابق کے مظہر اہل میں جو زبردست فرق تھا اور اب اس کی اور اس کے خاندان اور چند بچے کچھ ساتھیوں کو اس اتر حالت سے سخت دکھ ہوا۔ وہ شمال سے بڑی ذلت کے ساتھ بھاگایا گیا تھا۔ گجرات بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور اس کی فوج ختم ہو گئی تھی۔ فوج کے جو لوگ بچے کچھ تھے ان کی وفاداری پر بھی اسے بھروسہ نہ تھا۔

احمد نگر اور بیجاپور سے نامہ و پیام

اگر جبریم بیگ نے کشمیاں نہ فراہم کر لی ہوتیں اور زبدا کے کنارے توپوں کے ذریعہ سے مضبوطی کے ساتھ نہ چھایا ہوتا تو اب تک شاہجہاں کا پیہ بھی نہ ہوتا اور اب بھی اگر ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تو وہ بالکل تباہ ہو جائے گا۔ اس اتر حالت میں اسنے اپنے معتبر سفیر افضل خاں کے ذریعہ سے اپنے سابق دشمن ملک ممبر سے امداد کی استدعا کی مگر وہ چالاک دکنی مدبر بھی زبردست مغل سلطنت سے جھگڑا مول لینے کو تیار نہ تھا کہ ایک بے بارود دھماکہ گیر کی خاطر وہ مہابت خاں جیسی عظیم شخصیت کے ماتحت مغل سلطنت کی طاقتور فوج اپنے خلاف لاکھڑا کرے اور پھر عین اس وقت ملک ممبر بیجاپور سے جنگ کرنے کے لیے مغل سلطنت سے مدد لینے کے متعلق بنیدگی سے سوچ رہا تھا۔

ناکامی

چنانچہ اس نے شاہجہاں سے کسی قیمت پر سودا کرنے سے قطعی انکار کر دیا مگر چالاک سے افضل خاں کو صلاح دی کہ وہ عادل شاہ کے پاس جائے۔ عادل شاہ نے سفیر کو بری طرح ذلیل کیا۔ کئی دن تک تو اس سے ملاقات ہی نہیں کی اور اس کے بعد بھی کئی دنوں تک اسے روکے رکھا اور اس کے تحفے تو لالچ میں لے لیے مگر کسی قسم کی مدد دینے کو ٹال دیا۔

مہابت خاں سے نامہ و پیام

جب شہزادہ نے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی دیکھی تو اس نے بادشاہ سے مصالحت کی کوشش کی۔ بوندی کے رائے بھوج ہاڑا کے لڑکے سر بلند رائے کے ذریعہ سے اس نے مہابت خاں سے سلسلہ جہانپانی کی جوہریم بیگ کی چستی چوکھ اور ہوشیاری کی وجہ سے اب تک زبدا کے شمالی کنارے پر خیمہ زن تھا (13) تھا کہ دسڑکٹ جگ کی عدالت میں ایک وقت کا کتبہ اس واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔ سچے بے مودی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی شاخ بمبئی 1917ء صفحات 140-143۔

مگر شہزادہ پرویز یا مہابت خاں میں سے کسی کا ارادہ شاہجہاں کو اس دینے کا نہ تھا۔ البتہ انہوں نے شاہجہاں کو بہلانے اور اس کے ساتھ کوئی چال چلنے کے ارادہ سے گفت و شنید کو طوالت دی اور پھر صاف کہہ دیا کہ جب تک خان خاناں شاہجہاں کے نمائندگی کرنے نہ آئے اس وقت تک کوئی مصالحت کی بات نہیں ہو سکتی۔

خان خاناں کی ناکام سفارت

اس بوڑھے آدمی پر شاہجہاں کا اعتبار بالکل اٹھ گیا تھا مگر اپنی موجودہ بیچارگی کی حالت میں اس نے خان خاناں کو اپنا سفیر بنایا اور اس سے قرآن کریم پر حلف لیا اور اپنے زنان خانہ میں لے جا کر اپنی بیگم اور لڑکوں سے التجا کرائی اور مدد کی استدعا کی۔ اس نے کہا ”میرے اوپر کراؤقت پڑا ہے اور میرا حال ابتر ہو رہا ہے۔ میں خود کو آپ کے سپرد کرتا ہوں اور اپنی عزت کا محافظ بناتا ہوں۔ آپ ایسی کوشش کریں کہ میں اس ذلت اور پریشانی سے نجات پا جاؤں۔“

مصالحت کا راستہ بالکل بند ہو گیا

خان خاناں شاہجہاں کے کیمپ سے روانہ ہوا مگر قبل اس کے کہ وہ دریا کے جنوبی کنارے تک پہنچے جہاں سے وہ مہابت خاں سے نامہ و پیام کر سکتا۔ شاہی فوج کے کچھ لوگ ہیرم بیگ کی ذرا سی غفلت سے رات کے وقت ایک مقام سے دو پیادہ کر کے باغیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اب مصالحت کی ساری امیدیں ختم ہو گئیں۔ ہیرم کے آدمی ہر طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور مہابت خاں سے مل گئے۔ چنانچہ جب خان خاناں وہاں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے موکل کا حال ہمیشہ سے زیادہ مایوس کن ہو گیا ہے۔ چنانچہ باوجود اپنے حلف کے اس نے مہابت خاں کی بات مان لی اور پورے احترام کے ساتھ شہزادہ پرویز کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اب مصالحت کی گفت و شنید کا کوئی سوال ہی نہیں رہا۔

شاہی فوج کا زبدا سے عبور، ہیرم بیگ کے فرار، خان خاناں کی بیوفائی اور سب سے بڑھ کر شاہی افواج کی مزید پیش قدمی سے شہزادہ کو سخت دھکا لگا۔ اب فرار کی راہ بھی دشوار ہو گئی تھی اس لیے کہ بارش بہت دنوں سے شروع ہو گئی تھی اور دریائے تاجی میں سیلاب آ گیا تھا۔

شاہجہاں نے تاجی پار کیا

لیکن چونکہ اس کے سوا کوئی اور صورت نہ تھی اس لیے شہزادہ نے دریا پار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اپنے سابقہ دشمن گوگندہ کے حکمران کے علاقہ میں پہنچ جائے اور وہاں سے اڑیر اور بنگال کا رخ کرے۔ اس کے بعض بڑے سرگرم ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ سر بلند خاں افغان نے دریا پار کرنے سے بالکل انکار کر دیا مگر جب اسے بہت کچھ سمجھایا گیا اور دریا کے اس پار بھیجے ہوئے شاہجہاں کے پیامبر نے بھی بہتیری التجا کی (14) جاوہر رائے، اوڈے رام اور آتش خان نے کچھ دور تک اس کا ساتھ دیا۔ اس لیے کہ

(14) شاہجہاں کے پیامبر ذوالفقار نے دریا کے کنارے سر بلند کو شہزادہ کا پیام پہنچایا جب کہ سر بلند گھوڑے پر سوار تھا۔ سر بلند نے کوئی صاف جواب نہ دیا بلکہ ذوالفقار سے کہا کہ اس کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دے۔ ذوالفقار نے کھور نکالی اور سر بلند کی کمر پر مارا تاہم ایک افغان سپاہی نے کھور پر بھیجے پر روک ڈال دیا۔ دونوں طرف کھوریں نکل آئیں اور ذوالفقار کو مع اس کے ساتھ سلطان محمد خراجی کے جوشا جہاں کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ چلا آیا تھا کہ کر رہ گیا تھا۔

جائیدادیں راستہ ہی میں تھیں۔ جادو رائے قصد آپیچھے رہا تاکہ مصیبت زدہ شہزادہ کی چھوڑی ہوئی املاک پر قبضہ کر لے۔

بادشاہ نے یابہ کہنا چاہئے کہ نور جہاں نے پرویز اور مہابت خاں کو ہدایت کی کہ وہ تعاقب پوری سرگرمی سے جاری رکھیں یہاں تک کہ یا تو شاہجہاں کو زندہ گرفتار کر لیں اور یا اسے سلطنت کی سرحد سے باہر مار بھگائیں۔ چنانچہ انھوں نے سیلابی دریائے تاجی کو پار کیا اور باوجود موسلا دھار بارش کے چالیس کوس بڑھتے ہوئے پرگنہ انکوت پہنچ گئے۔

گو لکنڈہ کی مملکت میں

شاہجہاں نے اپنی رفتار اور تیز کردی اور ماہور کے قلعہ تک پہنچ گیا۔ جہاں اس نے اپنے ہاتھی چالور اور سامان اودے رام کی سپردگی میں چھوڑ دیا اس لیے کہ دوسرے دکنوں کی طرح اس نے بھی آگے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ خود شاہجہاں اپنی جاں نثار بیگم اور اپنے لڑکوں داراشکوہ، شجاع اور اورنگ زیب اور اپنے سدا کے وفادار راجہ بیہیم کے ماتحت راجپوتوں اور کچھ اور لوگوں کے ساتھ گو لکنڈہ کی مملکت میں داخل ہو گیا۔ (15)

شاہجہاں نے گر کر اٹھتے ہوئے پھر ٹھوکر کھائی تھی لیکن اس وقت اسے ساری تکلیفوں سے نجات مل گئی تھی۔ دوسری طرف پنجاب کی پہاڑیوں میں جگت سنگھ نے جو شورش برپا کی تھی وہ قریب قریب قابو میں آگئی تھی۔ صادق خاں اور اس کے ماتحت افسروں نے جگت سنگھ کو قلعہ مان کے اندر پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا اور اس کی رسد بند کر دی تھی اور اس کے کئی حملوں کو کامیابی کے ساتھ پسپا کر دیا تھا۔ وہ فاقہ کشی سے تنگ آکر قریب قریب اطاعت قبول ہی کرنے والا تھا۔ شمال مغربی سرحد پر چند ہمیشہ کی ہونے والی شورشوں اور بعض اکا دکا دور دراز مقامات کی آویزشوں کے علاوہ اس وقت ساری سلطنت میں پورا امن تھا۔

جہانگیر کی اجمیر سے روانگی

شہزادہ پرویز اور مہابت خاں برسات کا موسم گزرنے کے لیے براہان پور واپس گئے۔ بادشاہ جہانگیر نے 14 نومبر 1623ء ۲۲ آذر یکم صفر 1033ھ کو اجمیر سے اپنا خیمہ ڈیرہ اٹھادیا اور گرتی ہوئی صحت کے لیے جو واحد موزوں مقام خوشگوار وادی کشمیر تھا دھر روانہ ہو گیا۔ (16)

(15) جہانگیر (راجہ جی و پیر پنچ) جلد دوم صفحات 278، 281، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283،

اٹھارھواں باب

شاہجہاں کا گو لکنڈہ اور تلنگانہ سے گزر، شمالی ہند میں

فوجی کارروائیاں

شاہجہاں کے مصائب

اکتوبر 1623ء میں شاہجہاں نے غیر ملک میں پہنچ کر ذرا اطمینان کی سانس لی۔ کم سے کم مہابت خاں کے مسلسل تعاقب سے اُسے نجات مل گئی تھی مگر اس کی مشکلات میں بالکل کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اُس کی بیگم سخت سے سخت مشکلات میں بھی مضطرب نہیں ہوئی اور کبھی ایک لمحہ کے لیے اس سے الگ ہونے کی خواہش نہیں کی۔ شاہجہاں کی مصیبتوں، اس کی جاں نثاری کے جذبہ میں اور زیادہ گرمی آجاتی تھی لیکن شہزادہ کے بیشتر ساتھی تکلیف دہ حالات سے عاجز آگئے تھے اور اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے بیقرار تھے مگر وہ خود یکہ دہ تیار نہ تھے۔ شہزادہ اور اس کے ساتھیوں کے ناگفتہ بہ تعلقات کا اندازہ کچھ حسب ذیل واقعات سے ہو سکتا ہے۔

افضل خاں کا لڑکا مرزا محمد بیگ جو اب تک بیجاپور کے دربار میں بیکاری کی زندگی گزار رہا تھا اپنی والدہ اور متعلقین کے ساتھ شہزادہ کے ہمراہ گو لکنڈہ تک آیا تھا مگر دفعۃً اپنے خاندان اور ملازمین کے ساتھ چل دیا۔ شاہجہاں نے جعفر بیگ کو کچھ سپاہیوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا کہ اس کا سر کاٹ کر لے آئیں۔ جب یہ جماعت قریب پہنچی تو محمد بیگ نے اپنی ماں اور اہل خاندان کو گھنے جنگل میں چھپا دیا اور خود نہر اور دلدل کے پیچھے ایک مقام منتخب کر کے کھڑا ہو گیا اور اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ مل کر لڑائی کی تیاری کی جعفر بیگ نے نہر کے دوسرے کنارے سے آواز دے کر اُسے واپس آنے کے لیے کہا مگر محمد بیگ نے انکار کر دیا، ر اپنے ہمراہیوں سے تیر چلانے کے لیے کہا۔ ایک جھڑپ شروع ہو گئی۔ جس میں جعفر بیگ زخمی ہو گیا اور اس کے چند ساتھی خان قلی وغیرہ مارے گئے۔ مرزا محمد اُس وقت تک لڑتا رہا جب تک وہ زخموں سے چور ہو کر گر نہیں پڑا۔ اس کا سر کاٹ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ (1)

گو لکنڈہ کا رویہ

اس خوفناک مثال کے باوجود شاہجہاں کے ساتھی برابر اُس کا ساتھ چھوڑتے رہے۔ اب شاہجہاں نے گو لکنڈہ سے مدد حاصل کرنے کو شش کی مگر گو لکنڈہ کے حکمران نے اُسے صرف تھوڑی سی رقم اور کچھ سامان بھیج دیا اور اپنے امر اور عمل کے مشورہ سے حکمران افسروں کو ہدایت کی غلط فہموں اور زمینداروں سے کہا جانے کہ شہزادہ کو رستہ پہنچاتے رہیں اور اُسے جلد ملک سے باہر کر دیں شاہجہاں نے وعدہ کیا کہ وہ (1) بہانہ (راجہ سہجہ راجہ) جلد دوم صفحات 289-290، اقبال نامہ صفحات 214-215، خانی خاں جلد اول صفحہ 243۔ تاثر امر جلد اول صفحہ 164۔ یہ راجہ جلد اول صفحہ 151۔

پندرہ دن میں چلا جائے گا اور باشندوں کو مطلق ستیانہ جائے گا۔ (2)
 تلنگانہ کے وسیع علاقہ کو شہزادہ مقررہ معاد کے اندر طے نہ کر سکا اور مچھلی پنم (3) 5 نومبر 1623ء سے پہلے نہ پہنچ سکا اس وقت اس کے ساتھ 45000 سوار اور دس بارہ ہزار پیدل سپاہ اور آچھ خیر میں کام کرنے والے ملازم تھے اور پانچ سو ہاتھی اور کئی بار بردار اونٹ بھی تھے۔ راستہ میں انھوں نے اور ان کے جانوروں نے دونوں طرف جیس جیس میل تک دھان کی فصلیں اور کھجور کے باغ جلا کر دیے۔ شاہجہاں جب کسی گاؤں یا شہر کے پاس پہنچتا تھا تو اپنے اُسر اور اپنی دستخطی تحریر کے ذریعہ سے باشندوں کو امن و امان کا یقین دلاتا تھا لیکن اتنی کثیر تعداد آدمیوں کو دیکھ کر باشندے ڈر کر کثیر تعداد میں بھاگ جاتے تھے۔ خود مچھلی پنم کا شہر دو تہائی آبادی سے خالی ہو گیا تھا اور خالی کرنے کی والوں میں دولت مند لوگ بھی ہوتے تھے۔ دوسرے لوگوں کی طرح انگریزوں کی ٹیکو پوں کے منتظرین بھی بھاگنے کے لیے تیار تھے مگر ”کجنت گورنر کی وجہ سے رُک گئے اس لیے اس نے ہمیں کشتی یا آدمی فراہم کرنے کی اجازت نہیں دی۔“ شہر کے گورنر اور دیگر مسلمان افسر اس نامور شہزادہ کے استقبال کے لیے کئی میل شہر سے باہر آ جاتے تھے۔

چار پانچ دن اپنے ہمراہیوں کو سستانے کا موقع دینے کے لیے شاہجہاں نے شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک سرسبز خوشگوار مقام پر قیام کیا۔ ضروریات کی سب چیزوں کی قیمت اُس نے بڑی فیاضی سے دی اور بازار کا بھاؤ تین گنا یا اُس سے بھی زیادہ بڑھا دیا۔ اُس کے بعض افسروں نے یہ تجویز پیش کرنے کی جرأت کی کہ شہر کو کوٹ لیا جائے لیکن شہزادہ نے اس ذلیل حرکت سے قطعی انکار کر دیا۔ (4)

اڑیسہ میں داخلہ

10 نومبر کو اس نے اپنا خیمہ اُٹھا دیا اور گوکٹنڈہ کے افسروں کی رہنمائی میں شمال مشرق کی طرف روانہ ہوا، اور چھتر دہ سے ہو کر اڑیسہ کی مغل عملداری میں داخل ہو گیا۔ (5)

بنگال و اڑیسہ کے حکام نہ صرف شاہجہاں کے مقابلہ کے لیے تیار تھے بلکہ بظاہر انھیں شہزادہ کی حالیہ نقل و حرکت کی بھی مطلق اطلاع نہ تھی۔ اڑیسہ کا گورنر احمد بیگ خاں بنگال کے گورنر ابراہیم خاں فتح جنگ

(2) جہانگیر (راجس و پور تریج) جلد دوم صفحات 290 تا 291۔ انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحہ 313۔ مچھلی پنم کی ٹیکٹری کے کارکنوں نے اطلاع دی کہ قطب شاہ نے شاہجہاں کو بیس ہاتھی اور دو لاکھ طلائی پگڈا پیسے (ایسٹا) صفحہ 314)۔

(3) سترہویں صدی میں مچھلی پنم کے حال کے متعلق دیکھو پادری صفحات 106 و 110 فرابر جلد اول صفحہ 80۔ سولہویں صدی کا مختصر حال رالف ٹیکٹر جیہ ہارن رائی صفحہ 194 میں۔

(4) انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحات 213 تا 215 مچھلی پنم کے قحاس مل اور جان ڈاکٹا سورت کے صدر اور کوٹ کے نام مورخ 12 نومبر 1623ء سورت کی ٹیکٹری کے کاغذ جلد 102 صفحہ 463۔

(5) جہانگیر (راجس و پور تریج) جلد دوم صفحہ 298 اقبال نامہ صفحہ 21 گویڈون صفحہ 69 انگلش ٹیکٹریز ان انڈیا 1622-23ء صفحہ 315۔

جہانگیر نے دکن اور اڑیسہ کے درمیان کی حد بندی کی تفصیل نہیں دی ہے اور صرف یہ لکھا ہے کہ اس کے ایک طرف بلند پہاڑ اور دوسری طرف دلدل اور دریا ہے۔ گوکٹنڈہ کے حکمران نے یہاں ایک دیوار اور ایک قلعہ بھی تعمیر کر دیا تھا اور اسے بند توں اور توپوں سے مسلح کر دیا تھا۔ یہ سورت چھتر دہ سے ملتی جلتی ہے جس کا حال آٹا امر اجدلول صفحہ 410 میں سے (پور تریج جلد اول صفحہ 387) اور بادشاہ نامہ جلد اول صفحہ 333۔ اس قلعہ کی تعمیر قطب الملک کے ایک افسر منصور نے کی تھی چنانچہ اسی کے نام پر اس کا منصور گڑھ نام ہے۔ دیکھو پور تریج کا نوٹ صفحہ 298 پر۔

اور نور جہاں کا بھتیجا زمیندار کمر دا (6) کے شورہ پشت زمیندار کی تادیب میں معروف تھا جو حال ہی میں زیر کیا تھا مگر پھر بغاوت کر دی تھی چنانچہ وہ شاہجہاں کے اڈیر میں داخل ہونے کی خبر سے حیرت زدہ اور بدحواس ہو گیا۔ اُسے کمر دا کی مہم فوراً روک دی اور پہلی میں چلا گیا۔ اگر اڈیر میں کوئی مہابت خاں جیسا گورنر ہو تا یا صفی یا ابراہیم خاں جیسا تو شاہجہاں کو مشکل پڑ جاتی لیکن احمد بیگ نے انتہائی بزدلی اور نااہلیت کا مظاہرہ کیا۔ اس نے فوج جمع کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے اہل خاندان کو لے کر بارہ کوس دور کنگ چلا گیا اور وہاں سے مرحوم آصف خاں جعفر بیگ کے بھتیجے صالح کی جاگیر بردوان میں اور وہاں سے اپنے چچا ابراہیم خاں کے پاس ڈھا کہ۔

صالح کو شاہجہاں کے حملہ آور ہونے کا اس وقت تک یقین نہیں آیا جب تک اُسے عبد اللہ خاں کا خط نہیں ملا جس میں اس سے شہزادہ کو مدد دینے کی خواہش کی گئی تھی حقیقت معلوم ہونے پر اُس نے بردوان کو مستحکم کیا اور محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا۔ (7) ابراہیم خاں کو بھی اس خبر سے ایسی ہی حیرت ہوئی مگر اُس نے ہمت اور فیصلہ کن جذبہ سے کام لیا۔ اُس نے کچھ فوج جمع کی اور بہت سی جنگی کشتیاں یا ناو آرا۔ اس نے اپنے توپ خانہ کو درست کیا اور ڈھا کہ سے اکبر مگر روانہ ہو گیا اور راستہ میں اور رگروٹ اور زمینداروں کے ملازم سپاہیوں کو ساتھ لے لیا۔

اس دوران میں شاہجہاں نے بھی اپنی فوج بڑھالی تھی۔ پُرنگلیوں سے جو اُس نے فوجی امداد طلب کی اس میں تو ناکامی ہوئی اور اُدھر سے صاف انکار ہو گیا مگر زمینداروں اور شاہی افسروں سے اُس نے اپنے افسروں کے ذریعہ سے جو گفت و شنید کی اس میں زیادہ کامیابی ہوئی۔

ابراہیم خاں کو پیشکش

شاہجہاں نے ابراہیم خاں کو خود لکھا کہ اللہ کے فیصلہ اور احکام نے اُسے موجودہ اہتر حالت میں پہنچا دیا ہے اور یہ خواہش کی کہ اُسے بنگال پر قابض ہو جانے دیا جائے اور اس کے عوض میں وہ بنگال کے کسی حصہ میں اپنے لیے جاگیر لے لے یا اُسے بلا مزاحمت اور حفاظت سے دربار جانے کا راستہ دے دیا جائے لیکن ابراہیم خاں نے اس پیشکش کو حقارت سے رد کر دیا اور کہا کہ وہ خود کو اس طرح ذلیل کرنے کے بجائے اپنے آقا کی خدمت کرتے ہوئے جس سے اُسے سب کچھ ملا ہے جان دے دینا گوارا کرے گا۔ (8)

بردوان کا محاصرہ

بردوان کے فوجدار صالح نے بھی عبد اللہ خاں کے ذریعہ سے جو گفتگو ہوئی اس کا نفی میں جواب دیا اور قلعہ کے دفاع کا تہیہ کر لیا۔ شاہجہاں اسے مستحکم قلعہ کو تسخیر کیے بغیر اپنے پیچھے نہیں چھوڑ سکتا تھا اس لیے اُس فوراً اُس کا محاصرہ کر لیا۔

(6) بیورنچ (تآثر الامر جلد اول صفحہ 155) نے کمر دا کی جگہ کو کرہ غلط لکھا ہے جو متن کو پڑھنے کی غلطی ہے۔ جہاگیر (راجہ رسو بیورنچ) جلد دوم صفحہ 298 میں بھی تھرا ہے۔ کو کرہ تو بہار میں ہے۔

(7) جہاگیر (راجہ رسو بیورنچ) جلد دوم صفحہ 298-299۔ اقبال نامہ۔ تآثر الامر (بیورنچ) جلد اول صفحہ 155 تا 156 کلڈون صفحہ 69۔

(8) جہاگیر (راجہ رسو بیورنچ) جلد دوم صفحہ 299۔ اقبال نامہ۔ 217-219 (ایبٹ و ڈاؤسن) جلد ششم صفحہ 408-409۔ تآثر الامر (بیورنچ) جلد اول صفحہ 156۔ کلڈون صفحہ 69-70۔

قلعہ کی تسخیر

لاچار ہو جانے پر صالح نے قلعہ عبداللہ خاں کو حوالہ کر دیا اور عبداللہ خاں نے صالح کو حراست میں لیکر اور گلے میں رسی باندھ کر شاہجہاں کے سامنے پیش کر دیا شاہجہاں نے بردوان پر فوراً قبضہ کر لیا اور اکبر مگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ (9)

اکبر مگر

اکبر مگر راج محل کا نام تھا جسے راجہ بان سنگھ نے اپنا ستقر بنایا تھا اور دریا کے کنارے ایک مضبوط قلعہ بنایا تھا۔ لیکن چند سال بعد دریا کا دھارا ایک کوس ہٹ گیا اور اس طرح قلعہ کی اہمیت بہت گھٹ گئی چنانچہ ابراہیم خاں نے اپنے لڑکے کے مقبرہ کو جو اُس نے دریا کے بالکل کنارے بنایا تھا خوب مضبوط کر لیا۔ یہیں 1624ء میں اس نے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ جن میں کچھ بڑے نکال بندوگنی بھی تھے اپنا ستقر بنایا۔ جلد ہی اُسے اور سپاہیوں کی کمک مل گئی اور اُسے یقین تھا کہ اس کی کشتیوں کا بیڑہ اُسے اچھی طرح رسد پہنچاتا رہے گا۔

شاہجہاں کی کارروائیاں

شاہجہاں نے فوراً اُس پرانے اہل قلعہ قبضہ کر لیا اور یہیں سے ابراہیم خاں کے نئے گڑھ کا محاصرہ کر لیا۔ پہلے تو پ خانہ کی لڑائی ہوئی جس میں دونوں طرف کی کثیر جانیں ضائع ہوئیں۔ شہزادہ کے افسر تو پ خانہ رومی خاں نے قلعہ کی دیوار کے نیچے سرنگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس میں فوری کامیابی نہیں ہوئی۔ محاصرین کو اپنے قلعہ کے جانے وقوع سے بڑی مدد ملی۔ خصوصاً اُس لیے کہ شاہجہاں کچھ بھی کشتیاں فراہم نہ کر سکا تھا۔ احمد بیگ خاں نے جتنی سے چھ لاکھ لگا کر خود کو قلعہ کے اندر پہنچا دیا اور محاصرین کی ہمت افزائی کی۔ اگر محاصرہ زیادہ دن جاری رہتا تو ابراہیم خاں کو شاہی فوجی سے کمک مل جاتی۔ درحقیقت شہزادہ پرویز اور مہابت خاں نے برہانپور سے اپنا خیمہ اٹھا دیا تھا۔ شاہجہاں کی کامیابی کا یہی صورت تھی کہ قلعہ جلد سے جلد فتح ہو جائے چنانچہ اس نے دریا خاں کے ماتحت فوج کا ایک دستہ روانہ کیا کہ وہ دریا پار کر کے جائے اور شاہی فوج کے خاندان والوں کو جو اُدھر مقیم ہو گئے تھے گھر لے۔ ابراہیم خاں کو جیسے ہی اس کی خبر گئی وہ اپنی کشتیاں اور احمد بیگ کو ساتھ لے کر شاہجہاں کے فوجی دستہ کو دریا پار کرنے سے روکنے کے لیے روانہ ہوا۔ مگر اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ تاہم اس نے احمد بیگ کے ماتحت کچھ کمک اپنے آدمیوں کو بھیج دی کہ وہ اور لوگوں کو دریا پار نہ کرنے دیں۔

دریا خاں نے شاہی فوج کو زیر کر لیا اور احمد بیگ بھاگ کر اپنے چچا کے پاس پہنچا اور اُسے کمک لانے کے لیے قلعہ میں بھیجا۔ چنانچہ دریا خاں چند میل پیچھے ہٹ گیا لیکن عین اس وقت شاہجہاں نے بنگال کے ایک زمیندار تیلیاراجہ سے کچھ کشتیاں حاصل کر لیں اور بے دھڑک عبداللہ کے ماتحت 15 سواروں کا ایک دستہ دریا کے اُس پار راج محل سے چند میل اوپر کی طرف اُتار دیا۔

(9) قبل نامہ صفحہ 219 (البتہ وناؤسن) جلد ششم صفحہ 409، کلیدون صفحہ 96۔ اسٹیوارٹ کی ہنری آف بنگال بنگالی پریس ایڈیشن صفحات 255-256۔

شہزادہ کی فوجوں نے جس جگہ کا انتخاب کیا تھا اُس کے ایک طرف دریائے گنگا تھا اور دوسری طرف گھن گھن جنگل۔ ابراہیم خاں نے دریابار کر لیا اور اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک سید نور کے ماتحت اور ایک احمد بیگ کے ماتحت اور ایک خود اپنے ماتحت۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی وہ کچھ دیر تو برابر لڑی گئی مگر پھر نور اللہ کی فوج پسپا ہو گئی اور احمد بیگ کی فوج پر اب پوری طاقت سے حملہ کر کے اُسے دبا لیا گیا۔ ابراہیم خاں کی فوج لڑتی رہی مگر اب صاف معلوم ہو گیا ہے کہ فتح شہزادہ کی ہے ابراہیم خاں کی فوج لڑتی رہی مگر اب صاف معلوم ہو گیا ہے فتح شہزادہ کی ہے ابراہیم خاں سے اُس کی فوج کے افسروں نے کہا کہ وہ بھاگ کر اپنی جان بچالے مگر اُس نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا۔ اس کے چند آدمیوں نے اُسکے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اُسے زبردستی نکال لے جانا چاہا مگر اُس نے چلا کر کہا۔ ”میری زندگی اس طرز عمل کے خلاف ہے۔ میرے لیے اس سے اچھی کیا بات ہو گی کہ میں لڑائی کے میدان میں لڑ کر جان دیدوں۔“ نور اُسی اُسے گھیر کر کاٹ ڈالا گیا اور اس کا سر کاٹ کر شہزادہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

شاہجہاں کی فتح

اپنے ساتھیوں کی ہار اور اپنے بہادر سردار کی موت نے قلعہ بند فوج کا دل توڑ دیا اور وہ ہتھیار ڈال دینے کو تیار ہی تھے کہ اتنے میں رومی خاں کی لگائی ہوئی سرنگ پھنی اور قلعہ کی دیوار میں چالیس گز لمبی دراڑ ہو گئی جس سے قلعہ پر فوراً حملہ اہل دیا گیا۔ بہتوں نے دریا میں پھاند کر جان دی اور بہت سے مارے گئے، باقیوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان کی جان بخشی کی گئی جو لوگ گرفتار ہوئے اُن میں بنگال کا ایک ممتاز افسر میرک جلا پر بھی تھا۔

احمد بیگ نے اطاعت قبول کر لی

احمد بیگ بھاگ کر ڈھاکہ پہنچا جہاں اس کے اور اس کے چچا کے اہل خاندان تھے اور جہاں اُن کا بہت خزانہ جمع تھا لیکن اس کا سختی سے تعاقب کر کے قبول اطاعت پر مجبور کر دیا گیا۔ احمد بیگ کا عزت کے ساتھ استقبال کیا گیا مگر مرحوم ابراہیم کے بچپس لاکھ روپے میرک جلا پر کے پانچ لاکھ روپے اور 50 ہاتھی 400 گھوڑے قیمتی کپڑے اور بہت بڑی قیمت کی اگر کی ٹکڑی اور سب سے بڑھ کر توپ خانہ اور کشتیوں کا بیڑہ یہ سب فاتیحین کے ہاتھ آئے۔

شاہجہاں نے حسب معمول فیاضی سے اپنے ساتھیوں کو انعامات تقسیم کئے تین لاکھ روپے عبداللہ خاں کو دیا گیا، دو لاکھ راجہ بھیم کو، ایک ایک لاکھ دریا خاں اور داراب خاں کو پچاس پچاس ہزار روپے خاں اور شجاعت خاں کو اور ایک لاکھ روپے محمد تقی اور ہیرم بیگ میں برابر برابر تقسیم کے لیے رکھ لیا گیا جو موجود تھے (10)

شاہجہاں کی صورت حال اور منصوبے

مقامی افسروں کی کمزوری، مرکز سے کمک آنے میں دیر اور سب سے بڑھ کر باغی فوج کے

کمانداروں کی جانبازی اور بہادری سے بنگال اور اڑیسہ پر شاہجہاں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ حصہ تلف ایک کمزور مقصد کے حامیوں کی پناہ گاہ کی حیثیت سے بہت موزوں تھا اور اب بہار اور پھر اودھ اور الہ آباد اور آگرہ پر قبضہ کرنے کے منصوبے ہونے لگے۔ زرخیز اور خوب آباد گنگا کے میدان شہزادہ کے ہاتھ میں آ جانے پر وہ آدمی اور پیسہ با فرما حاصل کر سکتا تھا اور شاہی فوجوں سے برابر ٹکر لے کر اپنے حسبِ مرضی شرائط منوا سکتا تھا۔ اس بنگال کو خان خاناں کے بڑے لڑکے داراب خاں کے انتظام میں دیا جواب تک حراست میں تھا اور اس سے وفاداری کا پورا حلف لیا اور اس کی بیوی لڑکے اور بچیجے (شاہ سوار خاں کے لڑکے) کو اس کی نیک چلتی کی ضمانت کے لیے بطور رِغمال روک لیا۔

بہار اور ہمیشہ کے وفادار راجہ بھیم کو ایک ہر اول فوج کے ساتھ پنہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا جو اس وقت شہزادہ پر دیز کے نائب دیوان مخلص خاں کی گورنری میں تھا اور انخار خاں اور شیر خاں اس کے خصوصی مددگار تھے۔

راجہ بھیم کا بہار پر قبضہ

پنہ کے حکام نے اپنے اڑیسہ کے بھائیوں کو بھی مات کر دیا اور اپنے 1610ء کے پیشروؤں کی طرح بزدلی اور تافرض شناسی کا اظہار کیا۔ راجہ بھیم کے آنے کی خبر سن کر وہ بدحواس ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ کو دفاع کے لیے درست کرنے کا بھی خیال نہ کیا جیسا معتد خاں نے لکھا ہے۔ اپنی جان بچانے کی فکر کو ملک بچانے کی فکر پر مقدم رکھ کر الہ آباد کی طرف بھاگ گئے اس لیے راجہ بھیم کو بغیر لڑے بھڑے پنہ کے قلعہ اور صوبہ بہار پر قبضہ مل گیا۔ چند دن بعد شاہجہاں بھی وہاں پہنچ گیا اور صوبے کے معاملات کو اپنی ضروریات کے مطابق منتظم کرنا شروع کر دیا۔ صوبے کے زمینداروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور خوشی پاتا خوشی سے اُسے قابلِ قدر امدادی۔

قلعہ روہتاس پر قبضہ

اوجینا کا حکمران اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب سے اہم بات یہ ہوئی کہ سید مبارک نے روہتاس کا مستحکم قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔ (11)

اودھ اور الہ آباد پر قبضہ کا منصوبہ

بنگال اور بہار پر قبضہ ہو جانے کے بعد شاہجہاں نے اودھ اور الہ آباد پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دریا خاں افغان کو ایک فوج کے ساتھ اودھ میں مانک پور کی طرف روانہ کیا اور راجہ بھیم کو ایک اور فوج کے ساتھ مع کشتیوں کے جیزہ کے دریا کے گنگا کے ذریعہ سے الہ آباد کی طرف روانہ کیا۔ عبداللہ خاں کے چوسہ گھاٹ پہنچنے پر خاں اعظم کا جہا نکیر قلی خاں گورنر جو پور اپنے اڑیسہ اور بہار کے معصروں کی مشیل پر عمل کرتے ہوئے قلعہ چھوڑ کر مرزاسرتم کے پاس الہ آباد چلا گیا۔ عبداللہ خاں نے اس کا تعاقب کیا اور قدیم ہندو (11) قبل 221-222 (ابتداءً دواؤں جلد 401-411) خانی خاں جلد اول صفحہ 346 کلیدون صفحہ 72-73 محمد بادی۔ 2؛ جلد اول صفحہ 294-296 میں بیروت کے سلسلہ میں راجہ بھیم کے حصہ کو غلط لکھیا ہے۔

مستقر جموں سی میں خیمہ لگایا جو آج کی طرح پہلے بھی الہ آباد کے بالتقابل دریائے گنگا پر ایک آبژمگاؤں تھا۔

الہ آباد کا محاصرہ

عبداللہ خاں نے کشتیوں کے بیڑہ کے ذریعہ سے دریا کو پار کیا اور الہ آباد کے اندر جا کر خیمہ نصب کیا اور راجہ بھیمن نے اپنے رانچو توں کو پانچ کوس کے فاصلہ پر رکھا۔ عبداللہ خاں نے فوراً الہ آباد کا محاصرہ کر لیا اور رستم خاں نے پوری قوت سے دفاع کی تیاری کی۔

اس دوران میں شاہجہاں نے دریا خاں کو جو برودان سے واپس بلالیا گیا تھا۔ بہار کا انتظام سپرد کیا اور خود گنگا کے راستہ سے بڑھتا ہو پور پر قابض ہو گیا اور کام پت کے جنگل میں اپنا خیمہ نصب کیا۔ (12)
لیکن عین اُس وقت اُس کی تیز رفتاری میں رکاوٹ پڑ گئی۔ اکبر نگر میں ابراہیم خاں اور الہ آباد میں رستم خاں کی مزاحمت نے شہزادہ پرویز اور مہابت خاں کو یہ موقع دیدیا کہ وہ الہ آباد کے مضامات میں پہنچ جائیں جبکہ قلعہ کا محاصرہ بھی جاری تھا۔

پاور سے مصالحت ہو جانے اور دکن کے معاملات استوار ہو جانے پر بادشاہ کے تاکید پر حکم کی تعمیل میں باجوہ شدید بارش کے 21 مارچ 1624ء کو شہزادہ پرویز اور اُس کے چند دن بعد مہابت خاں شاہجہاں کے خلاف شاہی افواج کو کمک پہنچانے کے لیے برہنپور سے روانہ ہو گئے۔ بنگال کے حکام کے سوا سب کو معلوم تھا کہ شاہجہاں کو لکنؤہ اور تلنگانہ سے ہو کر اڑیسہ کا قصد کر رہا ہے۔ اگر اڑیسہ اور بہار کے حکام نے ہوشیاری اور جرأت سے کام لیا ہوتا تو وہ شاہجہاں کو بنگال یا بہار میں پکڑ سکتے تھے لیکن انہیں دو آپہ داخل ہونے پر معلوم ہوا کہ باقی افواج نے الہ آباد کا محاصرہ کر لیا ہے۔

شاہی افواج کی بھاری تعداد اور اُس کے کماندار کی شہرت اور جرأت کے لحاظ سے عبداللہ خاں نے فوراً طے کیا کہ محاصرہ اٹھالیا جائے اور جموں سی کی طرف ہٹا دیا جائے۔

باقی افواج نے یہ پیش بندی کر لی تھی کہ جتنی بھی کشتیاں مل سکیں ان پر قبضہ کر لیا اور اب دریائے گنگا کی ساری گزرگاہیں ان کے قبضہ میں تھیں۔ اسی دوران میں انہوں نے دریائے تونس پر کام پت کے مقام کو مضبوط کر کے قلعہ بنالیا اور مٹی کے دھس بنا کر ان پر توپیں چڑھا دیں مہابت خاں کو اپنی پوری ذہانت صرف کر کے کئی دن کی کوشش میں زمینداروں سے صرف تیس تیس کشتیاں مل سکیں جن پر اُس نے الہ آباد کے معمولی گزرگاہ سے چالیس کوس اوپر کی طرف دریا کو پار کیا۔ اس کے بعد مہابت خاں نے جو نفیم فوج میں پھوٹ ڈالنے میں مہارت رکھتا تھا یہ کامیابی حاصل کی شاہجہاں کے زمینداروں کے بالکوں کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ ساری کشتیوں کو لے کر بنگال چلے جائیں۔

اس بے وفائی نے شہزادہ کی فوجی اور رسد رسائی کے انتظام کو درہم برہم کر دیا۔ شاہی افواج کی تعداد اور جو کسی لوگوں کو شہزادہ کے لیے رسد پہنچانے سے روک دیا جس سے جلدی شہزادہ کے کام پت کے کیمپ میں فائدہ کشی کی نوبت آگئی۔ اس وقت دریا خاں کے آجانے سے شہزادہ کی فوج کی تعداد تو دس ہزار ہو گئی مگر اس کی مصیبت میں اور اضافہ ہو گیا۔ شاہی فوج جس کی تعداد چالیس ہزار تھی باقی فوجوں کی صفوں سے چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن نہ تھی بہار اور جذباتی راجہ بھیمن نے فوراً حملہ کا مشورہ دیا مگر عبداللہ خاں نے کہا کہ

دس ہزار سپاہیوں کو جن میں سے اکثر پورے طور پر تربیت یافتہ اور تجربہ کار بھی نہیں ہیں چالیس ہزار فوج کے مقابلہ میں ڈال دینا جس کی کمان مہابت خاں جیسے آزمودہ کار ماہر کے ہاتھ میں ہو شریع حماقت ہوگی۔ اُس نے شہزادہ کو یہ مشورہ دیا کہ شاہی فوج سے بچکر اودھ کے راستہ سے تیزی کے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہوا جائے اور اگر شاہی فوج کا سامنا ہو جائے تو تیزی کے ساتھ گھوڑے دوڑا کر دکن کا رخ کیا جائے۔ شاہی فوج کے ساتھ چونکہ بھاری سامان اور بار دانہ ہے اس لیے اس چال سے وہ تھک کر چور ہو جائیں گے اور حسبِ دلخواہ شرائط پر مصالحت کے لیے تیار ہو جائیں گے بیشتر فوجی سرداروں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن راجہ بھیم نے صاف کہہ دیا کہ اس قسم کی چال اور فرار راجپوتوں کے اصول جنگ کے خلاف ہے اور وہ اس میں ساتھ نہیں دے سکتا اور اگر فوری حملہ کا فیصلہ نہ ہو گا تو وہ دس دے دست بردار ہو جائے گا۔

شاہجہاں نے بہادر اور بے خوف راجپوت کے موافق رائے دی اور فوج کو صف بندی کا حکم دے دیا اور کہا کہ توہیں دھس پر سے اتار کر میدانِ جنگ کے لیے تیار کر دی جائیں لیکن قبل ازیں کہ یہ انتظام پورے طور پر مکمل ہو شاہی فوج نے شہزادہ کی فوج کو تین طرف سے گھیر لیا اور تیروں اور گولوں کی بارش شروع کر دی۔ راجہ بھیم نے اپنے حسبِ معمول بے دھڑک بہادر سے حملہ کیا۔ راجپوتوں نے اپنی حد سے بڑھ کر کام کیا لیکن شاہی فوج نے انہیں زیر کر کے کاٹ ڈالا۔ راجہ بھیم نے بے شک ذخم کھائے مگر وہ آخری سانس تک لڑتا رہا۔ باقی فوج کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور وہ منتشر ہو کے چاروں طرف بھاگے۔ اُن کی توپوں پر مہابت خاں کا قبضہ ہو گیا۔ شاہجہاں کا گھوڑا زخمی ہو گیا مگر خود اس کی جان بچ گئی۔ (13)

روہتاس کی طرف پسپائی

اس شکست نے سردست شاہجہاں کا معاملہ بالکل بگاڑ دیا۔ وہ تیزی سے دھوا کر تاہواروہتاس پہنچا جہاں اُس کا سب سے چھوٹا لاکر اور بخش پیدا ہوا اور وہاں سے اُس نے بنگال میں اپنے نائب داراب خاں کو لکھ کر اپنی شکست کی اطلاع دی اور یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر گھڑی کے مقام پر اس سے ملے۔ روہتاس میں شاہجہاں صرف تین دن ٹھہرا چوتھے دن اس نے اپنی تنیم ممتاز محل کو جو کمزوری کی وجہ سے سفر کے قابل نہ تھی عبداللہ خاں کی پردگی میں چھوڑا اور خود گھڑی کی طرف روانہ ہو گیا لیکن داراب خاں ایک لاچار مفروز باقی کا ساتھ دینے پر آمادہ نہ تھا اور شاہجہاں کو یہ جواب دیا کہ مقامی زمینداروں نے شورش برپا کر دی ہے اور اسے قید کر رکھا ہے اس لیے وہ گھڑی نہیں آسکتا۔

اکبر گھڑی کی طرف

داراب خاں کے اس جواب کے بعد بنگال میں کسی اور کوشش کی امید منقطع ہو گئی۔ شاہجہاں اکبر گھڑی گیا اور وہاں جو گولہ بارود اور سامان بھرت گیا تھا اُسے لے کر پرانے راستہ سے دکن روانہ ہو گیا جہاں ایک (13) جہانگیر (راجس و پور) جلد دوم صفحات 294-296، خانی خاں جلد اول صفحات 346-356، اقبل نامہ صفحات 229-234 (ایبٹ ڈیوٹن جلد ششم صفحات 413، 414، گھڑیوں صفحات 73-75، محمد ہادی (ایبٹ ڈیوٹن جلد ششم صفحات 393-394، آئر الابر (پورج) جلد اول صفحات 455-456، ڈانے جلد دوم صفحہ 333 میں اس لڑائی اور بھیم کی موت کا ایک افسانوی حال لکھا ہے۔ نیز دیکھو پیر نور دیا خاں روہیلہ کے حالات زندگی کے لیے دیکھو آئر الابر (پورج) جلد اول صفحات 455-457۔

سیاسی انقلاب کی وجہ سے امید کی ایک جھلک نظر آئی تھی۔ (14) اس نے اپنی فراخ دلی سے عبد اللہ کو ہدایت کی کہ داراب کے لڑکے کو کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے لیکن اُس ظالم نے اپنے آقا کے حکم کی پرواہ کی اور اس معصوم بچے کو قتل کر دیا۔ چند دن بعد اس کے باپ کا بھی یہی حشر ہوا جو اُس کا مستحق تھا۔

پرویز حاضر در بار

دریائے تونس پر لڑائی کے بعد شہزادہ پرویز اور مہابت خاں بہار کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے شہزادہ شاہی احکام کی تکمیل میں دربار کو واپس ہو گیا اور صوبہ کا انتظام مہابت خاں کو سپرد کر دیا۔ مہابت خاں نے داراب خاں کو بلا بھیجا اور شاہی حکم کے بموجب کہ ایسے بیکار آدمی کے زندہ رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سر دربار میں بھیج دیا۔ (15)

خان خاناں

بوڑھا خان خاناں اپنے لڑکے اور پوتے کے انفسوس ناک انجام اور شاہی افسروں نے اس سے جو سلوک کیا تھا۔ اُس سے سخت دل شکست ہوا۔ برہانپور سے بہار تک کے سفر میں مہابت خاں نے اس کا خیمہ پرویز کے خیمہ کے پاس رکھا اور اُس پر سخت نگرانی رکھی۔ (16)

بادشاہ نے معاف کر دیا

لیکن بادشاہ نے اپنی فیاضی اور ہوشمندی سے اپنے اس بوڑھے معلم اور اتالیق کو معاف کر دیا اور تسلی دی بادشاہ نے اُسے اپنے دربار کشمیر میں بلایا اور جب زمین بوس ہوا اور شرمندگی کی وجہ سے سر اٹھایا تو بادشاہ نے مہربانی سے کہا کہ وہ بے قصور ہے اور حال میں جو کچھ ہوا وہ مقدر تھا۔ اُسے نہ صرف اپنے منصب پر برقرار رکھا گیا بلکہ ایک لاکھ روپیہ نقد اور مالکوسے کی جاگیر بھی کی گئی۔ (17)

(14) آقبل نامہ صفحات 232، 234، 238، 239 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ: 414، 416) گپڈون صفحہ 75 تا 76 الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 452۔

(15) آقبل نامہ صفحات 239، 240 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ: 416، 417)۔

(16) تاثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 60 میں لکھا ہے کہ جس وقت شہزادہ پرویز اور مہابت خاں شاہجہاں کو دکن کی شاہی محکمت سے باہر بھاگنے کی کوشش میں مصروف تھے تو خان خاناں نے راجہ بھیم کو لکھا تھا: "مگر شہزادہ اس کے لڑکوں کو رہا کر دے تو وہ شاہی افواج کا رخ پیچھے کی طرف کر دے گا۔ اور اس کا معاملہ سنگین ہو جائے گا۔ راجہ بھیم نے جواب میں لکھا کہ اس کے ساتھ باغیچہ بزرگ چل رہا ہے اور وہ جہاں کہیں بھی جائے گا اس کے لڑکے مار ڈالے جائیں گے اور خود اس پر حملہ کر دیا جائے گا۔ اس معصفت نے یہ بھی لکھا ہے کہ خان خاناں کو قید کر رکھا تھا اور خان خاناں کے متعلق خیال تھا کہ وہ ہر طرح کا فریب کر سکتا ہے۔ ایک مزاحیہ شاعر نے اس کے متعلق لکھا تھا۔

ایک چھوٹا قندور دل میں سیکڑوں پچھو غم مٹھی بھر بیایا اور سو مکھیاں

(تاثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 62)

(17) تاثر الاسر (بیورج) جلد اول صفحہ 60، 61 میں بعض تفصیلات بے ترتیب ہیں۔ گپڈون صفحہ 78 کہا جاتا ہے کہ خان

خاناں کی انگوٹھی پر جو بیج کندہ تھا اس کا ترجمہ یہ ہے

اللہ کی مدد اور جہانگیر کی مہربانی نے مجھے دوسرے درجہ زندگی عطا کی اور دوسرے درجہ خان خانی۔

افضل خاں جہانگیر سے مل گیا۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں شاہجہاں کی گولکنڈہ کے واسطے سے پسپائی کے وقت افضل خاں کو بیجاپور کے دربار میں چھوڑ دیا گیا تھا مگر اب بیجاپور نے مغل سلطنت سے اتحاد کر لیا تھا۔ اس لئے افضل خاں کے لیے بجز اس کے کوئی راستہ نہ تھا کہ اس بے نتیجہ مہم سے دست بردار ہو جائے اور باشلو سے پھر مل جائے جس نے فراخ دلی سے اُسے معاف کر دیا اور اُسے ڈیڑھ ہزار ذات اور سوار کے منصب پر ترقی دی اور خان خاناں کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ (18)

(18) قبل نامہ صفحات 284 تا 285 گولڈون صفحہ 75 و 76 بائز الاسر (بیورج) جلد اول صفحات 151 و 152 نے غلطی سے اس ملاقات کو 1626ء میں لکھا ہے اور اسے شاہجہاں کی طرف سے سفارت کی نوعیت دی ہے اور لکھا ہے کہ بادشاہ نے نافرمانی سے سنیر گوردک رکھا اور اسے خانسان کا عہدہ دیدہ خانی خاں، سیمان رائے اور بعد کے مورخین نے شاہجہاں کی بغاوت کے سلسلہ میں مستند خاں کی قتل کی ہے۔

انیسواں باب دکن

عادل شاہ اور ملک عنبر نے ایک دوسرے کے خلاف مغلوں سے مدد چاہی

عادل شاہ بادشاہ بیجاپور اور احمد نگر کے ہمہ جہت باقیدار وزیر ملک عنبر دونوں نے اکتوبر 1623ء میں ایک دوسرے کے خلاف مغلوں کا اتحاد حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، ایک اہم خط میں جو ملک عنبر نے دکن میں مغل مفاد کے عارضی نگران کو علی شیر کے ہاتھ بھیجا اس میں اس نے بذات خود مہابت خاں سے دیول گاؤں میں ملاقات کرنے اور اپنے سب سے بڑے لڑکے کو مستقل طور پر شاہی ملازمت میں اور ہمیشہ وفادار اور عقیدت کیش رہنے کی پیش کش کی۔ عادل شاہ نے بھی مغل حمایت کے عوض اطاعت شہادی کی پیشکش کی اور پانچ ہزار سوار کا ایک رسالہ ملا محمد لاری کی ماتحتی میں بادشاہی خدمت انجام دینے کے لیے بھیجے گا ذمہ لیا۔

دونوں کو لٹکائے رکھا

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مہابت خاں نے ایک ہوشیار مدد کی طرح دونوں کو اس وقت تک لٹکائے رکھے کا فیصلہ کیا۔ جب تک شاہجہاں کو دکن سے باہر نہ نکال دیا جائے اس لیے کہ اگر کسی ایک سے اتحاد کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ دوسرا شاہجہاں سے مل جائے گا۔

بیجاپور سے اتحاد

چنانچہ جب شاہجہاں کے موکلنڈہ کے راستہ سے فرار پر یہ خطرہ جاتا رہا تو مہابت خاں بیجاپور کے حق میں فیصلہ کیا اور شاہی حکومت نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا اور عادل شاہ کو فرمان اور خلعت لشکری کے ہاتھ روانہ کر دیا جسے عادل شاہ نے شہر سے چار کوس باہر نکل کر پورے احترام اور زمین بوسی کے ساتھ وصول کیا۔

ملا محمد لاری

ملا محمد لاری شاہی خدمت کے لیے پانچ ہزار سواروں کا دستہ لے کر مہابت سے ملنے باہر آگیا اور مہابت خاں نے خود اپنی فوج کا ایک طاقتور دستہ اسے حفاظت سے لانے کے لیے روانہ کر دیا تاکہ ملک عنبر کی تیار فوج اس پر حملہ نہ کر سکے۔

ملک عنبر کی چال

بیجاپور کے شاہی فوج سے ملنے پر چونکہ ملک عنبر کھڑکی روانہ ہو گیا اور اپنے اہل و عیال کو دولت

آباد کے قلعہ میں چھوڑ کر گو لکنڈہ کی سرحد قندھار کا رخ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سالانہ خراج وصول کرنے جا رہا ہے۔ حالانکہ مقصد قطب الملک سے جنگ و دفاع میں تعاون کا معاہدہ کرتا تھا۔ (1)

ملا محمد پرویز کے دربار میں

ملک غبر کے اس طویل سفر نے ملا محمد لاری کو یہ موقع دیدیا کہ وہ پوری حفاظت سے برہانپور تک پہنچ جائے۔ شاہ پور میں مہابت خاں نے اس کا انتہائی ملاحظت سے استقبال کیا اور پھر دونوں شہزادہ پرویز کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا خیمہ برہانپور کے قریب لال باغ میں تھا اور جو شاہجہاں کے الہ آباد اور بنگال میں ورود کے اندیشہ سے باصرہ شاہی احکامات کی تکمیل میں جلد سے جلد اس طرف روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار تھا۔

دکن کے انتظامات

مہابت خاں نے سر بلند رائے کو برہانپور میں مستقر کے ساتھ دکن کا گھراں مقرر کیا اور چادو رائے اور اودے رام کو جن کے بارے میں ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ شاہجہاں کے غیر ملک میں فرار ہو جانے پر وہ شاہی فوج میں شامل ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں اور نوکروں کو بطور یہ غلام روک کر بالا گھاٹ کی حفاظت کے لیے ظفر نگر میں تعینات کیا۔ رنوی خان کو خاندیش کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور متعدد قلعوں کی حفاظت کے دوسرے انتظامات کیے گئے۔ ملا محمد کو بھی پانچ ہزار سواروں کے ساتھ سر بلند رائے کی مدد کا کام سپرد کیا گیا اور اس کے لڑکے امین الدین کو مزید پانچ ہزار سالہ کے دستہ کے ساتھ شہزادہ پرویز کی فوج میں کام کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ بوندی کے بہادر رئیس راؤرتن کو بھی جو فاداری اور فیاضی کا اعلیٰ نمونہ تھا برہانپور میں تعینات کیا گیا جیسے ہی یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے اور ملا محمد اپنے رسالہ کے ساتھ برہانپور میں مقیم ہو گیا۔ شہزادہ پرویز اور مہابت خاں شمال کی طرف روانہ ہو گئے۔ (2)

ملک غبر کی فتح

مگر دکن میں فوراً ہی سنگین صورت حال پیدا ہو گئی۔ ملک غبر نے اپنی حسب معمول ہوشیاری اور جفاکشی سے دو سال کا خراج گو لکنڈہ سے وصول کیا اور قطب الملک سے جنگ و دفاع میں تعاون کا معاہدہ کیا اور پھر تیزی کے ساتھ بیدر میں بیجاپور کی فوج پر اچانک حملہ کر دیا اور مار بھگایا۔ اس شہر کو اس نے لوٹ لیا اور پھر نہایت تیزی کے ساتھ بیجاپور کی طرف بڑھا اور راستہ میں معمول مار اور تاراجی کرتا ہوا۔ عادل شاہ نے بیجاپور کے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور غبر نے فوراً سختی سے اُس کا محاصرہ کر لیا۔

(1) اقبال نامہ صفحات 223 تا 224 (ایٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحات 411 تا 412) جہانگیر (راجس و بیورن) جلد دوم صفحات 295 تا 296۔ خانی خاں جلد اول صفحات 247، 248۔ گلڈون صفحات 70 تا 71۔
(2) اقبال نامہ صفحات 224 تا 228 (ایٹ وڈاؤسن جلد ششم صفحہ 412) جہانگیر (راجس و بیورن) جلد دوم صفحہ 296۔
خانی خاں جلد اول صفحہ 348۔ راؤرتن کے متعلق دیکھو: جلد دوم صفحات 385 تا 386۔

بیجاپور کو بچانے کی کوشش

بیجاپور کے حکمران کے لیے اب صرف ایک ہی راستہ تھا کہ وہ ملا محمد کی فوج کو واپس بلا لے اور مغل فوج کی مدد حاصل کرے اُس نے اشد ضروری پیام برہانپور بھیجا۔ ملا محمد نے شاہی افسروں سے اصرار کیا کہ اُسے جانے کی اجازت دیں اور اس اجازت کے عوض اُسے تین لاکھ ہن (تقریباً بارہ لاکھ روپیہ) کی پیشکش کی۔ مہابت خاں اگرچہ اس وقت موقع سے بہت دور تھا مگر اُس نے صورت حال کا خوب اندازہ لگا لیا اور فوراً حکم دیا کہ جتنے بھی دکنی سپاہی ممکن ہو سکیں بیجاپور کو بچانے کے لیے ملا محمد کے ساتھ کر دیئے جائیں۔

ملک نبر نے محاصرہ اٹھالیا

اتنی بڑی فوجی ملک دیکھ کر ملک حنبر خوف زدہ ہو گیا اور مصالحت کی گفت و شنید شروع کی اور بار بار شاہی فوجی افسروں سے اصرار کیا کہ وہ عادل شاہ اور نظام الملک اپنے پرانے جھگڑے آپس میں طے کرنے کے لیے چھوڑ دیں۔ اس طاقت و اتحاد سے اُس کی ریاست کو جو خطرہ تھا وہ اس نے پورے طور پر محسوس کیا اور بار بار مصالحت کی پیشکش کی۔ لیکن ملا محمد اور لشکر خاں نے معاملہ کو آخری حد تک پہنچانے کا ہتھیار کر لیا اور مصالحت کی پیشکش کو ٹھکرادیا۔

بھٹوری میں ملک حنبر کی فتح

خت لاچار ہو کر ملک حنبر اپنی ساری صلاحیت ہو شیداری اور حاضر دماغی سے کام لیا اور اپنی ذہانت سے بھرپور کام لیا جو اُس کی زندگی کا عظیم کارنامہ تھا۔ احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلہ پر بھٹوری میں نعیم کے کیمپ پر اُس نے اچانک چھاپہ مارا اور اُسے خت شکست دے دی۔ ملا محمد لڑائی کے شروع ہی میں کام آگیا اور بیجاپور کی فوجیں حسب معمول خت بے ترتیبی کی حالت میں بھاگ کھڑی ہوئیں چادورائے اور اودے رام بغیر ایک ہاتھ چلائے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد نبر کی طرح سے بھگدڑ پڑ گئی۔ اخلاص خاں اور عادل شاہ کے پیچھے دیگر افسران گرفتار کر لیے گئے ان میں سے ایک فرہاد خاں بھی تھا جس نے حنبر کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اُسے قتل کر دیا گیا اور باقی لوگوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ لشکر خاں اور چند دوسرے شاہی افسر قید کر لیے گئے لیکن سلطنت کی خوش قسمتی سے چند ممتاز افسر بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ خنجر خاں نے تیزی سے احمد نگر رُخ کیا اور کئی دوسرے بھاگے ہوئے افسروں سے مل کر محاصرہ کے لیے تیاری کی۔ اس طرح جان سپار خاں اپنی جاگیر کے قلعہ بیڑ کی طرف چل دیا اور محاصرہ کے لیے تیاری کی۔ باقی بھاگے ہوئے لوگوں نے سر بلند رائے کے پاس برہان پور میں پناہ لی۔ (3)

احمد نگر کا محاصرہ

ملک حنبر نے قیدیوں کو حفاظت سے رکھنے کے لیے جلدی سے دولت آباد بھیج دیا اور خود اُس نے تیزی کے ساتھ احمد نگر کا محاصرہ کر لیا۔ خوش قسمتی سے خنجر خاں دل شکستہ نہیں ہوا۔ ملک حنبر نے تھوڑے

(3) اقبال نامہ صفحات 236-237 (البتہ وڈاؤسن جلد ہفتم صفحہ 415) خانی خاں جلد اول صفحہ 348-349 (بجورج) جلد اول صفحہ 269۔ کلپن دن صفحہ 76۔

سے آدمی محاصرہ جاری رکھے کے لیے جھوڑ کر بچا پور کا رخ کیا۔

نیز بچا پور کا

عادل شاہ نے ایک بار پھر جا کر قلعہ میں پناہ لی اور ملک عمر نے اُسے سختی کے ساتھ گھیر لیا۔ ملک عمر نے بالا گھاٹ کے سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے جیسے جیسی یعقوب خاں کے ماتحت دس ہزار سالہ کا ایک دستہ برہانپور کی طرف روانہ کیا دکنوں نے برہان پور سے دس کوس کے فاصلہ پر ملکا پور کو اپنا مستقر بنایا۔ سر بلند رائے نے لڑنے کا قصد کیا مگر صدر مستقر سے یہ حکم دیا گیا کہ ملک چیتنے کا انتظار کرے چنانچہ اُس نے خود کو قلعہ کے اندر بند کر لیا اور محاصرہ سے نپٹنے کی تیاری کی۔ اس دوران میں ملک عمر نے دولت آباد سے اپنی توپیں لا کر شعلہ پور کا محاصرہ کر کے اُس پر دھاوا کر دیا جو بہت دنوں سے نظام الملک اور عادل شاہ کے مابین باب الزناغ تھا۔ (4)

شاہجہاں کی آمد

دکن کی یہ صورت حال تھی جب شاہجہاں نے اُڑیسہ، تلنگانہ اور گولکنڈہ سے ہوتے ہوئے نظام الملک کی مملکت میں قدم رکھا۔ جیسی کہ توقع تھی ملک عمر نے اس کا بُرا جوش استقبال کیا۔ تاریخ کی یہ ستم ظریفی تھی کہ شاہی حکومت سے مشترکہ عداوت کی بنیاد پر دو جہم کے دشمنوں کے درمیان گہرا اتحاد ہو گیا۔

شاہجہاں نے برہان پور محاصرہ کیا

یہ طے کیا گیا کہ شاہجہاں مزید فوج لے کر برہانپور جائے اور وہاں کے محاصرہ میں اور سختی کرے جسے اب تک یعقوب خاں بغیر کسی کامیابی کے جاری رکھے ہوئے تھا۔ اس مہم کو شاہجہاں نے بڑی خوش سے سنبھالیا اور لال قلعہ میں خیمہ زن ہو کر قلعہ کی تسخیر کا منصوبہ بنایا۔

قلعہ پر حملہ

راؤرتن اور شاہی قلعہ بند فوج چونکہ بڑی بہادری سے قلعہ کا دفاع کر رہے تھے اس لیے شاہجہاں نے دو طرف سے قلعہ پر حملہ کا ارادہ کیا۔ ایک عبداللہ خاں کے ماتحت اور دوسری شاہ قلی خاں کے ماتحت۔ عبداللہ کو اتنی سخت مزاحمت کا سامنا ہوا کہ وہ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ لیکن شاہ قلی قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر کے پچانگ بند کر لیا۔ مگر مدد نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ قلعہ چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ شاہجہاں نے ایک اور حملہ کا حکم دیا مگر یہ ناکام رہا۔ ان تین حملوں میں کئی بہادر افسروں اور سپاہیوں کی جانیں گئیں۔ اب محصورین نے دھاوا کیا مگر شدید نقصان کے ساتھ پسپا کر دیے گئے۔ مقتولین میں راؤرتن کی ماتحتی کے کئی راجپوت سردار تھے۔ (5)

(4) اقبال نامہ صفحات 237-238 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 416) گلیڈون صفحہ 76 خانی خاں جلد اول صفحہ 339۔ محمد ہادی (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 394-395)

(5) اقبال نامہ صفحات 243-244 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 418) خانی خاں جلد اول صفحات 349-350۔ میڈ گلیڈون صفحہ 77۔ آثار الاسرا (بیورج) جلد اول صفحہ 269۔ محمد ہادی (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 395)

شہزادہ پرویز و مہابت خاں کی آمد

برہان پور چند مہینوں کے اندر فتح ہو گیا ہوتا لیکن شہزادہ پرویز اور مہابت خاں کے فاتح افواج لے کر آجانے سے صورت حال پھر بالکل بدل گئی۔ ملک حنبر کی فتح سے شاہی حکومت میں سخت کھل بلی بچ گئی جس وقت تک شاہجہاں شمالی ہند میں تھا۔ پرویز اور مہابت کی فوجوں کو فرصت نہیں مل سکتی تھی۔ چنانچہ مہابت خاں کے لڑکے خانہ زاد خاں کو فوجوں سمیت کابل سے طلب کیا گیا۔

شاہجہاں نے محاصرہ اٹھالیا

لیکن جیسے ہی شاہجہاں کو بہار اور بنگال سے نکال باہر کیا گیا پرویز اور مہابت خاں کو تیزی سے دکن پہنچنے کا حکم دیا گیا اور ان کے موقع پر پہنچنے والی شاہجہاں نے برہان پور کا محاصرہ اٹھالیا۔

شاہجہاں کی بیماری

محاصرہ اٹھا کر شاہجہاں نے بالا گھاٹ میں روہن گڈھ کی طرف رخ کیا لیکن راستہ میں سخت بیمار ہو گیا۔

عبداللہ خاں کی گوشہ نشینی

حال کی شکستوں سے عبداللہ خاں پر اتنا شدید مذہبی جذبہ طاری ہوا کہ وہ ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گیا اور اندور میں بیٹھ کر یاد الہی کرنے لگا لیکن یاد الہی کی مشغولیت کے باوجود اس نے دربار شاہی کو معافی معذرت اور اطاعت کئی کے خطوط لکھے۔ (6)

شاہجہاں کا تاریک مستقبل

شاہجہاں کے آگے اب دینا بالکل تاریک تھی۔ وہ یا اس کے حلیف زبردست شاہی فوج کے خلاف جس کی سربراہی سلطنت کے قابل ترین سپہ سالار کے ہاتھ میں ہو کا مہابی کی کوئی امید نہیں رکھ سکتے تھے پچاپور سلطنت کا حلیف تھا اور اسے پناہ نہیں دے سکتا تھا۔ نہ ہی گوکنڈہ میں اُسے زیادہ دن پناہ ملنے کی امید تھی۔ اس لیے کہ شاہی فوجیں یا گوکنڈہ اور سلطنت میں صلح ہو جانے پر مقامی حکام اُسے نکال باہر کریں گے۔ اس نے بنگال اور شمالی ہند میں قسمت آزمائی کی اور نری طرح ناکام رہا۔ دوبارہ کوشش میں بہتر توقعات کی تجربہ کے لحاظ سے نفی ہوتی تھی۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ بہار میں ردھاس اور خاندیش اسیر گڑھ اب تک اس کے قبضہ میں تھے۔ لیکن یہ بھی بالآخر قاقوں سے مارے جائیں گے جبکہ وہ خود دونوں سے اتنے فاصلہ پر ہے۔ اکثر اُمرانجھوں نے بانڈو سے دہلی کی طرف تک 1622ء میں اس کا ساتھ دیا تھا یا تو لڑائی میں مارے جا چکے تھے یا رفتہ رفتہ الگ ہو گئے تھے۔ بکرماجیت جو بجائے خود ایک فوج تھا شاندار طریقہ کی سوت مر گیا، داراب خاں کی افسوسناک موت ہوئی۔ خان خاناں افضل خاں، جاہور رائے اور اوڈے رام بہت سے

(6) قبل نامہ صفحات 244 و 249 (ایٹ و ڈاؤن جلد ۱۴ صفحہ 418، 419) محمد ہادی (ایٹ و ڈاؤن جلد ۱۴ صفحہ 396، 285)

دوسروں کی طرح اب شاہی ملازمت میں تھے۔ اب اُس کا آخری وفادار ساتھی بھی وردیش ہو گیا تھا۔ خود اُس کی صحت خراب ہو گئی تھی اور اب وہ بیماری میں صاحبِ فراش ہو رہا تھا۔ ان حالات میں قدرِ ثناء سے اپنے والد سے مصالحت کا خیال ہونا چاہیے تھا بیماری کے زمانہ میں اُس پر اپنے باپ سے سرکشی، پریشانی کا جو جذبہ طاری ہوا اس کے رواجی اسباب قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس میں بنیادی مفاد کی نیت بھی شامل تھی۔ اس نے اپنی سرکشی کی روش کے لیے معافی کا جہانگیر کو خط لکھا۔

حکومت سے مصالحت

نور جہاں اب حال میں مہابت خاں کے غیر معمولی اقتدار اور شہزادہ پرویز سے اُس کے گہرے تعلقات سے مشکوک ہو گئی تھی اور لڑائی ختم کر دینے کے مخالف تھی۔ مئی 1622ء میں اُس نے بادشاہ کی طرف سے شاہجہاں کو جواب دیا کہ اُسے روہتاس اور اسیر گڑھ کے قلعے کو حکومت کے حوالے کر دینا چاہیے اور اپنے دونوں لڑکوں داور اور مرگ زیب کو دربار میں بھیج دینا چاہیے۔ اُس وقت معافی ملے گی اور بالا گھاٹ کی گورنری پر اُسے مقرر کر دیا جائے گا۔ شاہجہاں نے شاہی قاصد کا باہر نکل کر استقبال کیا، فرمان کے سامنے زمین بوس ہوا اور اُسے اپنے سر پر رکھا۔ اُس نے سارے شرائط منظور کر لیے اور اپنے ایجنٹ مظفر خاں کو فوراً خط لکھا کہ روہتاس کا قلعہ ان شاہی افسروں کے حوالے کر دے جو اس کے لیے مقرر کیے جائیں اور یہی خط اسیر کا قلعہ حوالہ کر دینے کے لیے حیات خاں کو لکھا۔ داور اُس (7) سال کا لڑکا اور مرگ زیب آٹھ سال کا دونوں جوہرات مرصع اسلحہ اور ہاتھیوں وغیرہ کے خزانے کے ساتھ جن کی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی دربار شاہی میں روانہ کر دیے گئے خود شاہجہاں اپنی بیگم اور سب سے چھوٹے لڑکے مراد بخش کے ساتھ تارسک (8) روانہ ہو گیا۔

اس طرح وہ خانہ جنگی ختم ہوئی جو تین سال سے اوپر جاری تھی اور جس نے ساری سلطنت کو انتشار میں مبتلا کر دیا تھا اور سلطنت کی بعض مستز ترین شخصیتوں کو ختم کر دیا تھا اور شمال مغربی سرحد پر افغانستان میں شاہی مفاد کو سخت نقصان پہنچایا تھا اور نیز دکن میں۔

(7) دراکہ پیدائش 30 مئی 1615ء کو ہوئی تھی۔ جہانگیر (درجہ 10) 1627ء میں 282۔

(8) اقبال نامہ صفحات 238-245-252 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 416-418-419) اقبال نامہ صفحہ 252۔

(ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 419) محمد ہادی (ایٹ وڈاؤن صفحہ 396) گکڑون صفحات 76-78۔

بنات کے حالات کی تحصیل میں عبدالحمید لاہوری، محمد امین قزوینی، کامندر حسینی، محمد صالح کبیرہ، بخٹوار خاں، خانانی خاں بھمان رائے اور دوسرے مورخین نے معتد خاں کی تقلید کی ہے۔ ماسٹر یورین مصحفین کے بیانات کے لیے دیکھو ہر برٹ صفحات 82-107ء میں مڈلی نے ایک مختصر بے ترتیب حال لکھا ہے انگلش ریکلری کے کاغذات میں اس کے متعلق اکثر ذکر ہے۔

بیسواں باب

مہابت خاں کی یورش

نور جہاں اور مہابت خاں

مہابت خاں اور نور جہاں کے درمیان تازہ عدوت جو کسی حد تک خانہ جنگی کے خاتمہ اور شاہجہاں پر نسبتاً نرم شرائط عائد کرنے کی بنا پر تھی اُس کی تہہ میں وہی اسباب تھے جو 22-1621ء میں نور جہاں اور شاہجہاں میں فتنی پیدا کرنے کا باعث ہوئے تھے۔

جہانگیر اور نور جہاں کی صحت

جہانگیر کی صحت ہمیشہ سے زیادہ تیزی کے ساتھ گرتی جا رہی تھی اور جانشینی کے مسئلہ نے فوری اہمیت حاصل کر لی تھی۔ نور جہاں کی عمر اب تالیس سال کی ہو چکی تھی مگر وہ اپنی جسمانی اور دماغی صحت میں ہمیشہ کی طرح بھرپور قوت رکھتی تھی اور امید یہ تھی جیسا کہ حقیقت میں بعد کو ثابت ہوا کہ وہ اپنے خستہ حال شوہر کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے گی۔ اُس کی حکمانہ فطرت جو برسوں مطلقانہ اختیارات برتنے کی وجہ سے اور تیز ہو گئی تھی اُس سے اُس کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ اس اقتدار کو مستقل طور پر برقرار رکھا جائے۔ شاہجہاں کے خلاف اُسے جو کامیابی ہوئی تھی اُس سے اُسے اپنی مدبرانہ صلاحیت اور تنظیمی قابلیت پر اور زیادہ پختہ یقین ہو گیا تھا۔

اُس کے طرز عمل کا غالب محرک اب بھی یہی تھا کہ اپنے نئے دلداد شہریار کی جانشینی کے لیے راستہ صاف کرے۔ 1625ء میں ہردلعزیز اور دل پذیر سلطان خسرو کو قبر میں گئے ہوئے تقریباً تین سال ہو گئے تھے۔ خان اعظم نے داور بخش کی حمایت کی ہوئی مگر وہ 1624ء میں احمد آباد میں فوت ہو گیا تھا۔ شاہجہاں جو 1621ء میں عملاً نائب شاہ قاضی طرح ذلیل کر دیا گیا تھا اور بالکل بے اثر تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بادشاہ کی نظروں سے بالکل گر گیا تھا 1621ء کی صورت حال کی روشنی میں نور جہاں کے مقاصد پورے طور پر حاصل ہو گئے تھے۔

پرویز اور مہابت خاں کا اتحاد

لیکن اب ایک نیا خطرہ نمودار ہوا گیا۔ شہزادہ پرویز ایک شرابی اور بی ذہانت کا آدمی تھا۔ 1623ء تک وہ جانشینی کی بحثوں اور قیاس آرائیوں میں وہ بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ طاس رو یا کسی اور معاصر مُصہر نے اس سلسلہ میں اُسے ذرا بھی قابل التفات نہ سمجھا۔ اس کی بیشتر زندگی دربار شاہی سے بہت فاصلہ پر گذری تھی۔ اس کا میدان جنگ میں تجربہ کیا گیا مگر وہ ناکام رہا اُسے نسبتاً غیر اہم گورنریاں جیسے بہار، الہ آباد کی

تفویض کی گئی تھی۔ اس نے اپنی موافقت میں کسی بلا شامیر کی حمایت نہیں حاصل کی تھی اور نہ اپنی کوئی جماعت بنائی تھی۔ عوام یا خواص میں بھی کوہا اپنے لیے پر جوش تائید نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ اگر 1621ء میں اُس کا انتقال ہو گیا ہو تا تو اس کا سوگ خسرو کی طرح نہ منایا گیا ہو گا۔ اگر 1622ء میں اُس نے بغاوت کی ہوتی تو شاہجہاں نے جتنے آدمیوں کے ساتھ ماٹرو سے دھوا کیا تھا اُس کے چوتھائی آدمی بھی اُسے نہ مل سکتے۔ اس نے اپنے جی میں تو کبھی کبھی جانشینی کا خیال کیا ہو گا مگر اپنے سے چھوٹے بھائی شاہجہاں سے اس معاملہ میں جھگڑنے کا خیال شاید ہی سنجیدگی کے ساتھ اُس کے ذہن میں آیا ہو گا۔

لیکن 1625ء میں پرویز نے دیکھا کہ شاہجہاں سے میدان خالی ہو گیا ہے اور اُس وقت اس کے دل میں خیال آیا ہو گا کہ وہ اپنے سوتیلے بھائی شہریار سے بہتر ہے۔ پرویز ایک مسلم خاتون سے باضابطہ شادی کی اولاد تھا اور شہریار ایک داشتہ عورت کے بطن سے تھا یہ تو سمجھ ہے کہ اسلامی قانون میں اس امتیاز کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن انسانی فطرت کے لحاظ سے اس کے نزدیک ضرور اس کی اہمیت تھی۔ پرویز اب چھتیس سال کا جوان تھا اور شہریار بیس سال کا لڑکا تھا اور وہ شہریار کے مقابلے میں معاملات اور اشخاص کا زیادہ تجربہ رکھتا تھا اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ شہریار کے مقابلہ میں کیوں اپنے حق سے دست بردار ہو جائے خصوصاً اس لحاظ سے کہ شہریار کی جانشینی اور اس کی سوتیلی ماں نور جہاں کے اقتدار میں وہ نہ صرف ہمیشہ کے لیے اقتدار سے محروم ہو جائے بلکہ شاید عمر بھر کے لیے قیدی یا خون آلود قبر سے سناٹہ ہو۔

ابھی تک تو وہ بے بس تھا مگر اب اُسے میدان جنگ کے ساتھی مہابت خاں کی دوستی حاصل تھی جو سلطنت بھر میں سب سے زیادہ جری سب سے بہتر کماندار اور سب سے اعلیٰ مدبّر تھا۔ اس کے محل کے کارناموں سے ساری فکروں میں اس کا رعب چھا گیا تھا اور ساری فوج اس کی عزت کرتی تھی اور خود اس کے سپاہی تو اس کے پرستار تھے۔ اس کی مدد نہ نہ قابلیت کی طرح اس کی حاضر دماغی بھی مستحق تھی۔ ایسے شخص کی پشت پناہی حاصل کر کے بادشاہ کا سب سے بڑا موجود لڑکا بھی خود کو اپنے چھوٹے بھائی سے بہتر سمجھتا تھا۔

خود مہابت خاں کو بھی اس قسم کا خیال آیا ہو گا۔ اگر پرویز اور شہریار میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا سوال ہو تا تو لمحہ بھر کے پس و پیش کے بغیر وہ پرویز کے حق میں رائے دیتا۔ یہ بات نہ وہ بھول سکتا اور نہ نور جہاں کہ وہ نور جہاں کے گروہ کا سخت دشمن تھا اور نہایت صفائی سے جہانگیر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عورتوں کے اقتدار سے نجات حاصل کرے یہ دونوں دراصل اسنے قابل اور حوصلہ مند تھے کہ عام حالات میں ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتے تھے۔ مہابت خاں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر شہریار جانشین ہو گیا تو اس کا مطلب اُس کی جانی ہو گا اور سلطنت کے اہم مسائل میں اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے دب جائے گی۔ اگر جہانگیر کی حکومت میں جو اُسے دل سے عزیز رکھتا تھا اور بہت عزت کرتا تھا وہ جلاوطن کیا جاسکتا تھا اور بے نتیجہ پہلاڑی مہموں میں نامور ہو سکتا تھا تو اپنے سر پرست کے انتقال کے بعد نہ جانے اس کا کیا حشر ہو۔ اُسے اندازہ تھا کہ دراصل اس کا مفاد نور جہاں کے مفاد سے متضاد ہے جیسے شاہجہاں کا تھا۔ برعکس اس کے شہزادہ پرویز کی جانشینی اُس کی ترقی اور اقتدار کا باعث ہو گی۔ جیسے شہریار کی جانشینی نور جہاں کے لیے۔

نور جہاں اور مہابت خاں کی پرانی عدوت اور شدت کے ساتھ ابھر آئی۔ نور جہاں کے لیے اب مہابت سے ڈرنے کی اور زیادہ ضرورت تھی اور اسی لیے اس کی مخالفت کرنے کی۔ جب تک شاہجہاں کی بغاوت چل رہی تھی اُس وقت تک وہ بے بس تھی۔ یعنی جب تک مہابت خاں کی خدمات کے بغیر کام نہیں چل سکتا تھا شاہجہاں

سے مصالحت کا جو سب سے پہلا موقع اُسے ملا اُس میں مصالحت کر لی اور پھر اپنی حسب معمول جدت اور ہوشیاری سے مہابت خاں کے اقتدار کی جڑیں کاٹنے میں لگ گئی۔ اُس کا بھائی آصف خاں جو مدتوں سے مہابت خاں کا سخت ترین دشمن تھا اور جس نے مہابت خاں کو دربار سے جلا وطنی میں بھیجنے کی امکانی کوشش کی تھی۔ اُسے پرویز کی جاسوسی سے کوئی فائدہ نہ تھا اس لیے وہ فوراً جہاں کے نئے منصوبے میں دل سے حمایت کرے گا۔

مہابت خاں کو پرویز سے الگ کر دیا

نور جہاں اور آصف خاں نے سب سے پہلی کارروائی یہ کی کہ مہابت خاں کو پرویز سے الگ کر دیا اور مہابت خاں کو اُن فوجوں کی کمان سے محروم کر دیا جو برائے نام پرویز کے ماتحت تھیں اور ان دونوں کو اُن وسائل سے محروم کر دیا جن سے وہ اپنے مفاد میں کوئی سازش کر سکتے۔ ستمبر 1625ء میں جبکہ مہابت اور پرویز برہان پور جاتے ہوئے سارنگ پور میں مقیم تھے ایک شاہی فرمان جاری ہوا جس کے بموجب مہابت خاں کا جاولہ بنگال کی گورنری پر کر دیا گیا اور خان جہاں لودی کو مہابت کی جگہ پرویز کا وکیل مقرر کیا گیا۔ پرویز کو شاہی فرمان سارنگ پور میں فدائی خاں کے ہاتھ بھیجا گیا۔ شہزادہ جسے خاص کر مہابت خاں کی مدد حاصل تھی اس سازش کی تہہ کو کھینچ گیا ہو گا۔ اُس نے صاف صاف کہا کہ وہ مہابت خاں سے الگ ہونے یا اُنکی کی جگہ خان جہاں لودی کو اپنا مشیر بنانے کے لیے تیار نہیں

فدائی خاں نے شہزادہ کا جواب شاہی حکومت کو پہنچا دیا۔ اب نور جہاں اور آصف خاں نے اس سے سخت رویہ اختیار کیا اور ایک اور فرمان جاری کیا گیا جس میں شہزادہ کو عدول حکمی کی روش اختیار کرنے پر تنبیہ کی گئی اور اُسے بلا چون و چرا قبول کی تاکید کی گئی اور یہ کہ ”اگر مہابت خاں بنگال جانے پر رضامند نہیں ہے تو اُسے فوراً حاضر دربار ہونا چاہیے اور شہزادہ اپنے اُسرا کے ساتھ برہان پور ہی میں رہے۔“ اس دوران میں خان جہاں فدائی خاں کے ہاتھ سے شاہی فرمان پا کر حیزی کے ساتھ پرویز کی اتالیقی کا منصب لینے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ (1) شاہی فرمان کے لہجہ سے مرعوب ہو کر اور شاہجہاں کی مثال پر عمل کر کے اپنا حشر دیباہی کرنے سے خائف ہو کر شہزادہ قبول پر آمادہ ہو گیا اور خاں جہاں کو وکیل کی حیثیت سے قبول کرنے اور برہان پور میں مقیم رہنے پر راضی ہو گیا اور مہابت خاں بنگال جانے پر تیار ہو گیا۔ (2)

مہابت خاں پر الزامات

اس طرح اپنا مقصد حاصل کر لینے کے بعد نور جہاں اور آصف خاں نے دوسری کارروائی یہ کی کہ مہابت خاں کو حکم دیا کہ جہاں تھی، کہا جاتا ہے کہ اُس نے شاہجہاں کی بغاوت کے زمانہ میں بنگال اور بہار سے حاصل کیے ہیں وہ دربار میں روانہ کر دے اور جو کثیر رقیس اس نے شورہ پشت جاگیر داروں کی برطرنی پر حکومت کی طرف سے ضبط کی ہیں اُن کا حساب دے۔ ایک شاہی پیر و کار عرب دست غائبہ کو رہہ ہاتھیوں کو لانے اور مہابت خاں سے مطلوبہ رقم کا حساب لینے کے لیے روانہ کر دیا گیا اور (معلوم ہوتا ہے) یہ بھی ہدایت کی گئی کہ اگر حساب تقفی بخش نہ ثابت ہو تو اُسے حکم دیا جائے کہ وہ فوراً حاضر دربار ہو۔

مہابت خاں کو فوراً محسوس ہو گیا کہ یہ اس کی دیانت اور ایمان دہی کی شہرت برباد کرنے اور اُسے اپنی جائیداد سے محروم کرنے کی فریب کارانہ کوشش ہے یا سرکاری روپیہ کے تغلب کی سخت سزا دینے کی۔

(1) اقبال نامہ، صفحہ 245 (ایضاً ڈاکٹرن جلد ہفتم صفحہ 418) گلیڈون صفحات 78-79۔

(2) اقبال نامہ، صفحات 250-251۔

اُسے صاف اندازہ ہو گیا کہ اُس کے دشمن اُسے تباہ کرنے اور ذلیل کرنے کی فکر میں ہیں اور یہ محسوس کر کے اُسے سخت صدمہ ہوا کہ سلطنت کو ایک زبردست خطرہ سے بچانے کے بعد اتنی جلد اُسے ایسا با قدر شناسی کا صلہ ملے گا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کا سر پرست جہانگیر بیماری سے لاچار ہے اور اُس کی جان یا عزت بچانے کے لیے ایک انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ نور جہاں اور آصف خاں کی طبیعتوں سے واقف ہونے اور ایک مدت تک اُن سے رہا رکھنے کے تجربہ سے وہ بخوبی اندازہ کر سکتا تھا کہ جب تک وہ اُسے خاک میں نہ ملا دیں گے اُس وقت تک دم نہ لیں گے

مہابت خاں کی تیاری

لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ اپنی ذلت اور حقیر کو خاموشی سے برداشت کرے۔ اُس کی فریادیں فطرت اس وقت تک مطمئن نہیں ہو سکتی تھیں جب تک وہ اپنی عزت کو بحال نہ کر لے۔ چنانچہ اُس نے دربار کا رنج کیا مگر پوری طرح تیار ہو کر ہر صورت کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے ساتھ چار پانچ ہزار راجپوت ساتھ لیے اور ان کی وفاداری کی ضمانت کے لیے نور حکومت کی کسی دھمکی زخمیہ سے متاثر نہ ہونے کے اعتماد کے لیے اُن کے اہل خاندان کو بطور غریب روک لیا ان تیار یوں کے ساتھ وہ دربار میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔

جہانگیر کشمیر سے لاہور اور وہاں سے کاہل

جہانگیر ستمبر 1625ء میں کشمیر سے روانہ ہو گیا تھا اور بارہ اکتوبر 1625ء کو لاہور پہنچا اور وہاں سے تاریخ 1626ء میں کاہل کے لیے روانہ ہوا۔ وہ دریائے جہلم کے کنارے مقیم تھا۔ جب مہابت خاں جس نے ہاتھی پہلے ہی بھیج دیے تھے۔ شاہی خیمہ کے قریب پہنچا۔ راجپوتوں کی سپاہ کے ساتھ اُس کی آمد نے قدرتا دربار میں کھلبلی ڈال دی لیکن کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ اُس فوج کو ہٹاتے تھے۔ بلکہ جب اُس نے اپنی آمد کی اطلاع دی تو اُسے اُس وقت تک دربار میں آنے سے منع کر دیا گیا جب تک کہ باضابطہ اجازت نہ حاصل کر لے اور اُسے حکم دیا گیا کہ جو ہاتھی اس کے ساتھ ہیں وہ بھیج دے۔ (3)

مہابت خاں کے داماد سے بد سلوکی

عین اس وقت ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے ہمیشہ سے زیادہ یہ واضح ہو گیا کہ حکمران طبقہ کو مہابت خاں سے کس قدر سخت عداوت ہے اور اُسے اس طبقہ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھنا چاہیے۔ کچھ دن پہلے مہابت نے حسب دستور شاہی اجازت حاصل کئے بغیر اپنی لڑکی کی مگنی خواجہ عمر نقشبندی کے لڑکے برخوردار سے کر دی تھی۔ (4) مقول بات تو یہ تھی کہ مہابت خاں سے اس فروگزاشت کا جواب

(3) اقبال نامہ صفحہ 352 تا 353 (ایبٹ ڈاؤن جلد ششم صفحات 419 تا 420)۔ تازہ جگہ کی (مخطوطہ خدائیش صفحہ 198) (پ) گکھڑون صفحہ 79۔

(4) اقبال نامہ صفحہ 253 (ایبٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ خانی خاں جلد اول صفحہ 360۔ تازہ الاسرار (بیرونی جلد اول صفحہ 302) (گکھڑون صفحہ 79۔

محمد ہادی (ایبٹ ڈاؤن جلد ششم صفحات 396 تا 397)۔ انگلش لکچر: انگریزی 1624-29ء صفحہ 151۔ مہابت خاں کے گھوڑوں کی تعداد آٹھ دس ہزار تک نہیں ہے۔ برخوردار کے حالات کے لیے دیکھو تازہ الاسرار (بیرونی جلد اول صفحہ 352 تا 353)۔

طلب کیا جاتا لیکن حکمران جماعت نے ایک بالکل نامناسب ہنگامہ برپا کر دیا اور اسے مہابت خاں کی سخت تذلیل اور اس کے بے قصور دلداد کے ساتھ سنگدلانہ سلوک کا بہانہ بنانے پر نکل گئی۔ اُس نوجوان امیر کو بادشاہ کے سامنے طلب کیا گیا اور اس کے پیروں پر ڈنڈے مار کر اور دونوں ہاتھ گردن سے باندھ کر جیل بھیج دیا گیا۔ مہابت خاں نے اسے جو بھیڑ دیا تھا وہ حکومت کی طرف سے ضبط کر لیا گیا اور فدائی خاں کو تعینات کیا گیا کہ وہ اسے وصول کر کے شاہی خزانہ میں داخل کر دے۔

اس قسم کے بے دردانہ سلوک پر کسی حال میں بھی مصالحت مشکل ہو جاتی لیکن اُس وقت تو صلح کی کوئی صورت ہی نہیں باقی رہی تھی۔ ہمیں یہ تو پتہ نہیں چلا کہ دونوں طرف کیا منصوبے تھے لیکن آصف خاں کی ایک فروگزاشت نے مہابت خاں کو یہ موقع دے دیا کہ وہ غنیم کے اقتدار کی جڑ پر ضرب لگائے۔

شاہی ڈیرہ خیمہ جہلم کے پار

مہابت خاں کے منظر پر آنے کے ذرا دیر بعد شاہی کیمپ کا دریائے جہلم پر عبور شروع ہو گیا۔ تقریباً سارے افسر، سپاہ، ملازمین، اسلحہ اور خزانہ بحفاظت دریائے جہلم کے پل سے پار ہو گیا۔ صرف جہاگیر اُس کے اہل خاندان، معتمد خاں، میر منصور، ملازمین اور خواجہ سرا۔ دوسرے دن صبح کو عبور کرنے کے لیے باقی رہ گئے۔ مہابت خاں نے بادشاہ کو حراست میں لینے کا جرأت مندانہ اقدام کیا تاکہ حکمران طبقہ کے اقتدار کی اصل بنیاد بادشاہ پر قابو حاصل ہو جائے۔ اس کے مجوزہ منصوبے سے اُس کے مخالفین کا تختہ الٹ جائے گا اور خود بادشاہ اُس کے قبضہ میں آجائے گا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ عام حالت میں اس کی بادشاہ تک رسائی مشکل تھی اور بادشاہ کو نور جہاں اور آصف خاں کی گرفت سے آزاد ہونے پر آمادہ کرنا بھی نا ممکن تھا۔ اس لیے اُس کے لیے بہترین راستہ یہی تھا کہ خود بادشاہ کو اپنے قبضہ میں لے لے اور وہی کردار ادا کرے جو اُس کے دشمنوں نے پندرہ سال تک ادا کیا تھا۔ بیماری سے لاچار بادشاہ خود کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اگر اُسے کسی نہ کسی کے قابو میں رہتا ہے تو کیوں نہ مہابت خاں ہی کے قبضہ میں رہے۔ یہی خیالات اس عظیم جہل کے ذہن میں رہے ہوں گے۔

پل پر قبضہ

مجوزہ اچانک حملہ کو ذہن میں لے کر دوسرے دن علی الصبح اس نے دو ہزار سوار، بہادری دے کر روانہ کئے کہ وہ پل پر قبضہ کر لیں اور کسی کو اس پار سے ادھر نہ آنے دیں اور اگر ادھر سے مسلح حملہ ہو تو پل کو آگ لگا دیں اور خود مہابت خاں چند منتخب سپاہیوں کو لے کر شاہی کیمپ کی طرف بڑھا۔ باقی حال ایک عینی شاہد کے مطابق یہ ہے:

معتمد خاں کا بیان

ایک شور بلند ہوا کہ مہابت خاں آرہا ہے اور مجھے خیال ہوا کہ وہ شاید ذاتی استعمال کے کمروں کے دروازے کی طرف گیا ہے پھر یہ آواز آئی کہ اس نے ذاتی استعمال کے کمروں کو چھوڑ دیا اور دہری باری کمروں کی طرف گزارش کرنے لگا ہے۔ میرے اگلے کمرہ کے دروازہ پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے۔ جب میں نے اس کی آواز سنی تو کھوار لے کر خیمہ کے باہر آیا۔ مجھے دیکھ کر اس نے میرا نام لے کر پکارا اور

بادشاہ کا حال دریافت کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ تقریباً سو راجپوت چیل، برچھے اور بھال لیے ہوئے اس کے گھوڑے کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔ غبار کی وجہ سے میں کسی کا چہرہ صاف نہ دیکھ سکا۔ وہ جیزی سے سامنے کے دروازہ کی طرف گیا۔ میں درباری کمرہ میں بنگلی دروازہ سے داخل ہوں۔ میں نے دیکھا کہ دربار کے کمرے کے پہرے پر چند آدمی ہیں اور تین چار خواجہ سرا غسل خانہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں مہابت خاں درباری کمرہ کے دروازے پر گھوڑے پر گیا اور وہاں اتر گیا۔ جب وہ غسل خانہ کی طرف گیا تو اس کے ساتھ تقریباً دو سو راجپوت تھے۔ تب میں آگے بڑھا اور اپنی سادگی میں ہکا کر کہا، یہ بڑی گستاخی اور حد سے باہر سرکشی ہے۔ اگر تم لمحہ بھر ٹھہرو تو میں اندر جا کر اطلاع کر آؤں۔

اس نے جواب دینے کی زحمت نہیں کی۔ جب وہ غسل خانہ کے دروازے پر پہنچا تو اس نے وہ پردے پھاڑ دئے جو دربانوں نے حفاظت کے لیے لگا رکھے تھے اور انہیں درباری کمرہ کے بیچ میں پھینک گیا۔ جو ملازمین وہاں موجود تھے انہوں نے مجھے اس گستاخانہ حرکت کی اطلاع دی۔ اب بادشاہ باہر آئے اور پاکی میں بیٹھ گیا جو اس کے انتظار میں وہاں رکھی ہوئی تھی۔ مہابت خاں ادب سے پاکی کے دروازہ کی طرف آیا اور یوں مخاطب ہوا کہ۔ ”مجھے پورا یقین ہو گیا کہ آصف خاں کی کینہ توڑی اور سنگ دلانہ نفرت سے بچنا ممکن نہیں ہے اور میں ذلت اور رسوائی سے قتل کر دیا جاؤں گا۔ اس لیے میں جسارت اور گستاخی کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی پناہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر میں قتل کی سزا کا مستحق ہوں تو حضور حکم دیں۔ میں حضور کے سامنے اسے گوارہ کر لوں گا۔“

اب راجپوت سپاہیوں نے سب کمرہوں کو گھیر لیا تھا اور بادشاہ اور اس کے چند ملازموں کو بشمول عرب دست عائب کو حراست میں لے لیا تھا۔ اس توہین سے جو کبھی خوب و خیال میں نہ آسکتی تھی۔ بادشاہ نے بیچ و تاب کھا کر دوسرے حکموں پر ہاتھ رکھا کہ مہابت خاں کی گردن اڑا دے مگر منصور بد خش نے ترکی زبان میں (جو مہابت خاں نہیں سمجھتا تھا) بادشاہ کو اس جلد بازی کی حرکت سے باز رکھا اور کہا، ”محمل کا وقت ہے۔ اس بد بخت بے وفا شخص کی سزا خدا کے انصاف پر چھوڑ دیجئے۔ ایک دن جزا دوسرا کا وقت ضرور آئے گا۔“ بادشاہی کمرہوں پر اندر اور باہر راجپوتوں نے قبضہ کر لیا اور بجز خدام کے کسی کو بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت نہ تھی۔

یہ ذہن نشین رہے کہ عوام الناس جہاں گھیرے دلی عقیدت کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو خفیف سادہ پہنچنے کے شبہ پر بیقرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ لوگوں میں جہان پید ا ہونے کے اندیشے سے مہابت خاں نے اپنے قیدی سے حسب معمول شک پر چلنے کو کہا اور اپنی حسب معمول صاف گوئی سے یہ پیش کش کی کہ ”حضور کا غلام حضور کی ہر اسی میں چلے اور یہ ظاہر ہو کہ یہ جرأت مندانہ اقدام خود حضور کے حکم سے عمل میں آیا ہے۔“

بادشاہ تعمیل سے انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر جب مہابت نے بادشاہ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے کہا تو بادشاہ نے اسے شاہی وقار کے خلاف سمجھا اور خود اپنا شاہی گھوڑا طلب کیا۔ اسی کے ساتھ بادشاہ نے یہ خواہش کی وہ اندر جا کر شکار کے کپڑے پہن لے اور شاید اس لیے بھی کہ نور جہاں کی حاضر دہائی سے مشورہ لے لیکن مہابت نے اندر جانے کے لیے سختی کے ساتھ روک دیا۔

مہابت کے خیمہ کی طرف جلوس

شاہی گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ خیمہ سے باہر نکلا اور مہابت اور اس کے راجپوتوں کا جہازات میں

روانہ ہوا۔ جب وہ دو تیروں کی مار کے فاصلہ پر پہنچے تو مہابت نے بادشاہ سے اصرار کیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو جائے جو اسی غرض سے حاضر ہے تاکہ لوگ اسے صاف دیکھ سکیں۔ بادشاہ نے اس مرتبہ بھی تعمیل کی۔ وہ وہ کے آگے۔ مہابت کا ایک بہت ہی معتبر راجپوت بیٹا تھا اور دور تیز انداز راجپوت ہو وہ کے پیچھے تھے بادشاہ کے ایک خدمت کار مقرب خاں نے جھک کر ہو وہ میں گھسنا چاہا مگر اس کی پیشانی پر زخم لگا جس سے اس کے کپڑے خون میں تر ہو گئے لیکن بالآخر اسے اپنے آقا کے پاس جگہ دے دی گئی۔ بادشاہ کے وفادار بیالہ بردار نے اپنے آقا کی اشد ضرورت بہم پہنچانے کے لیے ہاتھی پر چڑھنا چاہا مگر بھی لیے ہوئے راجپوتوں نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر اس نے ہو وہ کا کوتا مضبوطی سے پکڑ لیا اور بالآخر اسے بھی سوار کر لیا گیا مگر ہو وہ میں مجھائش نہ ہونے کی وجہ سے وہ بچ کا حصہ پکڑ کر کھڑا ہو گیا اس صورت سے وہ نصف کو س تک گئے۔ جب بادشاہ کا ہتھم ٹل خانہ گجھت خاں بادشاہ کا ہاتھی لے کر آیا۔ وہ خود آگے کی طرف بیٹھا تھا اور اس کا لڑکا پیچھے کی طرف۔ مہابت خاں کو شبہ ہوا کہ یہ بادشاہ کو چھڑانے کی کوشش ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے راجپوتوں کو اشارہ کیا اور یہ دونوں بے قصور آدمی کاٹ ڈالے گئے۔ اس مثل نے سب کو خاموش کر دیا جلوس نظم و ضبط اور خاموشی کے ساتھ مہابت کے کیپ تک پہنچا جہاں بادشاہ کو اُتار کر مہابت خاں کے لڑکوں کی حفاظت میں دے دیا گیا۔

نور جہاں کی تلاش

جب بادشاہ بحفاظت اس کے قبضہ میں آگیا تو مہابت خاں کو نور جہاں کا خیال آیا۔ اسے وہ شای کیپ سے اپنی حراست میں لینا بھول گیا تھا اگرچہ یہ عجیب بات تھی۔ چنانچہ وہ بادشاہ کو لے کر شای کیپ میں واپس آیا جہاں یہ معلوم ہوا کہ نور جہاں نے دریا پار کر لیا ہے اور اس طرح اس کا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ اب وہ بادشاہ کو لیے ہوئے شہریار کے خیمہ میں گیا اور وہاں بھی اسے مایوسی ہوئی۔ اکبر بادشاہ کے ایک خصوصی امیر شجاعت خاں کا پوتا تھا جو وہاں موجود تھا ان لوگوں کو لے کر کیپ کے چاروں طرف گیا مگر شہریار کا کہیں پتہ نہ تھا۔ مہابت خاں کو شاید یہ شبہ ہوا کہ مجھ نے شہریار کو بھاگایا ہے اور اس نے اپنے راجپوتوں کو اشارہ کیا جنہوں نے اس بے چارے بے قصور کو قتل کر دیا۔ (5) رات کے وقت بادشاہ نے یہیں راجپوتوں کے سخت پہرے میں آرام کیا۔

نور جہاں نے پل پار کر لیا

نور جہاں جس کے نہ ملنے پر غرر جزل کو اس قدر مجھٹلاہٹ ہوئی تھی۔ اس نے بھیس بدل کر اور حفاظت کے لیے ایک خواجہ سرا جو اہر خاں کو ساتھ لے کر پل پار کر لیا۔ اگرچہ مہابت خاں نے سختی سے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص پل پار کر کے دریا کے بائیں کنارے پر نہ آنے پائے مگر گاڈا آدمیوں کو آنے جانے کی ممانعت نہ تھی۔

مشورہ

نور جہاں سیدھی اپنے بھائی آصف خاں کے پاس گئی اور اسے سخت جھڑکا اور سارے خصوصی امرا (5) قبل مار صفحات 253-260 (ایب ڈاؤن جلد ہفتم صفحات 420-424) خانی خاں جلد اول صفحہ 356۔ گھڈوین صفحات 80-182 نقش فیکٹر زبان انگریزی 1624-29ء صفحہ 151۔

اور افسروں کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔

آصف خاں وغیرہ کو جھڑکی

اس نے سب کو جھڑک کر کہا ”یہ سب تمہاری غفلت اور احمقانہ انتظامات کی وجہ سے پیش آیا اور جو بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ ہو گئی۔ تم سب خدا کے سامنے اور انسانوں کے سامنے قابلِ شرم ہو۔ اس غلطی کی تلافی کے لئے تم سے جو کچھ بھی ممکن ہو وہ کرنا چاہیے اور بتلاؤ کیا تدبیر کی جائے۔“

حملہ کرنے کا فیصلہ

سب نے منتظر طور پر یہ رائے دی کہ اگلی صبح کو فوج کی صف بندی کی جائے اور پل کو پار کر کے مہابت خاں پر حملہ کیا جائے چنانچہ فوراً اس کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس تیاری کی خبر جب دربار کے بائیں کنارے پر پہنچی تو جہانگیر نے فوراً کہا کہ یہ سخت حماقت ہو گی۔ اس لیے کہ اس وقت جتنی شاہی فوج جمع ہو سکتی ہے اس کے مقابلہ میں مہابت خاں کے راجپوت بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ مزید برآں پل جلایا گیا ہے اور دشمن کی منظم فوج کے مقابلے میں سیلا پل دریا کو پار کرنا سراسر پاگل پن ہو گا۔ ممکن ہے کہ مہابت خاں، نور جہاں اور آصف خاں سے لڑنا نہ چاہتا ہو اس لیے کہ اس سے یورش کی نصیحت اور صورت حال دنیا پر ظاہر ہو جائے گی۔ بظاہر مہابت خاں یہ اثر قائم کرنا چاہتا ہے کہ بادشاہ خود اپنی مرضی سے اس کی حفاظت میں آگیا ہے تاکہ وہ اپنی نیکی اور برادری جتنی کے جوئے کو آثارِ پیچھے جس کے پیچھے وہ مدتوں سے دبا ہوا تھلار ہا تھا اور نکل نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ مہابت خاں اگر خاموشی سے نور جہاں، آصف اور شہریار کو حاصل کر لے اور دوسروں کو حراست میں لے کر بے اثر کر دے تو اس کا مقصد بہت وجوہ حاصل ہو جائے گا۔

جہانگیر کی مداخلت

جہانگیر کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ مقرب خاں اور دوسروں کے ذریعہ سے تاکید کی احکام دربار کے اُس پار بھیجے اور انہیں جنگ کے لیے روکے جبکہ جہانگیر خود دربار کے اُس پار ہے۔ ان احکامات کی تصدیق کے لیے جہانگیر نے خود اپنی نمبر میر منصور کے ہاتھ بھیجی۔ لیکن شاہی افسروں پر جو ندامت و جھجھلاہٹ اور طعنے طاری تھا اس کی وجہ سے انہوں نے ان احکامات کی پروا نہ کی۔ مزید برآں انہیں کئی وجوہ سے یہ شبہ تھا کہ یہ سارے احکام اور مہر کا بھیجنا اس زبردست حکمت عملی کے باہر جزل کی چال ہے اور وہ اپنے اس ارادہ پر مضبوطی سے قائم رہے کہ اگلی صبح کو اپنے آقا کے چھڑانے کی کوشش کریں۔ (6)

فدائی خاں کی کوشش

لیکن صبح سے کئی گھنٹہ پہلے ایک اور کوشش بادشاہ کی رہائی کے لیے کی گئی جو ہمت اور جرأت میں خود مہابت خاں کے مقابلہ کی تھی۔ فدائی خاں جو ایک زمانہ میں مہابت خاں کا ساتھی تھا اور بعد کو نور جہاں سے

(6) اقبل نامہ صفحات 259-261 (اپرٹ و ڈاؤن جلد 1 صفحہ 423-424) خانی خاں جلد اول 366 کپڑے دن صفحات 81-82 (آزاد امر لایبرری) جلد اول انگلش ٹیکسٹ ریڈ ان انڈیا 29-1624ء صفحات 151-152۔

مل گیا تھا اور حال میں ترقی کر کے ممتاز ہو گیا تھا۔ بادشاہ کی گرفتاری کی پہلی ہی خبر پر گھوڑا دوڑا کر پہلے کے سرے پر پہنچا اور یہ دیکھ کر ہل جلا دیا گیا ہے۔ تاریکی کے پردہ میں دریا کو پار کرنے اور چپکے سے چہرہ بادشاہ کو بہا بہت خاں کے کیمپ سے لانے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تقریباً دو درجن ساتھیوں نے بادشاہ کے خیمہ کے بالکل مقابل دریا میں گھوڑے ڈال دیئے۔ دریا کا تیز دھارا چھ آدمیوں کو صبح ان کے گھوڑوں کے بہالے گیا۔ چند اور آدمی پار تک نہ پہنچ سکے اور نیم مردہ حالت میں کنارے واپس آ گئے۔ فدائی خاں اور اس کے سات ہمراہیوں نے گھوڑے دریا میں تیرنے کے لیے چھوڑ دیے اور خود تیر کر دوسرے کنارے پہنچ گئے لیکن غنیم پورے طور پر چوکس تھا اور پتھیا ان سے زیادہ طاقتور تھا۔ چار جو شیلے آدمی نکل کر دیئے گئے اور باقی چار بشمول فدائی خاں کے گھوڑے دوڑا کر واپس ہوئے اور اسی جواں مردی سے ”دریا پار کیا تھا جیسے پہلے پار کیا تھا۔“ اور پھر بھی انہیں یہ بہت ہوئی کہ صبح کے مجوزہ حملہ میں شریک ہوں۔ (7)

نور جہاں کا دھوا

اتوار 21 ربیع الثانی (20 فروردین۔ مارچ 1626ء) کی صبح کو شاہی کیمپ میں بڑی ہماہمی اور ہلچل تھی۔ ایک شاندار ہاتھی پر شہر پار کی شیر خوار بچی کو گود میں لیے ہوئے نور جہاں کی سربراہی میں شاہی فوج دریا پار کرنے ہوئے روانہ ہوئی لیکن بد قسمتی سے کشتیوں کے مہتمم غازی نے جو گذرگاہ معلوم کر کے بتائی تھی وہ بدتر تھی۔ ہاتھی اس لیے کہ اس میں کئی گہرے کنڈھے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دریا کے بچہ دھارے میں جھپٹنے سے پہلے سارا نظم و ضبط ختم ہو گیا۔ اس دوران میں دریا کے دوسرے کنارے پر بہا بہت خاں کی فوج جنگی صف بندی میں آراستہ ہو گئی تھی اور بڑے بڑے ہاتھی آگے تھے۔

بے ترتیبی

شاہی فوج کئی الگ الگ حصوں میں بٹ گئی۔ آصف خاں، خواجہ ابوالحسن اور ارادت خاں دریا کے کنارے ایسے مقام پر پہنچے جہاں غنیم کی فوج سب سے زیادہ تعداد میں حصّین تھی۔ فدائی خاں نے ایک تیر مارنے کے فاصلہ پر پہنچنے کی طرف گذرگاہ کو پار کیا۔ آصف خاں کا لڑکا ابوطالب اور بہت سے اور لوگ نیچے کی طرف اترے۔ یعنی شاہد معتد خاں کا بیان ہے کہ ”گھوڑے تیرنے پر مجبور ہو گئے۔ اُن کا ساز بھیگ گیا اور کالیاں ٹیڑھی ہو گئیں۔ کچھ لوگ تو کنارے پہنچ گئے اور کچھ اب تک پانی میں تھے جبکہ غنیم نے ہاتھیوں کو آگے کر کے اُن پر حملہ کر دیا۔ آصف خاں اور خواجہ ابوالحسن ابھی بچ دریا میں تھے کہ آگے والے لوگ پسپا ہو گئے۔ (میں بے حس و حرکت ہو گیا جیسے کہ میرے سر کے اوپر چٹکی کا پاٹ محسوس رہا ہو) کسی کو کسی کی پروا نہ تھی اور نہ کوئی کسی کی بات سنتا تھا۔ ارادہ کی مضبوطی کسی میں نہ تھی۔۔۔ افسر دہشت زدہ ہو کر ہر طرف بھاگے کسی کو پتہ نہ تھا کہ اُسے کدھر جانا ہے یا اپنے آدمیوں کو کدھر لے جا رہا ہے۔

”میں نے اور خواجہ ابوالحسن نے دریا کی ایک شاخ کو پار کر لیا تھا اور دوسری شاخ پر کھڑا قسمت کے کھیل دیکھ رہا تھا۔ سوار، پیادے، گھوڑے اور اونٹ اور گاڑیاں بچ دھارے میں ایک دوسرے کو ٹکراتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے پر جانے کے لیے جھگڑ رہے تھے۔ اُس وقت نور جہاں کے ایک خواجہ سرانے ہمارے پاس آکر کہا کہ ملکہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا یہ دیر کرنے یا پس و پیش کرنے کا وقت ہے؟ جرات کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کر دو تاکہ تمہاری پیش قدمی سے غنیم پسپا ہو کر بھاگ کھڑا ہو۔“

میں نے اور خواجہ نے جواب دیئے کا انتظار نہیں کیا بلکہ فوراً دریا میں کود پڑے۔ سات آٹھ ہزار راجپوت دریا کے دوسرے کنارے پر کئی جنگی ہاتھیوں کو آگے کیے ہوئے مضبوطی سے قدم جمائے صف بستہ کھڑے تھے۔ ہمارے کچھ آدمی سوار اور پیدل شکستہ حال اور بے ترتیب شکل میں دوسرے کنارے پر پہنچے۔ نعیم نے اپنے ہاتھی آگے بڑھائے۔ رسالہ پیچھے پیچھے تھا اور پانی میں ٹھس کر کھوار کے دہانے لگے۔ سو آدمی جن کا کوئی لیڈر نہ تھا پیچھے پھر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور نعیم کی کھواروں کے خون سے دریا کا پانی لال ہو گیا۔

نور جہاں پر حملہ

نور جہاں خود بھی حملہ سے محفوظ نہیں رہی اس کی شیر خوار پوتی کے بازو میں ایک تیر لگا۔ (8) اس کے ہاتھی کو کندہ پر پہنچنے ہی کئی زخم لگے۔ ایک تو اس کی مینٹک پر اور پھر جب وہ پیچھے کو مڑا تو پچھلے پیروں پر نیزے کے دو تین زخم لگے۔ کئی راجپوت سوار جنگی کھواریں لیے ہوئے ہاتھی کے پیچھے دریا میں کود پڑے۔ فلپان زخمی ہاتھی کو اور زیادہ گہرے پانی میں لے گیا راجپوتوں نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے اور پھرنے لگے لیکن تھوڑی دیر بعد ڈوبنے کے ڈر سے واپس ہو گئے۔ ہاتھی پیر گر دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ نور جہاں اپنی خاندان کی مدد سے اپنی پوتی کے بازو سے تیر نکالنے لگی اور پھر اپنے یکپ میں واپس آگئی۔ خواجہ ابوالحسن گھوڑا تیزی سے دوڑا کر اس کی مدد کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن اپنی جلد بازی میں دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ پانی گہرا تھا اور دھارا تیز بہ رہا تھا۔ جب گھوڑا تیر نے لگا تو خواجہ گر پڑا لیکن اس نے دونوں ہاتھوں سے کٹھنی کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا۔ گھوڑے نے کئی ڈکیاں لیں اور پھر بالکل ڈوب گیا لیکن خواجہ نے کٹھنی ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ ایک کشمیری کشی بان نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی جان بچائی آصف خاں کی جماعت بھی بالکل بے ترتیبی کی حالت میں واپس آئی۔

فدائی خاں کا جرات مندانہ کارنامہ

اگرچہ اصل حملہ اس ہولناک مصیبت کے ساتھ پسپا ہو گیا لیکن فدائی خاں کے مختصر گروہ نے اپنے جانناز لیڈر کی تحریک سے چند نمایاں کارنامے انجام دیے۔ وہ نظم و ضبط اور باقاعدگی کے ساتھ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے اور راجپوتوں کی جماعت جو وہاں موجود تھی اس سے لڑ پڑے کچھ دیر کی لڑائی کے بعد انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور وہ لڑتے لڑتے شہر یار کے خیمے تک پہنچے جہاں بادشاہ بھی تھا مگر اس پر سخت پہرہ تھا۔۔۔۔۔ فدائی خاں دروازے پر ٹھہر گیا اور اندر کی طرف چند تیر پھینکے جن میں سے بعض بادشاہ کے قریب شاہی کمرہ میں پہنچے۔ مخلص خاں بادشاہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اپنے جسم کو بادشاہ کے لیے ڈھال بنا دیا۔ فدائی خاں نے اپنی کوشش کچھ دیر تک جاری رکھی مگر اس کے کئی ساتھی (جیسے سید مظفر اور وزیر بیگ) مارے گئے اور کئی اور (جیسے سید عبدالغفور) سخت زخمی ہو گئے اور خود اس کے گھوڑے کو چار زخم لگے جب اسے اندازہ ہوا کہ اس کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے اور بادشاہ تک وہ کسی طرح نہیں پہنچ سکتا تو وہ بھی یکپ سے گزر کر دریا پار پہنچ گیا۔

(8) اقبال نامہ صفحہ 262 تا 263 (البتہ ڈاکٹرن جلد ششم صفحات 425 تا 426) سمتہ خاں نے یہ تو نہیں لکھا کہ بیٹی کی فاشاہ نوہ خاں کی لڑکی بھی ہو رہی تھی مگر یہ لکھا کہ اس کے (9) کے بازو میں بھی زخم لگا۔ محمد ہادی اور دوسرے مورخین نے صاف لکھا ہے کہ بیٹی ہی کو زخم لگا تھا۔

ٹاکامی

چنانچہ اس کی کوشش بھی بے نتیجہ رہی۔ سارا منصوبہ نری طرح ٹاکام رہا۔ لیڈروں میں فوج کو دوبارہ منظم کرنے کی صلاحیت نہ تھی اور نہ اُن میں دوبارہ مزاحمت کی جرأت تھی۔

شاہی فوج میں بھگدڑ

وہ منتشر ہو کر چاروں طرف بھاگے کچھ لوگ تو ایسے بدحواس ہو کر بھاگے اُن کا جواہم ترین فرض تھا کہ داہنے کنارے کی راجپوتوں سے حفاظت کریں تاکہ کم از کم عورتیں اور ملازم حفاظت کی جگہ تک پہنچ جائیں۔ اس کا بھی انہیں ہوش نہ رہا۔ یہ اہم فرض معتد خاں کو انجام دینا پڑا اور چند دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے حیروں کی بادشہ نے غنیمت کو دریا کے دوسری طرف پہنچنے سے باز رکھا۔ (9)

آصف خاں ایک کو فرار

سلطنت کے سب سے بڑے امیر آصف خاں نے سب سے زیادہ بڑی دکھائی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اُسے اپنی سلامتی کی فکر ہونے کی خاص وجہ تھی۔ اسے بخوبی معلوم تھا کہ قانع غنیمت سے اُسے کسی رحم کی مطلق توقع نہ تھی۔ اُسے یقین تھا کہ دشمن اس کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو وہ خود اس کے ساتھ کرتا اور پھانساں نے بھی طے بھی کر رکھا تھا۔ سلطنت بھر میں کوئی دواپے آدمی نہ تھے جو ایک دوسرے سے اتنی زیادہ نفرت اور عدولت رکھتے ہوں جتنی آصف خاں اور مہابت خاں۔ چنانچہ جب حملہ ٹاکام ہو گیا تو آصف خاں کیمپ کے مفاد سے بے پروا ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا پار کر کے بائیں کنارے پر پہنچ گیا۔ معتد خاں نے اُسے روکنے کی کوشش کی۔ بظاہر اس خیال سے کہ غنیمت کو روکنے میں وہ اس کی مدد کرے مگر وہ کسی طرح نہ ٹھہرا اور نہ کوئی بات سنی بلکہ دو تین سو سپاہیوں اور چند ملازموں کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو کر اپنے جاگیر کے قلعہ ایک میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

خواجہ ابوالحسن نے کچھ دیر چھپے رہنے کے بعد خود کو مہابت خاں کے حوالے کر دیا اور اس کی وفاداری کا حلف لیا اُس نے ابراروت خاں اور معتد خاں کو بھی یہی مشورہ دیا اور یہ دونوں کچھ دیر مزاحمت کے بعد آمادہ ہو گئے اور انہیں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ فدائی خاں اپنی کوشش کی ٹاکامی کے دوسرے دن اپنے لڑکے کے پاس روہتاں چلا گیا۔ (10)

نور جہاں نے بھی خود کو حوالہ کر دیا

ملکہ نور جہاں اپنے شوہر سے جدائی زیادہ دنوں تک برداشت نہ کر سکی اور خوب کچھ کر کے اُس کا منصوبہ قطعی طور پر ٹاکام ہو گیا۔ اپنی مرضی سے خود کو مہابت خاں کے حوالے کر دیا اور اُسے بادشاہ کے پاس جانے کی اجازت دے دی گئی۔

(9) قبل نامہ صفحات 261-265 (ایبٹ و ڈاکٹرن جلد ہفتم صفحات 425-428) خانی خاں جلد اول صفحات 370-372
گلیڈون صفحات 82-83 انگلش فیکٹر برائن اضیاء 29-1624ء صفحہ 152۔

(10) قبل نامہ صفحہ 262-266 (ایبٹ و ڈاکٹرن جلد ہفتم صفحہ 428) خانی خاں جلد اول صفحہ 373 گلیڈون صفحہ 83 جلد اول صفحہ 502 آثار الامم (بیورج) جلد اول صفحہ 562 ڈی لانت صفحہ 266 انگلش فیکٹر برائن اضیاء 29-1624ء صفحہ 152۔

مہابت خاں کا غلبہ

اپنی طرف سے مطمئن ہو کر اب مہابت خاں نے حکومت کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ باضابطہ فوج بشمول اہدیوں کے اس نے پورے طور پر اپنے اختیار میں لے لیا۔ اس وقت وہ سلطنت مغلیہ کا پورا عسکران تھا بالکل جیسے اُس کے چوتھو نور جہاں کا حال تھا۔ فرق صرف یہ تھا نور جہاں کے اقتدار کی بنیاد بادشاہ سے محبت اور عقیدت تھی اور مہابت خاں کے اقتدار کی بنیاد صرف قوت پر تھی تاہم فی الوقت اُس کی عسکرانی مکمل تھی۔ اس نے اپنے خزانہ میں اضافہ کرنے کو شش شروع کر دی۔ اعتماد الدولہ کے ایک مقرب اور بعد کو نور جہاں کے داروغہ اور اب مہابت خاں کے خاص معاون گوردھن سورج دھواج کی نشان دہی پر اس نے اپنے دشمنوں کے پوشیدہ حزانوں پر قبضہ کر لیا۔

آصف خاں کے خلاف مہم

مہابت خاں کے دشمنوں میں صرف آصف خاں اپنی ضد پر قائم رہا مگر اس کی تسخیر کے لیے زیادہ مدت نہیں درکار تھی۔ مہابت خاں نے پہلے ہی اپنے لڑکے بہروز اور ایک راجپوت فوجی سردار کے ماتحت اہدیوں کی ایک جماعت اور کچھ راجپوت اور قریبی زمینداروں کے فوجی دستوروں کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کرنے روانہ کر دی تھی۔ اپنی توقع کے برخلاف آصف خاں کی جان بخشی کا وعدہ بھی کر لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ بہت جلد لاچار کر دیا گیا اور اپنے دشمن کے قول پر اعتماد کر کے اس نے خود کو حوالے کر دیا اور مہابت خاں کی حمایت کا حلف لے لیا۔ (11)

کابل کے سفر پر

ہندوستان کے انتظامات مکمل ہو جانے پر مہابت خاں نے بادشاہ کو اپنے ہمراہ کابل کا سفر جاری رکھنے پر آمادہ کیا۔ الگ کے پاس دریائے سندھ کو پار کر کے مہابت خاں نے بادشاہ سے اجازت حاصل کی اور قلعہ کے اندر جا کر آصف خاں اور اس کے لڑکے ابو طالب (بعد کو شایستہ خاں) کو باہر نکالا اور انہیں اپنے آدمیوں کی حراست میں دے دیا۔ الگ پر باقاعدہ قبضہ کر لیا گیا اور قلعہ میں مہابت خاں کے اپنے آدمیوں کی قلعہ بند فوج تعینات کر دی گئی۔

بد قسمتی سے اس سلسلہ میں کئی آدمیوں کو بلا سبب ظالمانہ سزائے موت دی گئی۔ خواجہ عس الدین محمد خواجہ اور محمد تقی جو بھی شاہجہاں کا مستقل بخشی تھان سب کو آصف خاں سے قریبی تعلق رکھنے کی بنا پر قتل کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ ظالمانہ سلوک ملا محمد ثانی سے کیا گیا جو آصف خاں کا پیر تھا اور جسے مہابت خاں کے حکم سے زنجیر میں کس دیا گیا تھا۔ زنجیر مضبوط نہیں بندھی تھی اس لیے ذرا سے جھٹکے سے سرک گئی اور ملا پر جادو کرنے کا الزام لگایا گیا۔ وہ ہر وقت قرآن کی آیتیں پڑھا کرتا تھا اس لیے کہ اسے پورا قرآن حفظ تھا۔ چنانچہ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ مہابت خاں پر جادو کرتا ہے اور اس بنا پر اُس کی گردن مار دی گئی۔ شاہی ہی قافلہ الگ سے کابل روانہ ہو گیا اور راستہ میں کچھ دن جلال آباد میں قیام کیا۔ جہاں بادشاہ

(11) اقبال نامہ صفحات 266 تا 267 (ایٹ وڈاؤن جلد ہفتم صفحہ 428) آثار الابرار (بیورن) جلد اول صفحات 573 تا 574
گھڑون صفحہ 83۔ مہابت خاں کے لڑکے کا نام بہروز تھا۔ تاڑجہاگیری نے بلا سبب غلط لکھا ہے رائے گوردھن کے حالات کے لیے دیکھو آثار الابرار (بیورن) جلد اول صفحات 572 تا 574۔ انگلش فیکلٹی برائے انٹیمیا 29-1624ء صفحہ 152۔

سے ملنے کچھ عجیب قسم کے رسوم و رواج اور اطوار کے قباہی آئے۔ (12)

بادشاہ کاہل میں

28 شعبان 1025ھ 28 مارچ 1626ء کو اتوار کے دن شاہی کیمپ کاہل پہنچا اور بادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کا گشت لگایا اور حسب معمول سونے چاندی کے سکوں کی بارش کی اور اس طرح شاہدرہ کے باغ تک گیا۔ تھوڑی دیر بعد جا کر اس نے باہر، مرزاہندل، محمد حکیم اور دوسروں کے مقابر کی زیارت کی۔

مہابت خاں کی کارروائیاں

ظاہری طور پر مہابت خاں کا اقتدار پورے طور پر مستحکم ہو گیا تھا۔ بظاہر بادشاہ نے انقلاب قبول کر لیا تھا۔ نور جہاں اور آصف خاں بے بس قیدی تھے۔ مہابت خاں کی مخالفت کرنے والی کوئی منظم جماعت نہ تھی۔ متعدد اُمراء اور نور جہاں کے خلاف تھے انہوں نے اپنے جی میں نور جہاں کے اقتدار کے خاتمہ کا خیر مقدم کیا ہوگا۔ سلطنت میں راجپوتوں کو جو وسیع اقتدار حاصل ہو گیا تھا اس سے ہندو بہت مطمئن ہوں گے اور فخر کر رہے ہوں گے۔ خان خانان جو مہابت کا سخت ترین دشمن تھا وہ قنوج اپنی جاگیر پر جاتے ہوئے راستہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ آگرہ کے صوبہ دار مظفر خاں کو حکم دے دیا گیا تھا کہ دار اور لورنگ زیب جو شاہی دربار آتے ہوئے راستہ میں تھے ان پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔ پنجاب پر قبضہ رکھنے کے لیے مہابت کے ایک ساتھی صادق کو دہاں کا گورنر بنادیا گیا۔ شاہجہاں نے بیکسر اٹھایا تھا مگر اس میں اتنی سختی نہ تھی کہ خطرناک ثابت ہو۔ دکن میں طاقتور ملک مہر جو سلطنت کے دل میں ایک مستقل کاغذ تھا اس کا اسی سال کی طویل عمر پورا کر 31 مارچ 1626ء) کو انتقال ہو چکا تھا اور اسی کے ساتھ احمد نگر کی آزادی کی امید بھی ختم ہو گئی تھی۔ شمال مغربی سرحد پر اگرچہ ابھی شورش جاری تھی مگر صورت حال پورے طور پر قابو میں تھی۔ ملک کے اندر اور باہر دونوں طرف بظاہر اس عظیم جہزول کو سر دست مستحکم حیثیت حاصل تھی۔

(12) اقبال نامہ کا مصنف (صفحات 267 تا 268) اور اس کی تقلید میں خانی خان، کامنگر اور پھر ان کی تقلید میں گھوڑون نے یہ لکھا ہے کہ یہ قبیلہ نمایاں طور پر اہل بیت کے مشابہ تھا۔ وہ عموماً تو ایک ہی شادی کرتے تھے لیکن اگر کسی بیوی ہاتھ ہو یا شہر کی ضد ہو تو دوسری شادی کر لیتے تھے۔ اگر باپ اپنے بیٹے کی بیوی کو پسند کرے تو بیٹا بلا عذر اپنی بیوی کو باپ کے حوالہ کر دیتا تھا ان کا شہر دیوڑ سے گھرا ہوا تھا۔ جس میں صرف ایک چھانک تھا۔ لوگ اپنے ہوسیلوں سے ملے پھٹوں پر سے جاتے تھے۔ وہ سر کے گوشت، مرغ و کچلی کے گوشت کے علاوہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتے تھے دوران چیزوں کے کھانے سے ان کی آنکھیں جاتی رہتی تھیں وہ گوشت کو بھوننے نہ تھے بلکہ اسٹو بھاتے تھے۔ ان کی قسم کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک ہرن یا بکری کا سر آگ پر رکھتے تھے اور جب وہ کافی جل جاتا تھا تو اسے ایک درخت کی شاخ سے لٹکا دیتے تھے جہاں وہ لٹکا رہتا تھا اور ان کا عقیدہ تھا کہ جو کوئی اس قسم کی خلاف ورزی کرے گا وہ کسی سخت معصیت میں گرفتار ہو جائے گا۔ مردوں کو صاف کپڑوں میں دفن کیا جاتا تھا اور ان کے روزمرہ کے استعمال کے اٹھارے اور ایک شرب کی بوتل اور پالک ان کے ساتھ قبر میں رکھ دیا جاتا تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ ان کی جو خواہش ہو وہ طلب کریں۔ انہوں نے تھوڑے کچھ نقد اور نخل کا ایک پورا اجڑا کپڑا اور ایک گھوڑے کی خواہش کی جو انہیں دے دیے گئے۔

صورت حال

لیکن کبھی کبھی اُمر اکو بیجا مہابت کے اس اقتدار پر شک ہوتا ہو گا اور وہ ایک انقلاب کے خولہاں ہوتے ہوں گے۔ کبھی کبھی نور جہاں کا سر گرم اور تیز دماغ ضرور اپنے شوہر کو آزاد کرانے اور اپنے اقتدار کو بحال کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا ہو گا۔ مہابت خاں اور راجپوتوں کا جو اثر و اقتدار تھا وہ دوسرے شاہی افراد اور عوام و خواص کے لیے ایک غلطی کی بنیاد تھی۔

نور بالکل اسی ذریعہ سے مہابت خاں کے اقتدار میں سب سے پہلا رخنہ پڑا۔ مسلم مورخین نے مہابت کے راجپوت ساتھیوں پر کامل کے لوگوں پر ظلم کرنے کا الزام لگایا جس سے نہ صرف عام عام لوگوں میں سخت ناراضی پیدا ہوئی بلکہ اہدی اور مسلم سپاہی بھی ناراض ہو گئے۔ اس قسم کے الزامات کو قبول کرنے میں ہمیشہ ذرا تامل سے کام لینا چاہیے۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ گاڈگار راجپوتوں نے اپنے اقتدار کے زعم میں اپنا مد سے بڑھ کر کام کیا ہو اور اپنے سے کمزور لوگوں سے نر اسلوک کیا ہو۔ بہر حال جو بھی صورت ہو۔ راجپوتوں اور اہدیوں میں جلد ہی ایک دوسرے سے سخت عناد اور نفرت کی صورت پیدا ہو گئی۔

راجپوتوں اور اہدیوں میں جھگڑا

ایک دن بعض راجپوت قاعدہ کے خلاف اپنے گھوڑے شاہی چراگاہ میں لے گئے اور وہاں جو اہدی پہرے پر تعینات تھے انہوں نے سختی سے باز پرس کی۔ دونوں میں پہلے زبانی گالی گفٹہ ہوئی اور پھر کٹواریں نکل آئیں۔ اس جھگڑے میں ایک اہدی مارا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے شاہی دربار میں یاہوں کہنا چاہیے کہ مہابت خاں کے دروازے پر فریاد کی اور مہابت خاں نے کہا کہ اگر وہ قصور دار کا نام بتائیں تو معاملے کی پوری جانچ کی جائے گی اور قصور ثابت ہونے پر قصور دار کو مناسب سزا دی جائے گی۔ اس جواب سے اہدی سخت غیر مطمئن ہو کر چلے گئے اور انہوں نے اس معاملہ کو ٹالنے کی کوشش سمجھا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور راجپوتوں سے سخت انتقام لینے کا فیصلہ کیا اور سارے ملک میں راجپوتوں کے خلاف عام طور پر شورش کو منظم کیا۔ دوسرے دن وہ راجپوتوں کے ایک قریبی کیمپ میں ایک بڑی جماعت پر ٹوٹ پڑے۔ آٹھ سو راجپوت جن میں سے بعض مہابت کے بہترین دوست اور زیر دست حامی تھے کاٹ کر ڈھیر کر دیے گئے۔ اسی کے ساتھ سارے ملک میں ایک عام شورش برپا ہو گئی اور بہت سے راجپوت مارے گئے اور تقریباً پانچ سو گرفتار کر کے ہندو کش پہاڑ کے اس طرف جا کر غلاموں کی طرح فروخت کر دیے گئے۔

مہابت خاں کو جب اس کی خبر ملی تو پہلے وہ اس خوف سے موقعہ واردات پر جانے کی ہمت نہ کر سکا کہیں اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ جب اس کے فوجیوں نے شورش فرو کردی تو اس نے کئی بلوائیوں کو سخت سزائیں دیں۔ جتنا خاں نے تحقیقات کی اور اس کے نتیجے میں کو تو ال خاں، جمال خاں، محمد خواص، بدیع الزماں، خواجہ قاسم برادران خواجہ ابوالحسن کو شورش برپا کرنے کا مجرم قرار دیا گیا اور مہابت خاں نے انہیں پلا کر ان سے جرح کی اور ان کی توجہ غیر نفسی بخش ثابت ہونے پر انہیں قید اور مضبوطی جانداد کی سزا دی تھی۔

امن تو بحال ہو گیا لیکن مہابت کی فوج میں بہت کمی ہو گئی اور افغانستان کے لوگ اور بہت سے

شاہی فوج کے لوگ مہابت خاں سے برکتہ ہو گئے۔ اسی کے ساتھ اُمر کی آپس کی رفاقتوں اور خود مہابت خاں کی دن بدن بڑھتی ہوئی حکم پسندی نے نور جہاں کی تیز ذہانت کو سازش اور سیاسی چالوں کا وافر موقع بہم پہنچایا۔ (13)

نور جہاں کے منصوبے

نور جہاں کے منصوبے کے دو پہلو تھے۔ اول تو یہ کہ مہابت خاں کے شکوک کو رفع کیا جائے اور اُسے اپنی حفاظت سے غافل کر دیا جائے اور پھر اُمر اکو اپنا طرف دار بنایا جائے۔ اُمر اکو طلانے کا کام تو تقریباً سب اسی کو کرتا تھا۔ لیکن مہابت خاں کے شبہات کا ازالہ کے لیے جہانگیر کو اس کی ہدایت پر عمل کرتا ہو گا۔ نور جہاں کے سکھانے پر جہانگیر نے مہابت کو یہ یقین دلایا کہ وہ ہمیشہ سے مہابت کو ساتھ رکھے اور اس کے مشوروں سے فائدہ اٹھانے کا شائق تھا مگر آصف خاں اور نور جہاں کی وجہ سے مجبور تھا۔ جہانگیر نے یہ بھی کہا کہ اسے بڑی خوشی ہوئی کہ اُس کے وفادار ملازم نے اسے آزادی و لادائی اور اب وہ اپنی مرضی سے مہابت خاں کے مشورہ سے امور سلطنت کو انجام دے گا۔ اُس نے یہ ظاہر کیا کہ اُسے مہابت خاں پر پورا اعتماد ہے اور اس نے نور جہاں کی سکھائی ہوئی چند راز کی باتیں بھی اسے بتائیں۔ اپنے دوزخے پن کو وہ اس حد تک لے گیا کہ مہابت خاں کو تنبیہ کیا کہ نور جہاں اس کے خلاف سازش کر رہی ہے اور ابو طالب کی بیوی جو خان خاناں کی پوتی ہے وہ اسے قتل کرنے کے موقع کی منتظر ہے۔ بادشاہ نے بات چیت اور عمل سے یہ ظاہر کیا کہ وہ موجودہ صورت حال سے بہت خوش ہے اس نے دلی مسرت سے اپنی پہلے کی خوشیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اگرچہ بادشاہ پر ہمیشہ راجپوتوں کا پہرہ رہتا تھا مگر وہ قریب قریب روز شکار کو جاتا تھا حتیٰ کہ اس نے قمر غاس کے انتظام کا بھی حکم دے دیا۔ نور جہاں اور دوسرے اہل خاندان کے ساتھ وہ درویشوں کے پاس جاتا تھا جس کا اسے ہمیشہ سے شوق تھا۔

مہابت خاں دھوکہ میں آگیا

مہابت خاں اپنی تمام تر ہوشیاری اور احتیاط کے باوجود دھوکہ میں آگیا۔ اس نے اپنے رنجوت پہرہ داروں میں تخفیف کر دی اور سب سے زیادہ بُری بات یہ کہ بادشاہ کی قیام گاہ پر جو پہرہ رہتا تھا اس میں بھی تخفیف کر دی۔ (14)

نور جہاں کی چالیں

اس دوران میں نور جہاں بھی خاموشی سے نہیں بیٹھی رہی۔ اس نے اپنی ذہانت کے تمام وسائل سے کام لے کر جو اُمر مہابت خاں کے مخالف تھے انہیں اور بھڑکا دیا جو اُمر آ آدہ نہ ہوئے ان کی خوشامد اور (13) اقبال نامہ صفحات 267 تا 271 (ایبٹ و ڈاؤسن) جلد ششم صفحہ 428) گھڑ دن صفحہ 84، 85 انگلش ٹیکسٹیر ان اٹلیا 29-1624 صفحہ 152۔ اس شورش میں مہابت خاں کے قریب آباد ہزار سپاہی ہلاک ہوئے۔ مہابت خاں کا لاکھانہ اندھ خاں بھی نور جہاں کا طرف دار ہو گیا تھا۔ اس کے حالات کے لیے دیکھو آثار الابرار (بیورج) جلد اول صفحہ 212 تا 219۔ (14) اقبال نامہ صفحہ 274 تا 275 (ایبٹ و ڈاؤسن) جلد ششم صفحات 429 تا 430) خانی خاں جلد اول صفحات 374 تا 376 گھڑ دن صفحہ 86۔

آمد کی، لاپٹی امر اکور شوئیں دیں، مذہب لوگوں کو پکا کیا اور سب کو امیدیں دلائیں۔ بہت سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی بھی تائید اس نے حاصل کر لی اور بہت بڑے پیمانہ پر سازش منظم کی۔

کابل سے لاہور روانگی

کئی ہفتہ کے قیام کے بعد شاہی لاؤ لنگر دوشنبہ یکم شہریور 1626ء کو کابل سے لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ بھر جہانگیر پوری ہو شیاری سے اپنا کردار انجام دیتا رہا۔ جیسا کہ معتمد خاں کا بیان ہے۔ ”اُس نے مہابت کے دل کو بالکل مطمئن کر دیا اور اس کے وہ تمام شکوک دور کر دیے جو اس کے ذہن میں جہانگیر کے بارے میں تھے۔“

نور جہاں کی مزید سرگرمیاں

نور جہاں نے اب اپنی سرگرمیاں اور تیز کردیں اور اسکے حامیوں میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ بادشاہ کے ہمرایوں میں وہ اپنے آدمی بھرتی کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اپنے خواجہ سرا ہو شیاریاں کے ذریعہ سے اس نے لاہور میں دو ہزار آدمی بھرتی کر لیے اور شاہی کیمپ کی طرف روانہ ہوئی۔

جہانگیر کی رہائی

جب روہتاس کا ایک دن کاراستہ رہ گیا تو نور جہاں کا منصوبہ بروئے عمل لایا گیا۔ بادشاہ نے رسالہ کا معائنہ کا قصد کیا اور حکم دیا کہ تمام پرانے اور نئے سپاہی بادشاہ کی قیام گاہ سے لے کر جہاں تک پہنچ سکیں دو قطاروں میں کھڑے ہو جائیں۔ پھر نور جہاں نے اپنے ایک خدمت گار بلند خاں کو ہدایت کی کہ وہ مہابت خاں کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ آج بادشاہ ملکہ کی فوج کا معائنہ کرنا چاہتا ہے اس لیے مناسب ہو گا کہ وہ پہلے دن کی پریڈ آج ملتوی کر دے تاکہ دونوں گروہوں میں بات چیت بڑھ کر جھگڑانہ نہ ہو جائے۔ بلند خاں کے بعد بادشاہ نے اپنی خواہش زیادہ واضح کرنے کے لیے نور مہابت خاں کو ایک منزل آگے جانے پر اصرار کرنے کے لیے خواجہ ابوالحسن کو روانہ کیا اور خواجہ نے مناسب دلائل سے اُسے آمادہ کر لیا۔ اگرچہ معتمد خاں نے ایسا نہیں کیا مگر یہ ظاہر ہے کہ خواجہ کے استدلال کو مہابت خاں کے اس یقین سے تقویت ملی کہ اب اس کے پیروں کے نیچے سے زمین تیزی کے ساتھ نکل جا رہی ہے اور یہ کہ نور جہاں کو قطعی طور پر اس پر فتح حاصل ہو گئی اور اب حالات پر قابو پانا اُس کے اختیار میں نہیں رہا ہے۔ دراصل اُس کی سودن کی حکومت ختم ہو گئی ہے۔

اس نے ظاہر ایک منزل چل کر شاہی حکم کی تعمیل کی مگر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اتنی تیزی سے روانہ ہوا کہ شاہی فوج جو اس کے تعاقب میں روانہ ہوئی وہ اس کی گردنہ پاسکی لیکن اس نے یہ بڑی ہوشیاری کی کہ یہ رخمال کے طور پر آصف خاں اور اس کے لڑکے ابوطالب اور مرحوم شہزادہ دانیال کے لڑکوں لمبورس اور ہوشنگ کو اور مخلص خاں کے لڑکے لشکری کو جو اس کا خاص من تھا اپنے ساتھ لے لیا۔

بادشاہ خود روہتاس تک گیا جہاں ایک باضابطہ دربار منعقد ہوا چنانچہ جیسا مورخ کا بیان ہے۔ بادشاہ کو دریا کے کنارے آزادی حاصل ہوئی جہاں چند مہینے پہلے وہ مقید ہوا تھا۔ (۵) لیکن اس وقت سب سے اہم

۳ (15) قبل نامہ صفحات 275-276 (ایٹ و ڈاؤن جلد ۴۳۴) (430) خانی خاں جلد اول صفحات 377-378 مہذون

مسئلہ مہابت خاں کو قابو میں کرنا تھا اور ان ممتاز شاہی اُمرا کی رہائی جو مہابت خاں کے ساتھ تھے۔ اس کے ایک معاملہ کے حل کو دوسرے معاملہ کے حل سے وابستہ کرنے کے لیے نور جہاں نے ایک شاہی فرمان افضل خاں کے ذریعہ سے مہابت خاں کو بھیجا جس میں اُسے حکم دیا گیا کہ وہ آصف خاں، ابوطالب، مہمورس، ہوشنگ اور لشکری کو رہا کر کے شاہجہاں سے لڑنے تھمہ جائے۔ ان شرطوں پر اسے مصالحت کی پیش کش نہ کی گئی۔ اسے آگاہ کیا گیا اگر اس نے آصف خاں کو فوراً رہنہ کیا تو اس کے تعاقب میں فوج بھیجی جائے گی۔

آصف خاں وغیرہ کی رہائی

مہابت خاں نے شہزادہ دانیال کے لڑکوں کو تو چھوڑ دیا لیکن آصف خاں اور اس کے لڑکے کو اس وقت تک کے لیے بطور یرغمال روک لیا جب تک اسے خود اپنی سلامتی کا معقول طور پر یقین ہو جائے اس نے شاہی فرمان کے جواب میں لکھا کہ اسے نور جہاں کے متعلق یقین نہیں ہے کہ اگر وہ آصف خاں کو رہا کر دے تو اس کے تعاقب میں اُسے پکڑنے کے لیے فوج نہ بھیجی جائے۔ البتہ لاہور سے گزر جانے کے بعد وہ اسے چھوڑ دے گا۔ نور جہاں نے پھر افضل خاں کے ہاتھ جواب بھیجا کہ آصف خاں کو فوراً رہا کیا جائے اور یہ دھمکی دی کہ اگر اس میں دیر ہوئی تو معاملہ بہت سنگین ہو جائے گا۔ اس پر مہابت خاں نے آصف خاں سے وفاداری کا حلف لے کر اسے چھوڑ دیا۔ پھر بھی ابوطالب کو روک رکھا۔ تھمہ کی طرف چند منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے ابوطالب کو بھی دربار روانہ کر دیا۔

نئے انتظامات

جب شاہی کیمپ لاہور پہنچا تو نظم و نسق کی از سر نو تنظیم شروع ہوئی۔ یہ اہم کام آصف خاں کو سپرد کیا گیا جسے وکیل اور گورنر پنجاب کا عہدہ دیا گیا اور ابوالحسن کو اس کا دیوان بنایا گیا۔ میر جملہ کو بخشی مقرر کیا گیا اور خانساں کے منصب پر اس کی جگہ افضل خاں کو مقرر کیا گیا، جس نے حال کی مشکلات میں قابلِ قدر خدمات انجام دی تھیں۔ مقرب خاں کا کوچ بہار سے تیار کر کے بنگال کا گورنر بنایا گیا لیکن چند ہی ماہ کے اندر جب وہ شاہی فرمان کو لینے ایک کشتی پر چارہا تھا تو آندھمی آنے پر اس کی کشتی الٹ گئی اور اسکی موت واقع ہو گئی۔ چنانچہ اس کی جگہ فدائی خاں کو گورنر بنایا گیا۔ اس صوبہ میں اس قدر شدید بد نظمی تھی کہ فدائی خاں صرف دس لاکھ روپیہ روانہ کر سکا۔ کچھ دن بعد مرزا اترم سفاری بہار کا گورنر مقرر ہوا۔ (16)

(16) قبل ماہ صفحہ 265 تا 279 (ابتداءً وڈوئن جلد ششم صفحہ 427 تا 431) خانی خاں جلد اول صفحہ 386۔ گلہ دون

84 تا 88 خلاصہ التواریخ صفحہ 474 تا 480 (آثار الاسرار جلد دوم) جلد اول صفحہ 562۔

محمد امین کی قطع الاخذ میں اس پورے کا مختصر حال ہے جس سے ہماری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا (ابتداءً وڈوئن جلد ششم صفحہ 248 تا 249) شورش کا حال افواہوں پر مبنی۔ شیر مندی جلد دوم صفحہ 204 میں ہے۔ اس روایت کی کوئی سند نہیں ہے کہ مہابت خاں نے آصف خاں کو جو تہہ داروں بھیجے وہاں میں کس سے رکھا۔

اکیسواں باب دکن میں شاہجہاں کی نقل و حرکت

دکن کی صورت حال کا پس منظر

یہ بالکل قدرتی بات تھی کہ شہل میں جن سنسنی پیدا کرنے والے واقعات نے حکومت میں انتشار پیدا کر دیا تھا ان کا اثر یقینی طور پر دکن میں مغلوں کی حیثیت پر پڑتا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ 1624ء میں شہزادہ پرویز اور مہابت خاں کی روانگی کے بعد نظام شاہی حکمران کو مسلسل لڑائی کا سامنا ہوا۔ ملک حنبر نے بھرپور کوشش کر کے دیائے تاجی کے جنوب میں سارے مغل علاقے کو تسخیر کر کے احمد نگر اور برہان پور کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مہابت خاں کے دوبارہ موقع پر آجانے سے واقعات نے پلٹا کھلایا۔ شاہجہاں کو زنج ہو کر برہان پور سے روانہ ہونا اور بادشاہ سے مصالحت کرنا پڑا تھا۔ ملک حنبر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اسے شاید اور بھی زیادہ شکمین ٹھکستیں ہو تیں اگر نور جہاں کی عدالت نے مہابت خاں کو واپس نہ بلایا ہو تا اور بعد کو اس نے پورشہ کی ہوئی۔ خاں جہاں لودی جو اس کی جگہ دکن میں مغل اعلیٰ کمانڈر مقرر ہوا اس کی توجہ نہ صرف شہل کے واقعات سے ہٹ گئی بلکہ اس میں وہ مستعدی، حاضر دماغی اور کمانڈری کی قابلیت نہ تھی جو مہابت خاں میں تھی جس نے ملک حنبر جیسے چھاپہ مار طریق جنگ کے ماہر کال کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی تھی۔

ملک حنبر کا انتقال

اگر ملک حنبر کا 31 راردی بہشت (مئی 1626ء) کو اتنی برس کی طویل عمر میں انتقال نہ ہو گیا ہوتا تو خان جہاں کو سخت زلت کا سامنا کرنا پڑتا۔ ملک حنبر کی موت نے صورت حال بالکل بدل دی۔ ہر شخص کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ دکن کے مفاد کو ناقابل حلائی نقصان پہنچا ہے حتیٰ کہ مغل مورخ معتد خاں جو اس کالے کلوئے بد فعل جشی غلام کو گالیاں دیتے کبھی نہیں تھکتا تھا وہ بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ معتد خاں نے لکھا ”لڑائی میں فوج کی سرداری میں سوجھ بوجھ اور انتظامی قابلیت میں کوئی اس کا نظیر یا ہسر نہ تھا۔ وہ چھاپہ مار طریق جنگ کو خوب سمجھتا تھا جسے دکن میں برگی گیری کہتے تھے۔ اس ملک کے شورہ پشت عناصر کو اس نے قابو میں رکھا اور اپنے آخری دم تک اپنی ممتاز حیثیت قائم رکھی اور عورت کی موت مرا۔ تاریخ میں کسی جشی غلام کی ایسی مثال نہیں ملتی جس نے اتنا عروج حاصل کیا ہو۔“ (1)

(1) اقبال نامہ، صفحات 271 تا 272 (ایٹ و ڈاؤنسن جلد ششم صفحات 428 تا 429) خانی خاں جلد اول صفحہ 376 گویڈون صفحہ 85۔ گرائٹ ڈف جلد اول صفحہ 75 تیل کی نور علی یاگر ملیکل ڈکشنری صفحات 237 تا 238۔

صلح

اس نے اپنے پیچھے دو لڑکے فتح خاں اور چنگیز خاں چھوڑے اور بحیثیت نائب شاہ کے فتح خاں اُس کا جانشین ہوا۔ لیکن نظم و نسق میں اس کے اختیارات اس کے خصوصی نائب یعقوب خاں نے سنبھالے جو اس کی طرح حبشی غلام اور فوج کا کماندار تھا۔ لیکن نائب شاہ یا کماندار دونوں میں سے کوئی بھی اس دور سے فرض کو انجام دینے کا اہل نہ تھا جس سے خود ملک حبر کے اصحاب پر بھی غیر معمولی بار پڑا تھا یعنی ملک حبر کے اندر اختلافات کو دبائے رکھنا اور ملک سے مظلوموں سے مقابلہ کرنا۔ یعقوب خاں جو جالنا پور میں تعینات تھا اس نے خود اپنی اور فتح خاں اور دیگر امرا کی طرف سے مغل شاہنشاہ کی اطاعت کیش کی بنیاد پر سر بلند رائے سے صلح کی گفت و شنید شروع کی۔ خان جہاں نے بڑے اشتیاق سے اس پیش کش کو قبول کیا اور گرم جوشی اور طمانیت دے کر اتفاق میں یعقوب کو جواب لکھا اور امر اکوہدایت کی کہ اسے پورے امر ازو مہمان نوازی کے ساتھ برہان پور لے آئیں۔ (2)

لڑائی پھر چھڑ گئی

خان جہاں نے اگر یہ خیال کیا ہو گا کہ یہ پائیدار صلح ہے تو یہ اس کی سخت غلطی تھی۔ احمد نگر کے ایک نئے انقلاب میں ایک اور حبشی غلام حلد خاں نمایاں ہو گیا جو اپنے دیگر ہم قوم افراد کی طرح قابل اور بے خوف تھا۔ بادشاہ اور نائب شاہ دونوں پس پشت ہو گئے تھے جیسے سرانھوں کے آخر کے عہد میں راجہ اور پیشوا۔ اصل سیاسی اقتدار کماندار اعلیٰ کے ہاتھ میں تھا جس پر اب حلد خاں فائز تھا۔ (3) تھوڑے دن بعد اس نے مظلوموں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا خان جہاں نے پوری طاقت اور قابلیت سے جنگ شروع کی اور برہان پور کا انتظام لشکر خاں کو سپرد کر کے وہ کھڑکی کی طرف روانہ ہوا لیکن اپنے پیشرودوں کی طرح رشوت کا شکار ہو گیا۔ اس نے حلد خاں سے تین لاکھ ٹمن۔ (4) (تقریباً بارہ لاکھ روپیہ) کی رشوت قبول کر لی اور اس کے عوض بالا گھاٹ کا پورا علاقہ احمد نگر کے قلعہ تک حوالہ کر دیا اور اس علاقہ کے مغل کمانداروں کے نام فوراً حکام جاری کر دیے کہ اپنے اپنے علاقوں اور قلعوں کو نظام الملک کے آدمیوں کے حوالہ کر دیں۔ احمد نگر کے کماندار سید احمد خاں کے علاوہ سب نے اس کی تعمیل کی۔ سید احمد خاں نے دکن کے افراد کو لکھا کہ سارے علاقہ پر وہ قبضہ کر لیں اس لیے کہ وہاں نہیں کا ہے۔ ”لیکن قلعہ میں بغیر شاہی حکم کے حوالہ نہ کروں گا۔“

محاصرہ کی تیاری

سہ دار کسی دلیل یا احتجاج دھمکی سے رضامند نہ ہوا اور بڑے پیمانے پر سد جمع کر کے طویل محاصرہ کی تیاری کی۔ (5)

- (2) قبل بادہ صفحات 280 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 432) گرفت ڈف جلد اول صفحات 77-78۔
- (3) قبل بادہ صفحہ 483، 484 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحہ 433) حلد خاں کے اقتدار کو اس کی بیوی کی وجہ سے بڑی مدد ملی جو پہلے نظام الملک کے حرم میں ایک باندی تھی اور اپنے عیاشی سکران کے لیے عورتیں اور لڑکیاں بچھتی تھی۔ نظام الملک کی ماییت ایک خجڑے میں بند بچھی کی سی تھی اور باہر حلد خاں کی اور اندر اس کی بیوی کی حکومت تھی۔
- (4) بن ایک سونے کا مسکہ تقریباً بارہ گرین وزن کا تھا جو اس وقت دکن میں رائج تھا اور چار روپوں کے برابر تھا۔
- (5) قبل بادہ صفحات 273-284 (ایٹ ڈاؤن جلد ششم صفحات 433-434) خانی خاں جلد اول صفحات 383-385۔

حالات کا جائزہ

دکن کی لڑائیوں کا جو تقریباً جہانگیر کے سارے عہد حکومت میں جاری رہیں یہ ذلت آمیز انجام ہوا۔ دوپائین درمیانی وقفوں کے علاوہ جو شاہجہاں اور مہابت خاں سے منسوب ہیں۔ یہ لڑائیاں بحیثیت مجموعی نہایت بُری طرح بدانتظامی کا شکار رہیں۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور ذلت آمیز صورت مغل اسراران کی رشوت خوری اور آپس کی رنجشیں تھیں۔ اس جدوجہد میں ہزاروں جانوں اور کروڑوں روپیہ کا اتلاف ہوا اور سلطنت کی سرزمین یا وقار میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوا۔ برعکس اس کے ایک زبردست طاقت کے عروج میں بہت بڑی مدد کی یعنی مراٹھے اور ان کا چھاپہ مار طریق جنگ جو اگلے دو بادشاہوں شاہجہاں اور اورنگ زیب کی فتوحات اور وسیع ملک کے الحاق کے باوجود بالآخر بڑی حد تک مغل سلطنت کی تباہی کا باعث ہوا۔ یہی دراصل اس دور میں دکن کی کارروائیوں کی سب سے زیادہ اُمیداری خصوصیت تھی۔

شاہجہاں کی احمد نگر سے روانگی

اس دوران میں شاہجہاں کی قسمت نے ایک اور پلٹا کھلایا۔ مارچ 1626ء کی مہابت خاں کی یورش کی خبر سن کر وہ 30 / رمضان 1035ھ / 7 جون 1626ء کو دہ احمد آباد کی سرحد سے روانہ ہوا۔ اور تانک ترمک درہ سے ہوتا ہوا شال کازح کیا۔ اس کے ساتھ ایک ہزار سواروں کا ایک دستہ تھاجن میں سے نصف راجہ کشن سنگھ نے فراہم کیے تھے اور وہی ان کا کماندار قلعہ شاہجہاں کو امید تھی کہ وہ راستہ میں اور فوج بھرتی کرے گا اور بہتی لنگاشیں ہاتھ دھونے روانہ ہو جائے گا۔ اس نے مشہور یہ کیا کہ وہ اپنے والد کو رہا کرانے جا رہا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خود اپنے بل بوتے پر جنگ کرنے جا رہا تھا اور کسی فریق سے ملنے کا پہلے سے کوئی خیال نہ تھا۔ لیکن بد نصیبی نے اُسے گھیر لیا۔ اپنی فوج کو بڑھانے کا سوال تو الگ رہا سے شدید مایوسی ہوئی کہ اس کا وہاں دارِ ساتھی اجیر میں فوت ہو گیا اور اس کے پانچ سو سپاہی فوراً منتشر ہو گئے۔ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ ناگور کی سرحد اور جو دھ پور، جیسلمیر ہوتا ہوا آگے بڑھا۔ راستہ میں اسے کوئی رگھوٹ نہیں ملے۔

قلعہ تھٹہ کے دروازے پر

پرانے قلعہ تھٹہ کا اُس رُومر منت شدہ پلا جس پر کئی توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور مختلف سوچوں پر منتخب سپاہی تعینات تھے جو پورے طور و قاع کے لیے تیار تھے اور جن کی کمان پر تھٹہ کا گورنر تھا جو نور جہاں کا عقیدت مند طرفدار تھا اور کسی انتہائی اوجہ و عید یادِ محمل سے قابو میں آنے والا نہ تھا۔ شاہجہاں کے اس قلعہ پر دھوا کر نایا سے قاقوں ملنا ممکن نہ تھا۔ اسے اپنی قوت کا پورا اندازہ اور اپنی مختصر سی فوج کو بے نتیجہ کوشش میں ضائع کرنا بالکل محانت تھی۔ اس نے ایران جانے کا خیال کیا کہ وہ اپنے طاقت ور دوست شاہ عباس سے مدد لے سکے جس سے اس نے گزشتہ برسوں میں دوستانہ خط و کتابت جاری رکھی تھی۔ ممکن ہے کہ اس کے ارادہ کو اس کے مہر ایہوں نے پسند نہ کیا ہو اور جلاوطنی کے مقابلہ میں بہادری سے لاکر جان دینے کو ترجیح دی ہو۔ بہر حال جو بھی صورت ہو احکام کی سرخی خلاف درزی کر کے دو کوششیں بہادرانہ خود کشی کی کیں۔

تھلہ پر بے نتیجہ حملے

سب سے پہلے چند بہادر ہمراہیوں کی ایک جماعت نے حملہ کیا مگر قلعہ بہت مضبوط تھا اور اندر سے گولیوں کی شدید بارش ہوئی جس کی وجہ سے وہ ہسپا ہو گئے چند دن بعد ایک اور جماعت نے جو اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکی تھی حملہ کیا مگر قلعہ کے چاروں طرف مسلح میدان تھا۔ کہیں پتار کے لیے کوئی پہاڑی یا دیوار یا درخت تک نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ڈھالیں سامنے کیں اور دھاوا کر دیا۔ سامنے ایک چوڑی اور گہری خندق تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ آگے بڑھنا ممکن نہ تھا اور پیچھے ہٹنا اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ چنانچہ من بہ تقدیر وہ وہیں ٹھہر گئے۔ شاہجہاں نے انہیں واپس بلانے کے لیے آدمی بھیجا مگر وہ واپس نہ ہوئے۔ اس کے بعض بہت ہی وقار و ساتھی انہیں بلانے گئے مگر جو بھی اُدھر گیا انہیں مل گیا اور موت کو ترجیح دے کر واپس نہ آیا۔

شاہجہاں کی حالت

ممکن ہے کہ ان میں سے بعض ایک دور دراز غیر ملک کا خطرناک راستہ طے کرنے کے بجائے شاہجہاں کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ ہوں۔ خود شاہجہاں نے بھی جلد ہی ایران جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اول تو اس لیے کہ حملہ کے قلعہ کی تعمیر ممکن نہ تھی اور قلعہ بند فوج کا راستہ میں اس پر حملہ کرنے کا اندیشہ تھا دوسرے وہ خود بیمار پڑ گیا اور طویل سفر کی سکت نہ رہی۔ تیسرے اس نے سنا کہ شہزادہ پرویز سخت علیل ہے اور نیچے کی امید نہیں ہے اور اس طرح اس کا ایک اور رقیب رملو سے ہٹ گیا۔ چوتھے مہابت کی سودن کی حکومت ختم ہو گئی تھی اور یہ عظیم جہل اب پتار کی تلاش میں تھا اور شاہجہاں سے اتحاد کرنے میں تامل نہ کرے گا۔ چنانچہ شہزادہ نے یہ طے کیا کہ گجرات اور برار کے راستہ دکن کو واپس جانے اور گھوڑے پر سواری کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اس نے پاگل پر سفر کیا۔ (6)

گجرات پہنچ کر اس نے یہ خبر سنی کہ دیگر افراد خاندان شاہی اور اہل دربار کی طرح پرویز کا کثرت شراب نوشی سے اعتقاد ہو گیا۔ جیسا کہ معتد خاں نے لکھا ہے۔ اس نے کھانے پینے میں اپنے والد کی پوری پوری نکی لیکن باپ کی جسمانی قوت اور برداشت کی سکت اس میں نہ تھی۔ اُس کی ساری قوتیں ختم ہو گئیں اور ستریس سال کی قلیل عمر میں ہاتھ پیروں کی قوت سے معذور ہو گیا۔ اپنی زندگی کے آخری چند مہینے اس نے بڑی لذت سے بسر کیے۔ پہلے اُسے درد تو بخ کا دورہ ہوا اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ طبی علاج سے اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ طبیوں نے اُس کے سر پر پشانی پر پانچ جگہ داغ دیے جس سے وہ ہوش میں آیا مگر پھر بے ہوش ہو گیا۔

پرویز کا انتقال

بالآخر 6 مئی 1036ھ 28 دسمبر 1626ء کو اڑتیس سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ (7) اس

قبل نامہ صفحات 273، 274، 280، 282 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 429، 432، 433) گڈون
185-188 محمد بدی (ایٹ وڈاؤن) جلد ششم 297۔

قبل نامہ 273، 275، 280 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 429، 433) خانی خاں جلد اول صفحہ 382۔ تائر
بی (مخطوطہ انجمن) صفحہ 205 (الف) گڈون صفحہ 88 تل کی اور نیل بیا کر ٹیکل؛ کشری صفحہ 310۔

کا جنازہ آگرہ لے جایا گیا اور اسی کے ایک باغ میں دفن کر دیا گیا۔ خان خاناں کو مامور کیا کہ وہ اس کے اہل خاندان کو دربار پہنچا دے اس کا انتقال ایسے موقع پر ہوا کہ عام طور پر یہ خیال کیا گیا کہ شاہجہاں نے زہر دلو کر اسے ختم کیا ہے۔ (8)

شاہجہاں وکن کوروانہ

یہ واقعہ ہویانہ ہو لیکن اس خبر سے شاہجہاں نے جنگ اپنی رفتار تیز کر دی کچھ دور تک وہ اسی راستہ پر چلا جس پر محمود غزنوی سونا تھا گیا تھا اور بالآخر دریائے نرپدا کے کنارے پہنچ گیا جسے اس نے احمد آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر چپانیر گھاٹ سے پار کیا۔ راجہ بھگوانہ کی مملکت کے پہاڑی علاقہ کو طے کرتا ہوا اور راجہ پٹلا سے ہوتا ہوا وہ ناسک ترمک پہنچ گیا جہاں اس نے اپنی رسد کا سامان اور خیر ذریعہ اور کچھ آدمی اُسکی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے۔ چونکہ اس کے قیام کے لیے کوئی مناسب مکان وہاں نہ تھا اس لیے اس نے کچھ فاصلہ پر خیر کے مقام پر قیام کیا۔ (9)

راستہ میں شہزادہ کو مہابت خاں کی طرف سے اتحاد کا پیام موصول ہوا جسے اُس نے بخوشی قبول کر لیا۔ مہابت نے ابو طالب کو راکر کرنے کے بعد ہی کچھ دور تک تو حسب وعدہ تحفہ کاراستہ اختیار کیا لیکن تعاقب کے خوف سے مشرق کی طرف رُخ کیا۔

مہابت خاں کا خزانہ

مہابت خاں کو بنگال سے بیس لاکھ روپے آنے کا انتظار تھا جس سے وہ اپنے ساتھ کے لیے ایک فوج بھرتی کر سکتا اور اپنی قسمت پھر سے سنوار سکتا۔ مگر اس کی بد قسمتی سے جب یہ خزانہ دہلی کے قریب پہنچا تو شاہی حکومت کو اس کی خبر مل گئی اور اسے قبضہ میں کرنے کے لیے ایک ہزار اہلادی اپنی رائے سمجھ دلاں، صفدر خاں، سید احمد خاں، علی قلی درمن اور نور الدین کے ماتحت فوراً روانہ کر دی گئی۔ اہل قافلہ نے تیزی سے کوچ کرتے ہوئے شاہ آباد کے قریب اسے پکڑ لیا۔ خزانہ بردار گاڑیوں کے محافظوں نے ایک سرائے میں پتھری اور اسے مورچہ بنالیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ آخر دم تک مزاحمت کریں گے۔

شاہی فوج

کافی دیر تک لڑنے کے بعد شاہی فوج نے سرائے میں آگ لگادی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے

(8) جلد اول صفحہ 94 جلد دوم صفحہ 33 نے پرویز کی موت کا الزام دیا ہے مگر چہ اس نے زہر کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ انگلش قیصر برطانوی 29-1624ء صفحہ 152۔ ریورینڈ ٹیمنی نے بھی یہی شبہ ظاہر کیا ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اپنے قیدی باپ کو ایک خط میں لکھا "خسر و دور پرویز کی یاد کے متعلق آپ کا خیال ہے جنہیں آپ نے تخت نشین کے قبل مار کر ختم کر دیا تھا اور جنہوں نے آپ کو کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔" سرکار کی بستر آف اورنگ زیب جلد دوم صفحہ 155۔ اس شبہ کی بیخبر ایک وجہ بھی ہے۔ خصوصاً شاہجہاں کے اگلے اور پچھلے حالات زندگی کی بنا پر۔ لیکن اس خاص سامان میں شہادت اتنی کافی نہیں ہے کہ ہم قطعی طور پر یہ کہہ سکیں کہ پرویز نے اپنی صحت بالکل برباد کر دی تھی اور شاہجہاں بہت ماحصل پر قہر اسی کی بیماری کے حالات زہر خورانی سے زیادہ شراب نوشی کی کثرت ظاہر کرتے ہیں۔

(9) اقبال:۔ صفحات 280، 282، 283 (ایٹ وڈو بس جلد ششم صفحات 432، 433) کلچر و ن صفحہ 88۔

حافظین بھاگ کھڑے ہوئے۔ مہابت خاں نے اپنے جوائنٹ یہ ہدایت کر کے روانہ کیے تھے کہ یا تو خزانہ پر قبضہ کر لیں یا اسے شاہی علاقہ کی سرحد سے باہر نکال دیں وہ جب موقع پر پہنچے تو چڑیاں ہڑ گئی تھیں۔ (10)

مہابت خاں اور شاہجہاں کا اتحاد

مہابت خاں اس خزانہ سے محروم ہو کر شاہی پرغیلوں بشمول ابوطالب کے اس کی گرفت سے آزاد ہونے پر جواز بردست فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی تھی اس سے بچنے کے لیے اس نے میواڑ کی پہاڑیوں اور جنگلوں میں پناہ لی اور وہاں سے اپنے معتد ہمرائیوں کے ہاتھ شاہجہاں کو کامل مصالحت اور اتحاد کی پیش کش کا پیغام بھیجا گویا سرکاری اصطلاح میں یہ اعلان کہ پورے طور پر معافی مل جائے پر وہ شاہجہاں کی ملازمت میں شامل ہو جائے گا۔ شاہجہاں نے اس پیش کش کو دل و جان سے قبول کر لیا اور اُسے خود اپنے قلم سے شفقت آمیز الفاظ میں جواب لکھا۔ تھوڑے دن بعد مہابت راج پٹیلیاں اور بہار کے علاقہ سے ہوتا ہوا اور دو ہزار سواروں کے ساتھ خیبر (جونا پور) میں شاہجہاں سے مل گیا۔ اس نے شہزادہ کو ایک ہزار ہمر، ایک بیس ہزار کا قیمتی ہیر اور چند دیگر بیش قیمت تحفے دیے جس کے عوض اُسے شہزادہ سے ایک ہاتھی، ایک گھوڑا، ایک نکو اور ایک جواہرات سے مزین خنجر ملے۔ ان دو قابل افراد کے اتحاد سے نور جہاں کو سخت تشویش ہوئی اور اس نے خان جہاں کو شاہی افواج کا کماندار اعلیٰ مقرر کر کے انہیں زیر کرنے پر تہنات کیا۔ (11)

(10) اقبال نامہ صفحات 277-278 (ایٹ وڈاؤس جلد ششم صفحات 430-434) گلیڈون صفحہ 89۔ انکس ٹیکر براؤن 29-1624ء صفحہ 138۔ ابراہٹ کا خط سر ہند سے لاہور کے شاہجہاں کے نام مورخہ 8 نومبر 1626ء سی 228 ہرمت 1638ء صفحہ 11 ذی لائٹ کے حوالہ سے اس خزانہ کی مقدار بائیس لاکھ روپیہ لکھی ہے۔
(11) اقبال نامہ صفحات 271-275 (ایٹ وڈاؤس جلد ششم صفحات 431-434) گلیڈون صفحات 89-190۔ انکس ٹیکر براؤن 29-1624ء صفحات 153-204 گلیڈون صفحہ 80۔

بائیسواں باب

جہانگیر کے آخری یام

جانشینی کے لیے جدوجہد

جہانگیر کی صحت۔ کشمیر کا سفر

جہانگیر جب مہابت خاں کی گرفت سے آزاد ہوا تو کرمی کا موسم قریب تھا اور چونکہ لاہور کی گرمی اس سے برداشت نہیں ہوتی تھی اس لیے مارچ 1625ء میں وہ نور جہاں، آصف خاں، شہریار، داور بخش اور دوسروں کے ساتھ کشمیر روانہ ہو گیا۔ مگر یہ جنت ارضی بھی اسے کچھ فائدہ نہ پہنچا سکی۔ اس کے دمہ نے شدید اور خطرناک صورت اختیار کر لی اور طبیعت اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ شاہی کیمپ میں کھل جلی پڑ گئی۔ اگرچہ اپنی فطری قوت کی وجہ سے وہ اس وقت تسخیل گیا مگر شکایت اندیشہ ناک صورت میں باقی رہی۔ وہ دن بدن کمزور ہوتا گیا۔ اس کی بھوک بالکل جاتی رہی حتیٰ کہ انھوں بھی اس کے لیے گراں ہو گئی بس صرف چند پیالے انگوری شراب کے وہ ہضم کر سکتا تھا۔ گھوڑے کی سواری اس کے لیے ناممکن ہو گئی۔ صرف پاگل پروردہ سوار ہو سکتا تھا۔ (1)

شہریار کی علالت

اسی زمانہ میں شہریار پردہ اٹھلے (ملی کی بیماری) ایک طرح کے کوڑھ کا دورہ پڑا۔ اس کے سارے بال جھڑ گئے صرف سر کے ہی نہیں بلکہ مونچھوں اور پلکوں کے بھی۔ طبیعت اس کے علاج سے قاصر

(1) قبل نامہ صفحات 290-291 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 435) آثر جہانگیری (مخطوطہ خدائیش) صفحہ 15 (ب) نانانی خاں جلد اول صفحہ 388 گلیڈون صفحہ 90 نانانی خاں جلد اول صفحہ 388۔ علامۃ التواریخ۔

(2) قبل نامہ صفحات 291-292 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحہ 435) نانانی خاں جلد اول صفحہ 388 گلیڈون صفحات 90-91۔ (3) اب اس جگہ کا نام بہرام کلہ ہرام گلی ہے اور سرچر ڈمیل کی ڈائری میں (صفحہ 208) (کلف) میں کشمیر اور جنوں کے راستہ کا جو نقشہ دیا ہے اس میں اس کا نام پریم کلہ تاپا ہے۔ یہ ایک چھوٹا گاؤں ہے جس میں صرف چند مکان ہیں مگر یہ شاید جہانگیر کی فکر گاہ تھی جس میں آج بھی سیاحوں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ رچرڈ ڈمیل نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے: "یہ بڑی خوبصورت جگہ ہے اور میں نے جہاں جہاں قیام کیا ان میں سب سے زیادہ اچھی ہے۔ اس کے قریب ایک پہاڑی سے آتا ہوا تیز دھند کا چشمہ ہے جسے چٹپانی (سفید پانی) کہتے ہیں۔ اس کا دھندلے زور کا ہے اور شور کرنا، ابلتا جھاگ اٹھاتا اور شروع سے آخر تک جھپٹی قوت سے ٹھہرتا ہے اس کا اندازہ حد درجہ صحت مند ہے جو پیر ٹیل پہاڑی سلسلہ سے نکلا ہے اور بہرام گلی سے تقریباً ایک میل نیچے بودہ گنگا سے مل جاتا ہے۔ کے جرنل حیدر آباد کشمیر، سکس اور نیپال میں محفوظ ہیں جلد دوم صفحہ 19۔ نزدیکی ستر نامہ صفحہ 1۔ امیر لکھنؤ گزٹیر 1620ء میں جہانگیر نے لے دیکھ کر جو مال لکھا ہے وہ اس سے بہت ملتا ہے جہانگیر (راجس دیور تاج) جلد دوم صفحہ 1755۔

ہو گئے۔ بالآخر اسے کشمیر کی سردی سے لاہور کی گرمی میں جانے کا مشورہ دیا گیا اور وہ لاہور روانہ ہو گیا۔ (2)
 تھوڑے دن بعد خود بادشاہ بھی لاہور روانہ ہو گیا۔ راستہ میں جب وہ بیرم گلا (3) پہنچا جو اس کی پرانی
 شکار گاہ تھی تو اس کا بیجا ہا کہ وہاں ایک مرتبہ پھر شکار کھیلے اور جیسا کہ ثابت ہوا یہی اس کا آخری شکار تھا۔

ایک افسوسناک حادثہ

جہانگیر نے اپنی توڑے دار بندوق ایک دیوار سے لگا کر کھڑی کر دی جو اس لیے بنی تھی اور ایک ہرن
 پر نشانہ لگایا جو گھوڑوں کے لوگ اسی طرف ہٹا رہے تھے۔ ایک پیادہ سپاہی جو بادشاہ کے لیے شکار مہیا کرتا تھا۔
 ایک ڈھلوان پہاڑی کے سرے پر کھڑا تھا اس کا بیڑ پھسل گیا اور وہ پہاڑی کے نیچے گر پڑا اور اس کی ہڈی پسلیاں
 چور چور ہو گئیں۔ اس حادثہ سے بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اس نے مرنے والے کی ماں کو بلا کر اس کی گزربسر
 کے لیے روپیہ دیا مگر اس کی بیٹی بھی لاہور دکھ میں کسی طرح کی نہ ہوئی اور اس نے خیال کیا یہ خود اس کی موت
 کی آمد کا پیش خیمہ ہے موت کا خیال برابر اس کے ذہن پر طاری رہا اور وہ باہمی میں ڈوب گیا۔ اس کی بیماری
 نے ہمیشہ سے زیادہ سنگین صورت اختیار کر لی اسے نہ ایک لمحہ کے لیے نیند آئی نہ سکون ملتا تھا۔
 اس حادثہ کے دوسرے دن شاہی خیمہ تھانہ (4) میں نصب ہوا۔ اگلی منزل راجوری (5) تھی۔
 27/ صفر 1037ھ کو وہ راجوری سے اگلی منزل بھیم بھار کے قریب چنگیز بھٹی کی طرف روانہ ہو گیا۔

(4) گھڈون (صفحہ 91) نے اسے جمعہ لکھا ہے ٹھیل کی ڈائری میں اس کا نام تھونہ یا تھون ہے جلد دوم صفحہ 14۔ نیز دیکھو
 سفر نامہ صفحہ 1620 وہاں گیا تو اس کے اصلی نام سے اس کا ذکر کیا۔ اگرچہ بعض مخطوطات اور مطبوعہ نسخوں میں
 اسے بکاڑ کر جمعہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے پہلے جب جہانگیر وہاں گیا تو کہا کہ یہ مقام موسم، زبان اور کھجور کے لحاظ سے کشمیر اور
 میدانی سرزمین کی درمیانی سرحد ہے۔ یہاں کے لوگ ہندی اور کشمیری دونوں زبانیں بولتے ہیں۔ (جہانگیر جلد دوم صفحہ 418)
 (5) عام طور پر اس نے فارسی کی اور نیز حال کی خبروں میں راجہ پور لکھا ہے۔ ٹھیل نے اس کی موجودہ حالت اور پرانی شاہی
 سرائے کا حال یہ لکھا ہے ”دریا کے کنارے سیدھے دریا کی طرف دیکھتے ہوئے ایک پتلا موسم گرما کا شاہی مکان ہے۔ اس مکان کی چبوتہ
 اپنی اونچی چٹائی پر بہتا ہے تو اتنا خوشنما ہوتا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ گیر و اسبز اور اورغولی ہر رنگ ہے۔ پانی کا بہاؤ ایک مسلسل
 شور ہے۔ لیکن بہر حال کانوں کو خوشگوار ہے۔ دریا کے اس پار راجوری کا شہر بہت ہی خوبصورت جگہ پر ہے اور اس میں ایک پرانی
 سرائے اور زمانہ قدیم کے معزول شدہ حکمرانوں کے بلند مکانات ہیں۔“ جرنل جلد دوم صفحات 110-111۔
 (6) اقبال نامہ صفحات 292-293 (ایبٹ ڈوڈنسن جلد ششم صفحہ 435) تاڑ جہانگیری (مخطوطہ خدائیں صفحہ 207) (ب) خانی
 خاں جلد اول صفحہ 338۔ گھڈون صفحہ 91 بادشاہ نامہ عبد الحمید جلد اول صفحہ 69 (ایبٹ ڈوڈنسن) جلد ہفتم صفحہ 5۔ عجیب بات
 ہے کہ محمد ہادی نے چنگیز ہٹی کو چکر مٹی لکھا ہے۔ عالم آراے سکندری میں چنگیز ہٹی کا نام ہٹکر بھٹی دیا ہے اور شاہنواز خاں کی تاڑ
 الاسر میں چٹلا ہٹی خانی خاں اور عبد الحمید لاہوری نے اس کا نام ہی نہیں لکھا ہے۔ آج کل اس کا نام ہٹکر سرائے ہے۔ 1620ء
 میں جہانگیر کے کشمیر سے واپسی کے سلسلہ میں مطبوعہ نسخہ جس کی عام ہے میں قیام گاہ کے کھنڈراب بھی موجود ہیں۔ 1859ء
 میں سر رچرڈ ٹھیل نے لکھا تھا ”اس کا چھانگ پتہ انڈین کا ہے۔ اسے سید بھٹوں کی بتل نے ڈھلک رکھا ہے اور ایک کالی شکل کی گھاس
 نے دیو دیوں پر بھی چادروں طرف گھاس لگی ہے اور پرانی اینٹوں اور بھٹریوں کا اثر بہت خوشگوار ہے۔ دوسری سڑکوں کی طرح اس
 میں ایک چھانگ اور دو گھن ہیں۔ مملکت بالکل کھنڈر ہے مگر تھوڑا سا ساحل اور چین سیاحوں کے لیے درست کر لیا گیا ہے۔
 جلد دوم صفحہ 918 نیز دیکھو سفر نامہ صفحہ 1620ء میں شاہی حکم سے ایک چیلے کے
 لیے تھیر کی تھی۔ شاہی قیام گاہ کے بیچ میں ایک نہایت خوبصورت شہر نشیں ہے جو دوسری قیام گاہوں سے بہت بہتر ہے۔
 جہانگیر (راجہ تاج پور) جلد دوم صفحہ 181۔

جہانگیر کا انتقال

راستہ میں بادشاہ کا حال اور ابتر ہو گیا۔ اس نے شراب کا ایک جام مانگا جو اس کے منہ سے لگا دیا مگر وہ اسے پی نہ سکا۔ رات کو طبیعت اور زیادہ خراب ہوئی اور 27 صفر 1037ھ، 29 اکتوبر 1627ء کو صبح کے اول وقت شمس سال کے حساب سے اٹھاون سال کی عمر میں اور اپنی حکومت کے بائیسویں سال اس کا انتقال ہو گیا۔ (6)

جانشینی کی کشمکش

جانشینی کے لیے کشمکش اپنے انتہائی عروج پر پہنچی تھی۔ اس کا تفصیلی بیان تو شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہے لیکن ہماری اس تاریخ کے تحت کے طور پر اس کا ایک عام خاکہ یہاں دیا جاتا ہے۔

آصف خاں کی چال

نور جہاں نے اسرار کو ایک مجلس شوریٰ میں طلب کیا لیکن آصف خاں جو دل سے شاہجہاں کا طرفدار تھا۔ اس نے اس میں فریبانہ سازش کا شبہ کیا اور مجلس نہیں منعقد ہونے دی بلکہ نور جہاں کو بھی ایک طرح سے مقید کر دیا اور ایک تیز رو دہرکارہ بیڑی کو اپنی مہر کے ساتھ دو دروازہ کن میں شاہجہاں کی طرف روانہ کیا اور چونکہ شاہجہاں کو شاہی اختیارات سنبھالنے میں کافی دیر لگتی اس لیے ارادت خاں کے مشورہ سے جو شہریار کی سفارش پر خان اعظم کا خطاب پا گیا تھا اور میانی وقفہ کے لیے قربانی کے بکرے کے طور پر داور بخش کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ شاہی دربار کے تقریباً تمام امرامنتقد طور پر شاہجہاں کے حامی تھے اس لیے آصف خاں کی اس چال پر پورے طور پر تائید کی کہ شاہجہاں کی جانشینی کے حصول کے لیے داور بخش کی بادشاہی کا اعلان کر دیا جائے۔ شاہجہاں کے لڑکوں کو نور جہاں کے محل سے الگ کرنے کی تدبیریں کی گئیں۔

یہ ساری کارروائیاں عین جہانگیر کے انتقال کے دن عمل میں آئیں۔ اگلے دن وہ بھیما بھار (7) پہنچے جو میدانی علاقہ کے قریب تھا اور وہاں داور بخش کے نام باضابطہ خطبہ پڑھا گیا اور مرحوم بادشاہ کی رسوم انجام دی گئیں اور جنازہ کو نور جہاں کے باغ شاہدہ میں دفن کے لیے لاہور روانہ کیا گیا۔ (8)

جہانگیر کی تجہیز و تکفین

ان حالات میں تقریباً یہ ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کی تجہیز و تکفین اس اہتمام سے ہوتی جو اس کے شلیان شان تھا۔ اس کی محبوب ملکہ نے جو جگہ اس کے لیے تجویز کی تھی وہ خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ یہیں کچھ دنوں بعد بیوہ ملکہ نے خود اپنے خرچ سے ایک شاندار مقبرہ تعمیر کر دیا جس کی تفصیل فرگو سن کے الفاظ میں یہ ہے۔

(7) بھیما بھار پنجاب کے موجودہ ضلع گجرات کی بالکل سرحد پر واقع ہے۔ اب یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ قدیم شاہی سرائے کے کھنڈر اب بھی موجود ہیں۔ ٹیبل کی ڈائری جلد دوم صفحات 433۔ یہ بھی جہانگیر کی ایک شکار گاہ تھی (راجا س دیور تاریخ جلد دوم صفحہ 181)

(8) محل صالح صفحہ 205۔ اقبال نامہ صفحات 294 تا 295 (ایٹ وڈاؤن جلد ششم صفحات 435 تا 436) (شاہدہ مہر عبادا تحمد) جلد اول صفحہ 69 (ایٹ وڈاؤن) جلد ہفتم صفحات 65 تا 66 کلیدون صفحات 90، 91۔

”یہ مقبرہ ایک وسیع دیواروں سے گھرے ہوئے باغ میں ہے جو تقریباً 540 مربع گز وسیع ہے اور ساتھ ایک زمین میں ہے۔ پہلے اس کے چاروں طرف پھاٹک تھے۔ مغرب کی طرف سرائے کے احاطہ سے آنے کے لیے پھاٹک کی محراب سنگ مرمر کی ہے اور تقریباً پچاس فٹ بلند ہے۔ وسط میں قبر ایک نیچے سے چوڑے پر ہے جو 256 مربع فٹ کا ہے اور اس پر ایک ڈھلوان چوترہ 209 مربع گز کا تقریباً ساڑھے بیس فٹ اونچا ہے جس کے چاروں طرف کونوں پر ہشت پہل مینار۔ ڈھلوان چھت سے تین تین منزل بلند ہیں جن کے اوپر سفید سنگ مرمر کے گنبد ہیں۔ بنیاد سے پچاس فٹ بلند۔ اس کے چاروں طرف محراب دار چھتے ہیں اور وسطی محراب کے کنارے ایک دروازہ ہے جس کے دونوں طرف محرابیں ہیں۔ چھتوں کے پیچھے چالیس کمرے ہیں جن میں سے ہر ایک سمت کے ایک کمرے سے دوسرے کمرے کو جاتے ہوئے دو بیٹھنی کروں سے ہو کر قبر کو راستہ جاتا ہے۔ قبر چھین فٹ چوڑی ہر طرف پختہ دیوار سے گھری ہے۔ تابوت سفید سنگ مرمر کا ہے جس پر سیپ کی پٹی کاری ہے اور جو ایک ہشت پہل کمرہ ہو گیا ہے جس کا قطر چھبیس فٹ اور بلندی تقریباً ایس فٹ ہے۔ اس کے اوپر کی چھت پر ایک ترین مربع فٹ چوڑا اونچا چوترہ ہے اور اوپر چار خانہ دار سنگ مرمر کا چوترہ ہے۔ اس کی سنگ مرمر کی چھت رنجیت سنگھ اکھاڑ کر لے گیا تھا لیکن پھر بعد کو بحال کر دی گئی۔ عمارت سنگ سرخ کی ہے جس پر سنگ مرمر کی پٹی کاری ہے اور نہایت اعلیٰ ذوق کے نقوش ہیں لیکن اسکے درمیان نیچے روکار فن تعمیر کے لحاظ سے زیادہ جاذب نظر نہیں ہے۔ بادشاہ کی قبر کے اوپر کوئی گنبد نہیں تعمیر کیا گیا اس لیے کہ وہ ہمیشہ قدرتی محسن کا شیدائی تھا اور اس کی یہ خواہش تھی کہ اس کی قبر مٹلی ہوئی رہے تاکہ بارش اور خیم سے تر ہوتی رہے۔“ (9)

جانشینی کی کشمکش

بادشاہ کی چھین و پھین ابھی انجام بھی نہ پائی تھی کہ اقتدار میں اس کی جگہ لینے کی جدوجہد میں تلواریں نیام سے باہر آئیں۔ نور جہاں پر اگرچہ پہرہ بٹھایا گیا تھا کہ اور وہ بیرونی دنیا سے نامہ دپیام نہیں کر سکتی تھی لیکن اس نے پہلے ہی کسی ترکیب سے شہر یار کو پیام بھیج دیا تھا وہ جتنی بھی فوج جمع کر سکے اُسے لے کر جلد سے جلد اس کے پاس پہنچ جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی سازش بیوی نے بھی اُسے آسایا اور اس نے بلا توقف لاہور میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔

شہابی خزانے پر قبضہ

شہر یار نے لاہور کے شہابی خزانے پر قبضہ کر لیا اور نئے اور پرانے امر کی حمایت حاصل کرنے اور فوج بھرتی کرنے میں کم سے کم ستر لاکھ روپے تقسیم کر دیے۔ اس کے ساتھ مرحوم شہزادہ دانیال کا ایک لڑکا یسافر بھی مل گیا جس نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

آصف خاں کا دھاوا

آصف خاں اور داور بخش نور جہاں کے پیام سے ایک دن پہلے ہی اپنی فوجوں کو جنگ کے لیے آراستہ

(9) فرکوس جلد دوم صفحات 304-305 عبد اللطیف کی لاہور صفحات 104-108 عبد اللطیف نے کعبات و قطعات تاریخ بھی نقل کیے ہیں۔ خلاصہ اتوار بج (سرکار کی اغیا آف اورنگ زیب میں ترجمہ صفحہ 82) پیریل گزٹیر، لاہور

کر کے آگے بڑھے تو شہریار خود دو تین ہزار کی فوج کے ساتھ لاہور کے قرب وجوار میں رہا اور بالیسافر کو باقی فوج کے ساتھ لڑائی کے لیے آگے بھیج دیا۔

شہریار کی فوج کو شکست

جیسی کہ توقع تھی بالیسافر کی فوج جو بیشتر غیر تربیت یافتہ رگروہوں پر مشتمل تھی یہ خیال کر کے کہ وہ ایک بے نتیجہ مقصد کے لیے لڑ رہے ہیں حکومت کی باضابطہ تجربہ کار فوج کے پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑی ہوئی۔

لاہور کا محاصرہ

شہریار نے جب ایک ترکی غلام سے اس شکست کی خبر سنی تو وہ حماقت سے قلعہ کے اندر جا کر محصور ہو گیا۔ شاہی فوج کو محاصرہ میں زیادہ دن نہیں ضائع کرنا پڑے اس لیے شہریار کے بعض ہمراہی باوجود وہیہ لینے اور اطاعت کا حلف لینے کے اس سے پھر گئے اور اسے دھوکہ دے کر اعظم خاں سے مل گئے اور رات کے وقت اسے قلعہ میں داخل کر لیا۔ دوسرے دن شاہی فوج پوری قوت سے قلعہ میں داخل ہو گئی۔

شہریار کا حشر

شہریار جو ذہنی طور پر ہمیشہ سے بزدل تھا اس نے زنان خانہ میں چھپ کر پناہ لی۔ مگر ایک خواجہ سرا اُسے پکڑ کر باہر لایا اور اسے آداب و تسلیم کی تمام رسمیں انجام دینی پڑیں اور پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور کچھ دن بعد اندھا کر دیا گیا۔

اس مختصر سی جدوجہد کا یہ انجام ہوا۔ اگر نور جہاں کو آزادی سے کام کرنے کا موقع ملتا تو اس نے اس سلسلہ کو کچھ دن اور چلایا ہوتا مگر بالآخر اسے بھی کامیابی نہ ہو سکتی۔ (10)

شاجہاں آگرہ کو روانہ

اس دوران میں آصف خاں کا پیا میر بناری اپنا طویل سفر میں دن میں ختم کر کے 19 ربیع الاول 1037ھ کو خیبر میں شاجہاں سے ملا اور اسے جہانگیر کے انتقال کی اطلاع ملی۔ شاجہاں جو مہابت خاں کے مشورہ سے بنگال جانے کا ارادہ کر رہا تھا اس نے اب اپنا ارادہ بدل دیا اور چار دن سوگ میں گزار کر 23 ربیع (10) مکمل صالح صفحات 208، 211، 212، 295، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 2072، 2073، 2074، 2075، 2076، 2077، 2078، 2079، 2080، 2081، 2082، 2083، 2084، 2085، 2086، 2087، 2088، 2089، 2090، 2091، 2092، 2093، 2094، 2095، 2096، 2097، 2098، 2099، 2100، 2101، 2102، 2103، 2104، 2105، 2106، 2107، 2108، 2109، 2110، 2111، 2112، 2113، 2114، 2115، 2116، 2117، 2118، 2119، 2120، 2121، 2122، 2123، 2124، 2125، 2126، 2127، 2128، 2129، 2130، 2131، 2132، 2133، 2134، 2135، 2136، 2137، 2138، 2139، 2140، 2141، 2142، 2143، 2144، 2145، 2146، 2147، 2148، 2149، 2150، 2151، 2152، 2153، 2154، 2155، 2156، 2157، 2158، 2159، 2160، 2161، 2162، 2163، 2164، 2165، 2166، 2167، 2168، 2169، 2170، 2171، 2172، 2173، 2174، 2175، 2176، 2177، 2178، 2179، 2180، 2181، 2182، 2183، 2184، 2185، 2186، 2187، 2188، 2189، 2190، 2191، 2192، 2193، 2194، 2195، 2196، 2197، 2198، 2199، 2200، 2201، 2202، 2203، 2204، 2205، 2206، 2207، 2208، 2209، 2210، 2211، 2212، 2213، 2214، 2215، 2216، 2217، 2218، 2219، 2220، 2221، 2222، 2223، 2224، 2225، 2226، 2227، 2228، 2229، 2230، 2231، 2232، 2233، 2234، 2235، 2236، 2237، 2238، 2239، 2240، 2241، 2242، 2243، 2244، 2245، 2246، 2247، 2248، 2249، 2250، 2251، 2252، 2253، 2254، 2255، 2256، 2257، 2258، 2259، 2260، 2261، 2262، 2263، 2264، 2265، 2266، 2267، 2268، 2269، 2270، 2271، 2272، 2273، 2274، 2275، 2276، 2277، 2278، 2279، 2280، 2281، 2282، 2283، 2284، 2285، 2286، 2287، 2288، 2289، 2290، 2291، 2292، 2293، 2294، 2295، 2296، 2297، 2298، 2299، 2300، 2301، 2302،

الاول کو دکن کے شورہ پشت وائسرائے خان جہان لودی سے بچتا ہوا، گجرات کے راستے سے آگرہ روانہ ہو گیا۔ (11)

راستہ ہی سے شاہجہاں نے آصف خاں کو فرمان بھیجا کہ مناسب ہو گا کہ دہلی میں لڑکے اور خسر کے نکاحہ بھائی (شہریار) اور شہزادہ دایال کے لڑکے یہ سب دنیا سے ختم کر دیے جائیں۔ 2 جمادی الاول (10 بہمن) کو شاہجہاں کی بادشاہی کا باضابطہ اعلان کر دیا اور لاہور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دہلی میں کو جیل خانہ میں ڈال دیا گیا اور 22 جمادی الاول (23 جنوری 1628ء) کو شاہجہاں کے سنگدلانہ حکم کی تعمیل میں دہلی (12) اور اس کے بھائی گشتسپ اور شہریار، مہمورس اور ہوشنگ کو ختم کر دیا گیا۔

شاہجہاں اجیر میں

شاہجہاں میواڑ سے گذر تا ہوا جہان گوگندہ کے مقام پر رانا کرن نے اس کا عقیدت مندانہ استقبال کیا اور جہاں اس نے دوبارہ حسب معمول شان و شکوہ سے اپنی اڑتیسویں سالگرہ منائی 19 جمادی الاول کو وہ اجیر پہنچا اور 28 کو مصفاقت آگرہ میں پہنچ گیا۔

آگرہ میں شاہانہ ورود

دوسرے دن وہ شاہانہ شان و شکوہ سے شہر میں داخل ہوا اور سب نے اس کا بحیثیت بادشاہ کے استقبال کیا۔ (13)

جدید انتظامات

جہانگیر کے ممتاز فرمانرواں سنگھ، عزیز کوکا، عبدالرحیم خان خاناں، اسلام خاں اور جہانگیر قلی خاں فوت ہو چکے تھے۔ مہابت خاں کو اجیر کا گورنر بنایا گیا اور خان خاناں اور سجدار کا خطاب دیا گیا۔ وہ ہزار ذات و سوار دواہد و سوار اہد کے منصب تک پہنچے تک زندہ رہا۔ آصف خاں کو بھی اپنے داماد کی جانشینی سے جو توقع تھی وہ اسے حاصل ہو گئی اور وہ وزیر بنایا گیا اور یحییٰ الدلولہ کا خطاب اور آٹھ ہزار ذات و سوار کا اور بعد کو نو ہزار ذات و سوار دواہد و سوار اہد کا منصب دار بنایا گیا اور مختلف اہم دواہد ذمہ داری کے عہدوں پر مقرر

(12) کولیرس نے اپنے مترجمہ سفارت میں لکھا ہے (صفحہ 190) کے اسے خسرو کے لڑکے بلاتی کو دیکھا ہے۔ صفحہ 575) اس روایت پر یقین کیا نہ کر سکا۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624 صفحہ 33 لیکن یہ بالکل ناقابل یقین ہے اور فارسی مورخین کی بکثرت شہادت کے خلاف ہے۔ نام نہاد بلاتی محض فرسی قاضی افرینی درہارنے کچھ دنوں کے لیے ان لپا تھا۔ (13) قبائل نامہ صفحات 298-306 (ایڈٹ و ڈاؤن جلد ششم صفحات 437-438) بادشاہ نامہ عبدالحمید جلد اول صفحات 84-89 (ایڈٹ و ڈاؤن جلد ہفتم صفحات 65-66 غلامہ التورینج (دہلی ایڈیشن) صفحہ 383۔

شاہجہاں دکن سے آگرہ تک کے سفر اور اس کی تاجپوشی کے حالات کے لیے دیکھو علاوہ اس کے عہد کی فارسی تواریخ کے انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624ء صفحات 160، 191، 202، 203، 205، 207، 227، 228، 239، 242، جلد اول صفحات 181-182، ہر برٹ صفحہ 108۔ فان ڈن برویک صفحہ 108، جلد اول صفحہ 296 نیز تیر نود مختصر واضح حالات کے لئے دیکھو بلوکان کا مضمون کلکتہ ریویو 1869ء صفحات 145-152۔

کیا گیا۔ اس کا انتقال 1641ء میں ہوا اور وہ اپنے برادر نصرتی کی قبر کے پاس دفن کیا گیا جس کے عہد کی تاریخ میں اس نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

نور جہاں کا انجام

نور جہاں نے آخری طور پر اس میدانِ عمل سے کنارہ کشی اختیار کی جہاں اس نے اتنے دن حکمرانی کی تھی۔ اس کی رومانی زندگی میں قسمت کا ایک اور موڑ ہوا۔ ایک مرتبہ یہ افواہ اڑی کہ وہ قتل کر دی گئی مگر صاحبان اختیار نے اسے زندہ رہنے دیا۔ اگرچہ اس کے اقتدار کی ساری نشانیاں مٹا دینے کی کوشش کی گئی۔ اس کے نام کے سیکے فوراً رواج عام سے واپس لیے گئے وہ خود دو لاکھ سالانہ جشن لینے پر قانع ہو گئی ایسے شخص کے ہاتھ سے جسے اس نے بام عروج پر پہنچا کر تختِ العزلی میں گرا دیا تھا اور جس کو اب اس کے علیٰ الر غم قسمت نے بلند ترین عروج پر پہنچا دیا تھا۔

نور جہاں کی وفات

نور جہاں نے اس کے بعد ہمیشہ سفید کپڑے پہنے اور خوشی کی محفلوں میں شرکت کرنے سے گریز کیا اور زیادہ تر اپنی لڑکی شہریار کی بیوہ کے ساتھ لاہور میں سوگ کی حالت میں رہی۔ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وہ پورے اٹھارہ سال زندہ رہی اور 29 شوال 1015ھ کو انتقال کیا۔ اس کی تجر و تکفین سادگی سے ہوئی۔ اسے جہانگیر کی قبر کے پاس اُسی قبر میں دفن کیا گیا جو اس نے خود اپنے لیے تعمیر کی تھی۔ (14)

تیئسوواں باب

خلاصہ

جہانگیر کے متعلق غلط خیال

جہانگیر کی سیرت کو مختصر بیان کرنا یا تاریخ میں اس کا مقام معین کرنا مشکل تو نہیں ہے لیکن جیسا ایک مدبر نے دوسرے مدبر کے بارے میں کہا تھا "اس کے لیے کافی مواد اور پیاؤں کی ضرورت ہے، بلا سوچے سمجھے اُسے سنگدل، متلون مزاج، ظالم، شراب اور عیاشی میں مست کہہ کر ٹال دینا جیسا کہ ایک سے زیادہ حال کے مورخین نے کہا ہے۔ غیر اصولی بات اور نا انسانی ہے۔ اس کی شہرت، اس کے باپ کی غیر معمولی سطوت اور اس کے لڑکے کی شان و شکوہ کی جھگڑا کے مقابلہ میں ماند پڑ گئی ہے۔ تاریخ دوسرے کاریوں اور سیاحوں کی جعل سازیوں نے اس کے حالات زندگی کو بگاڑ دیا ہے اور بے تعلق الفاظ اور جملوں سے اس کی زندگی کو پرکھا گیا ہے۔

اس کی سیرت

اس کی زندگی کا بحیثیت مجموعی جائزہ لینے پر وہ سمجھدار، نیک دل انسان معلوم ہوتا ہے جسے اپنے خاندان والوں سے گہری محبت اور سب کے لیے دل کی فراخی، ظلم سے شدید نفرت اور انصاف سے دلی لگاؤ تھا۔ شہزادگی اور نیز شاہی کے زمانہ میں ایک آدھ مرتبہ غیظ و غضب کے ہیجان میں اس سے انفرادی بربریت و ظلم کی حرکات ضرور سر زد ہوئیں۔ (1) مگر عام طور پر وہ انسانیت، فلسفہ اور فیاضی میں یکتا تھا۔

مذہبی خیالات

جہانگیر کے مذہبی خیالات نے اس کے ہم عصروں اور نیز بعد کے لوگوں کو بھی الجھن میں ڈال دیا۔ کچھ لوگ اسے لاد مذہب سمجھتے تھے اور بعض نے اسے دل سے سچا مسلمان یا سچا عیسائی خیال کرتے تھے جو توہمات میں جلا ہو یا مذہب کا مذاق اڑاتا ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ دل سے راسخ العقیدہ مذہبی جذبات سے بیگانہ اور اتنا روشن خیال تھا کہ محض مقررہ مذہبی عقائد سے مطمئن نہ ہوتا تھا۔ تاہم اسے خدا پر پختہ اعتقاد تھا اور اولیاء اللہ پر بھی خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ عام ہندو مذہب اپنے خدائی اوتار کے اصول کے ساتھ اس

(1) چنانچہ خود جہانگیر کا بیان ہے 22 تاریخ کو میں اس وقت جبکہ این نل گائے میر سے نشانہ کی زد میں آئی تھی چاک ایک اور دوسرے آگے اور نل گائے بھاگ گئی تخت پیش کی حالت میں میں نے علم دیا کہ سائیں کو فوراً قتل کر دیا جائے بیرون کے پیر، کات کر اور گدھوں پر سوار کر کے جمپ کا گھٹ کر لایا جائے تاکہ بھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے نیز دیگر سفر نامہ لکس پرچہ جات دوم صفحات 34 تا 40 حاسر دوم صفحات 210 تا 303 304 تا 448۔ تیسری صفحہ 407 جو صفحات 166 تا 167 ایسے ہی واقعات کی تیسری جہانگیر کے مزاج کو مجموعہ امنداد کہتا ہے کہ کبھی وہ دشمنان طور پر ظالم نہ جاتا تھا اور کبھی انتہائی نیک اور انصاف پسند۔

کی نظر میں بیچ تھا۔ صبح کی ولادت غربت اور مصلوب اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ (2)

(2) نیری صفحہ 389۔

”ہمارے آقا جسے وہ حضرت مسیحی کہتا ہے وہ بڑے احرام سے ذکر کرتا ہے جیسا کوئی مسلم عکراں جو وہ کہلاتا ہے اگرچہ ہے نہیں سہی دنیا میں اتنا احرام نہیں کرتا چنانچہ اس کے ملک میں عیسائی اتنی آزادی سے رہتے ہیں جتنے کسی مسلمان بادشاہ کے ملک میں نہیں۔“ سال، پینک، خطوط موصولہ جلد ششم صفحہ 188۔

دوسرے سچوں کی شہادت بھی اسی قسم کی ہے۔ مثلاً گوریات کہتا ہے۔ ”ہمارے نجات دہندہ اور تمام عیسائیوں خصوصاً انگریزوں کا ذکر وہ اتنے احرام اور کریم الفسی سے کرتا ہے کہ کوئی مسلم بادشاہ ایسا نہیں کرتا۔“ گوریات پینک، پینک، جہات چہارم صفحہ ۷۷۔

دلیل لے کر جولائی ۱۸۱۰ء میں جو کچھ لکھا ہے اس میں باہری کپ شامل معلوم ہوتی ہے اس مہینہ بھر بادشاہ کے مسیحیت کے بارے میں سخت جھگڑا رہا بادشاہ نے امرام کے سامنے اقرار کیا کہ مسیحیت مستول ترین مذہب ہے اور محمد کا مذہب بالکل مجبور اور انشوی ہے۔ اس نے اپنے عہد میں بھائی کے تین لڑکوں کو پادریوں سے تعلیم دلانے کا حکم دیا اور اس کے لیے عیسائیوں جیسے کپڑے بنوائے جس کی سادہ شہر میں بڑی تعریف ہوئی۔ ”پینک، جہات چہارم صفحہ 40۔

یہ بات کہ اس کا اعتقاد حضرت محمد پر نہ تھا اسی سے ثابت ہے کہ اپنے طویل مصلحت روزنامہ میں جو خدا سے دعاؤں اور التجاؤں اور شکرانوں اور درودوں اور جایزوں کے ذکر سے بھرنا ہے اس میں وہ حضرت محمد کا چند بار بھی ذکر نہیں کرتا۔ اس نے قرآن کے ترجمہ کا حکم دیا جو راجع بعقیدہ مسلم طریقہ کے خلاف ہے۔ وہ جان و دل اور خاص کر انسانوں کی تصویروں سے خوش ہوتا ہے اور یہ بھی راجع بعقیدہ مسلموں کے نزدیک ناجائز ہے اس نے نوروز کے جشن اور زمین بوسی کا طریقہ جاری رکھا اپنے روزنامہ میں ہندو بتائیں وہ بھری سنہ کی نہیں بلکہ ابرہی سنہ کی لکھتا ہے۔ وہ عیسائیوں کو سوز کا قند دیتا ہے جو کوئی مسلمان خواب میں بھی خیال نہیں کر سکتا خطوط موصولہ چہارم صفحہ ۱۰۔ اعلوی منوشی نے اس روایت کا ذکر کیا ہے جو سترہویں صدی کے راج آخر میں زبان زد تھی جہاں تکیر مذہب اسلام کا دشمن ہے اور رمضان شریف کی بے ادبی کرتا ہے اور مسلمانوں کو چڑھانے کے لیے اس مہینے میں شراب پینا اور سوز کا گوشت کھاتا ہے اور سخت کلم مسلمانوں کا روزہ توڑا دیتا ہے۔ منوشی کا یہ بھی بیان ہے جو خطوط موصولہ میں ہے مگر معنی خیز کہ جہاں تکیر نے سوزوں کے کئی بت بنا کر اپنے عمل میں رکھے تھے اور خواب سے بید ہو کر انھیں دیکھا ہے اور کہتا ہے کہ کسی مسلمان کی صورت دیکھنے کی بجائے ان سوزوں کے چہروں کو دیکھنا بہتر ہے۔ جلد اول صفحات ۱۵۸ تا ۱۵۹۔

ہندو مذہب کے متعلق عام ہندو مذہب بھی اسے قائل قبول نہ تھا اور ہندو چندتہ علم سے خدا کی تائید کے متعلق مباحث کے بعد اندر وہ ہوا کہ مرد ہندو مذہب سے بھی اس کو قائل نہ ہوئی اس کی دلیل یہ تھی کہ اس حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لازم آتا ہے کہ طبع جو تمام حدود اور حدود سے آزاد ہے وہ طول و عرض اور جسامت کی قید میں آجائے گا اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ ان افراد میں روشنی کا مظہر ہے تو یہ تمام حقوق ہستیوں میں موجود ہے اور ان دس اوتھوں میں محدود نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب کسی فرد کو انہی صفات سے متصف کیا جائے تو یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں میں ایسے افراد کا وجود پایا جاتا ہے جو معجزات اور عجائبات پر قادر تھے اور عقل اور فصاحت میں اپنے عہد کے لوگوں سے ممتاز تھے۔ بہت بحث مباحث کے بعد پتہ چلنے لگا کہ دلیل پیش کی کہ لا تار ایک ایسے خدا نے خدا یا ان کا تصور قائم کرنے میں مدد دی ہے جس کے نہ جسم ہے نہ جسامت۔ اس پر بھی بادشاہ مستول نہ ہوا اور سوال کیا کہ یہ لا تار کس طرح خدا کی شکل کا دیکھ سکتے ہیں اور جب اس کے سامنے ایک بت آتا ہے جس کا جسم انسان اور سر سوز کا ہے جو خدا کا ابتدائی تصور ہے تو وہ بھر بھی دلیل دہراتا ہے کہ اس سے ہندو مذہب کا تارہ ہوتا ہے۔ جہاں تکیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 32، 33۔ پرائس (صفحہ 43) نے اس مباحث کی پول تفصیل دی ہے۔ جہاں تکیر (راجس دیورج) جلد اول صفحہ 254۔

آخر کار مختصر ہو کر وہ کسی حد تک مسلم خدات کا لحاظ کر کے جس میں سوز کا ایک لفظی چیز ہے اس نے حکم دیا کہ یہ بت توڑ کر پاس کے طالب میں پھینک دیے جائیں۔ اس نے ایک جگہ کا آشرم بھی توڑا دیا جو عوام کی جہالت سے سوداگر کا تھا اور اس کے بت توڑا کر خود اسے بھی دال سے کھلوایا۔

1622ء میں جب وہ کاٹھو گیا اور درگاہ دیوی کا مندر دیکھا تو کہا ”یہاں ایک دنیا ایک گمراہی کے جنگل میں بھگ رہی ہے۔“ ایک راجہ کے متعلق جو اس لیے پتھر کو داپس لے آیا جسے ایک مسلمان اٹھا لے گیا تھا جہاں تکیر نے کہا ”کہا“ راجہ بھرا سی مگر اسی کا کاروبار کر رہا ہے۔“ جہاں تکیر (راجس دیورج) جلد اول صفحات 254 تا 255 جلد دوم صفحات 224 تا 225۔

نہ ہی پالیسی

(3) جہانگیر (راجہ جہانگیر) جلد اول صفحات 189، 246، 249، 267، 268، 329، 351، 381 جلد دوم صفحات 25، 94، 95، 100، 176 ماسکروٹ لکھا ہے کہ کبھی کبھی وہ (جہانگیر) مور (مسلم) عقیدہ کا اعلان کرتا مگر ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی تمام تقریبات مناات اور سوام انجام دیتا۔ صفحہ 314، نیز صفحات 192، 291، تہری صفحہ 286۔
 پنجوں کی پیش گوئیوں کے متعلق دیکھو جہانگیر جلد اول صفحہ 149، جلد دوم صفحات 152، 160، 203 دیکھو برنیر صفحات 161، 244، 245۔

(4) اشیع احمد سرہندی 1679ء میں جاتگیر نے ایک مشہور مسلم مبلغ شیخ احمد سرہندی کو اپنے دربار میں طلب کیا جس نے مہدی موجود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور جس کے لیے مسلمان اسلام کے پہلے ایک ہزار سال گزرنے پر منتظر تھے اور جس نے مذہب اور عبادت کا ایک نو کھار پتہ رائج کیا تھا۔ جاتگیر نے باوجود اس کی جہالت کے اسے مفرد اور خود پسند پایا۔ اس کی کتاب کثرت جہاتگیر کے نزدیک تعلیات کا طوطہ جس میں بہت سی غیر فاضل قطع باتیں تھیں جو لوگوں کے بے وفائی اور لادینی کی طرف لے جانے والی تھی غریب شیخ کو کافی رائے دلائی کہ اسے قلعہ گوہار میں قید رکھے جو مونا سیاسی قیدیوں کے لیے تھا۔ شاید جہاتگیر کو اس شیخ کے متعلق اندیشہ تھا کہ اس کی تعلیات کی اشاعت سے مشکلات پیدا ہوں گی لیکن دو سال بعد جب اس نے پٹنہ میں ظاہر کی اور وہاں داری کا اقرار کیا تو نہ صرف اسے رہا کیا یا بلکہ خلعت بھی دی گئی اور کئی دفعہ معقول نہیں بھی دی گئیں۔

شیخ ابراہیم بلہاوی طرف 1606ء میں لاہور کے قریب ایک مذہبی تحریک کو دلیا گیا اور اس کے بانی شیخ ابراہیم بابا افغان کو گرفتار کر کے چار ماہ قید کر دیا گیا۔ یہاں بھی خطرہ دراصل کسی حد تک سیاسی افسانے بننے کے جس کی حرکات، ناشائستہ اور محتاطانہ تحریکوں کے ذریعے کو افغانوں کا ایک بڑا زبردست جمع کر لیا۔ قتل جہانگیر (راجہ جی پوریج) جلد اول صفحہ 77 جلد دوم صفحات 91 تا 93

شیخ احمد کی کتاب جس نے سماج کی مگرز مل گئی۔

کے متعلق اس نے جو حکم دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ خسرو کی بغاوت شروع ہونے پر ان کے لیڈر مان سنگھ نے پیچھوٹی کی تھی کہ جہاگیر کی حکومت دو سال کے اندر ختم ہو جائے گی اور نیز اس لیے کہ اس کا گھر بغاوت اور بغاوتی کا سرگرم مرکز مشہور تھا اگرچہ یہ بات غلط تھی۔

اپنی تخت نشینی کے وقت اس نے اپنے حامیوں کے ایک طبقہ سے جو اسلام کی حمایت کا وعدہ کیا تھا اس کے لحاظ سے مجبوراً کچھ دنوں اس نے تختی کا برتو کیا جو اس پالیسی کے خلاف تھے۔ کچھ دن تک وہ جزویت مشریوں کی صحبت سے الگ رہا اگرچہ جلد ہی اپنی عقلیات اُن پر بحال کر دیں۔ اس نے دو آرینی نوجوان مسیحیوں کا جبراً آختہ کر دیا اور جلد ہی انہیں مسیحی عقیدہ پر قائم رہنے کی اجازت دے دی اور ایک کو بلند درجہ پر فائز کر دیا۔ اپنی سلطنت میں اس نے عیسائی مشریوں کو آزادی سے تبلیغ کرنے اور عیسائی بنانے کی اجازت دے دی تھی۔ اس نے اپنے سکوں پر اسلامی کلمہ پھر سے بحال کر دیا مگر صرف دو تین برسوں کے لئے۔ (5) چنانچہ مستحیات کے علاوہ اس کی مذہبی پالیسی عموماً مکمل رواداری کی تھی۔ اپنے روزنامہ میں اس نے اپنے والد کی مقرر کردہ صلیبی پالیسی کی بہت تعریف کی اور اس کی پابندی بھی کی۔ (6)

سلطنت کا نظم و نسق

کچھ کم تعریف کی بات نہیں ہے کہ جہاگیر کا نظم مملکت اکبر اعظم ہی کے اصولوں پر تھا۔ اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ہو بھی نہیں سکتا۔ سرہنری الیٹ نے جہاگیر پر یہ اعتراض کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کے شہرہ آفاق ادارے نہ ذاتی حیثیت سے نوابجاتے اور نہ موثر (7) پہلے اعتراض کو تو فوراً مان لیتا چاہیے مگر یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ انتظام مملکت میں تخیلیت کا وجود شدیداً نادر ہے۔ یہ چیز زیادہ نہ اکبر میں تھی نہ شیر شاہ میں۔ مدبر کے معیار کوئی ایجادوں کی بنیاد پر نہیں جانچا جاتا بلکہ خیالات اور دستور کو قبول کرنے

(5) جہاگیر (راجس و پورج) جلد اول صفحہ 438۔ نیز جلد دوم لین پول کی ہندوستانی سکوں کی فہرست پلٹ نمبر 68 ذرا جلد جلد 17 صفحات 147، 150، 157۔ پائی راولی لاول جلد دوم پلٹ نمبر صفحہ 272۔ فارسی قواعد میں چینیوں کے خلاف حکم کی سنوٹی کا ذکر نہیں ہے مگر اس زمانہ کی چینیوں کی کتابوں میں یہ صاف لکھا ہے۔
مرزا ذوالقرنین کے پورے قصہ کا ترجمہ مع تشریحات کے قادر ہوشن الہیابک سوسائٹی آف بنگال جلد 5 نمبر صفحات 151، 194 میں دیا ہے اکثر یورپین سیاحوں نے اس کا نام لکھا ہے۔ میری صفحات 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000۔

(6) اس معاملہ میں یورپین سیاحوں کی شہادت جو ایسے ملک سے آئے تھے جہاں مذہبی آزادی مفقود تھی۔ بہت زور دلا رہے۔ میری کامیان ہے "ہر مذہب سے رواداری برتی جاتی ہے اور ان کے مبلغین کا احترام کیا جاتا ہے۔ خود مجھے بادشاہ نے اکثر قادر کہہ کر مخاطب کیا اور بہت سے مہربانی کے الفاظ کہے اور جیسے جیسے امرائے دربار میں جگہ دی۔"

طاس رد کامیان ہے کہ: (جہاگیر) تمام مذاہب کا روادار ہے البتہ وہ مذہب کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتا اگرچہ ہمیں میری سے معلوم ہو کہ مذہب کی تبدیلی سے شاہی مراعات میں فرق نہیں آتا۔ دلاواں نے یہ دیکھا کہ ہندو مسلمان مل جل کر رہتے ہیں اس لیے کہ... مغل اعظم اگرچہ مسلمان ہے (گو کہ جیسا کہ جاتا ہے خالص مسلمان نہیں) اپنی سلطنت میں مذہبی تفریق نہیں کرتا اور ہمارے پورے فوج میں حتیٰ کہ بلند ترین درجوں میں بھی سب کے ساتھ برابری اور لحاظ کا رواج ہوتا ہے۔ البتہ وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو زیادہ امتیاز ہے۔ میری رچ جات جلد 9 صفحہ 324 دلاواں جلد اول صفحہ 20 دلاواں کے ایرانی ملازم کے معتمد خیر واقعہ کے متعلق جس نے مغل پالیسی کی بناواقفیت کی وجہ سے بلااجازت کے اہانہ تب تبدیل کر دیا۔ دیکھو دلاواں جلد اول صفحہ 126، 125، 124، 123، 122، 121، 120، 119، 118، 117، 116، 115، 114، 113، 112، 111، 110، 109، 108، 107، 106، 105، 104، 103، 102، 101، 100، 99، 98، 97، 96، 95، 94، 93، 92، 91، 90، 89، 88، 87، 86، 85، 84، 83، 82، 81، 80، 79، 78، 77، 76، 75، 74، 73، 72، 71، 70، 69، 68، 67، 66، 65، 64، 63، 62، 61، 60، 59، 58، 57، 56، 55، 54، 53، 52، 51، 50، 49، 48، 47، 46، 45، 44، 43، 42، 41، 40، 39، 38، 37، 36، 35، 34، 33، 32، 31، 30، 29، 28، 27، 26، 25، 24، 23، 22، 21، 20، 19، 18، 17، 16، 15، 14، 13، 12، 11، 10، 9، 8، 7، 6، 5، 4، 3، 2، 1۔

(7) الیٹ ڈاؤن جلد ششم، نوٹ سی صفحات 493، 516۔

اور انہیں مناسب حال بنانے کی استعداد سے ہوتا ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ شاہی فرامین کی ہمیشہ پابندی نہیں ہوتی تھی مگر اس کی ذمہ داری حالات کی نوعیت پر ہے۔ قرون وسطیٰ کی کوئی سلطنت جس کے ذمہ اتنے وسیع ملک کا انتظام ہو سرحدی علاقوں میں اپنے احکام کو موثر نہیں کر سکتی۔ جب تک جہانگیر کی صحت نے جواب نہیں دیا اس نے بڑی جوانمردی سے اپنی رعایا کو حکام کے ظلم و ستم سے بچانے کی کوشش کی۔ (8)

جہانگیر کی شراب نوشی

جہانگیر کی شراب نوشی کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ خود اس نے قلم سے نہایت صاف بیانی سے اس کی تفصیل لکھی ہے لیکن ہائیکس اور طامس روئے اس کے متعلق جو کچھ لکھا اسے لفظ بہ لفظ مان لینا غلط ہوگا۔ مزید براں انصاف کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی اور اس کے ماحول کا لحاظ کر کے اس پر رائے قائم کرنا چاہیے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ متعدد شہزادے اور امرا شراب کے عادی تھے منجملہ اوروں کے مرزا محمد حکیم اور مراد دانیال و پرویز شہزادے اور شیر خاں، شاہ نواز خاں، جلال الدین مسعود یہ چند نام ہیں جو کثرت شراب نوشی سے فوت ہوئے۔ جہانگیر اگرچہ تھوڑی سی شراب کو عاقل دوست سمجھتا تھا مگر اس نے اپنی رعایا میں اس کی ہمت افزائی نہیں کی۔ حقہ بند کرنے کی اس کی کوشش بے نتیجہ رہی مگر اچھی نیت سے کی گئی تھی۔ (9)

انسانی ہمدردی کے احکام

تین سال پہلے اس نے اور انسانی ہمدردی کا فرمان مٹھ کرنے اور فروخت کرنے کے وحشیانہ رواج کو موقوف کرنے کے لیے جاری کیا تھا۔ یہ رواج خاص کر بنگال کے ضلع سلہٹ (اب آسام) میں رائج تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی سخت سزا مقرر کی گئی تھی۔ تھوڑے دن بعد جب افضل خاں گورنر بہار نے ایسے کئی طرزموں کو دربار روانہ کیا تو بادشاہ نے انہیں عرقید کی سزا دی۔ لیکن اس قابل تعریف کوشش کو جاری نہیں رکھا۔ وہ خود برابر خواجہ سراؤں کو ملازم رکھتا رہا۔ اس کی خوش فہمی کی توقع کہ یہ رواج خود ہی ختم ہو جائے گا۔ پوری نہیں ہوئی یہ قبیح رسم جو مجڑے ہوئے دربار سے بنوامیہ کے دربار میں آئی تھی شاہی حرم کے خاتمہ ہی پر موقوف ہو گئی جس نے اسے رائج کیا تھا۔ (10) جہانگیر کے دوسرے ایسے احکامات پر تبصرہ کی

(8) چھاپا چھاپا۔

(9) اکبر نامہ (پیر رنج) جلد ۳ ص 703۔ بدایونی (لو) جلد دوم صفحہ 337۔ جہانگیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحات 35 و 134، 141، 142 جلد دوم صفحہ 87 ایک اور بھی عجیب فرمان قابل ذکر ہے۔ تمباکو جو ہندوستان میں اکبر کے عہد میں آئی اور جلد ہی تمام شہروں اور دیہاتوں میں آبادی کے ہر طبقہ میں پھیل گئی۔ اس سے جہانگیر کے نزدیک ہر طبیعت اور جسمانی ساخت کو نقصان پہنچتا تھا اور اس کے استعمال کو ممنوع کیا گیا مگر لوگوں نے اس کی بہت کم پروا کی۔ جہانگیر (راجہ س دیور رنج) جلد اول صفحات 370 و 377 خاصہ اخبار صفحہ 454۔ نیری صفحہ 96۔ حقہ نوشی کے متعلق دیکھو نیری صفحہ 96۔ فرایر جلد سوم صفحہ 149 تمباکو کے استعمال کے دوسرے طریقوں کے متعلق دیکھو مادی کی سنہریز راوی دی بی آف بنگال صفحہ 97۔ نیز ریسو مانی ایسٹ انڈیا کمپنی جلد اول صفحہ 300 اکبر کے عہد میں تمباکو کو رواج کے متعلق دیکھو قاضی امجد بیگ (ایٹ وڈائن) جلد ششم صفحات 165 و 167۔ جہانگیر کے ایک جمعہ عکراں ایران کے شاہ عباس نے بھی تمباکو کی ممانعت کی تھی مگر اس کے دوسرے معاصر انگلستان کے جیمس اول نے اس ممانعت کے خلاف حکم جاری کیا۔

(10) جہانگیر (جہانگیر) (راجہ س دیور رنج) جلد دوم صفحات 150، 151، 168۔

اورنگ زیب (سرگاد جلد سوم صفحات 90 و 91) نے بھی کرنے کی ممانعت کردہ بھی جہانگیر کی طرح خواجہ سراؤں کو ملازم رکھنا اپنانیہ اس کی ممانعت بھی بے نتیجہ رہی۔

ضرورت نہیں جو انسانی ہمدردی اور روشن خیالی کے جذبات پر مبنی تھے اور ان کا جاری کرنے والا قابل ستائش ہے اور یہ بالکل بے نتیجہ نہیں رہے۔

صلح محل پالیسی

سیاست عالیہ میں جہانگیر کی مصالحت پالیسی بنگال اور میواڑ میں حق بجانب ثابت ہوئی لیکن دکن میں ناکام رہی۔ مگر یہ ناکامی قابل افسوس نہیں ہے اس لیے کہ اس کی کامیابی سلطنت کے لیے تباہ کن ہوتی۔

جہانگیر کی کمزوری

جہانگیر کی زندگی اور حکومت کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ اسکے گرد و پیش جو افراد اس سے محبت کرتے تھے اور وہ خود ان سے محبت کرتا تھا اور ان کے اثر میں آجاتا تھا۔ اکبر کے عہد حکومت میں اس پر اس کے دوستوں کا اثر ہا جنہوں نے اسے بغاوت پر اکسایا اور پھر دس سال تک نور جہاں کا گروہ اس پر حاوی رہا۔ انہوں نے جہانگیر کی داخلی اور خارجی اصولوں سے تو کبھی انحراف نہیں کیا مگر ان کی اقتدار پسندی نے سلطنت میں اختلاف پیدا کر دیا۔ جہانگیر اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری سے تو الگ نہیں ہو سکتا لیکن یہ ظاہر کر دینا قرین انصاف ہو گا کہ سب سے زیادہ خرابیاں اس وقت پیدا ہوئیں جب اس کی صحت نے جواب دے دیا۔ اگر اپنی زندگی کے آخری دس برسوں میں اس کی صحت برقرار رہی ہوتی تو وہ اپنا اثر استعمال کرتا اور دہری خانہ جنگی درپیش نہ ہوتی۔

نتیجہ

بحیثیت مجموعی جہانگیر کی حکومت سلطنت کے امن و امان اور بہبودی کے لیے مفید رہی۔ اس کے عہد حکومت میں حرفت و تجارت کی ترقی ہوئی، فن تعمیر نے عروج حاصل کیا، مصوری اعلیٰ درجہ تک پہنچی اور ادب کو اتنا فروغ ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ ملکی داس نے رامائن تصنیف کی جو شمالی ہند میں لوگوں کے لیے ہومر، انجیل، شکسپیر اور ملٹن کی تخلیقات کا درجہ رکھتی ہے۔ ملک میں بکثرت فارسی اور دل دیسی زبانوں کے نامور شعرا نے مل کر اس عہد کو روشن سلطنت کے بہترین دور کا ہم پلہ بنادیا۔ جہانگیر کے عہد کا سیاسی پہلو کافی دلچسپ ہے مگر اس کا شاندار ترین پہلو ذہنی ارتقا ہے۔

ضمیمہ (الف)

پہلے باب کے متعلق نوٹ

شیخ سلیم چشتی کے انتقال اور ان کی قبر پر مشہور قبر کی تعمیر کے بعد شہنشاہ اکبر نے کئی گاؤں کی آمدنی مزار کی داشت اور مذہبی رسوم انجام دینے اور ان کی اولاد کے گزارہ کے لیے واقف کیے۔ 1846ء تک ان گاؤں کے مالی معاملات کا انصرام ان لوگوں نے کیا جنکے پر وقف کا انتظام تھا۔ لیکن 1846ء میں اس وقت کی انگریزی حکومت نے وقف کے انتظام کے متعلق نئے احکام جاری کیے جو سکریٹری صوبہ شمال مغربی کی حکومت کے مکتوب بتاب سکریٹری صدر بورڈ آف ریونیو مورخہ 14 اگست 1846ء میں درج ہیں اور جس کی نقل کاغذات سرکاری میں موجود ہے۔

”یہ طے کیا گیا کہ وقف کا موجودہ انتظام نہ قائم رہے گا اس لیے کہ حکومت نے مالکان اراضی سے بندوبست کر لیا ہے اور ہدایت کی جاتی ہے کہ آئندہ سے کل آمدنی سرکاری خزانہ میں داخل کی جائے گی اور کلکٹر کی نگرانی میں اس خط کی مندرجہ ہدایات کے مطابق خرچ ہوگی اس خط میں یہ طے کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ کا مزار ایک قومی تعمیری یادگار ہے جسے قائم رکھنا اور مرمت کراتے رہنا حکومت کا فرض ہے اور اس کے لیے ایک رقم مخصوص کر دی گئی ہے۔“

اس کے بعد یہ ہدایت دی گئی ہیں کہ کل آمدنی میں سے ایک رقم مذہبی رسوم کی انجام دہی میں خرچ ہوگی جیسا کہ بادشاہ نے طے کیا ہے۔

”آخر میں مقررہ رقم شیخ کی اولاد کے گزارہ میں خرچ ہوگی اور یہ طے کیا گیا ہے کہ یہ لوگ سرکاری پنشنر سمجھے جائیں گے اور انہیں حق ہوگا کہ اپنی پنشن کی رقم ہمیشہ سرکاری خزانہ سے وصول کرتے رہیں۔ طے ہوا ہے کہ ان کا اندراج اسی صورت میں ہوگا اور ان کے ساتھ یہی طریقہ برتا جائے گا جو اب تک جاری ہے۔“

(الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ مجریہ فروری 1922ء کا قطع جو شیخ سلیم چشتی کی اولاد میں سے ایک کی پنشن بارے میں فیصلہ ہوا تھا)

ضمیمہ (ب)

چوتھے باب کے متعلق نوٹ

شیخ محمد دایک بزرگ تھے جن کا خاندان افغانستان سے نقل وطن کر کے سندھ میں آیا اور شہنشاہ جہانگیر کے سامنے زمین بوس ہونے سے انکار کیا۔ انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا مگر جلد ہی بادشاہ اپنی سخت کیری پر پشیمان ہوا اور حضرت شیخ کو رہا کر کے ان سے معذرت کی۔ ان کی مصلیٰ اولاد اب بھی ان کے دس بارہ لاکھ مریدوں میں شمار ہوتی ہے۔

(دیکھو شیخ محمد کے مقدمہ کی روئیداد بہ عدالت سیشن کراچی مورخہ 29 اکتوبر 1921ء)

ضمیمہ ج

اسناد

(1) معاصر فارسی تواریخ

ابوالفضل کا اکبر نامہ

شہرہ آفاق شیخ ابوالفضل علای کا اکبر نامہ جسے ایضاً ایک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ نے تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ آخری پوری جلد اس کا ترجمہ کر رہا ہے۔ ترجمہ قسطوں میں 1897ء سے ایضاً ایک سوسائٹی آف بنگال بلیوں تھریکاٹنگ کا کے سلسلہ شائع کر رہی ہے۔ پہلی اور دوسری جلدیں مکمل ہو گئی ہیں۔ تیسری جلد کی دس قسطیں شائع ہو چکی ہیں جو تین کے 637 دیں صفحہ تک اور حالات کے 1561ء تک پہنچ گئی ہیں۔ تینوں جلدوں کے منتخب حصوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاوسن نے ہسٹری آف انڈیا "ایر بولڈ ہائی اس مسطورہ" کی جلد ششم صفحات (46۴2) میں شائع ہو چکا ہے۔ ہر اس فون کے لفظت سامرس کا مخلص ترجمہ مخطوط صورت میں رائل ایضاً ایک سوسائٹی لندن میں ہے۔ اس الیٹ اینڈ ڈاوسن، انفسٹن، کاؤنٹ دان نوایر اور دیگر مورخین نے استفادہ کیا ہے۔ خود ابوالفضل کی تاریخ 1602ء تک پہنچتی ہے جو اس کے انتقال کی تاریخ ہے۔

شہزادہ سلیم اور اس کے بھائیوں کی پیدائش، تعلیم، بعض شادیوں، ان کے منصب اور ان کی ابتدائی زندگی کے متعلق بعض دیگر واقعات کے متعلق اکبر نامہ ہماری سند کا خاص ذریعہ ہے۔ اس کی تاریخیں خاص طور پر قابل قدر ہیں۔

تمکیم اکبر نامہ

عنایت اللہ کا تمکیم اکبر نامہ ابوالفضل کی معرکہ آرا تصنیف کا سلسلہ اکبر کے عہد حکومت کے آخر تک ہے۔ اسے ایضاً ایک سوسائٹی آف بنگال نے شائع کیا۔ کچھ حصہ کا انگریزی ترجمہ جو لفظت سامرس نے کیا ہے وہ بھی اصل کتاب کے ساتھ ہے۔ اس کی اہم عبارتوں کا ترجمہ الیٹ ڈاوسن نے جلد ششم صفحات 115۴-103 میں اور بعض دیگر حصوں کا ترجمہ دان نوایر نے اپنی کتاب "اکبر" میں کیا ہے۔ سلیم کی بغاوت، ابوالفضل کے قتل، بنگال میں افغانوں کی شورش، شہزادہ دانیال کی موت، یہ سب سب کے تعاقب اور اکبر کی علالت اور انتقال کے حالات کے متعلق یہ کتاب ہماری معلومات کا خاص ذریعہ ہے لیکن اس میں بعض تفصیلات نظر انداز کر دی گئی ہیں۔

خواجہ نظام الدین احمد کی ”طبقات اکبر شانی“ جو طبقات اکبری کے نام سے مشہور ہے 94-1592ء تک کی تاریخ ہے۔ 1875ء میں نانی پریس لکھنؤ نے شائع کیا۔ اکبر کے تقریباً پورے عہد کا حال الیٹ ایڈیٹورس نے جلد ششم صفحات 247 تا 470 میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں شہزادہ سلیم کی ابتدائی زندگی کی کچھ ایسی تفصیلات ہیں جو ابو الفضل کے اکبر نامہ میں نہیں ہیں لیکن اس تاریخوں کو قبول کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ تاہم بحیثیت مجموعی یہ فارسی کی معتبر ترین تاریخوں میں ہے اور ہماری معلومات کا قابل قدر ذریعہ ہے اسے بطور تحریک کا اس مدون کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔

عبد القادر بدایونی کی ”منتخب التواریخ“ یا خلاصہ تاریخ گواہشیا ایک آف سوسائٹی بنگلہ نے شائع کیا ہے۔ پہلے حصہ کا ترجمہ لغت کر نیل، ٹیکس نے اور دوسرے حصہ کا ڈبلیو ایچ سونے کیا ہے جس کی ای جی کاؤلی نے نظر ثانی کی ہے اور تیسرے حصہ کا ترجمہ جو لغت کر نیل بنگ نے اور دوسرے حصہ کا ڈبلیو ایچ سونے کیا ہے جس کی ای جی کاؤلی نے نظر ثانی کی ہے اور تیسرے حصہ کا ترجمہ جو لغت کر نیل بنگ نے کیا ہے وہ ابھی نامکمل ہے کتاب کے بعض حصوں کا ترجمہ ایٹ اینڈ ڈاؤن نے جلد پنجم صفحات 483 تا 548 میں بھی کیا ہے۔ نیز بلو کمین کے ترجمہ آئین اکبری صفحات 168 تا 205 میں ہے، اس کے سیاسی حالات کی تفصیل میٹر نظام الدین کی کتاب پر مبنی ہے لیکن بعض حریذہ حالات بھی ہیں۔ کبر کی 1591ء کی حالات کے حالات صرف بدایونی نے دیے ہیں۔ تیسرے حصہ میں بزرگوں اور اولیاء کے حالات زندگی ہیں جو اکبر اور چھٹیکر دونوں تاریخ کے لیے قابل قدر ہیں۔

محمد قاسم ہندو شاہ جو فرشتے کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تاریخ 1612ء میں لکھی گئی تھی اور یہ ہندوستان کی مشہور ترین فارسی تاریخوں میں ہے اس کا ترجمہ جان برگر نے ”ہسنری آف دی راز آف محض پادشاہ اشیا“ کے نام سے 1829ء میں کیا اور اسے دوبارہ کیمبرے اینڈ کوکلکٹ نے 1908ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں اکبر کی حکومت کے آخر تک کی تاریخ ہے۔ شہزادہ سلیم کے ذاتی حالات کے متعلق اس میں مختصر دوسرے مورخوں کی دی ہوئی معلومات کی تصدیق کی گئی ہے، اکبر کے عہد کی دکن کی لڑائیوں کے حالات کے متعلق خاص طور پر مفید ہے۔

ابوالفضل کے مشہور ملازم اسدیگ کی "وقائع" یا حالات ابوالفضل کے قتل اور قاتل پر منظر کے تعاقب کے حالات کے متعلق بہ مستند ماخذ ہے۔ نیز اس میں خسرو کے مقابلہ میں سلیم کو محروم کرنے کی سازش اور اکبر کی وفات اور جہانگیر کی جانشینی کے مفصل حالات ہیں۔ اس کے اہم ترین حصوں کا ترجمہ البت ایڈڈ آؤن سن نے جلد ششم صفحات 150 تا 174 میں کیا ہے۔

انفع الاخبار

محمد امیر کی "انفع الاخبار" یا مفید ترین حالات میں اکبر کے عہد کے آخری دنوں میں شہزادہ سلیم کے ساتھ برتاؤ کی بہت قابل قدر تفصیل ہے۔ اس کے بعض حصوں کا ترجمہ الیٹ و ڈاؤسن نے جلد ہشتم صفحات 244 تا 250 میں کیا ہے۔

اکبر کے عہد کی دوسری تاریخیں جیسے نورالحق کی "زبدۃ التواریخ" مولانا احمد وغیرہ کی "تاریخ الغنی" اور شیخ الہ داد فیضی سرہندی۔ ان میں کوئی مزید معلومات نہیں ہیں۔ آگے جن تاریخوں کا ذکر کیا جائے گا خصوصاً "تاریخ تہذیبی" اس سے سلیم کی شہزادگی زندگی پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اگرچہ وہ بیشتر اس حکومت سے متعلق ہے۔

آئین اکبری

ابو الفضل کی "آئین اکبری" جس کی تدوین بلوئین نے کی اور جسے ایٹیاک سوسائٹی آف بنگال نے پہلو تھریکا انڈیا پریس میں شائع کیا۔ اس کا مکمل ترجمہ فرانسیسی گھنڈون نے کیا جسے 1800ء میں لندن میں شائع کیا گیا۔ مستند ترجمہ ایچ بلوئین کی جلد اول میں ہے جو 1873ء شائع ہوئی اور ایس ایچ جاکر کی جلد دوم و سوم جو ایٹیاک سوسائٹی بنگال نے 1873ء تا 1894ء میں کلکتہ میں شائع کیں۔ مغل نظم و نسق کے مطالعہ کے لیے آئین ہمیشہ بنیادی مواد کا کام دے گی۔ بلوئین کی تشریحات خاص طور پر مفید ہیں۔ دوسری جلد جغرافیائی اور معاشی معلومات کا خزانہ ہے۔

توزک جہانگیری

"توزک جہانگیری" یا خود جہانگیری کی یادداشتوں کے مختلف نام میں یعنی تاریخ سلیم شاہی، تاریخ جہانگیری، کارنامہ جہانگیری، واقعات جہانگیری، بیاض جہانگیری، اقبال نامہ اور مقالات جہانگیری۔ اس کا ایک اور نسخہ بھی ہے جس کا آگے ذکر کیا جائے گا اور جسے 1829ء میں میجر ڈیوڈ پرائس نے ترجمہ کیا۔ ان دونوں نسخوں کے مستند ہونے یا نہ ہونے پر مدتوں بحث چلتی رہی۔ جس میں سر ہنری الیٹ، پروفیسر ڈاؤسن، ڈی ساسی، ڈاکٹر ریو، مارے اور دوسرے نے حصہ لیا اور اب قطعی طور پر طے ہو گیا ہے کہ میجر پرائس کا نسخہ جعلی اور سر سید احمد خاں نے جو نسخہ شائع کیا ہے وہی جہانگیری کی اصلی یادداشت ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں عام ہے۔ سر سید احمد خاں نے اسے 1864ء میں غازی پور اور علی گڑھ سے شائع کیا۔ راجرس نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کی نظر جانی تدوین میں حواشی کے ساتھ ہنری بیور تچ نے کی۔

پہلے بارہ سال کے حالات کی یادداشتیں ختم ہونے پر خوبصورت جلدوں میں کر کے اس نے اپنے افسروں کو پیش کیں اور سب سے پہلی جلد شاہجہاں کو پیش کی گئی۔ اپنی حکومت کے سترہویں سال جب بادشاہ بیمار میں مبتلا ہو گیا اور دن بدن کمزور ہونے لگا تو یادداشت لکھنے کا کام مستند خاں کو سپرد کر دیا گیا جس نے انیسویں سال کے حالات تک اسے پہنچایا۔ اس یادداشت کا سب سے پرانا نسخہ جو اگرچہ نامکمل ہے۔ خدا

بخش کی اور ٹیلی لائبریری باگی پور میں ہے جسے 1656ء میں اورنگ زیب کے بڑے لڑکے محمد سلطان نے گوکنڈہ کے قطب شاہی کتب خانہ سے حاصل کر لیا تھا۔

پہلے بارہ سال کی یادداشتوں کا ترجمہ 1909ء میں لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے شائع کیا اور بعد کی یادداشت کا 1914ء میں کچھ حصوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے جلد ششم صفحات 276 تا 391 شائع کیا۔ کچھ حصہ کا ترجمہ اینڈرسن نے ایشیاٹک سوسائٹی میں 1786ء میں شائع کیا۔

جہانگیر کے عہد حکومت اور اس کی شخصیت کے مطالعہ کے لیے یہ روزنامہ معجز ترین سند ہے۔ شورشوں، بغاوتوں اور فتوحات کے مفصل حالات اس میں ملتے ہیں۔ تمام اہم تقررات، ترقیوں اور برطرفیوں کا اس میں ذکر ہے۔ امر اور حکام کے حالات جتنی جاگتی تصویر کی شکل میں بیان کیے گئے ہیں۔ دباؤں کا حال بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سلطنت کے ہر حصہ کے غیر معمولی واقعات خبر رسالوں کے لیے لکھ کر بھیجے ہیں جو اس میں درج کیے گئے ہیں خود بادشاہ کی زندگی کے حالات نہایت وضاحت اور صاف گوئی کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، البتہ صرف بعض حالات جیسے خود اس کی اپنی والدہ سے بغاوت اور شہزادہ خسرو کی موت کے اسباب پر لپ پلٹ کی گئی۔

تاریخ سلیم شاہی

”تاریخ سلیم شاہی“ جس کا ترجمہ بھیجی کی فوج کے میجر ڈیوڈ پرائس نے لیا تھا رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی اور ٹیلی ٹرانسمیشن کمپنی نے ”شہنشاہ جہانگیر کا خود نوشت روزنامہ ایک فارسی مخطوطہ سے ترجمہ کیا ہوا“ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس کی نقل 1906ء میں بنگالہ پریس کلکتہ نے شائع کی۔ اس کے مصنف کا نام نہیں معلوم اکثر حالات میں یہ اصل روزنامہ سے زیادہ مفصل ہے مگر بحیثیت مجموعی یہ جعلی ہے۔ بد قسمتی سے الفسطن اور دیگر مورخین نے اسی سے استفادہ کیا اور جہانگیر کی سیرت کے متعلق جو بہت سے باتیں اس وقت رائج ہیں ان میں اس کتاب سے زیادہ کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ اس کے مخطوطہ نسخے خدا بخش کی اور ٹیلی لائبریری باگی پور میں اور دوسری جگہوں پر موجود ہیں۔

معتمد خاں کا اقبال نامہ

معتمد خاں کا ”اقبال نامہ“ تین حصوں میں ہے۔ پہلے حصہ میں خاندان تیموریہ کی تاریخ ہاویں کے انتقال کے وقت تک ہے، دوسرا حصہ اکبر کے عہد حکومت سے متعلق ہے اور تیسرا حصہ جہانگیر کے پورے عہد حکومت اور شاہجہاں کی تخت نشینی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ پہلے دو حصے نایاب ہیں مگر تیسرا حصہ ”اقبال نامہ جہانگیری“ کے نام سے عوام ملتا ہے۔ اکثر اسے ”توزک جہانگیری“ سے غلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ اس کی تدوین میجر ڈیوڈ این لیکر کی نگرانی میں مولوی عبدالحی اور مولوی احمد علی نے کی اور اسے 1865ء میں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ نے پہلی تصدیق کاڈیکا سریز میں شائع کیا۔ خسرو کے ساتھیوں کی سزا، نور جہاں کے عروج 1618ء کی طاعون کی وبا اور آخری چار برسوں کے واقعات کے متعلق حصوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن کی تاریخ کے صفحات 393 تا 438 میں ہے۔ اس ساری کتاب کے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ تین مخطوطے جو مجھے ملے ان کا میں نے خوب غور سے مقابلہ کیا۔

محمد شریف معتمد خاں جو جہانگیر کے عہد میں بخش کے عہدہ پر فائز تھا۔ وہ شاہجہاں کی بغاوت سے وابستہ رہا اور جب مہابت خاں نے بادشاہ کو گرفتار کیا تو وہ شاہی کیمپ میں موجود تھا۔ بادشاہ کی رہائی کے بعد جو کوشش ہوئی اس میں وہ شریک تھا۔ اکثر واقعات پر اس کی تحریر یعنی شاہد کی سند رکھتی ہے۔ اس نے اپنی کتاب جہانگیر کے عہد کے بعد ختم کی چنانچہ بعد کے برسوں میں اس نے جو کچھ لکھا وہ شاہجہاں کے طرفدار کی طرح سے لکھا اور نور جہاں سے وہ سخت عداوت ظاہر کرتا ہے۔ بہر نوع جو زمانہ ”توزک جہانگیری“ کے اندر نہیں آتا اس کے لیے وہ ہماری بنیادی سند ہے۔ جہانگیر کے عہد کے اٹھارہ سال تک جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ بیشتر ”توزک جہانگیری“ ہی کے مطابق ہے۔ معتمد خاں کے حالات زندگی کے لیے دیکھو تاثر الامرا جلد سوم صفحہ 430۔

کامگار خاں کی تاثر جہانگیری

خواجہ کامگار فیرت خاں کی ”تاثر جہانگیری“ شاہجہاں کے ایمان سے اس کی عہد حکومت تک کے تیسرے سال لکھی گئی۔ یہ کتاب ابھی تک کبھی نہیں ہے۔ میں نے خدا بخش کی اور نیکل لاہوری باگی پور کا مخطوط استعمال کیا ہے۔ اس کے دو طبع ابو الفضل کے نقل سے متعلق اور مہابت خاں کی پورش کے بعد شاہجہاں کے رویہ کے متعلق ترجمہ کر کے ایلیٹ اینڈ ڈاؤن نے صفحات 442 تا 445 میں شائع کیے ہیں۔ یہ گھنڈون کی ”رین آف جہانگیر“ مطبوعہ کلکتہ 1788ء کی بنیاد ہیں۔ ”تاثر کا چھٹا حصہ جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے کے حالات زندگی پر مشتمل ہے اور یہی کتاب کا اہم ترین حصہ ہے اس لیے کہ اس میں جو معلومات ہیں وہ ”توزک“ یا ”اقبال نامہ“ میں نہیں ہیں جیسی کہ توقع کی جاسکتی تھی۔ اس کی تحریر میں شاہجہاں کی طرف داری کی جھلک ہے جس کے عہد میں وہ چھوٹی گورنری اور تین ہزار کے منصب تک پہنچا تھا۔

انتخاب جہانگیر شاهی

”انتخاب جہانگیری“ ایک غیر مصنف کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والا جہانگیر کا ملازم تھا۔ اس کے کچھ حصوں کا ترجمہ الٹ و ڈاؤن نے اپنی کتاب کی جلد ششم صفحات 447 تا 452 میں کیا ہے۔ اس میں جہانگیر کی فیاضیوں اور اس کے طرز زندگی، خسرو کی سزا کے متعلق نئی معلومات ہیں اور نور جہاں کے اقتدار کے خلاف مہابت خاں کے احتجاج کا ذکر ہے۔

پند نامہ جہانگیری

”پند نامہ جہانگیری“ میں خانگی اور پبلک زندگی کے متعلق جہانگیر کے اصول و ضوابط ہیں۔ اس سے جہانگیر کی سیرت پر روشنی پڑتی ہے میں نے رامپور کے مخطوط سے استفادہ کیا۔ یہ خدا بخش کے مخطوط ”تدبیر سلیم شاهی“ میں بھی شامل ہے۔

نعت اللہ کی مخزن افغانی

”مخزن افغانی“ یا ”تدبیر خان جہان لودی“ مشہور فوجی کماندار خان جہاں کی ایما پر سانہ کے ہیبت

خان نے تقریباً 1612ء میں تصنیف کی۔ اس کا ترجمہ برن ہارڈورن نے ”ہسٹری آف افغانس“ کے نام سے کیا جسے اورینٹل ٹرانسلیشن فنڈ کی طرف سے شائع کیا گیا۔ اس کے کچھ حصے لودی سلاطین دہلی اور شیر کے بارے میں الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے ترجمہ کر کے اپنی کتاب کی جلد پنجم کے صفحات ۱۷۵ تا ۱۸۵ میں شائع کیے۔ حصہ اول کے آخر میں مصنف نے اکبر اور جہانگیر کے عہد میں بنگال میں افغانوں کی شورش کا حال لکھا ہے اور کتاب کا یہی حصہ جہانگیر کی تاریخ کے سلسلہ میں کار آمد ہے۔

محمد جلال طباطبائی کی فتح کا نگڑہ

”شش فتح کا نگڑہ“ یا نگڑہ کی چھ فتوحات شاہجہاں کے ایک فشی محمد جلال طباطبائی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ابھی تک چھپی نہیں۔ میں نے الہ آباد یونیورسٹی کے مخطوط سے مدد لی جو نواب صاحب رامپور کے کتب خانہ کے مخطوط کی نقل ہے۔ ساری کتاب کا خلاصہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ششم صفحات ۳۱۸ تا ۳۳۱ میں دیا ہے۔ مصنف نے کا نگڑہ کی فتح کا واقعہ چھ طریقوں سے بیان کیا ہے اور اپنے اس کارنامہ کو شاہجہاں کے سامنے پیش کیا۔ اس میں بعض ایسی تفصیلات ہیں جو اور کہیں نہیں ہیں۔

تاثر رحیمی

عبدالباقی نہاوندی کی ”تاثر رحیمی“ عظیم عبدالرحیم خان خاناں کے خاندان، حالات زندگی اور کارناموں کا بیان ہے۔ خان خاناں کی مہجرات، سندھ اور دکن کی مہمات کے سلسلہ میں یہ بہت قابل قدر ہے۔ مصنف نے اس میں اپنی طرح کے کئی شاعروں کے حالات زندگی اور ان کی تحقیقات کے بکثرت نمونے جو خان خاناں کی سرپرستی میں فروغ پائے تھے۔ اس کا پہلا حصہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

حسب ذیل دو کتابیں خاص کر شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہیں مگر مذکورہ بالا کتابوں کی اس طرح تکمیل کرتی ہیں کہ ان میں شاہجہاں کے کارناموں کا اور جہانگیر کے عہد حکومت کے چند برسوں کے حالات کا تذکرہ ہے۔

یاد شاہ نامہ عبدالحمید لاہوری

عبدالحمید لاہوری کا ”یاد شاہ نامہ“ خاص کر شاہجہاں کی تاریخ سے متعلق ہے۔ اسے کلکتہ کی بنگال ایشیاٹک سوسائٹی نے دو جلدوں میں بطور تحریک انڈیا سیریز میں شائع کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم صفحات 72 تا 76 میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔

محمد صالح کمبوہ کی عمل صالح

محمد صالح کمبوہ کی ”عمل صالح“ بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی بطور تحریک انڈیا سیریز میں شائع کیا ہے۔ یہ کتاب شاہجہاں کی تاریخ پیدائش سے وفات تک پر مشتمل ہے۔ اس کے عہد کے آخری چند برسوں کے حالات کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب جلد ہفتم صفحات 124 تا 132 میں کیا ہے۔ جہانگیر کے عہد

حکومت کے حالات میں مصنف نے خصوصاً مندرجہ بالا کتب سے استفادہ کیا ہے لیکن شروع سے آخر تک اپنے آقا کے نقطہ نظر سے۔
شاہجہاں کے اپنے عہد حکومت کے آخری دنوں کا ذکر ہے مگر کوئی نئی بات نہیں ہے۔

(2) بعد کی فارسی تاریخیں

سبحان رائے کی خلاصۃ التواریخ

پٹیالہ کے سبحان رائے کھتری کی خلاصۃ التواریخ ہندوستان کی عام تاریخ اور رنگ زیب کی تخت نشینی تک جو 96-1695ء میں لکھی گئی۔ حال ہی میں اسے محمد ظفر حسن بی اے مدون کر کے دہلی سے شائع کیا ہے۔ اپنے مطبوعہ نسخہ کی اشاعت سے قبل جو مخطوطات حاصل کیے تھے۔ ان سے جہانگیر کے متعلق حالات کا اس سے بغور مقابلہ کیا۔ میں نے اس کے جو حوالے دیے ہیں وہ مطبوعہ نسخہ سے ہیں۔ اس کی بدولت عبارت کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحات 10 تا 12 میں دیا ہے۔ مصنف نے اکثر تقریباً لفظ بہ لفظ جہانگیر اور معتمد خاں کی نقل کی ہے۔ مگر کہیں کہیں نئی معلومات بھی دی ہیں۔ شاہجہاں کی بغاوت کا اس نے جو حال لکھا ہے وہ واضح اور بے لاگ ہے۔ مغل سلطنت کی جغرافیائی تشریح جو کئی پہلو سے کتاب کا اہم ترین حصہ ہے اس کا ترجمہ جادو ناتھ سرکار نے اپنی کتاب ”انڈیا آف اورنگ زیب“ میں دیا ہے۔

محمد بقا کی مرآت عالم

”مرآت عالم“ جسے محمد بقا نے اورنگ زیب کے عہد کے درمیانی زمانہ میں تصنیف کی اور جسے عموماً اس کے سرپرست بخاور خاں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ عموماً دنیا کی تاریخ ہے جس میں خصوصاً ہندوستان کا بھی ذکر ہے۔ جس مخطوطہ سے میں نے استفادہ کیا اور میں تقریباً پچیس صفحے جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق ہیں۔ اس کے کچھ حصے جو اورنگ زیب کی فیاضی اور اس کی عادات و اطوار کے بارے میں ہیں ان کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤسن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم کے صفحات 156 تا 165 میں دیا ہے۔ اس سے ہماری معلومات میں زیادہ اضافہ نہیں ہوتا۔

خانی خاں کی منتخب الملباب

محمد ہاشم خانی خاں کی ”منتخب الملباب“ اٹھارویں صدی کی چوتھی دہائی میں لکھی گئی۔ اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب ہیں۔ ساری کتاب کو مولوی کبیر الدین احمد نے مدون کیا اور بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی نے 1869ء میں بلیو تھمپکس کا انڈیکا سریز میں شائع کیا۔ خاندان تیموریہ کا مختصر حال لکھنے کے بعد مصنف نے بعد کے بادشاہوں کا تقریباً پورا پورا حال دیا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا حال جو مطبوعہ نسخے کے صفحات 244 تا 394 میں ہے خاص کر جہانگیر، معتمد خاں کے بیانات پر مبنی ہے مگر جزوً دوسرے ماتخذ سے بھی

استفادہ کیا گیا ہے جن میں سے بعض اب مفقود ہیں۔ خانی خاں کو جتنی بھی معلومات بہم پہنچ سکیں ان سے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے وہ قاری انشاء اور صاف شستہ بے لاک انداز بیان کا ماہر معلوم ہوتا ہے۔ اور تک زیب اور اس کے جانشینوں کے حالات کے متعلق جو حصہ ہے وہ تقریباً پورے کا پورا الیٹ اینڈ ڈاؤن نے اپنی کتاب کی جلد ہفتم صفحات 533 تا 261 میں ترجمہ کیا ہے۔ الفسطن اور گرانٹ آف نے ایک ایسے مخطوطہ ترجمہ کیا ہے جو مدراس فوج کے میجر گارڈن نے کیا ہے اور جو تقریباً جہانگیر کے عہد حکومت کے آخری زمانہ تک ہے۔ یہ سودہ شاید کم ہو گیا ہے۔ اس لیے اسے دوبارہ ترجمہ کرنے کی ضرورت ہے۔

محمد ہادی کی تہمہ جہانگیری

اٹھارویں صدی کے نصف اول میں محمد ہادی نے جہانگیر کے اٹھارہ سال کے روزنامے کی نقل کرنے کے بعد اس کا سلسلہ ”تہمہ واقعات جہانگیری“ کے نام سے لکھا جس میں جہانگیر کے انتقال کے وقت تک کے حالات درج کیے ہیں۔ یہ تقریباً بالکل معتمد خاں پر جاتی ہے۔ عموماً یہ ”توزک جہانگیری“ کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ اس کی بعض عبارتوں کا ترجمہ الیٹ اینڈ ڈاؤن کی کہ کتاب جلد ششم کے صفحات 393 تا 399 میں ہے۔

تاریخ عالم آراے عباسی

”تاریخ عالم آراے عباسی“ ایران کی ایک قابل قدر تاریخ ہے۔ یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے لیکن مخطوطہ کی صورت میں یہ ہندوستان میں عام ہے۔ اس میں ہندوستان و ایران کے تعلقات کا ذکر ایرانی نقطہ نظر کے مطابق ہے۔

ماثر الامرا

”ماثر الامرا“ بابر کے وقت سے لے کر آٹھارویں صدی کے آٹھویں دہائی تک کے مغل امرا کا بترتیب حروف جمعی نہایت قابل قدر سوانحی بیان ہے۔ جسے مصمماں الدولہ، شاہ نواز خاں اور اس کے لڑکے عبدالحق نے تصنیف کیا اور بنگال کی ایسیانک سوسائٹی نے تین حصوں میں شائع کیا، ہر حصہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہنری یورتنے اس کا انگریزی میں ترجمہ انگریزی حروف جمعی کی ترتیب سے شروع کیا۔ اب تک اس کے چھ جزو شائع ہو چکے ہیں۔

جہانگیر کے امرا کے حالات زندگی خاص کر اور کہیں کہیں لفظ بہ لفظ ابو الفضل، جہانگیر معتمد خاں، کامگار، خانی خاں اور عبدالمہید سے لیے گئے ہیں لیکن بعض زاید حالات ایسی کتابوں سے ماخوذ ہیں جو اب نایاب ہیں۔ مصنف نے بہت سے ایسے واقعات اور حالات لکھے ہیں جن سے اس وقت کے رسم و رواج پر روشنی پڑتی ہے۔ بلو کہیں نے اکبر کے عہد کے امرا کے حالات بیشتر ”ماثر“ ہی سے لیے ہیں۔

نیل کی مفتاح التواریخ

طاس ولیم نیل کی ”مفتاح التواریخ“ جو 1819ء میں لیتھو گراف سے آکرہ میں شائع ہوئی اس میں

ایشیائی مسلم تاریخ کے تمام اہم واقعات تاریخ وار درج کیے گئے ہیں اور بادشاہوں، مدبروں، شاعروں وغیرہ کے مختصر حالات ہیں۔ اس کی خاص اہمیت تاریخوں کے تصنیف میں ہے۔ جہانگیر کے عہد کے حالات اور اہم اشخاص کا ذکر صفات 308 تا 343 میں ہے۔ بہت سی بعد کی فارسی تاریخوں میں جہانگیر کے عہد حکومت کا حال ہے جو بیشتر قابل اہتمام ہے۔

(3) معاصر ہندی تواریخ

کیثو داس کی ہیر سنگھ دیوچر تر

کیثو داس جس کا شمار ہندی ادب کے نورتنوں میں کیا جاتا ہے۔ جہانگیر کے عہد میں نمایاں ہوا اور اپنے سر پرست ہیر سنگھ بندیلہ ابو الفضل کے قاتل کے حالات زندگی تقریباً 1664ء بمقام 1660ء میں لکھے۔ اس کی زبان میں سنسکرت کی بہتات ہے اور اگر وہ محرم کے گرد و نواح میں بولی جانے والی زبان اور جتنا کے کے جنوب کی بندیل کھنڈی بولی کے بیچ بیچ کی ہے۔ مصنف کی ”رام چندریکا“ میں جو زور ہے یا ”رسک پریا“ جو شیرینی اور وقار ہے۔ وہ اس کتاب میں نہیں ہے۔ لیکن تاریخی نقطہ نظر سے یہ اہم تصنیف ہے جیسی کہ توقع کی جاسکتی تھی۔ اس میں پرجوش تعریف کی بھرمار ہے مگر اس بندیلہ رئیس کے حالات زندگی اور کارناموں کے متعلق مفید معلومات ہیں یہ کتاب عموماً بندیل کھنڈ کے باہر غیر معروف ہے۔ اس میں 194 صفحے ہیں۔

کیثو داس کی جہانگیر چندریکا

کیثو داس نے ایک اور بھی تعریف سے بھری ہوئی کتاب لکھی ہے جو اس کے سر پرست کے سر پرست شہنشاہ جہانگیر کے حالات زندگی پر مشتمل کہی جاتی ہے۔ ”جہانگیر چندریکا“ زبان اور اسلوب کے لحاظ سے ”ہیر سنگھ دیوچر تر“ سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں فارسی تاریخوں میں مذکور معلومات کے علاوہ کوئی مزید معلومات نہیں ہیں لیکن یہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ ایک ممتاز ہندو شاعر کا اپنے بادشاہ کے بارے میں کیا خیال تھا۔

امیر راجہ ہنساولی

بے پور اور دوسری راجپوت ریاستوں کے اکثر خاندانوں کے پاس حکمران خاندانوں کے شجرے اور تاریخیں اور مخطوطہ شکل میں موجود ہیں۔ بظاہر یہ خشک اور ناکافی ہیں لیکن اکثر ان میں خلاف توقع روایات کے گرانقدر خزانے مل جاتے ہیں۔ امیر کے متعلق میں نے ”امیر راجہ ہنساولی“ کے مخطوطہ کے مطالعہ سے بہت فائدہ حاصل کیا جو پربھت ہری زرائعین بی اے کے پاس ہیں۔

امیر (موجودہ بے پور) کی بکثرت کتابیں جو اکبر اور جہانگیر کے عہد میں تصنیف ہوئیں اب تک مخطوطہ کی شکل میں پرانے پڑھتوں، شاعروں اور امر کے یہاں محفوظ ہیں اور سب کے شروع میں راجہ

مان سنگھ کے کارنامے اس طرح درج ہیں جیسے یہ کسی خود مختار حکمران کے ہوں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مان سنگھ کے سپاہیانہ کارناموں سے امیر کے افتخار کو کتنی بلندی حاصل ہوئی تھی۔
نوٹ:- کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ جے پور کے کتب خانہ میں راجہ مان سنگھ کا ایک نہایت ہی قیمتی روزنامہ موجود ہے لیکن علم کے متلاشی کو اس کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

جینی مخطوطات

- اس زمانہ کی لکھی ہوئی متعدد دیسی زبانوں کی کتابیں بہار میں جین سدھانت بمون آرہ اور راجپوتانہ کی ریاستوں میں مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں۔ مصنفین کا بیان ہے کہ جینی تعلیمات نے اکبر کے ذہن پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔ ان کے مقدموں میں اکثر مصنفین نے جہانگیر کی انصاف پسندی اور اس کے عہد میں امن و فراغ بآلی کی تعریف کی ہے۔ انہیں کتابوں سے ہمیں گجرات سے جینی پردہتوں کے اخراج کے حکم کی منسوخی کا علم ہوا۔

نمین سنگھ کی کھیات

راجپوتانہ کے وافر شعری ادب میں سب سے زیادہ مشہور نمین سنگھ کی کھیات ہے جو حسب معمول شاعرانہ اسلوب کی ہے۔ اس میں میواڑ کے بہادرؤں کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے مغلوں سے جنگ کی تھی۔ میں نے ایک نسخہ سے استفادہ کیا جو جوہ پور کے فشی دہی داس کے پاس ہے۔

آدی گرنتھ

آدی گرنتھ سکھوں کی مذہبی کتاب جو خاص کر گورکھی میں ہے اور جسے گردوار جن نے مرتب کیا ہے۔ اس میں وافر سوانحی مواد ہے جو اکثر تاریخی اعتبار سے بہت زیادہ قابل قدر ہے۔ اس میں ۱۶۰۶ء میں گردوار جن کی نام نہاد شہادت کا حال درج ہے۔ اس کا ہندی ترجمہ نو لکھنؤ پریس لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

(4) بعد کی ہندی تواریخ

لال کی چھتر پرکاش

ایک خوش گوہندی شاعر گورے لال پردہت جو عموماً لال کے نام سے مشہور ہے اس نے اپنے سر پرست اپنا وسط ہند کے چھتر سال کی ایما سے تقریباً 1764ء بکری یا 1707ء میں اپنی کتاب ”چھتر پرکاش“ تصنیف کی۔ یہ کتاب کچھ بے ربط طور پر 1707ء پر ختم ہو جاتی ہے۔ اسے کاشی ناگری پر چارنی سہا بنارس نے شائع کیا ہے۔ اس میں بظاہر ریاستی دستاویزات کی بنیاد پر اس خاندان کے شجرہ نسب اور روایتی کارناموں کا ذکر ہے اور اس طرح اس کی حیثیت بنیادی مواد جیسی ہے۔ شاہجہاں اور اورنگ زیب کے عہد

تک پہنچ کر اس کے بیان میں کافی پھیلاؤ ہو جاتا ہے۔ یوگس نے ”اپنی ہنری آف نریلاز“ بیشتر لال ہی سے استفادہ کیا ہے۔

ہندیوں کی ہندو

جس پر وسط ہند کے مہاراجہ کے کتب خانہ میں ایک ہندی مخطوطہ ہے جو کئی سال پہلے ایک اور مخطوطہ سے نقل کیا گیا ہے جس کا نام ”ہندیوں کی ہندو“ یا ہندیوں کا شجرہ نسب ہے اور جو دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں جو کچھ ہے اسے ابتدائی قسم کا فلسفہ یا سنی کہا جائے لیکن دوسرے حصہ میں مختلف ہندی قبیلوں کے حالات نسبی اور شادی کے تعلقات کا بیان ہے۔ اس میں تاریخیں بہت کم دی ہیں مگر تاریخی اعتبار سے وافر قابل بیانات ہیں۔

(5) معاصر جزویٹ تاریخیں

مانسیرات

فادر ہیتھوئی مانسیرات کی ”منکو لکی لکیشنز کمیسر بس“ مانسیرات گوا کے جزویٹ مشن متعلقہ مغل دربار میں ایک رکن تھا جو 1580ء سے 1582ء تک اکبر کے دربار میں رہا۔ یہ مخطوطہ کسی طرح پھیل صدی کے شروع میں کلکتہ پہنچ گیا اور وہاں فورٹ ولیم کالج، مکاف ہال ہوتے ہوئے امپیرل لائبریری پہنچا اور 1906ء میں اسے سینٹ پال کی کیتھڈرل لائبریری میں ریورینڈ ڈبلیو کے فرنگر کو ملا۔ اس کے متن کو فادر ہوشن نے مرتب کیا اور ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے 1914ء میں بطور یادداشت کے جملہ سوم نمبر 9 صفحات 508 تا 704 میں شائع کیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ جسے ایس ہوائے لینڈ کا کیا ہوا ایس این ہنری کی تشریحات کے ساتھ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کیا۔ یہ کتاب خاص کر اکبر کی تاریخ کے سلسلہ میں بہت کار آمد ہے۔ اس میں شہزادہ سلیم اور اس کے بھائیوں کے بچپن کے حالات اور اکبر نظام سلطنت کے متعلق جو جہانگیر کے عہد تک جاری رہا کچھ معلومات ہیں۔

ڈو چارک

فادر جیرے ڈو چارک آف ٹولوس کی ”ہسٹوری ڈے چورے پلس سیور پلس، این آئی اسٹامینٹ این برادرز ڈی لافولے کرشین ایٹ کیٹولک ایٹ پرنسپلٹ ڈی سی کیولے رینجیس ڈی لامین ڈی چیزس وائی لوٹ فایکٹ ایٹ انڈور پور لاسی سے فن ایٹ سزا“ جو پہلے 1661ء میں فرانسیسی زبان میں بمقام اس شائع ہوئی۔ تیسرا حصہ جو 1614ء میں شائع ہوا۔ اکبر کی حکومت کے آخری پانچ سال اور جہانگیر کی کے پہلے سال کے حالات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کا ایک لاطینی زبان کا نسخہ ”تھیڈاس ایرم ایڈ کرم“ وغیرہ کے نام سے اصل کتاب کی اشاعت کے دو سال کے اندر شائع ہوا۔ تھیڈاس کی تیسری جلد باب 16۔ سے باب 23 تک

صفحات 137 تا 201 میں جہانگیر کی تاریخ ہے۔ میں نے الہ آباد یونیورسٹی کے نسخے سے استفادہ کیا جو حال میں بوڈلین لائبریری سے فوٹو کر کے اس غرض سے منگایا گیا ہے۔ ڈو جہارک بعض تفصیلات میں فارسی تاریخوں کا ترجمہ ہے۔ مگر اس میں کوئی نئی معلومات نہیں ہیں اور کبھی کبھی وہ تفصیلات میں غلطی کر جاتا ہے۔

میکھا گن

ایڈمی میکھا گن کے مضمون بعنوان ”جزدینٹ مشن ٹو اکبر“ میں جوایشیا ایک سوسائٹی بنگال کے حصہ اول جلد 65-1888 صفحات 38 تا 113 میں شائع ہوا۔ خاص خاص جزدینٹ مشنریوں کے بیانات کا نہایت عمدہ مضمون ہے۔ 1605ء تک باستانئے ماسیرات۔ شہزادہ سلیم کے مذہبی عقائد اور اس کے عیسائیوں سے برتاؤ کے متعلق اس کا مطالعہ لازمی ہے۔
ہو سٹن پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی کے جرنل قارئین ہو سٹن نے شہزادہ خسرو کی بنکوت کے متعلق جزوٹ مشنریوں کے نقطہ نظر کا ترجمہ کیا ہے۔

(6) معاصر یورپین سیاح ملازم سکپنی

یورپین سیاحوں کی خاص اہمیت شہزادوں، دربار کے مناظر، دربار کی تقریبات، جلوسوں اور جن اشخاص سے ان کا واسطہ پڑا ان کے خاکوں کے بیان میں ہے جہاں کہیں وہ اپنے دائرہ سے باہر ہوئے ہیں وہاں وہ بری طرح بھگ گئے ہیں۔ ملک اور اس کی سیاسیات سے ان کی اجنبیت فارسی سے عداوت ان کے تعصب اور ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے وہ جو کچھ دیکھتے تھے اس کی صحیح توجیہ نہیں کر سکتے تھے لیکن انہوں نے اپنے وقت کے حالات کے متعلق بہت سی افواہوں کو درج کر کے محفوظ کر دیا ہے۔
مختی رورینڈ سیویل پرچاز (1625ء) نے پرچاز اور اس کی یاتراؤں میں جو مولود جمع کر دیا ہے۔ اس میں شروع سترہویں صدی کے بیشتر سیاحوں کے بیانات پورے یا جزوی طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ نیز پہلے کی پرچاز اور اس کی یاتراؤں یا دنیا سے تعلقات وغیرہ میں (1613ء) میں نے اس کے بہترین ایڈیشن سے استفادہ کر کے حوالے دیے ہیں، جسے مہیکوٹس پاسٹوس آر پرچاز ہر پبلکر مس یا 1905ء کی میکھوز نے پرچاز ہر پبلکر مس میں شائع کیا۔

ہانکس

کپتان ولیم ہانکس کے متعلق میں نے دو ماخذ سے استفادہ کر کے حوالے دیے ہیں۔ ایک تو پرچاز ہر پبلکر مس (مرتبہ میکھوز) جلد دوم صفحات 1 تا 50 اور دوسرے ہانکس واسٹو عموماً آخر الذکر سے اور کبھی دونوں سے۔

ولیم ہانکس ملبری سے 12 مارچ 1607ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تیسرے سفر کے تین جہازوں میں سے ایک جہاز ”ہیکٹر“ کے کمانڈر کی حیثیت سے اور 11 نومبر 1607ء کو سورت میں اترے اور فوراً اگرہ روانہ ہو گیا۔ 18 جنوری 1612ء کو پھریڈم ٹلن کے پیرے کے ایک جہاز پر ہندوستان سے روانہ ہو گیا۔ اس کے

جشن نوروز بادشاہ کے ملنے، شاہی دربار اور جہانگیر کی روزمرہ کی زندگی کے حالات کے چشم دید اور بحیثیت مجموعی نہایت ہی معتبر ذریعہ معلومات ہیں نظام سلطنت اور عوام کے حالات کے متعلق اس کے مشاہدات کو قبول کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ بظاہر وہ سنسنی پیدا کرنے کا شائق تھا اور واقعات جو اس نے بیان کیے ہیں وہ بالکل ویسے ہی نہیں ہیں جیسے اس نے دیکھے بلکہ ان کی مضحکہ خیز نقالی ہے۔

سرہنری ملٹن

سرہنری ملٹن کی ”کانٹ آف دی سلسٹھ دی ویج سیٹ فور تھ بائی ایسٹ انڈیا کمپنی ان تھری شیش“ پر چار جلد سوم صفحات 115 تا 194 ہندوستان کے معاملات پر تیسرے جو زیادہ نہیں ہیں۔ صفحات 170 تا 185 میں ہیں ان تبصرہ کی خاص اہمیت یہ ہے کہ ان سے ہندوستان سے انگلستان کی تجارت اور انگریزوں اور یورپیوں کے تعلقات پر روشنی پڑتی۔ 24 نومبر 1640ء کو ملٹن کی مقرب خاں گورنر کجرات سے ملاقات کا بیان دلچسپ ہے۔ (صفحہ 178)

ماسٹر جوزف سال بینک

ماسٹر جوزف سال بینک کی سیاحت ہندوستان، ایران اور ترکی کے کچھ حصے اور خلیج فارس اور عرب 1609ء تا 1610ء جو سر طامس اسمتھ کو لکھ کر بھیجا گیا۔ پر چار جلد دوم صفحات 82 تا 89 میں ہے۔ سال بینک جو ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک حصہ دار تھا۔ تین مرتبہ ہندوستان آیا۔ اس کے جنرل کا ایک حصہ جو پر چار میں نقل ہوا ہے، اس میں اس کے سورت سے آگرہ کا سفر اور وہاں سے افغانستان ایران اور بغداد کا ذکر ہے۔ جن مقامات کو اس نے دیکھا ان پر اس کے مشاہدات دلچسپ ہیں مگر مبہم اس کے خطوط جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو موصول ہوئے زیادہ دلچسپ ہیں۔

ولیم فنچ

ولیم فنچ کا مشاہدات جو اس کے طویل جنرل سے پر چار جلد چہارم صفحات ۱۷۷ میں اخذ کیے گئے۔ ہندوستان کے متعلق مشاہدات صفحات 19 تا 77 میں ہیں۔ فنچ جو ہائیکس کا ہم سفر تھا۔ کچھ دنوں سورت میں ٹھہر گیا تھا اور وہاں سے آگرہ گیا۔ شمالی ہند کا اس نے وسیع دورہ کیا۔ خشکی کے راستہ وطن واپس جاتے ہوئے وہ بغداد میں فوت ہو گیا۔ شہروں قصبوں، عمارتوں اور سڑکوں کا نہایت خوبصورت بیان خصوصاً قابل قدر ہے۔ ڈی لائٹ مغل سلطنت کا جغرافیہ اسی کے بیانات پر مبنی ہے۔

فنچ کی بارہ اور ہائیوس (صفحہ 56) سلیم شاہ سور (صفحہ 35) کی تاریخیں ذرا قیاسی ہیں حال ہی کا واقعہ خسرو کی بغاوت کا بیان بہت سی غلطیوں کا حامل ہے۔ اس نے جہلا کی یہ بازاری گپ نقل کی ہے کہ قلعہ رتھمور کے قیدی دیوار کے اوپر لے جائے جاتے تھے اور انہیں دودھ کے پیالے ملا کر چٹانوں پر پٹخ دیا جاتا تھا۔ (صفحہ 38) وہ نہایت سنجیدگی سے لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اپنے تمام امرا کی موجودگی میں اقرار کیا کہ مصیبت معقول مذہب ہے اور محمد گماندہ نبی جو افسانوی ہے۔ (صفحہ 40) اس نے بادشاہ کی روزمرہ کی زندگی اور روزانہ کے دربار کا ذکر کیا ہے (صفحہ 73 تا 75) اور دکن کی جنگ کا (صفحہ 29 تا 39)۔

نکولاس دہمکلن

نکولاس دہمکلن کے لکھے ہوئے پرچاز جلد چہارم صفحات 162، 174 کا ایک انتخاب قصہ کے طور پر میرے قابل اور عوام کے اطوار اور ملک کی سراون کا حال قدر ہے۔ دوسرے سیاہوں کی دہمکلن نے بھی انگریزوں اور پورنگلیوں کے تعلقات کا ذکر کیا ہے۔

حورڈین

حورڈین کا جرنل جسے ولیم فاسٹر نے مدون کیا اور ہیکلویت سوسائٹی نے نمبر 16 سنڈیریز میں شائع کیا۔ مغربی ساحل پر انگریز تاجروں کے کاروبار، پورنگلیوں سے ان کے تعلقات، مقامی حکام کا ان سے برتاؤ اور سترہویں صدی کی دوسری دہائی میں وہ جن شہروں اور قصبوں سے ہو کر گزرا ان کے حالات کے لیے قابل قدر ہے۔

اسٹیل اینڈ کروٹھر

رچرڈ اسٹیل اور جان کروٹھر کا ایک جرنل پرچاز چہارم صفحات 266 تا 269 میں 1615-16ء میں اس کے طویل سفر اجیر سے اصفہان تک کے مشاہدات و تاثرات سے بھرپور ہے۔ شہروں، سڑکوں اور تجارت و حرفت کے متعلق تبصرے قابل قدر ہیں۔

سرماس رو

سرماس کا جرنل پرچاز چہارم صفحات 310 تا 468 میں اس سے بہت بہترین ایڈیشن ”سرماس رو کی سفارت مغل اعظم کے دربار میں“ مرتبہ ولیم فاسٹر معہ ایک تنقیدی مقدمہ، مع حواشی اور ضمیمہ جات کے جسے ہیکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ میں نے حوالے اسی ایڈیشن سے دیے ہیں۔ رد 1580ء یا 1581ء میں ایسکس کے سولہین میں پیدا ہوا اور جولائی 1598ء میں میکڈالین کالج آکسفورڈ میں داخل ہوا وہ ملکہ الزبتھ کے ذاتی پہرہ داروں میں اسکوائر بنادیا گیا اور 1605ء میں ٹائٹ کر دیا۔ شہزادہ ہنری اور ملکہ الزبتھ سے قریبی تعلقات قائم کر لیے۔ فروری 1610ء میں گئی کو جانے والی ایک سیاہوں کی جماعت کی سربراہی کی اور اسی طرف کو گئی اور سیاہوں کی جماعتوں کی سربراہی کی۔ 1614ء میں ایڈلنڈ پارلیمنٹ میں پہنچا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تحریک پر وہ جہانگیر کے دربار میں جیس اول کی نمائندگی کے لیے منتخب ہوا تاکہ وہاں کمپنی کی تحریک پر وہ جہانگیر کے دربار میں جیس اول کی نمائندگی کے لیے منتخب ہوا تاکہ وہاں کمپنی کے لیے مزید مراعات حاصل کر لے۔ چنانچہ 2 فروری 1615ء کو وہ لائن جہاز پر روانہ ہوا اور 18 ستمبر 1615ء کو سورت کے قریب سوالی روڈ پر لنگر انداز ہوا۔ 23 دسمبر 1615ء کو وہ اجیر پہنچا جو اس وقت مغل سلطنت کا مستقر تھا۔ بیماری سے صحت پا کر وہ 10 جنوری 1616ء کو دربار میں حاضر ہوا۔ اگلے ماہ نومبر تک اجیر کے دربار میں رہا اور بڑے امرا سے روابط قائم کیے۔ مگر انگلستان اور سلطنت مغلیہ کے درمیان معاہدہ حاصل کرنے کی کوشش میں ناکام رہا۔ نومبر 1616ء میں وہ بادشاہ کے ساتھ مانڈو گیا اور

وہاں 1818ء کے آخر میں احمد آباد۔ اپنی ناکامی سے مایوس ہو کر 1618ء میں دربار سے رخصت ہوا جبکہ بادشاہ آگرہ واپس ہونے والا تھا۔

رو کا بیان برہانپور میں شہزادہ پرویز کے دربار، اجیر کے شاہی دربار اور کونسل، نوروز کی تقریب، بادشاہ کے ملنے اور طریق زندگی اور اجیر سے باغ و کے سفر کے حالات بہت ہی گفت اور واضح ہے۔ جہاگیر، نور جہاں، شاہجہاں، آصف خاں وغیرہ کے متعلق اس کے اظہار خیال میں تعصب کا رنگ ہے۔ شہزادہ خرم کا اس نے بڑا لچپ حال بیان کیا ہے۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ کے متعلق اس کا بیان بہت واضح ہے اور یقیناً مبنی بر واقعہ ہے لیکن تفصیلات میں صحیح نہیں ہے۔ وہ دربار کے خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔ طاعون کے متعلق اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس وقت فارسی تحریرات میں اضافہ ہے۔ یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ رونے ہندوستان میں انگریزی تجارت کے مستقبل پر بہت روشنی ڈالتا ہے اور انگریزوں کے پورنگالیوں کے تعلقات پر لیکن وہ اپنے ذاتی مشاہدات سے الگ جن معاملات پر تبصرہ کرتا ہے۔ وہ غیر معتبر ہے۔ تاریخ کے متعلق اس کے خیالات حتیٰ کہ جہاگیر کی تخت نشینی سے پہلے کے بھی مضحکہ خیز ہیں۔

متفرق

ریورینڈ ایڈورڈ ٹیری کی سیاحت ہند کا حال جو بیشتر 1622ء میں لکھا گیا وہ 1655ء میں لندن میں شائع ہوا۔ اکثر بہت ہی اہم عبارتیں پر چاز (میک میوز) جلد چہارم صفحات ۵۳ تا ۵۴ میں دی گئی ہیں۔ میں نے عموماً 1777ء کے مطبوعہ ایڈیشن سے حوالے دیے ہیں اور کبھی کبھی پر چاز بھی۔

ٹیری 1590ء میں کینٹ کے مقام لیمہ میں ہوا۔ یکم جولائی 1608ء کو اس نے کرایسٹ چرچ آکسفورڈ سے میٹرک لیشن کیا اور 26 نومبر 1611ء کو بی اے اور 8 جولائی 1614ء کو ایم اے کر کے فردری 1616ء میں پادری کی حیثیت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہاز چارلس پر سوار ہوا اور 25 ستمبر 1616ء کو سوالی روڈ پہنچ گیا۔ اس کا تقریر متونی ڈیوینڈر جان ہال کی جگہ انگریزی سفیر کے پادری کے عہدہ پر ہو گیا۔ اور جو مارچ 1617ء میں اس نے یہ عہدہ سنبھال لیا۔ 1618ء میں وہ اپنے آقا سفیر کے ہمراہ احمد آباد کے دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ 1619ء کے شروع میں وہ انگلستان کے لیے جہاز پر روانہ ہوا اور 15 ستمبر 1619ء کو ڈاونس پہنچ گیا۔ اس نے اپنے حالات سفر لکھ کر پرنس آف ویلز کو پیش کیے اور اسے 1655ء میں شائع کر دیا۔

ٹیری کا سفر نامہ ہماری معلومات کا نہایت ہی وسیلہ ہے وہ جہاگیر کے حالات زندگی، سیرت، پالیسی، دربار کو نسل، یکمپ اور سفر کے متعلق رو کے بیانات کا ضمیر ہیں۔ 1618ء کے ہجرات کی افلوکیزا کی دبا اور دھار ستارے کے متعلق اس کا بیان فارسی تواریخ کے ضمیر کا کام دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے جزویت اور پورنگالیوں کے بھی کچھ حالات لکھے ہیں لیکن اس کے سفر نامہ کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اس نے عوام کے رواج و دستور پر روشنی ڈالی ہے۔ بد قسمتی سے اس میں وہی عیوب ہیں جو سر طامس رو کے بیانات میں اور اپنے ذاتی مشاہدات سے الگ۔ اس نے جو کچھ لکھا وہ معتبر نہیں ہے۔ ہندوستانی آئین و ادارات کے متعلق اس کا بیان اگرچہ واضح اور پڑھنے کے قابل ہے لیکن بعض اوقات نہایت متعصبانہ اور غیر منصفانہ ہے۔

کوریات

ماسٹر طامس کی کروڑی نیز تین جلدوں میں ہیں اور تیسری جلد جس میں صفحات کی نشاندہی نہیں ہے۔ اس میں اس کے ہندوستان سے موصول خطوط میں پرچاز چہارم صفحات 487۵-489 میں ایک اہم خط ہے۔ پرچاز دہم صفحات 447۵-389 میں اس کا سفر نامہ ترکی، ایشیائے کوچک اور فلسطین کی سیاحت سے متعلق ہے۔ وہ سترہویں صدی کے ہندوستان کے سیاحوں میں ایک نہایت ہی قابل انسان ہے اس کے سفر نامہ کے عنوان میں کوئی غلط منکسر مزاجی نہیں ہے لیکن جہانگیر کی سیرت کی اس نے بہت عمدہ تصویر کشی کی ہے۔

لی ڈیلاویل

جیمز ڈیلاویل کے سفر نامہ جسے ایڈورڈ گرے نے تحقیقی دیباچہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا اسے ہکویت سوسائٹی نے دو جلدوں میں شائع کیا۔ ڈیلاویل نے 1614ء میں قسطنطنیہ کا دورہ کیا اور 1616ء میں ایشیائے کوچک اور مصر کا ایران ہوتے ہوئے سفر کیا۔ مگرین کا بیان ہے کہ ”کسی نے ایران کا حال پیر ڈیلاویل سے زیادہ نہیں جانا اور نہ بیان کیا۔ فروری 1623ء میں وہ کوکن پہنچا اور ساحل ملابار کا دورہ کیا اور 1624ء کے دسمبر میں ہندوستان سے رخصت ہوا۔ ہندوستان کے متعلق ساری معلومات جلد اول میں ہیں۔ ڈیلاویل نے جن لوگوں کو دیکھا ان کے مذہبی رسوم اور رواج و دستور کو بیان کیا۔ کھمبیات میں جانوروں کے اچھالوں کا حال اس نے بہت ہی واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مغل تاریخ اور معاصر واقعات جیسے شاہجہاں کی بغاوت کا اس نے سرسری ذکر کیا ہے جو بازاری کپ پر مبنی ہے۔ مختصر اس نے دکن کے تین بادشاہوں نظام شاہ، قطب شاہ اور عادل شاہ کا ذکر کیا ہے۔ اس بات کا اکتہار ضروری ہے کہ ڈیلاویل نے جس ملک کا دورہ کیا وہیں کا لباس اختیار کیا۔

ڈی لائٹ

جان ڈی لائٹ کی کتاب ”ڈی امپریو میکسی مکالیز سائن انڈیا دیرا کیمپٹریس اے وریز اوکٹوری بس کینٹیس“ سب سے پہلے 1631ء میں الزپور نے لندن میں شائع کیا اس کا پہلا حصہ ”ڈسکرپشن انڈی“ جو فوج، رو، پراز، ٹبر، ٹنگریز، ادغیرہ کے بیانات پر مبنی ہے اس میں مغل سلطنت کا قابل قدر حال ہے۔ صوبوں اور شہروں کے حالات کا ترجمہ اسی لیے برج نے اکتوبر 1870ء اور جنوری 1871ء کے کلکتہ ریویو میں کیا۔ میں نے اس ترجمہ سے حوالے دیے ہیں۔ دوسرا حصہ جس کا عنوان ”فرہنگم ہندیا انڈی“ ہے۔ اب سترہویں صدی کے تیسری دہائی میں پرڈان بروک سورت کی ڈچ فیکٹری کے صدر نے شائع کیا۔ دی اے اسمتھ کا خیال ہے کہ فرہنگم بظاہر فارسی کی لکھی ہوئی مستند تاریخ پر مبنی ہے تاہم اس کا ترجمہ اس لیے برج نے جولائی 1873ء کے کلکتہ ریویو سے صفحات 170-200 میں کیا ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کا حال جو فرہنگم میں دیا ہے وہ درحقیقت فارسی تاریخوں کے مطابق ہے۔ خسرو کے قتل کے بارے میں اس نے جو حال لکھا ہے وہ فارسی تاریخوں میں نہیں ملتا ہے۔

جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق دوسرے یورپین سیاحوں نے جو حالات لکھے ہیں وہ تاریخی اعتبار سے قابل اعتنا نہیں ہیں۔ حسب ذیل سفر نامے صرف اس وقت کے انگریزوں اور پورنگلیوں کے تعلقات کے سلسلہ میں کارآمد ہیں۔

نکولاس ڈاونٹن

نکولاس ڈاونٹن ایک ڈھائی سوٹن کے جہاز پر فون کاکستان اور ایسٹ انڈیز کے چھٹے بحری سفر میں اسی کمپنی کے جہاز میں لفظ تھا۔ اس کے جرنل یا اس کے اقتباسات پر چار سوم صفحات 194 تا 304 میں دیے ہیں۔

دوسرے بحری سفر میں اس کے لکھے ہوئے جرنل کے اقتباسات پر چار چارم صفحات 214 تا 215 میں دیے ہیں۔

سر جیمس لنکاسٹر

سر جیمس لنکاسٹر کے بحری سفروں میں سے چوتھے سفر میں ایک روز تاجپہ تحریر کیا گیا تھا۔ سر جیمس لنکاسٹر کے چھٹے بحری سفر کا روز تاجپہ اپریل 1610ء سے جنوری 1611ء تک ہے۔

طامس لو

ایک اور روز تاجپہ اپریل 1610ء سے جنوری 1611ء تک طامس لو نے بھی لنکاسٹر کے ساتھ تحریر کیا۔

ٹھینیل مارٹنس

ٹھینیل مارٹنس کے ساتویں بحری سفر کا حال پر چار سوم صفحات 304 تا 319 میں ہے۔

کپتان سارلیس

کپتان سارلیس کے آٹھویں بحری سفر کا حال اپریل 1611ء تا نومبر 1613ء پر چار سوم صفحات 395 تا 319 میں ہے۔

ولیم نکولو

ولیم نکولو جو جہاز اسٹش میں جہزی کارکن تھا اور براہ سبورت (براہنپور) سے مچلی نیم وغیرہ تک سفر کیا۔ (1612ء) اس کی رپورٹ پر چار سوم صفحات 72 تا 82 میں ہے۔

ماسٹر طامس بیسٹ

ماسٹر طامس بیسٹ کے ایٹ انڈیا کے دسویں بحری سفر کا روزنامہ پرچاز چہارم صفحات 119 تا 147 میں ہے۔

رالف کراس

ایک اور سفر نامہ کا روزنامہ رالف کراس کا ہے جو 29 اگست 1613ء تک ہے۔

ماسٹر کوپلنڈ

اسی بحر کے چند مشاہدات ماسٹر کوپلنڈ مزر کے پرچاز چہارم صفحات 251 تا 263 میں ہیں۔

ماسٹر ایلککس و ماسٹر ڈازس ورتھ

ماسٹر ایلککس و ماسٹر ڈازس ورتھ کے بعض بیانات پرچاز چہارم صفحات 251 تا 263 میں ہے۔

کپتان والٹر مینٹن

کپتان والٹر مینٹن کے دوسرے سفر بحری کے حالات صفحات 289 تا 300 میں ہے۔

راجہ ہڈ

راجہ ہڈ کے جرنل سے ماخوذ یادداشتیں ایسا صفحات 495 تا 500 میں ہیں۔

الیکزینڈر چائلڈ

الیکزینڈر چائلڈ ایسا صفحات 502 تا 507۔

رجے ڈسوان

رجے ڈسوان کا روزنامہ پرچاز پنجم صفحات 241 تا 261 میں۔

ماسٹر سیر فریڈرک

ماسٹر سیر فریڈرک کے اٹھارہ سال کے ہندوستانی مشاہدات پرچاز دہم صفحات 88 تا 142 میں۔

کاورٹے

راہٹ کاورٹے کی "رپورٹ وغیرہ" واضح اور بے لاگ تجربات و مشاہدات کا جز ہے جن مقامات کا اس نے دورہ کیا۔ ان پر تبصرہ دلچسپ ہے پچھلے اور، معاصر سیاسی حالات کے بیان میں بہت سی غلطیاں ہیں۔

ڈی لاول

(فرنیکوے) یاٹی راو ڈی لاول کا سفر نامہ جس کی جلد دوم حصہ اول کو البرٹ گرے نے مرتب کیا اور ہیکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ اس کا کچھ حصہ پرچاز خیم صفحات 503 تا 570 میں ہے۔ مشرق کے سارے یورپین سیاحوں میں اس کا بیان سب سے زیادہ قابل مطالعہ ہے۔ ہندوستان کے کارنگروں، مناعوں اور تاجروں کی اس نے کھل کر تعریف کی ہے (صفحات 48 تا 249) اس وقت کی پرنگلی ہندوستانی تاریخ کے لیے یہ خصوصاً قابل قدر ہے۔ ہندوستان کے ان اندرونی حصوں کے متعلق جہاں وہ خود کبھی نہیں گیا۔ اس کا بیان بیشتر سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے۔ اس لیے اکثر غیر معتبر ہے۔

ڈان دوارٹ دی بنس

”ڈان دوارٹ دی بنس وائسرائے پرنگلی ہند کی کتاب قوانین، رسم و رواج مالہ تجربات اور دیگر قابل لحاظ معاملات کے متعلق“ پرچاز خیم صفحات 118 تا 189 میں پرنگلی نظام حکومت کی بہت اچھی تفصیل ہے مگر مغل سلطنت کے متعلق اس کا بیان ناقابل اعتنا ہے۔

لنس کوٹن

جہانگیر کے عہد حکومت سے ذرا پیشتر جن سیاحوں نے ہندوستان کا دورہ کیا ان میں اولین مقام کا مدعی ہالینڈ کا باشندہ جان ہیوگن وان لنس کوٹن ہے وہ 1583ء ہندوستان اور یہاں کے اندرونی حصہ کے متعلق بہت کچھ سنا۔ ہالینڈ واپس جا کر اس نے ”ایسٹ انڈیز کے بحری سفر“ کے حالات شائع کیے جن سے یورپ میں ایک سنسنی پیدا ہو گئی۔ اس کی کتاب کا 1556ء میں ترجمہ ہوا۔ میں نے ہیکلویت سوسائٹی کی اشاعت اول 170ء سے استفادہ کیا ہے اس کی کچھ عبارتیں پرچاز خیم صفحات 223 تا 317 میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ لنس کوٹن کی براہ راست معلومات صرف گوا کے متعلق ہیں۔ ہندوستان کے متعلق جو اس نے لکھا وہ سنا سنا ہے۔

رالف فنج

ہندوستان برہما وغیرہ کے اولین سیاح رالف فنج کا سفر نامہ ہے راکلی نے مرتب کیا ہے۔ بعض عبارتوں کے اقتباس پرچاز میں ہیں۔ لیکن میں نے عموماً اول الذکر ہی کے حوالے دیے ہیں۔ فنج 1585ء اکبر کے دربار میں حاضر ہوا۔ آگرہ اور فتحپور سیکری ہی اور ان کے درمیانی علاقہ کے متعلق اس کی تفصیلات دلچسپ ہیں دوسرے مقامات کے متعلق اس کا بیان ذرا تشنہ ہے۔

عہد جہانگیر کے دوسرے یورپین ہندوستانی سیاحوں کے روزنامے پورے کے پورے یا جزواً پرچاز وغیرہ میں نقل ہوئے ہیں مگر وہ اتنے بیکار ہیں کہ ان کے ذکر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کو موصولہ خطوط

ایسٹ انڈیا کمپنی کو مشرق میں ان کے ملازموں سے وصول شدہ خطوط انڈیا آفس کے رجسٹر مراسلات سے نقل کیے گئے اور وزیر ہند باجلاس کونسل کی سرپرستی میں چھ جلدوں میں شائع کیے گئے۔ یہ 17-1603ء میں موصول شدہ خطوط پر مشتمل ہیں۔

جلد نمبر	کس نے مرتب کیا	متعلق	سال اشاعت
1-	فریڈرک چارلس ڈانورس	14-1604ء	1896ء
2-	لیم فاسٹر	15-1613ء	1897ء
3-	"	1615ء	1899ء
4-	"	1616ء	1900ء
5-	"	جنوری تا جون 1617ء	1901ء
6-	"	جولائی تا دسمبر	1902ء

ہر جلد میں بہت اچھا مقدمہ اور اشاریہ ہے۔ انگلستان کی شرقی تجارت کی ابتدا اور سترہویں صدی کے اوائل میں ہندوستان کی اقتصادی تاریخ کے سلسلہ میں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ اس کے علاوہ ان سے معاصر اہم اشخاص، سیاسی اور فوجی حالات و بائنی پیاریوں وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

انگلش فیکٹریز ان انڈیا

یہی صورت حسب ذیل تین جلدوں کی بھی ہے جنہیں فاسٹر نے مرتب کیا اور وزیر ہند کے زیر اختیار شائع ہوئیں۔ 21-1618ء۔ انگلش فیکٹریز ان انڈیا۔

1620ء انگلش فیکٹریز ان انڈیا 23-1622ء

29-1624ء انگلش فیکٹریز ان انڈیا 29-1624ء

بعد کی جلدوں میں اندراجات 1665ء تک آگئے ہیں اور اس طرح شاہجہاں کا پورا عہد حکومت آگیا ہے۔

سینس بری کا کلنڈر

مسٹر اور مس سینس بری کی ایسٹ انڈیا کے کاغذات کی فہرست و لیم فاسٹر کی مرتبہ سیریز سے منسوخ ہو گئی ہے۔

ولیم میٹھولڈ

ولیم میٹھولڈ جہانگیر کے عہد حکومت میں ہندوستان آیا مگر صرف جنوب کا دورہ کیا۔

(7) بعد کے یورپین سیاح اور فیکٹر

شاہجہاں (58-1627ء) اور اورنگ زیب (1658-1717ء) کے عہد حکومت میں جو یورپین سیاح ہندوستان آئے ان کے پیشروں کی طرح شہروں، دربار، کیمپ اور فوج کے حالات اور عوام کے رسم و رواج اور سماجی اور معاشی کے حالات کے لیے قابل قدر ہیں اور یہ جیسے شروع سترہویں صدی میں تھے ویسے ہی آخر صدی تک جہانگیر کے بعد سیاحوں نے جہانگیر کے وہ حالات لکھے ہیں جو اس وقت زبان زد تھے۔

ہربرٹ

سر غلامس ہربرٹ کی ایرانی شاہی حکومت کے حالات جواب اور نٹل انڈیز اور وسیع ٹرائیڈ انفریک 1634ء میں شامل ہے۔ ہربرٹ کا سورت کا دورہ بہت ہی مختصر تھا مگر اس نے جہانگیر کا حال لکھا ہے جس کی حکومت ختم ہوئی تھی وہ بہت ہی ہوشمندانہ ہے۔

پٹرمنڈی

پٹرمنڈی کا سفر نامہ یورپ و ایشیا 67-1608ء سر رچرڈ کارناک ٹمپل نے نہایت عمدہ تشریحات و اشاریہ کے ساتھ معقول نقوش اور فہرست اسناد شامل کر کے مرتب کیا۔ اسے بحکویت سوسائٹی نے جو شائع کیا ہے اس کی دوسری جلد میں جس کا عنوان ”ایشیا کی سیاحت“ ہے ہندوستان کا حال ہے۔ پٹرمنڈی کو 1627ء کے آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی فیکٹر منتخب کیا اور 1628ء کے شروع میں وہ ہندوستان سے روانہ ہو کر ستمبر 1628ء میں سورت پہنچ گیا۔ سورت میں دو سال ملازمت کرنے کے بعد وہ کمپنی کے کام سے شمال کی طرف بھیجا گیا اور اس طرح اسے شمالی ہند کا وسیع دورہ کرنے کا موقع مل گیا۔ 1634ء میں وہ ہندوستان سے واپس ہوا۔ اگرچہ فتح پور سیکری، برہان پور، پنڈت، اجمیر وغیرہ کے جو حالات منڈی نے لکھے ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ الہ آباد میں خسرو کی قبر کا اس نے بہترین چشم دید حال لکھا ہے۔ لیکن جہانگیر کے عہد حکومت کی سیاسی تاریخ جو اس نے لکھی ہے وہ بیشتر افسانوی ہے۔

اولیاریس

اولیاریس کا سفر نامہ اگرچہ بیشتر شاہجہاں کے عہد حکومت سے متعلق ہے لیکن اس میں جہانگیر کے عہد کے بعض واقعات کا ذکر ہے مگر یہ زیادہ قابل اعتنا نہیں ہے۔

منڈلسو

جاں البرٹ ڈی منڈلسو کے بحری سیاست اور ایسٹ انڈیز سیاحت جہانگیر کے عہد حکومت کے متعلق بہت کم کارآمد ہے۔

مانٹرک

”ایٹنی نیرویڈی لاس مشنز کوئی ایل پادری سیپاشین مانٹرک“ سب سے پہلے 1649ء میں رومہ میں شائع ہوئی اور 1653ء میں دوبارہ چھپی۔ اصل ہسٹوری نسخہ بالکل نایاب ہے۔ مسز وی اے اسمتھ کا بیان ہے کہ دونوں نسخے برٹش میوزیم میں موجود ہیں اور اولین طباعت کا ایک بوڈلین میں اور دوسری اشاعت کا نسخہ آل سولس کالج لائبریری آکسفورڈ میں ہے۔ پنجاب کے متعلق ابواب کا میکلاگن نے جنرل آف پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی کی جلد اول صفحات 83، 106، 151، 152، 66 میں کیا ہے۔ دوسرے ابواب کا ترجمہ بنگال پاست اینڈ پریزنٹ کی جلد 12 و 13 میں ہے۔

برنیر

ایم فرانکوے برنیر کے سفرنامہ مغل سلطنت 68-1656ء کو آرچبالڈ کاننیل نے اردمگ براک کے ترجمہ کی بنیاد پر مرتب کیا ہے۔ یہ تمام سیاحوں کے بیانات سے جو کبھی ضبط تحریر میں آئے سب سے زیادہ قابل مطالعہ ہے۔ ہندوستانی نظم آئین کے متعلق برنیر کا تبصرہ اکثر متضمانہ ہے۔ اسے جہانگیر کی سیرت، نور جہاں کے اس پر اثر اور بادشاہ کی جڑویت مشنریوں پر نظر عنایت اور آگرہ و دہلی کا زور دار حال لکھا ہے۔

نیورنیر

جیمس بیپ ٹامیر نیورنیر، آہون کے بیروں سفرنامہ اس کا بہترین نسخہ وہ ہے جسے وی بال نے ترجمہ کر کے مقدمہ تشریحات، ضمیر جات و اشاریہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا ہے۔ نیورنیر نے 34-1631ء میں مشرق کی طرف چھ بحری سفر کیے۔ ہندوستان کا اس نے پانچ مرتبہ دورہ کیا۔ یعنی 1641ء، 1645ء، 1651ء، 1657ء اور 1664ء میں اس کے سفرنامہ کی خاص اہمیت، قصبوں، شہروں اور تجارت کے معاصر حالات اور خاص کر بیروں کی تجارت کے متعلق ہے۔ پہلی جلد کے دوسرے حصہ میں تاریخی حالات بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ناکام رہی۔

تھیونٹ

موسیو ڈی تھونٹ کالیوانٹ کا سفرنامہ تین حصوں میں جو 1686ء میں انگریزی میں ترجمہ کیا گیا پہلے اور دوسرے حصہ میں تھیونٹ کے یورپ، ترکی اور ایران کی سیاحت کا حال ہے۔ تیسرا حصہ جو 200 صفحات کا ہے۔ ایسٹ انڈیز کے حالات پر مشتمل ہے۔ تھیونٹ کا مقصد محض سیاحت تھا اور اس کے سفر میں کوئی خفیہ ارادہ نہیں شامل تھا۔ وہ اپنے حالات سفر 8 نومبر 1667ء تک لکھتا رہا جبکہ ایشیائے کوچک کے بارے سے تقریباً تین لیگ کے فاصلہ پر میانا میں اس کا انتقال ہوا۔ مشرق کے یورپین سیاحوں میں اس کی تحریر سب سے زیادہ معلوماتی ہے اور خاص کر شہروں، قصبوں، بندرگاہوں، محاصل، نظم و نسق کے انتظامات اور مالیہ کے حالات کے بارے میں قابل قدر ہے۔

باورے

طامس باورے کے مصنفہ خلیج بنگال کے گرد کے ممالک جغرافیائی حالات 1669-79ء سے سررچہ ڈکارناک ٹمپل نے مقدمہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا۔ ہکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ اس تصنیف کی نوعیت اور اہمیت اس کے عنوان سے ظاہر ہے۔

فراہیہ

جان فراہی کی نو سال 1672-81ء کی ایسٹ انڈیا اور ایران کی سیاحت کے جدید حالات اسے ولیم کروک نے مقدمہ تشریحات اور اشاریہ کے ساتھ مرتب کیا اور ہکلویت سوسائٹی نے شائع کیا۔ مقامات کے حالات کے سوا یہ کتاب جہانگیر کے عہد کے حالات کے سلسلہ میں ناکارہ ہے۔

منومشی

نکولا منومشی کی ڈوموگریا مغفل سلطنت کی کہانی (1653-1708ء) اسے ولیم ارون نے نہایت عمدہ اسلوب چار جلدوں میں ترجمہ اور ترتیب دیا اور جان مرے لندن نے انڈیا ٹکسٹ سپر پز میں بہ نگرانی رائل ایشیاٹک سوسائٹی شائع کیا۔ اس ایڈیشن نے کائزوا کے نامکمل اور غلط ملط تصنیف کی تصحیح کر دی۔ پہلی جلد میں شہزادہ سلیم کا حال ہے۔ (صفحہ 131) جہانگیر کی حکومت (صفحات 157) (178)، نور جہاں کا حال (صفحات 161، 164) اور بلاتی کا صفحات (179) (181) تاریخی اعتبار سے یہ سب تقریباً بالکل ناکارہ ہے۔

(8) حال کی تواریخ

(الف) بنیادی اہمیت کی

1۔ انگریزی

میکالیف

میکس آر تھر میکالیف کی سکھ مذہب اس کے گرد اور کتب مقدسہ چھ جلدوں میں اس کتاب کا مقصد سکھ مذہب یا سکھ تاریخ کی تنقیدی تشریح نہیں ہے۔ اس میں صرف سکھ کتب مقدسہ اور روایات کا بہت عمدہ انگریزی بیان ہے۔ اس صورت میں اس کا شمار بنیادی سند کی حیثیت سے ہے۔ تیسری جلد ادبی گرنٹھ کے مصنف پانچویں گرہارجن کے حالات زندگی اور تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جہانگیر کے ہاتھ سے اس کی موت کا حال سکھوں کے نقطہ نظر سے بیان کیا ہے اور افسانوی رنگ کا ہے۔

ٹاؤ

لغت کرنل جیمس ٹاؤ کی اٹلس اینڈ اینٹی کوی ٹیز آف راجستھان یا ہندوستان کی مرکزی راجپوت ریاست دو جلدوں میں۔ اس کا سب سے اچھا اور تازہ ترین نسخہ وہ ہے جسے جارج روج اینڈ سنز لمیٹڈ لندن نے شائع کیا۔ میں نے اسی نسخہ سے حوالے دیے ہیں۔

ٹاؤ نے مینہ طور پر اس تصنیف کو مستقبل کے مورخین کے لیے وافر مواد کے مجموعہ کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس صورت میں اس کا شمار بنیادی سند کی حیثیت سے ہو گا۔ اس نے ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد کے حالات واقعات کاراجپوت نقطہ نظر دیا ہے۔ اس کے واقعات اور تاریخیں اکثر غلط ہیں مگر بیشتر اس نے ایسی معلومات دی ہیں جو کہیں اور نہیں ملتی ہیں جہا تکیر کی راجپوتوں سے لڑائیوں اور راجپوتوں سے تعلقات کے علاوہ اس نے خسرو کی بغاوت اور مہابت خاں کی یورش کا حال بھی لکھا ہے۔

ٹیسٹ ٹوری

اہل بی ٹیسٹ ٹوری کی رپورٹ آن سنہار یگل اینڈ بارڈک سر دے آف راجپوتانہ میں ضمتا بعض قابل قدر تاریخی معلومات فراہم کی گئیں۔

جرنل آف بنگال ایشیاٹک سوسائٹی جلد 15، 1919ء نمبر ۱ میں اعلیٰ پھلودی کھیات کی چھ عبارتیں مع انگریزی ترجمہ کے دی گئی ہیں جن میں جہا تکیر کی نور جہاں سے ابتدائی محبت شیر انگن کی موت کے حالات، خسرو کے قتل اور شاہجہاں کی بغاوت کے حالات دیے گئے ہیں۔

ڈف

جیمس گرانٹ ڈف کی ہسٹری آف مراٹھا تین جلدوں میں۔ چونکہ مصنف نے جس اعلیٰ مخطوطہ سے مدد لی وہ کم ہو گیا ہے اس لیے اس کو جزوی طور پر بنیادی سند کی حیثیت حاصل ہے۔ میں نے آرکیئر اینڈ کو کلکتہ 1912ء کا مطبوعہ نسخہ استعمال کیا ہے۔ پہلی جلد کے دوسرے باب میں جہا تکیر کے عہد کی دکن کی مختصر تاریخ وکٹی نقطہ نظر سے دی گئی ہے۔

2۔ ہندی

ہیرنبو

کوریاج سائیل داس کی تاریخ راجپوتانہ فارسی تواریخ اور شعری ادب سے ماخوذ۔ اسے او دیپور دربار کے حکم سے تصنیف کیا گیا تھا اور پھر یہ ضبط بھی ہو گئی۔ یہ نہایت ہی گراں قدر اہمیت کی تصنیف ہے۔ میں نے ایک مخطوطہ نسخہ کو استعمال کیا جو مجھے جو دھپور میں ملا۔ اس کا ایک نسخہ کاشی ناگری پر چارنی سہا بنارس کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ جہا تکیر کے عہد حکومت کے حالات کے حصہ میں بہت سی نئی معلومات ہیں۔

جہانگیر نامہ

یہ فشی دہی پر شاد جود چوری کا توڑک جہانگیری کا ہندی ترجمہ ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں راجپوت ناموں اور مقاموں کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔

(ب) عام

1۔ انگریزی

گلیڈون

تاریخ ہندوستان بہ عہد جہانگیر، شاہجہاں و اورنگ زیب معضفہ فرانسس گلیڈون جلد اول (صرف یہی جلد شائع ہوئی) کلکتہ 1788ء۔

یہ کتاب خاص کر تاثر جہانگیری پر مبنی ہے جس کا یہ دراصل معقول خلاصہ ہے۔ کچھ مدد جہانگیر روزنامہ سے بھی لی گئی ہے۔ پہلے بارہ صفحات اکبر کے عہد میں سلطان سلیم کے متعلق خاص واقعات کے سلسلہ میں شہزادہ سلیم کی بغاوت کا مختصر حال ہے۔ کتاب کے باقی حصہ میں غازی توارخ کے بے ترتیب اور بے اصولی حالات جہانگیر کے عہد حکومت کے ہیں۔ بد قسمتی سے اب یہ نایاب ہیں۔

الفنشن

الفنشن کی ہسٹری آف انڈیا۔ اس کی دسویں جلد میں جہانگیر کے متعلق باب غانی خاں، پرائس کی جہانگیر کے عہد حکومت کا بہترین مختصر حال ہے۔ میں نے حوالے اس کے ساتویں ایڈیشن سے دیے ہیں جس میں ای بی کاویل کی تشریحات اور اضافے ہیں اس میں جہانگیر کے متعلق باب 550-574 صفحات میں ہے۔

دی اے اسمتھ

دی اے اسمتھ کی آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا صفحات 375-391۔ جامع مگر غیر ہمدردانہ

لین پول

ایسٹنی لین پول کی میڈیول انڈیا سٹوری آف پنشنز سیریز میں صفحات 289-320 شائد مگر ناقص۔

کنیڈی

کنیڈی کی ہسٹری آف دی گریٹ مغل جلد دوم میں صفحات 1-33 جہانگیر کے حالات پر مشتمل ہے۔ قابل مطالعہ مگر غیر علمی۔

کین

جی ایچ کین کی ہسٹری آف انڈیا۔ ترمیم شدہ ایڈیشن۔ کافی معقول مختصر حال۔

ہولڈن

ہولڈن کی مغل ایمپائرس ہندوستان۔ جہانگیر کا حال صفحات 207 تا 269 میں ہے۔ مہدیانہ تصنیف ہے۔

داؤ

لفٹ کرنیل الیکزیندر داؤ کی ہسٹری آف ہندوستان میں جلد سوم کے صفحات ۱۱۳ تا ۱۱۴ میں جہانگیر کا حال ہے۔ افسانوی اور جھوٹی کہانیوں سے بھرا ہوا۔ مصنف نے جہانگیر سے شادی سے قبل کی نور جہاں کی زندگی کا بہت ہی شوخ مگر قطعی غیر معتبر حال ہے۔

لطیف

سید عبد اللطیف کی حسب ذیل تین کتابوں میں شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت کا مختصر مگر غیر ماخذانہ حال دیا ہے۔

- 1۔ آگرہ، ہسٹریکل اینڈ ڈسکرپٹیو
- 2۔ دی ہسٹری آف دی پنجاب
- 3۔ لاہور، مائس مسودی آر کی ٹیکر، رنیز اینڈ اینٹی کوی نیز

دھیلر

جے ٹالیو انیر، ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم حصہ اول باب پنجم صفحات 191 تا 250 پر بین سیاحوں کی گپ باز یوں پر مبنی ہے۔ پوری کتاب انتہائی جہالت، غیر معقولیت، تعصب اور بے اصولی قیاسات سے بھری ہے۔ مصنف میں ناقذانہ صلاحیت مطلق نہ تھی اور با اصول تاریخی تحقیق سے نااہل تھا۔

2۔ اردو

ذکاء اللہ

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ ہندوستان اردو آٹھ جلدوں میں چھپی۔ چھٹی جلد جہانگیر کے عہد حکومت کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور 300 صفحات میں ہے۔ بد قسمتی سے مصنف نے جہانگیر کے روزناموں کے مختلف نسخوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا ہے اور وافر یورپین ماخذ سے بہت کم مدد لی ہے۔

(ج) خاص

1۔ انگریزی

وان نویر

دی ایمپیریا اکبر۔ سولہویں صدی کی ہندوستان کی تاریخ میں ایک امدادی حصہ مصنفہ فریڈرک آکسل کاؤنٹ آف نویر جیسے لپنے ایس پورج نے ترجمہ کیا اور کچھ حصہ کی نظر ثانی کی۔ جلد دوم دفعہ 5 باب سوم صفحات 367 تا 404 سلیم کی بغاوت اور ابو الفضل کے قتل کے متعلق اور باب چہارم صفحات 405 تا 425 اکبر کے انتقال کے متعلق وان نویر نے (بابہ کہنا چاہئے اس کے مدون ڈاکٹر بچولڈ نے) سلیم کی بغاوت کے جو اسباب لکھے ہیں وہ غلط ہیں۔

وی اے اسمتھ

وی اے اسمتھ کی اکبر دی گریٹ مغل کا گیارہواں باب صفحات 301 تا 325 سلیم کی بغاوت اور اکبر کی زندگی کے آخری دن اور انتقال کے متعلق مصنف نے جزویہ وسائل شہادت کی تنقیدی جانچ کر کے استعمال کیا ہے۔ اکبر کے متعلق ہندوستان کی دوسری حال کی تاریخوں اور مضامین میں سلیم کی بغاوت کا حال اس قدر مختصر ہے کہ ذکر کے قابل نہیں ہے۔

کننگڈوپراسٹیس

اے ہسٹری آف مراٹھا پیپل مصنفہ کننگڈوپراسٹیس جلد اول میں جہانگیر کے عہد کے دکن کی مختصر تاریخ ہے۔

رانا ڈے

ایم جی رانا ڈے کی رانی آف مراٹھا پاور جلد اول پوری شائع ہو گئی ہے سترہویں صدی میں مراٹھا اقتدار کے وسائل کا بڑا ہوشمندانہ اور عمیق مطالعہ ہے۔

گریبل

جے ڈی بی گریبل کی تاریخ دکن، مطبوعہ لوزک اینڈ کو 1896ء پبشر الیٹ وڈاوس کی تاریخ اور سبھی گزنیئر پر مبنی ہے۔ جہانگیر کے عہد حکومت کے حالات دکن کی تھلہ نظر سے لکھے گئے ہیں۔

ہیک

ہیک کی ہسٹریکل لینڈ مارکس ان دی دکن میں قلعوں اور ان کی تاریخوں کا دلچسپ حال ہے۔

پوکسن

پوکسن کی ہسٹری آف دی ہند یلاز بیشر لال کی محتر پر کاش پر جنی ہے۔ یہ کتاب اب تالیف ہے۔

ہولڈیج

سر طامس ہولڈیج کی کنیش آف اٹلیا شمال مشرقی سرحد کی شورشوں کے بارے میں قابل قدر ہے۔ اس میں افغانستان اور بلوچستان کا جغرافیائی نقشہ بھی ہے۔

رلورنی

میجر رلورنی کی نوٹس آن افغانستان جہا نگیر کے عہد میں افغانستان کی تاریخ کے لیے قابل قدر ہے۔

مورلینڈ

مورلینڈ کی اٹلیا ایٹ دی ڈیجھ آف اکبر سترہویں صدی میں ہندوستان کی معاشی حالت کا تنقیدی جائزہ ہے جو آئین اکبری اور معاصر یورپین تواریخ پر جنی ہے۔ محلوں کے بارے میں اس کا رویہ ذرا متعصبانہ ہے۔ اس کی تفصیلی تنقید کیلئے دیکھو میرا مضمون ماڈرن ریویو جنوری 1931ء۔

لا

زیندر تاحہ لاکے پر موشن آف لرننگ ڈیورنگ محزن ردل (بائی محزن) مطبوعہ لاہک مین گرین اینڈ کو 1916ء صفحات 173-180 جہا نگیر کی علوم کی قدر دانی اور ترقی کی کوششوں کا ذکر ہے۔

اردن

ولیم اردن کی آرمی انڈین مغلش آف آرگنائزیشن اینڈ ایڈمنسٹریشن (مطبوعہ لوزک 1903) آئین اکبری اور متعدد فارسی تواریخ پر جنی ہے۔ جو عہد مغلیہ کے آخری زمانہ میں لکھی گئی۔ یہ بڑی عالمانہ کتاب ہے جس میں مغل فوج کا نہایت صحیح حال ہے۔ جہاں تک فارسی مستند تواریخ سے مل سکا۔

طامس

ہندوستان مغل سلطنت کے مابلی دساکل 1593ء سے 1707ء تک یہ ایڈورڈ طامس کی تاریخ کا تتمہ ہے مصنف نے جو نتائج نکالے ہیں وہ ناقص اسناد پر جنی ہیں۔

بلو کمین

بلو کمین کی لاپوز آف گرینڈز آف دی مغل ایمپائر ان اکبرس رین جو اس کے آئین اکبری کے انگریزی ترجمہ کے صفحات 357-358 سے ماخوذ ہے اور بیشر تاثر الاسرا پر جنی ہے۔ جہا نگیر کے عہد کے

کئی امر اکا بھی مختصر تذکرہ ہے۔

نیل

ٹی ڈبلیو نیل کی اور نیٹل پیا گرٹیکل ڈکشنری مر جہ ایچ جی کین مطبوعہ ایلن اینڈ کو 1894ء سند کی حیثیت سے یہ بہت کار آمد ہے لیکن حالات بہت ہی مختصر ہیں اور غلطیاں بہت ہیں۔

ہیمبر

ہمبر کی ٹریڈو آف اے جرنی قہر واپر پراونسز آف انڈیا فرام کلکتہ ٹو بمبئی 25-1824ء میں تین جلدوں میں۔ انیسویں صدی کے آغاز کے حالات اور باقی تاریخی یادگاروں کے حالات کے متعلق قابل قدر ہے۔

امپیریل گزیٹر

میں نے امپیریل پراونشل اور ڈسٹرکٹ گزیٹروں کا جغرافیائی حالات کے لیے آزادی سے استعمال کیا ہے جس کے لیے وہ بہت ہی بیش قیمت ہیں، گزیٹروں کے تاریخی حصوں کے مطالعہ میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

کین

دیگر حال کی اسناد تاریخی میں سے آگرہ، دہلی الہ آباد، لکھنؤ بنارس وغیرہ کے متعلق کین کے کتابچوں سے استفادہ کیا ہے۔

مرے

مرے کی ہینڈ بک فار بنگال ایڈیشن 1882ء۔

ٹمپل

سر آر ٹمپل کی حیدر آباد، کشمیر اسکیم، اینڈ نیپال، دو جلدوں میں مطبوعہ امین اینڈ کونڈن 1887ء

الفنشن

الفنشن کی کاہل

2۔ بنگالی

بہرجی

راکھیل داس بہرجی کی ہسٹری آف بنگال دو جلدوں میں بنگالی۔ اس میں بہت کم معلومات ہیں۔

رائے

چندر رائے کی ہسٹری آف مرشد آباد دو جلدوں میں بنگالی۔ اس میں بنگال میں عثمان کی شورش کے متعلق کچھ نئی معلومات ہیں۔

3۔ اردو

ذکاء اللہ

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ ہندوستان اردو جلد ہفتم شاہجہاں کے عہد کے متعلق ہے۔ اس میں شاہجہاں کے نقطہ نظر سے جہانگیر کے بعض واقعات پر تبصرہ ہے۔

آزاد

مولانا محمد حسین آزاد کی دربار اکبری میں بھی اکبر کے ممتاز امرا کے حالات زندگی ہیں جو جہانگیر کے عہد تک زندہ رہے تھے۔

4۔ ہندی

رام ناتھ رتنو

رام ناتھ رتنو نے اپنی راجپوتوں کی تاریخ میں بعض باتیں ناڈ سے زیادہ لکھی ہیں۔ یہ کتاب اب نااب ہے۔ مصنف کی ناوقت وفات سے علمی دنیا کا بڑا نقصان ہوا۔

سوریہ مل

سوریہ مل کی نیشا بھاسکر جو بوندی کی دستاویز سے انیسویں صدی میں لکھی گئی اس میں جہانگیر کے عہد حکومت کے واقعات کا سرسری ذکر ہے۔

مجارام مہتہ

مجارام مہتہ کی پرکرمی مادارو میں بیشتر بنشاسکر سے ماداداد کے حالات زندگی دیے ہیں اس میں جہانگیر کے عہد کے خاص خاص واقعات کا بھی مختصر تذکرہ ہے۔

(9) فن تعمیر و نقاش

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی رپورٹیں

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں نیو سریز 87-1871ء۔
مرتبہ سر الیکزینڈر کننگہم

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کی سالانہ رپورٹیں۔ نیو سریز 3-1902ء سے آج تک
مرتبہ سر جے ایچ مارشل

ای ڈبلیو اسمتھ

ای ڈبلیو اسمتھ کی مغل آرکیٹیکچر آف فتحپور سیکری چار جلدوں میں حالات و تصاویر، گورنمنٹ پریس الہ آباد۔ 8-1894ء۔
آگرہ کے قریب سکندریہ میں اکبر کا مقبرہ ای ڈبلیو اسمتھ کی تفصیل و تصویر مطبوعہ گورنمنٹ پریس
الہ آباد 1909ء۔

فرگوسن

ہسٹری آف انڈین اینڈ اینٹرن آرکیٹیکچر معنفہ جیمس فرگوسن جیس بر جس ریٹی سپار نے نظر ثانی
کر کے مرتب کیا اور اضافے کیے۔ شائع کردہ جان مرے لندن 1910ء۔

ہاول

اے جی ہاول کی انڈین

وی اے اسمتھ

وی اے اسمتھ کی اے ہسٹری آف فائن آرٹ انڈیا اینڈ سیلون مطبوعہ کلارڈن پریس آکسفورڈ
1911ء۔
اوپر لکھی ہوئی کتابوں اور نیز جرنل آف انڈین آرٹ اینڈ انٹرنری میں سترہویں صدی کے اہم

اشخاص کے حالات اور اہم واقعات کی تصویر کشی ہے۔ اس طرح کی بہت سی تصویریں مہاراجہ بتار س د جودھ پور کے کتب خانوں اور نیز خدابخش کی اور نیٹل لائبریری پٹنہ میں اور قلعہ دہلی کے عجائب خانہ میں دہلی کے لالہ سری رام کے پاس محفوظ ہیں اور یقیناً اکثر لوگوں کے ذاتی سرمایہ میں ہوں گی۔

(10) ادبی تصانیف

1۔ فارسی

جہانگیر کے عہد کے بہت سے شعر اکا کلام مخطوطہ شکل میں ایشیا ٹیک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ میں محفوظ ہیں۔ ابھی تک ان کا عام جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ سلیم کی خوبصورتی کی تعریف میں عربی کا قصیدہ جس کا جہانگیر پر بہت اثر ہوا چھپ گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا چاہئے کہ خدابخش لائبریری بائگی پور میں ممتاز خطاط میر علی کا مصور نسخہ حاجی کی یوسف زلیخا کا موجود ہے جس کے جہانگیر نے ایک ہزار مہر طلائی دیے تھے۔ اس لائبریری میں دیوان حافظ کا وہ نسخہ بھی ہے جس سے جہانگیر فال لیا کرتا اور اس کے حاشیہ پر جہانگیر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تشریحات ہیں۔

فرہنگ جہانگیری جو علی درجہ کی فارسی لغت اور جہانگیر کے عہد سے تصنیف کی گئی تھی وہ تالیف نہیں ہے۔ اس کا نسخہ مہاراجہ بتار س کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

آثار رحیمی کے علاوہ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے عبدالنبی فخر المانی کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جس نے اپنا میخانہ جہانگیر کے عہد میں لکھا۔ اس میں بعض معاصر شعر اکا نہایت دلچسپ حال ہے۔

جہانگیر ہی کے عہد میں امین رازی نے ہفت اقلیم سوانح تالیف کی۔ شعر اکا کے متعلق اس کے نوشتہ حالات قابل قدر اور معتبر ہیں۔

2۔ ہندی

شیو سنگھ سین گار

شیو سنگھ گار نے قرون وسطی کے ہندی شعر اکا ایک جائزہ تصنیف کیا جس میں ان کے حالات زندگی اور نمونہ کلام ہیں۔ یہ کتاب اب تالیف ہے۔

گریرسن

سرجی گریرسن کی دور نیٹل لٹریچر آف ہندوستان میں بھی یہی حالات ہیں اگرچہ زیادہ ناقدانہ شکل میں۔

مصر ابرادران

ان دونوں کتابوں کو مصر ابرادران کے تین جلدوں میں ہندی لٹریچر کے جامع جائزہ نے منسوخ کر دیا۔ اسے ہندی گرنٹھ پر سارک ہندی کھنڈوانے شائع کیا ہے۔

ہندی مخطوطات کی تلاش کی رپورٹیں

کاشی تاگری سبھا کی ہندی مخطوطات کی رپورٹوں میں بہت سا غیر استعمال شدہ ذخیرہ ہے۔

3۔ بنگالی

دینیش چندر سین

دینیش چندر سین کی ہسٹری آف بنگال لائبریری اینڈ لٹریچر۔ یہ مغل عہد میں بنگال کی ذہنی صورت حال پر انگریزی میں معیاری کتاب ہے۔

